مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ (ابوداؤد)

جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اس کو جلدی کرنی چاہئے

مُعَلِّمُ الحُجَّاج

مؤلف

مولانا قاری سعید احمد صاحب رحمہ اللہ

مفتی مظاہر العلوم سہارن پور

مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْیَتَعَجَّلْ (ابوداؤد)

جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اس کو جلدی کرنی چاہیے

مُعلّمِ الحُجّاج

مؤلف

مولانا قاری سعید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مفتی مظاہر العلوم سہارنپور

ناشر

GABA

گابا سنز اردو منزل، اردو بازار، کراچی

فون نمبر: ۰۲۱-۳۲۶۳۶۵۶۵-۳۲۶۲۸۲۶۶

فہرست

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم
لَبَّیۡکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ. لَبَّیۡکَ لَاشَرِیۡکَ لَکَ لَبَّیۡکَ
اِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَةَ لَکَ وَالۡمُلۡکَ لَاشَرِیۡکَ لَکَ

ضمیمہ معلّم الحجاج یعنی حج کے پانچ دن

قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش سے جب حاجی روانہ ہوتا ہے تو یلملم پہاڑی تک اس کے اوپر حج کے کوئی احکامات جاری نہیں ہوتے۔ یلملم کے بعد سے حج کے احکامات جاری ہوتے ہیں جو کہ مکہ معظّمہ سے تقریباً تیس میل پر ہے، جو بھی اس پہاڑی سے گزرے اسے یہاں سے عمرہ کا احرام باندھنا، واجب ہے، اگر سیدھے مدینہ منورہ جانے کا خیال ہو تب تو احرام نہ باندھیں، یہ احرام مکہ معظّمہ تک بندھا رہے گا۔ مکہ معظّمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف کریں، اس کے بعد سعی (صفا مروہ) کریں، سعی سے فارغ ہو کر اپنا سر منڈ والیں، بس اب آپ عمرہ سے فارغ ہیں۔ احرام کھل گیا، نمازیں پڑھیں، جماعت کا خاص خیال رکھیں، کثرت سے طواف کریں، ۸/ ذی الحجہ کو پھر آپ کو حج کے لئے احرام باندھنا ہے۔

۱۔ پہلا دن:

۸/ ذی الحجہ کی شب میں غسل وغیرہ کر کے خوشبو[1] لگا کر احرام باندھ کر مسجد حرام یعنی بیت اللہ شریف میں آئیں، اگر سہولت ہو تو طواف بھی کریں، ورنہ دو رکعت نماز واجب الطّواف پڑھیں۔ اس کے بعد احرام کے دو رکعت نفل پڑھیں اس طرح نیت کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ.

اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما دے اور قبول فرما لے۔
اگر سعی پہلے کرنا چاہیں تو احرام کے بعد دوبارہ رمل اور اضطباع کے ساتھ طواف کریں مگر

[1] لیکن کپڑوں پر ایسی خوشبو نہ لگائیں جس کا جسم باقی رہے۔

طواف زیارت کے بعد سعی کرنا افضل ہے۔ طواف وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد طلوع آفتاب کے بعد مکہ معظّمہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوجائیں گے، منیٰ میں پہنچ کر پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر پڑھیں۔

۲۔ دوسرا دن:

۹/ ذی الحجہ کی صبح کو بعد نماز فجر طلوع آفتاب کا انتظار کریں، نیز فجر کی نماز اُجالا جب ہو جائے تب پڑھیں، جب کچھ دھوپ نکل آئے تو سکون اور اطمینان کے ساتھ تلبیہ یعنی ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ. لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ'' پڑھتے ہوئے عرفات روانہ ہوجائیں، درود شریف، ذکر الٰہی اور تلبیہ کی کثرت رکھیں۔ طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ سے روانگی عرفات خلاف سنت ہے، عرفات پہنچ کر سوائے ''وادیٔ عرنہ'' کے جہاں چاہیں قیام کریں۔ جبل رحمت کے قریب قیام کرنا افضل ہے، زوال کے بعد وقوف عرفات یعنی حج کا وقت شروع ہوجاتا ہے اس وقت عرفات ہی میں آپ کو رہنا ضروری ہے۔ زوال سے پہلے غسل کرنا افضل ہے، غسل نہ کرسکیں تو صرف وضو کرلیں اور پھر یہ دعا بار بار پڑھیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلْحَمْدُلِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان عرفہ کے بعد زوال میدان عرفات میں قبلہ رخ ہوکر ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' سو مرتبہ اور ﴿قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ﴾ پوری سورت سو مرتبہ اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ'' مَّجِیْدٌ'' سو مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کرکے فرمائیں گے کہ اس بندہ کی کیا جزا ہے جس نے میری تسبیح وتہلیل و تکبیر وتعظیم وتعریف وثنا کی اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا؟ اے گرشتو! گواہ رہو کہ میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت قبول کی اور اگر وہ اہل عرفات کے لئے بھی شفاعت کرتا تو میں قبول کرتا۔

عرفات میں نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ شام تک دعا استغفار کرتے رہیں،

عرفات کا مبارک وقت اور مبارک دن بار بار نصیب نہیں ہوتا اس محدود وقت کا نام ''حج'' ہے۔ تجلیات و برکات کے اس پرنور دن کو غفلت و لاپرواہی سے نہ گزارنا چاہئے، دل و دماغ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان عظمت و کبریائی کا تصور قائم کر کے تلاوت قرآن مجید، کثرت درود شریف و تلبیہ (لَبَّیْک) اور ذکر و فکر میں اپنا سارا وقت شام تک اسی طرح صرف کریں اور اپنے اقارب و اعزہ واحباب و متعلقین اور تمام مسلمانوں کے لئے بھی دعا کریں، قبولیت دعا کا یہ عجیب وقت ہوتا ہے، میدان عرفات میں اس دن جو بھی دعا مانگی جائے وہ ان شاء اللہ قبول ہوگی۔

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ روانہ ہوجائیں اور اگر غروب آفتاب سے پہلے مزدلفہ روانہ ہوگئے تو دم دینا واجب ہوگا۔ مگر مغرب کی نماز عرفات میں نہ پڑھیں بلکہ مزدلفہ میں پہنچ کر عشا کے وقت مغرب وعشا دونوں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت اور نفل نہ پڑھیں بلکہ مغرب وعشا کی سنت اور وتر عشا کی نماز کے بعد حسب ترتیب پڑھیں، اس کے لئے امام اور جماعت شرط نہیں۔ مزدلفہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نماز مغرب وعشا ملا کر یا علیحدہ پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ پڑھنی ہوگی، اگر راستہ میں اتنی دیر ہوجائے کہ طلوع فجر کا اندیشہ ہو تو مغرب وعشا راستہ میں پڑھ سکتے ہیں، اگر مغرب کے وقت مزدلفہ پہنچ جائیں تو تب بھی نماز مغرب عشا کے وقت سے پہلے نہ پڑھیں۔

مزدلفہ کی رات برکات وانوار کی رات ہے جس قدر بھی ممکن ہو غنیمت سمجھ کر عبادت و ذکر الٰہی میں تمام رات مصروف رہیں۔ علما کے نزدیک یہ رات شب قدر اور شب جمعہ سے بھی افضل ہے، اس رات کا مزدلفہ میں گزارنا سنت مؤکدہ ہے، طلوع فجر کے وقت سے وقوف مزدلفہ کا وقت ہے، اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، طلوع آفتاب تک یہاں دعا اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنا مسنون ہے، وقوف مزدلفہ واجب ہے، خواہ تھوڑی سی دیر کے لئے کیوں نہ ہو، بلا عذر طلوع فجر سے پہلے روانگی یا طلوع آفتاب کے بعد مزدلفہ پہنچنے میں دم دینا واجب ہوگا۔ مزدلفہ میں ہر جگہ ٹھہر سکتے ہیں مگر ''مشعر حرام'' کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔ طلوع آفتاب سے کچھ پہلے سکون کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہوجائیں، منیٰ میں رمیٔ جمار (کنکری مارنا)۔ کے لئے مزدلفہ سے سَتّر (۷۰) کنکریاں بھی چنے کے برابر اپنے ساتھ لے جائیں۔

۳۔ تیسرا دن:

دس تاریخ کو منیٰ میں سب سے پہلے پہنچ کر صرف جمرۃ الآخر کی رمی کریں۔ طریقہ یہ ہے کہ جمرہ کے سامنے کھڑے ہو کر داہنے ہاتھ سے پے در پے سات کنکریاں ماریں اور ہر دفعہ یہ دعا پڑھیں: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطٰنِ وَ رَضًى لِلرَّحْمٰنِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَ سَعْيًا مَّشْكُوْرًا۔

جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر سب سے پہلے قربانی کر کے سر منڈوا کر یا بال کترا کر احرام کھول ڈالیں۔ قربانی مُتَمَتِّعْ اور قارن پر کرنا واجب ہے، مفرور پر مستحب ہے۔

۱۰/ ذی الحجہ کو طواف زیارت کرنا افضل ہے اگر نہ ہو سکے تو گیارہ، بارہ کو کرلیں۔ یہ طواف حج کا آخری رکن اور فرض ہے، بال کٹوا لینے کے بعد ہر وہ چیز سوائے عورت کے جو احرام کی وجہ سے منع تھی جائز ہوگئی، عورت طواف زیارت کے بعد حلال ہوگی۔ اگر پہلے سعی نہ کی ہو تو سعی بھی کرلیں اور منیٰ واپس آجائیں، منیٰ میں رات گزارنا ضروری ہے۔ طواف زیارت ۱۲/ ذی الحجہ کی تاریخ کو غروب آفتاب سے قبل کرنا ضروری ہے۔

"ایام نحر" قربانی کے تین دن میں اگر طواف زیارت نہ کیا تو دم دینا ہوگا اور طواف زیارت بھی کرنا ہوگا۔ پہلے دن جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت فجر سے اگلے دن کی فجر تک ہے مگر مسنون اور افضل یہی ہے کہ رمی جمار (شیطان کو کنکری مارنا) طلوع آفتاب کے بعد اور زوال سے پہلے ہو۔ کمزور و ناتواں اور پردہ نشین مستورات کے لئے تاخیر رمی میں کوئی حرج نہیں ورنہ بلا عذر رات کو رمی جمار مکروہ ہے۔

۴۔ چوتھا اور پانچواں دن

۱۱،۱۲ ذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں شیطانوں پر کنکریاں ماریں، پہلے جمرۂ اولیٰ (چھوٹا شیطان) پھر جمرۂ وسطیٰ (درمیانی شیطان) پھر جمرۂ عقبہ (بڑا شیطان) کی رمی کریں اور ہر کنکری کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَر والی پوری دعا پڑھیں۔ ۱۲/ تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے بلا کراہت منیٰ سے مکہ معظمہ آسکتے ہیں۔ غروب آفتاب کے بعد آنا مکروہ ہے، اگر ۱۳/ تاریخ کی صبح کو آپ منیٰ میں ہوں تو پھر بغیر رمی کے آنا جائز نہیں۔ تینوں شیطانوں پر زوال کے بعد کنکریاں

ماریں۔اب اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہوئے مکہ معظّمہ آجائیں۔خدا کے دربار میں حاضری کی عظیم الشان سعادت آپ کو حاصل ہوئی اور حج نصیب ہوا،ساری عمر کی دیرینہ تمنا اس کے فضل و کرم سے بخیر وخوبی پوری ہوئی۔اس کے بعد جب تک آپ اپنے وطن نہ جائیں حرم شریف کی نمازیں باجماعت پڑھیں،نفل طواف کریں،موقعہ کو غنیمت سمجھیں جب اپنے گھر جائیں تو طواف وداع کر کے رخصت ہو جائیں۔

مقامات قبولیت دعا:

میدان عرفات،شب مزدلفہ،مزدلفہ میں وقت فجر کے بعد،رمی جمار کے بعد،جب پہلی مرتبہ کعبہ پر نظر پڑے،صفا پروہ پرمسعی،مطاف،مقام ابراہیم،ملتزم،حطیم اور خاص طور پر میزاب رحمت کے نیچے،ہر بار آب زم زم پی کر،بیت اللہ کے اندر حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان اور طواف وداع کے بعد۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی بابرکت مقامات

روضۂ جنت قدیمی مسجد آپ کی ہے،مقام صفہ،مدرسہ آپ کے زمانے میں تھا۔قدیمی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ستون،محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ستون،اسطوانۂ عائشہ رضی اللہ عنہا،اسطوانۂ ابی لبابہ رضی اللہ عنہ، اسطوانۂ وفود،اسطوانہ جبرئیل علیہ السلام،اسطوانۂ حنانہ وغیرہ یہ سطون ہیں جو سب متبرک اور مقدس ہیں یہاں پر نفل پڑھنے چاہئیں اور دعا مانگنی چاہیے ان شاء اللہ قبول ہونگی۔

باب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

یہاں پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مکان تھا،ان سب جگہ کی ضرور زیارت کریں تاکہ اسلام کی عظیم الشان تاریخ کا اندازہ ہوسکے۔اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ آپ کی زیارت اور حج مقبول ہو اور سب مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق نصیب ہو۔

اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ، بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ،
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

بیت اللہ شریف کے طواف کی دعائیں مع ترجمہ

طواف کی نیت:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ اللّٰهِ تَعَالٰى عَزَّوَجَلَّ.

اے اللہ! میں آپ کے مقدس گھر (بیت اللہ) کے طواف کی نیت کرتا ہوں، پس آپ مجھ پر اسے آسان فرمادیں (یعنی طواف کے) ان سات چکروں کو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے (اختیار کرتا ہوں) انہیں میری جانب سے قبول فرمالیں۔

طواف کی نیت کے بعد حجر اسود کے سامنے آجائیں اور موقع ملے تو بوسہ دیں لیکن اگر بھیڑ زیادہ ہو تو اپنی جگہ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَالْحَمْدُ کہتے ہوئے نیچے گرادیں اور خانہ کعبہ کا پہلا چکر شروع کردیں۔ اور یہ دعا پڑھیں۔

پہلے چکر کی دعا

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكَلِمَاتِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ.

حق تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہیں اور سب تعریفیں انہی کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہیں وہی سب سے بڑے ہیں اور وہی ہمیں گناہوں سے بچا سکتے ہیں اور وہی ہمیں عبادت اور فرمانبرداری کی قوت عطا

فرماتے ہیں۔ اور رحمت کاملہ اور سلام نازل ہو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول ﷺ پر۔ اے اللہ! آپ پر ایمان لاتے ہوئے اور آپ کے احکامات کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے عہد کو پورا کرنے کے لئے اور آپ کے نبی اور حبیب محمد ﷺ کے اتباع میں (خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہوں) یا اللہ! میں آپ سے بخشش اور سلامتی کا طلبگار ہوں اور دین و دنیا اور آخرت میں دائمی درگزر چاہتا ہوں اور جنت کا طلبگار ہوں اور دوزخ سے نجات کی التجا کرتا ہوں۔

ہدایت: رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کردیں اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَ بْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دین و دنیا میں بھلائی اور بہتری عطا فرمایئے اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچایئے اور جنت میں ہمیں نیک لوگوں میں داخل فرمالیجیے۔ اے بڑے غالب اور بڑی بخشش والے اور تمام عالم کے پالنے والے!

یہ دعا ختم کرنے کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کریں، لیکن کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں، کانوں تک ہاتھ صرف پہلی مرتبہ اٹھائے جائیں، اب دوسرا چکر شروع کردیں۔

دوسرے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ وَ الْحَرَمَ حَرَمُکَ وَالْأَمْنَ أَمْنُکَ وَالْعَبْدَ عَبْدُکَ وَأَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ، فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَی النَّارِ. اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْهُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ إِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ. اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیَ الْجَنَّةَ بِغَیْرِ حِسَابٍ.

یااللہ! بے شک یہ آپ کا گھر ہ اور یہ حرم آپ کا حرم محترم ہے اور یہاں کا امن و امان آپ ہی کا مقرر کیا ہوا ہے اور ہر بندہ آپ ہی کا بندہ ہے اور میں بھی آپ کا ہی کا بندہ ہوں اور آپ کے بندے کا بیٹا ہوں اور یہ جگہ آپ کے ذریعہ دوزخ کی آگ سے نجات پانے کی ہے، پس آپ ہمارے گوشت و پوست پر دوزخ کی آگ حرام فرمادیں۔

اے مولا! ہمیں ایمان کی دولت عطا فرما اور ہمارے دلوں کو ایمان کی روشنی سے منور فرمادے اور نافرمانی اور گناہوں سے ہمیں متنفر بنادے۔ اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمادے۔ اے پروردگار! مجھے قیامت کے دن اپنے عذاب سے بچائیے، جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائیں گے، مولا! مجھے جنت میں بلا حساب کتاب داخل فرمادے۔

ہدایت: رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیں اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَ بْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

یہ دعا ختم کرنے کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کریں اور تیسرا چکر شروع کردیں۔

تیسرے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْٓءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْٓءِ الْمَنْظَرِ وَالْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارَ. اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ.

یااللہ! میں شک اور شرک سے پناہ مانگتا ہوں اور آپ کے احکام کی نافرمانی سے اور نافق سے اور برے اخلاق سے اور بری چیزیں دیکھنے سے اور مال اور اہل

وعیال کے برباد ہونے سے بھی آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی چاہتا ہوں اور آپ سے جنت کا خواست گار ہوں اور آپ کی گرفت اور دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔ الٰہی میں قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

ہدایت: رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کر دیں اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَ بْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

یہ دعا ختم کرنے کے بعد **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ** پڑھتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کریں اور چوتھا چکر شروع کر دیں۔

چوتھے چکر کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّ عَمَلًا صَالِحًا مَقْبُوْلًا وَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ، یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ! أَخْرِجْنِیْ یَا اَللّٰهُ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَی النُّوْرِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ إِثْمٍ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ، رَبِّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَنِیْ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَةٍ لِّیْ مِنْکَ بِخَیْرٍ.

یا اللہ! میرے اس حج کو مقبول بنا دیں اور میری کوشش کو ٹھکانے لگا دیں اور اس حج کو میرے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنا دیں اور میرے ہر ایک عمل کو قبول فرما دیں اور ایسی تجارت نصیب فرما دیں جس میں کبھی نقصان ہی نہ ہو، اے دلوں کے بھیدوں کو جاننے والے!

اے اللہ! مجھے اندھیرے سے نکال کر روشنی دکھلا دیں، اے اللہ! اپنی رحمت حاصل کرنے کا راستہ بتلا دیں اور بخشش طلب کرنے کا طریقہ اور ہر گناہ سے بچے رہنے اور نیکی پر ثابت رہنے کی توفیق کا (خواہاں) اور جنت کے حاصل

ہونے اور دوزخ سے نجات پانے کا طلب گار ہوں، اے اللہ میرے پروردگار! آپ مجھے اس روزی پر قناعت کی توفیق عطا فرمائیں جو آپ نے مجھے عطا کی ہے، ان میں برکت دیں اور ہر مصیبت وآزمائش کا جو آپ کی طرف سے مجھ پر آئے اچھا بدل عطا فرمائیں۔

ہدایت: رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کردیں اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

یہ دعا ختم کرنے کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کریں۔

پانچویں چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ أَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ، وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْهُكَ، وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَّرِيْئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا أَبَدًا، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعِيْمَهَا وَمَا يُقَرِّبُنِیْ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْفِعْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا يُقَرِّبُنِیْ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ عَمَلٍ.

یا اللہ! (جس دن) سوائے آپ کے عرش کے اور کہیں سایہ نہ ہوگا مجھے اپنے عرش کے نیچے سایہ عطا فرمادیں، (جس دن) کہ سوائے آپ کی ذات کے اور کوئی باقی نہ رہے گا اور مجھے اپنے پیارے رسول محمد ﷺ کے حوض کوثر سے خوش گوار اور خوش ذائقہ شربت سے سیراب فرمائیے (جسے پی کر) پھر کبھی پیاس کا نام باقی نہ رہے۔ اے اللہ! میں آپ سے وہ سب بھلائیاں طلب کرتا ہوں

جنہیں آپ کے پیارے نبی ﷺ نے آپ سے طلب فرمایا اور ان سب برائیوں سے پناہ مانگتا ہوں جن سے آپ کے نبی برحق محمد ﷺ نے پناہ مانگی۔

اے اللہ! میں آپ سے جنت اور اس کی نعمتوں کا خواستگار ہوں اور اس قول یا فعل یا عمل کا طالب ہوں جو مجھے جنت کے قریب کردے اور میں دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتا ہوں اور ایسے قول یا فعل یا عمل سے بچنا چاہتا ہوں جو دوزخ کی طرف لے جانے والا ہو۔

ہدایت: رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کردیں اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَ بْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

یہ دعا ختم کرنے کے بعد **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ** پڑھتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کریں اور چھٹا چکر شروع کردیں۔

چھٹے چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنَّ لَکَ عَلَیَّ حُقُوْقًا کَثِیْرَةً فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ، وَحُقُوْقًا کَثِیْرَةً فِیْمَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَلْقِکَ، اَللّٰهُمَّ مَاکَانَ لَکَ مِنْهَا فَاغْفِرْهُ لِیْ، وَمَا کَانَ لِخَلْقِکَ فَتَحَمَّلْهُ عَنِّیْ، وَاَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِطَاعَتِکَ عَنْ مَّعْصِیَتِکَ وَبِفَضْلِکَ عَنْ مَّنْ سِوَاکَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ! اَللّٰهُمَّ إِنَّ بَیْتَکَ عَظِیْمٌ" وَوَجْهَکَ کَرِیْمٌ" وَاَنْتَ یَا اَللّٰهُ حَلِیْمٌ" کَرِیْمٌ" عَظِیْمٌ"! تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

اے اللہ! مجھ پر آپ کے بہت سے حقوق ہیں جو میرے اور آپ کے درمیان ہیں اور بہت سے حقوق وہ ہیں جو آپ کی مخلوق کے اور میرے درمیان ہیں۔

اے مولیٰ! اگر ان میں سے آپ کا کوئی حق مجھ سے ادا ہونے سے رہ جائے تو اسے معاف فرمادیں اور جو حق تیری مخلوق کا مجھ پر رہ جائے تو آپ مخلوق سے معاف کرانے کا ذمہ لے لیں اور پاک کمائی کی توفیق عطا فرما کر کسب حرام سے

بچائیں اور اپنی فرماں برداری کی توفیق دیں اور نافرمانی سے بچائیں اور اپنے فضل و کرم سے غیروں کا دست نگر اور احسان مند نہ بنادیں۔ اے اللہ! بے شک آپ کا گھر (بیت اللہ شریف) بڑی عظمت والا ہے اور آپ کی ذات بڑی بخشش والی ہے اور اے اللہ! آپ بڑے بردبار اور کرم والے اور بزرگی والے ہیں اور آپ عفو اور درگزر کو پسند فرماتے ہیں میری جان خطاؤں کو (بھی) معاف فرمادیں۔

ہدایت: رکن یمانی پر پہنچ کر یہ دعا ختم کردیں اور آگے بڑھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَ بْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

یہ دعا ختم کرنے کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کریں اور ساتواں چکر شروع کردیں۔

ساتویں چکر کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْئَلُکَ إِیْمَانًا کَامِلًا، وَیَقِیْنًا صَادِقًا، وَرِزْقًا وَاسِعًا، وَقَلْبًا خَاشِعًا، وَلِسَانًا ذَاکِرًا، وَرِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا، وَتَوْبَةً نَصُوْحًا، وَتَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ، وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ، وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ، بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ! رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّ أَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ.

اے اللہ! میں آپ کی رحمت کے وسیلہ سے ایمان کامل اور سچا یقین اور کشادہ رزق (مانگتا ہوں) اور ڈرنے والا دل اور آپ کا ذکر کرنے والی زبان اور پاک اور حلال ذریعہ کی کمائی (کا خواستگار ہوں) اور خالص (سچی) توبہ اور مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق اور سکرات موت کی آسانی اور مرنے کے بعد مغفرت اور (آپ کی) رحمت (کا امیدوار ہوں) اور حساب کے وقت درگزر اور معافی (چاہتا ہوں) اور جنت کے حاصل کرنے میں کامیابی اور دوزخ سے نجات کا طلبگار ہوں، اے زبردست

حکم والے! بڑے بخشنے والے! اپنی رحمت سے مغفرت فرما دیجئے۔ اے میرے پروردگار! میرے علم کو وسیع کر دیجئے! اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرمالیجئے۔

ہدایت: رکن یمانی پر پہنچ کر۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَأَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَ بْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

یہ دعا ختم کرنے کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیں ورنہ دور سے استلام کریں اور ملتزم کے پاس کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھیں۔۔

ملتزم پر پڑھنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ أَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَوْلَادِنَا مِنَ النَّارِ، یَا ذَالْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَالْفَضْلِ وَالْمَنِّ وَالْعَطَآءِ وَالْإِحْسَانِ! اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَاقِفٌ" تَحْتَ بَابِكَ، مُلْتَزِمٌ" بِأَعْتَابِكَ، مُتَذَلِّلٌ" بَیْنَ یَدَیْكَ، أَرْجُوْا رَحْمَتِكَ وَأَخْشٰی عَذَابَكَ مِنَ النَّارِ، یَا قَدِیْمَ الْإِحْسَانِ! اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْئَلُكَ أَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِیْ، وَتَضَعَ وِزْرِیْ، وَتُصْلِحَ أَمْرِیْ، وَتُطَهِّرَ قَلْبِیْ، وَتُنَوِّرَ لِیْ فِیْ قَبْرِیْ وَتَغْفِرَلِیْ ذَنْبِیْ، وَأَسْئَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجَنَّةِ. اٰمِیْنَ.

اے اللہ! اس قدیمی گھر (بیت اللہ شریف) کے مالک! ہماری گردنوں اور ہمارے باپ دادا کی گردنوں کو اور ہماری ماؤں کی اور ہمارے بھائیوں اور ہماری اولاد کی گردنوں کو دوزخ کی آگ سے آزادی مرحمت فرمایئے۔ اے صاحب جود و کرم! صاحب فضل و عطا! اپنے بندوں پر احسان فرمانے والے اللہ! ہمارے تمام کام کا انجام بخیر فرمایئے اور ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچایئے، اے اللہ! میں آپ کا ایک بندہ ہوں اور آپ ہی کا بندہ زادہ ہوں اور

آپ کے مقدس گھر کے زیرسایہ کھڑا ہوں، آپ کے گھر کی چوکھٹ سے لپٹ کر گریہ زاری کررہا ہوں اور آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور آپ کے عذاب دوزخ سے خائف اور لرزاں ہوں، اے ہمیشہ سے احسان فرمانے والے اللہ! (بے شک) میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ جو ذکر یا آپ کی حمد وثنا کروں اسے قبول فرما کر بلندی پر اٹھایئے اور میرے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا کر دیجیے اور میرے کاموں میں اصلاح فرمایئے اور میرے قلب کو نور معرفت کے ذریعہ پاک اور صاف فرما دیجیے اور میری قبر کو میرے لئے منور اور روشن فرما دیجیے اور میرے گناہوں کی مغفرت فرما دیجیے۔ اے اللہ! میں آپ سے جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات کا طلب گار ہوں۔

یہ دعا ختم کر کے مقام ابراہیم کے پاس آ کر دو رکعت نماز واجب طواف ادا کیجیے اور سلام پھیر کر یہ دعا پڑھیے:

مقام ابراہیم علیہ السلام پر پڑھنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِيَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ، وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَأَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ، وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْئَلُکَ إِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰی أَعْلَمَ أَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِیْ إِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضًا مِنْکَ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ، أَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْيَا وَّ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ أَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِيْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا فِیْ مَقَامِنَا هٰذَا ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهٗ، وَلَا حَاجَةً إِلَّا قَضَيْتَهَا وَيَسَّرْتَهَا فَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا وَاشْرَحْ صُدُوْرَنَا وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَاخْتِمْ بِالصَّالِحَاتِ أَعْمَالَنَا، اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

اے اللہ! بے شک آپ میری پوشیدہ اور کھلی ہوئی باتوں کو (بخوبی) جانتے ہیں پس گناہوں کی معافی کے بارے میں میری معذرت قبول فرمایئے اور آپ

میری حاجت سے (خوب) واقف ہیں پس جو میری طلب ہے اسے پورا فرمادیجیے۔ یاالٰہی! جو برائیاں میرے نفس میں ہیں آپ خود جانتے ہیں، میری خطاؤں سے درگزر فرمایئے اور میرے پروردگار! میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے قلب میں پیوست ہوجائے اور ایسا سچا یقین چاہتا ہوں جو میں جان لوں کہ جو اچھی بری بات مجھے پیش آئے وہ میرے لئے پہلے مقدر تھی اور جو آپ نے میری قسمت میں لکھا ہے اس پر مجھے اپنی طرف سے رضائے کامل عطا فرمایئے کہ آپ ہی دنیا و آخرت میں میرے کارساز و نگہبان ہیں۔ الٰہی! مجھے حالت اسلام میں موت دیجیے اور اپنے نیک بندوں کے زمرے میں شامل فرمادیجیے، الٰہی! اس متبرک جگہ کے طفیل ہمارے تمام گناہوں کو بخش دیجیے اور ہماری تمام دشواریاں آسان فرمادیجیے اور ہماری تمام حاجتوں کو پورا فرمادیجیے اور ہمارے تمام کام آسان کردیجیے اور ہمارے سینوں کو نور ہدایت قبول کرنے کے لئے کھول دیجیے اور ہمارے قلوب کو نور معرفت سے روشن فرمادیجیے اور ہمارے تمام نیک کام خیر و خوبی کے ساتھ انجام تک پہنچایئے۔ اے اللہ! حالت اسلام میں ہماری موت ہو اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالیں اور دین و دنیا میں رسوا ہونے اور فتنوں میں پھنسنے سے محفوظ رکھیے، قبول فرمایئے یہ دعائیں اے دونوں جہاں کے پروردگار! قبول فرمائیں۔

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى
سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

فرضیت حج

حج مثل نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے اسلام کا ایک اہم رکن اور فرض عین ہے، تمام عمر میں ایک مرتبہ ہر اس شخص پر فرض ہے جس کو حق تعالیٰ نے اتنا مال دیا ہو کہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک آنے جانے پر قادر ہو اور اپنے اہل وعیال کے مصارف واپسی تک برداشت کر سکتا ہو اور جو شرائط حج کی ہیں وہ سب اس میں موجود ہوں جن کا بیان آئندہ آئے گا حج کی فرضیت، قرآن، حدیث، اجماع اور عقل سے ثابت ہے۔

حج کی فرضیت قرآن سے:

﴿ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (آل عمران: ۹۷)

حج کے فرض ہونے کا ذکر مختلف آیات[1] میں موجود ہے مگر آیت ذیل سب سے صاف صریح ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جس شخص کو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو اور جس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ بے شک تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

اس آیت شریفہ میں حج کی فرضیت کے ساتھ خلوص نیت اور شرف فرضیت یعنی استطاعت بھی بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس پر بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ جو حج کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے یا باوجود حج پر قدرت رکھنے کے حج نہ کرے اور مر جائے تو وہ کفار کے مشابہ ہے، چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص ایسی سواری اور زاد راہ کا مالک ہے

---

[1] قولہ تعالیٰ ﴿وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ ﴾ (حج: ۲۷) وفیھا ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (مائدہ: ۳)

کہ اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکتی ہے اور اس نے پھر بھی حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرجانے میں کچھ فرق نہیں۔ اور یہ اس لئے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾

(آل عمران: ۹۷)

حج کی فرضیت حدیث شریف سے:

بہت سی احادیث میں حج کی فرضیت کا ذکر ہے لیکن ہم صرف تین روایتوں پر اکتفا کرتے ہیں:۔

۱۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحَجُّوْا۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے کہ پس تم حج کرو۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَإِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ (رواہ مسلم البخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور (۲) نماز پڑھنا اور (۳) زکوٰۃ دینا اور (۴) بیت اللہ کا حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

اس روایت میں تصریح ہے کہ اسلام کے پانچ رکن ہیں تو جو شخص ان میں سے کسی رکن کو ترک کرتا ہے وہ قصر اسلام کی عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔

۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً مِّنْ خَثْعَمَ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ على عبادِهِ فِي الْحَجِ أدركتْ أبي شيخًا

كبيرًا لايثبت على الراحلة، أفأحج عنه؟ قال: نَعَم، وَذٰلِکَ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ. (بخاری، مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کا فریضہ حج جو بندوں پر ہے وہ میرے باپ پر بڑھاپے کی حالت میں فرض ہوگیا وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا، تو کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج فرض ہے اور جس پر حج فرض ہوا گر وہ کسی عذر کی وجہ سے خود نہ کرسکے تو کسی شخص سے اپنی طرف سے حج کرائے۔

حج کی فرضیت اجماع سے:

ملک العلماء علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے "بدائع" میں اور شیخ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے "لباب المناسک" میں حج کی فرضیت پر اجماع نقل کیا ہے:

وأما الإجماع فلأن الأمة أجمعت علىٰ فرضيته. (بدائع:۲/۱۸)

تمام امت نے حج کی فرضیت پر اجماع کیا ہے۔

الحج فرض مرة بالإجماع ل من اسجمعت فيه الشرائط. (لباب:٦)

حج ایک مرتبہ بالاجماع ہر اس شخص پر فرض کیا گیا ہے جس میں حج کی شرائط پائی جاتی ہیں۔

حج کی فرضیت عقلی[1] طریق سے:

جس قدر عبادات ہیں سب کا مقصد اظہار عبودیت اور شکر نعمت ہے اور حج میں یہ دونوں باتیں پوری طرح سے پائی جاتی ہیں، کیونکہ اظہار عبودیت سے مقصود اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار ہے اور حاجی کی حالت پر بالخصوص احرام کے وقت اگر غور کیا جائے تو انتہائی تذلل ظاہر ہوتا ہے اس کی ہر حرکت اور سکون سے عاجزی ظاہر ہوتی ہے۔ گھربار، عزیز، قریب، مال و دولت سب

[1] از بدائع۔

کو چھوڑ کر بحری اور بری سفر کی تکالیف، بھوک و پیاس اور دوران رأس (سر چکرانا) و امتلا (متلی کی کی کیفیت ہونا) کی مصیبت کو برداشت کرتا ہوا پراگندہ حال دیار محبوب کی طرف سے مجنونانہ وار دوڑا چلا جاتا ہے۔ آرائش و زیبائش کے لباس کو چھوڑ کر صرف ایک لنگی اور چادر لپیٹتا ہے، گویا کفن ساتھ لے لیا ہے اور در محبوب پر جان دینے کے لئے بے تاب ہے۔

چو رسی بکوئے دلبر بسیار جان مضطر
کہ مبادا بارِ دیگر نہ رسی بدیں تمنا

بال و ناخن بڑھے ہوئے ہیں، میل و کچیل بدن پر جما ہوا ہے اور زبان پر لَبَّیک لَبَّیک[1] ہے۔ گویا محبوب آواز دے رہا ہے اور یہ نہایت محویت اور شوق کے ساتھ زبان حال و قال سے جواب دے رہا ہے۔

جب محبوب کے دربار میں پہنچتا ہے تو کبھی اس کے در و دیوار کو چومتا ہے (یعنی حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے) کبھی اس کے چاروں طرف گھومتا ہے، طواف کرتا ہے اور کہتا ہے:

اَمُرَّ عَلَی الدِّیَارِ دِیَارُ لَیْلٰی اُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارِ وَ ذَالْجِدَارَا
وَمَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ وَلٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ دِیَارَا[2]

جب یہ دیکھتا ہے کہ اس ناچیز کو اس سعادت عظمیٰ سے مشرف فرمایا گیا تو فوراً سجدۂ شکر بجا لاتا ہے، (یعنی دوگانہ طواف ادا کرتا ہے اور اپنی گلامی کا اظہار اور خدا کی معبودیت کا اقرار کرتا ہے) پس جب کہ حج اظہار عبودیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور اظہار عبودیت واجب ہے تو حج بھی واجب ہے۔

نیز حج میں شکر نعمت بھی ہے کیونکہ عبادت کی دو قسمیں ہیں: مالی، جس میں مال خرچ کرنا پڑتا ہے، جیسے زکوٰۃ اور بدنی مشقت ہو جیسے نماز روزہ۔ مگر حج میں دونوں باتیں جمع ہیں، مال بھی صرف کرنا پڑتا ہے اور مصائب و متاعب بھی برداشت کرنے پڑتے ہیں، اسی واسطے وجوب حج کے لئے

---

[1] حاضر ہوں، حاضر ہوں۔

[2] جب دیار لیلیٰ پر گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں کبھی اس دیوار کو، یہ نہ سمجھو کہ یہ میرے دل کو اس دیار کی محبت نے بے چین و بیتاب بنا دیا ہے بلکہ میرے دل کو اس کے رہنے والے کی محبت نے بے چین کیا ہے۔

مال اور صحت شرط ہے گویا حج میں دونوں نعمتوں کا شکرادا کیا جاتا ہے کیونکہ شکر نعمت یہ ہے کہ اس کو منعم کی اطاعت میں صرف کیا جائے اور شکر نعمت عقلاً، شرعاً، عرفاً ہر طرح فرض ہے تو حج بھی فرض ہے۔

حج کی تاکید اور تارک کے لئے وعید:

جب حج فرض ہو جائے تو جہاں تک ممکن ہو بہت جلد ادا کیا جائے اور تاخیر نہ کی جائے، جو شخص باوجود قدرت واستطاعت اور شرائط کے پائے جانے کے حج نہ کرے اس کے لئے حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اس لئے فرض ہوتے ہی ادا کرنا چاہئے۔

۱. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. (ابو داؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے اس کو جلدی کرنی چاہئے۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے والوں کو جن پر حج فرض ہو چکا ہے جلد حج کرنے کی ہدایت فرمائی ہے، کیونکہ بسا اوقات تاخیر کرنے سے موانع اور عوارض پیش آ جاتے ہیں اور انسان اس سعادت کبریٰ سے محروم رہ جاتا ہے۔

۲. عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ" ظَاهِرَةٌ" وَ سُلْطَانٌ" جَائِرٌ" أَوْ مَرَضٌ" حَابِسٌ" فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًا أَوْ نَصْرَانِيًا. (رواه الدارمی)

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ نے فرمایا: جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا مرض شدید نے حج سے نہیں روکا اور اس نے حج نہیں کیا اور مر گیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

خدا کی پناہ! کس قدر سخت وعید ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو جن پر حج فرض ہو چکا ہے اور دنیوی اغراض یا سستی کی وجہ سے بلاشرعی مجبوری کے حج ادا نہیں کرتے سوء خاتمہ کی تنبیہ فرما رہے ہیں، کیونکہ باوجود شرائط کے پائے جانے کے حج نہ کرنا اگر حج کو فرض نہ ماننے کی وجہ سے

ہے تو اس کا کفر ہونا ظاہر ہے اور اگر عقیدہ فرضیت کا ہے اور کوئی شرعی عذر نہیں ہے لیکن سستی اور دنیوی ضروریات کی وجہ سے حج کو نہیں جاتا تو پھر یہ شخص یہود و نصاریٰ کے مشابہ ہے اور حج نہ کرنے کے لحاظ سے انہی جیسا ہے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ وَوَفِّقْنَا لِأَدَاءِ فَرَائِضِكَ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰى.

فضائل حج

حج کی خوبیاں اور فضیلتیں بے شمار ہیں، اس جگہ صرف چند احادیث جن میں اجمالی طور پر حج کی فضیلت کا ذکر ہے بیان کی جاتی ہیں تا کہ حج کے فضائل سے آگاہی ہو اور ان فضائل کو دیکھ کر قلب میں حج کا داعیہ پیدا ہو اور ادائے فریضہ میں اعانت کا باعث ہو، کیونکہ کسی چیز کی فضیلت اور فائدہ جب تک معلوم نہ ہو اس وقت تک اس کام میں پوری رغبت نہیں ہوتی اور کام کرنا مشکل ہوتا ہے اور جب اس کا فائدہ معلوم ہو جاتا ہے تو اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور مشکل سے مشکل کام سہل ہو جاتا ہے۔

۱. عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ. قِيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قِيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا، (پھر) عرض کیا گیا: اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا، (پھر) عرض کیا گیا: اس کے بعد کون سا؟ فرمایا حج مقبول۔

۲. وعنه قال: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم! العمرة إلى العمرة كفارة لما بينهما والحج المبرور ليس له جزاء إلا الجنة. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان میں سرزد ہوں اور

حج مبرور کی جزا نہیں ہے مگر جنت۔

ان دونوں حدیثوں سے حج کی فضیلت ظاہر ہے، رسول اللہ ﷺ نے حاجی کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔

حج مبرور:

وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعض کا قول ہے کہ مقبول حج کا نام حج مبرور ہے اور بعض علما کہتے ہیں کہ جس میں ریا اور نام و نمود نہ ہو وہ حج مبرور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کے بعد گناہ نہ ہو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج مبرور یہ ہے کہ حج کرنے کے بعد دنیا سے بے توجہی اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جائے۔

۳. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ'. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور جماع اور اس کے تذکرے اور گناہ سے محفوظ رہا تو وہ (پاک ہوکر) ایسا لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز (پاک تھا)۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر حج خلوص کے ساتھ کیا جائے اور احرام باندھنے کے وقت سے حج کے ممنوعات سے اجتناب کیا جائے اور کوئی گناہ نہ کیا جائے تو اس سے انسان کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر کبیرہ گناہ کے معاف ہونے میں اختلاف ہے۔[1]

حج ایک فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے لیکن یہ حق اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ

---

[1] الحج يهدم ما كان قبله من الصغائر و كذا الكبائر دون الحقوق كالدين والمغصوب وقضاء الصلاة و نحوها نعم، مايتعلق بها من الكبائر كالمطل وفعل الغصب و تاخير الصلاة تسقط، وأما نفس الحقوق فلا قائل بسقوطها عند القدرة عليها بعد الحج وتمام تحقيق المسألة في الغنية و في "اللباب": الحج يهدم ما كان قبله من الصغائر واختلف في الكبائر ص ۲۸۲.

نہ صرف ہم کو فریضہ سے فارغ الذمہ قرار کر دیا جاتا ہے بلکہ ساتھ ساتھ ہمارے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں اور دائمی سرور و راحت سے نوازا جاتا ہے اور جنت کی خوش خبری صادق و صدوق ﷺ کی زبان مبارک سے دی جاتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ [1] فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو حاجی سوار ہو کر حج کرتا ہے اس کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو حج پیدل کرتا ہے اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں سے لکھی جاتی ہیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ حرم کی نیکیاں کتنی ہوتی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔

اللہ اکبر! باری تعالیٰ کا کس قدر فضل و احسان ہے کہ اس قدر نیکیاں اور ثواب عطا فرماتے ہیں، صحابہ اور تابعین باوجود اپنی مشغولیت کے کثرت سے حج کرتے تھے، بعض تو ہر سال حج کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ [2] نے پچپن حج کیئے ہیں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ حضور سے ﷺ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس شخص کو میں نے بدن کی صحت اور رزق میں فراخی دی اور ہر چار سال میں اس نے میرے پاس حاضری نہ دی تو وہ محروم ہے۔ (جمع الفوائد)

معلوم ہوا کہ مالداروں کو حج نفل بھی کثرت سے کرنا چاہئے بشرطیکہ کہ دوسرے فرائض میں کوتاہی نہ ہو۔

[1] جمع الفوائد بحوالہ بزار و کبیر و اوسط: [2] در مختار.

حج کی مصالح اور حکمتیں

موجودہ زمانہ میں باوجود کثرت جہل کے علم کا دعویٰ ہے اور ہر شخص اپنی عقل پر نازاں ہے جو چیز سمجھ میں نہ آئے وہ غلط، جس چیز میں ہم کو کوئی مصلحت معلوم نہ ہو وہ لغو اور بیکار اور تو اور احکام شرعیہ قطعیہ میں بھی رائے زنی کی جاتی ہے نہ صرف ان کی مصالح پر بس کیا جاتا ہے بلکہ علل دریافت کی جاتی ہیں اور یہ مرض ایسا عام ہوگیا ہے کہ ہر شخص احکام شرعیہ کی علت دریافت کرتا ہے بلکہ اس کے بغیر تسلی ہی نہیں ہوتی۔ یہ سب بددینی اور خدائی احکام کی عظمت سے ناواقفیت کی بنا پر ہے ورنہ ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم اس خالق و مالک کے احکام کی علل دریافت کریں، وہ مالک ہے جو چاہے حکم کرے ہم کو یہ حق نہیں کہ ہم لفظ ''کیوں'' زباں پر لائیں، ارشاد خداوندی ہے کہ:

﴿لَايُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾[1] (انبیاء: ۲۳)

ہمارا تو یہ کام ہونا چاہئے:

زبان تازہ کردن باقرار تو نے انگیختن علت ازکار تو

اس کے علاوہ یہ سوال کہ اس حکم میں کیا مصلحت اور اس کی کیا علت ہے؟ خود مقنن سے ہوسکتا ہے علما سے نہیں ہوسکتا، کیونکہ علما قوانین کے ناقل ہیں خود مقنن[2] نہیں، لیکن بایں ہمہ یہ نہیں کہ احکام شرعیہ حکمت اور مصلحت سے خالی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص ان کو سمجھ جائے۔

حکمائے اسلام نے سب احکام کی مصالح بیان کی ہیں اور اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، لیکن یہ خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ یہ سب مصالح مدارِ احکام نہیں۔ اگر یہ مصالح نہ بھی ہوں تب بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم خدائی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور سمجھیں کہ حق تعالیٰ حکیم ہیں اور فِعلُ الْحَكِيمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَة[3] یہ ہماری عقل کی کوتاہی ہے کہ ہم ان کے اسرار غامضہ (گہرے راز) تک نہیں پہنچ سکتے۔ چونکہ ہماری عقل اور علم دونوں ناقص ہیں اور رہنمائی کے لئے کافی نہیں اسی لئے انبیا کو بھیجا گیا، کتابیں نازل کی گئیں تاکہ احکام الٰہی بندوں کو معلوم ہوں۔ حکمائے اسلام نے حج میں بہت سی حکمتیں بیان کی ہیں اور ہر ہر فعل کے

---

[1] حق تعالیٰ کے فعل سے سوال نہیں کیا جاسکتا اور لوگ جو کچھ کریں گے ان سے سوال کیا جائے گا۔

[2] قانون بنانے والا [3] حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

اسرار علیحدہ ذکر کئے ہیں جو اپنے مقام پر مذکور ہیں۔ ہم صرف اجمالی طریق سے حج کی چند حکمتیں[1] ذکر کرتے ہیں، ممکن ہے کہ ہر چیز کا فلسفہ تلاش کرنے والوں کے لئے کچھ موجب تسکین ہو۔

۱۔ ہر زمانہ، ہر قوم اور ہر ملت میں یہ دستور رہا ہے اور ہے کہ اس کے پیرو کسی خاص مقدس مقام پر مجتمع ہو کر تبادلۂ خیالات کرتے ہیں، ہر ایک دوسرے سے استفادہ کرتا ہے اپنی قوت و شوکت کا اظہار کیا جاتا ہے اور اپنے شعائر کی تعظیم کی جاتی ہے، اس لئے امت محمدیہ ﷺ کے لئے بھی بیت اللہ کو (جو معظم شعائر اسلام سے ہے) مقرر کیا گیا تا کہ ہر سال اطراف عالم سے مسلمان وہاں اکٹھے ہوں اور باہمی استفادے کے ساتھ اسلامی شان وشوکت اور بیت اللہ کی عظمت کا مظاہرہ کیا جائے۔

۲۔ حج باہمی تعارف اور اتفاق واتحاد کے لئے ایک بہترین ذریعہ ہے، کیونکہ حج کے موقع پر ملت اسلامیہ کا ایک عظیم الشان اور بے نظیر اجتماع ہوتا ہے۔ مشرق، مغرب، جنوب، شمال سے لوگ آتے ہیں اور باہمی الفت ومحبت وتعارف حاصل کرتے ہیں جس کو آج کل کی اصطلاح میں تمام عالم کی اسلامی کانفرنس کہنا چاہئے، یہ ایسا عظیم الشان اجتماع ہے کہ دنیا میں کہیں اس کی نظیر نہیں ہے۔

۳۔ حج کوئی نئی چیز نہیں ہے قدیم زمانے سے حج ہوتا چلا آیا ہے۔ سب سے پہلے جب حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے جا کر حج کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ فرشتے اس بیت اللہ کا طواف تم سے سات ہزار سال پہلے سے کرتے ہیں۔ تمام عالم میں ہندوستان کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ پہلا حج ہندوستان سے کیا گیا ہے۔ نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندستان سے پیدل چل کر چالیس حج کئے، تمام انبیاء علیہم السلام نے حج کیا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ حج کرتے تھے، مگر بہت سی چیزیں تکبیر، نخوت، اور جہالت کی اپنے قیاسات فاسدہ سے اختراع کر کے شامل کر لی تھیں۔ شریعت محمدیہ ﷺ میں ان کی اصلاح کی گئی ہے اور اصل عبادت کو باقی رکھا گیا ہے تا کہ یہ قدیم عبادت باقی رہے اور شعائر الٰہیہ کی عظمت اور شوکت کا اظہار ہوتا رہے۔

۴۔ جن مقامات پر حج کے افعال ادا کیے جاتے ہیں وہ خاص مقامات مقدسہ ہیں جہاں انبیا

---

[1] از حجۃ اللہ البالغہ

اور رسولوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بے کراں اور فیوض غیر متناہیہ (لامحدود احسانات) کا افاضہ ہوا تھا۔ جب حاجی وہاں جائے گا تو وہ سب حالات یاد آئیں گے اور ان کے واقعات کی یاد تازہ ہو جائے گی اور دل میں ان کے اتباع کا شوق اور ولولہ پیدا ہوگا اور جب ان کا اتباع کرے گا اور ان افعال کو ادا کرے گا تو اس پر بھی باری تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی۔

۵۔ انبیا کرام کے واقعات کا استحضار اور ان کے اخلاق واوصاف اور صبر ورضا کا نقشہ جب سامنے ہوگا تو بے اختیار ان کے اتباع کا داعیہ پیدا ہوگا، اس لئے حج تزکیہ نفس اور تہذیب اخلاق کا بہترین ذریعہ ہے۔

۶۔ خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرنے والوں کے لئے حج ایک امتحان ہے، جو سچے عاشق ہیں وہ سب چیزوں کو خیرباد کہہ کر مستانہ وار نکل کھڑے ہوتے ہیں اور تکالیف ومصائب کی پرواہ نہیں کرتے اور جو محض نام کے مسلمان اور اغراض نفسانی کے بندے ہیں وہ سینکڑوں بہانے بنا کر حج جیسی دولت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

۷۔ سفر دینی اور دنیوی لحاظ سے ایک بہترین چیز ہے۔ اس سے اقوام کے اخلاق وعادات کا پتہ چلتا ہے، مختلف تجربات اور دینی ودنیوی منافع حاصل ہوتے ہیں۔ موجودہ اور سابقہ امتوں کے حالات اور مقامات کو دیکھ کر خاص عبرت حاصل ہوتی ہے۔ سفر حج کے کرنے والے جانتے ہیں کہ اس سفر سے بہتر کوئی دوسرا سفر نہیں، یہ سب چیزوں کے لئے جامع ہے۔

۸۔ امت محمدیہ ﷺ کے لئے ان مقامات کی زیارت اس وجہ سے بھی خاص طور سے قابل اہتمام اور حق تعالیٰ شانہ کی رضا حاصل ہونے کا ذریعہ ہے کہ سردار دو عالم ﷺ کا مولد ومسکن ہیں اور دینی حیثیت سے اس جگہ کو مرکزی شان حاصل ہے۔ بیت اللہ مسلمانوں کا قبلہ ہے اس کی زیارت اور طواف اور وہاں نماز کا ادا کرنا گویا دربار خداوندی میں حاضری ہونا ہے۔

۹۔ سفر حج سفر آخرت کا نمونہ ہے، جس وقت حاجی گھر سے چلتا ہے اور احباب واقارب سے رخصت ہوتا ہے تو جنازے کا سماں نظر آتا ہے کہ ایک روز اس عالم سے سب عزیز واقارب کو چھوڑ کر سفر آخرت کرنا ہوگا۔ جب احرام کا لباس پہنتا ہے تو کفن کا وقت یاد آتا ہے اور میقات حج گویا میقات قیامت کی نظیر ہے اور عرفات کے میدان میں ہزاروں آدمیوں کا اجتماع اور حرارت کی تمازت روز محشر کا نمونہ ہے۔ اسی طرح اور تمام افعال میں اگر غور کرو گے

توسفر آخرت کانمونہ نظر آئے گا۔

۱۰۔ حج میں توحید اور اطاعت خالق وحدہ لاشریک لہ کا مظاہرہ ہے کیونکہ افعال حج سے مقصود اطاعت رب البیت ہے نہ کہ درودیوار اور میدان عرفات، جب ہم کو وہاں کی حاضری کا حکم کیا گیا تو ہم محض اظہار عبودیت اور کامل انقیاد (تابعداری) ظاہر کرنے کے لئے اپنے مالک و خالق کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو گئے۔

سفرحج کے آداب

جب حج فرض ہو جائے تو تاخیر نہ کی جائے اور خدا پر بھروسہ کرکے سفر کا انتظام شروع کر دیا جائے اور جو آداب سفر ذکر کیے جاتے ہیں ان کا خیال رکھا جائے۔

نیت:

محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ادائے فریضہ وتعمیل ارشاد کی نیت سے حج کرو، نام کے لئے یا سیر وسیاحت تفریح وتبدیل آب وہوا کے لئے سفر نہ ہو، بہت سے لوگ محض سیاحی اور حاجی کا لقب حاصل کرنے کے لئے سفر کرتے ہیں، حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

۱. **إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ.** (رواہ البخاری و مسلم)

اعمال کا ثواب صرف نیتوں پر موقوف ہے۔

۲. **يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَحُجُّ أَغْنِيَاءُ النَّاسِ لِلنُّزَاهَةِ، وَأَوْسَاطُهُمْ لِلتِّجَارَةِ، وَفُقَرَاؤُهُمْ لِلْمَسْأَلَةِ وَقُرَّاؤُهُمْ لِلسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ.** (الدیلمی عن انس "کنز العمال" ۲:۲۶)

لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے مالدار لوگ صرف سیر وسیاحت اور تفریح کے لئے حج کریں گے اور متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کے لئے اور فقرا سوال کرنے کے لئے اور قرأ وعلما نام ونمود کے لئے۔

بہتر یہ ہے کہ تجارت کی نیت بھی اس سفر میں نہ کی جائے۔

توبہ:

سفر شروع کرنے سے پہلے صدق دل سے توبہ کرو اگر کسی کا حق مالی بدنی ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کو ادا کرو یا معاف کراؤ۔ معاملات کی صفائی کرو، خطا و قصور کی معافی کراؤ۔ اگر اہل حقوق مرچکے ہوں تو ان کے ورثا کو ان کا مال دے دو اگر مال موجود ہو، اگر موجود نہ ہو تو اس کا معاوضہ ادا کرو۔ اگر صاحب حق یا اس کے وارثوں کا پتہ نہ چلے تو وہ مال صدقہ کردو، لیکن صاحب مال کی طرف سے صدقہ کرو، خود اس سے ثواب کی امید نہ رکھو۔ عبادت میں جو کوتاہی اور قصور ہوا ہو اس کی قضا اور تلافی کرو اور آئندہ کے لئے پختہ ارادہ کرو کہ پھر ایسا نہ کروں گا۔

توبہ کا مستحب طریقہ:

توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اول غسل کرو، اگر غسل نہ کرسکو تو وضو کرو اور دو رکعت نماز توبہ کی نیت سے پڑھو، اس کے بعد درود شریف پڑھو، پھر استغفار کرو اور نہایت خضوع و خشوع سے دعا مانگو، جس قدر عاجزی، رونا گڑگڑانا ممکن ہو کمی نہ کرو اور اپنے گناہ قصور سے توبہ کرو اور بار بار یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَتُوبُ إِلَيْكَ مِنْهَا لَا أَرْجِعُ إِلَيْهَا أَبَدًا اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذَنْبِيْ وَ رَحْمَتُكَ أَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ.

اے اللہ! میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور اس کا پختہ اقرار کرتا ہوں کہ پھر گناہ کبھی نہ کروں گا، مجھ کو آپ کی رحمت پر زیادہ اعتماد ہے اپنے عمل کی بہ نسبت، تیری رحمت میرے گناہ سے بدرجہا وسیع ہے۔

والدین وغیرہ کی اجازت:

والدین اگر زندہ ہوں تو ان سے سفر کی اجازت لینی چاہئے، اگر ان کو خدمت کی ضرورت ہے تو بلا ان کی اجازت کے جانا مکروہ ہے۔ اگر ان کو خدمت کی ضرورت نہیں تو بلا اجازت جانا مکروہ نہیں ہے، بشرطیکہ راستہ مامون ہو اور سلامتی غالب ہو۔ اگر راستہ مامون نہ ہو تو بلا ان کی اجازت کے جانا مکروہ ہے، گو ان کی خدمت کی حاجت نہ ہو۔ یہ سب تفصیل حج فرض میں ہے۔

اگر حج نفل کے لئے جانا ہے تو والدین کی اطاعت بہر صورت اولیٰ ہے خواہ وہ خدمت کے محتاج ہوں یا نہ ہوں، راستہ مامون ہو یا نہ ہو۔ اگر لڑکا خوب صورت ہے اور بالغ ہو چکا ہے مگر داڑھی نہیں نکلی اور سفر میں فتنہ کا اندیشہ ہے تو والدین اس کو داڑھی نکلنے تک روک سکتے ہیں اور دادا دادی، نانا نانی، ماں باپ کی عدم موجودگی میں ماں باپ کا حکم رکھتے ہیں۔

بیوی بچے اور وہ لوگ جن کا نفقہ شرعاً اس کے ذمہ واجب ہے اگر ان کو واپسی تک نفقہ دیدیا ہے اور اس کی عدم موجودگی سے ان کی ہلاکت وغیرہ کا اندیشہ نہیں ہے تو ان کی اجازت کی ضرورت نہیں ورنہ ان کی بلا اجازت بھی جانا مکروہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا قرضہ فی الحال ادا کرنا ہے تو بلا اس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کو ضامن بنادیا ہے یا وہ اجازت دیتا ہے یا فی الحال قرضہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے کچھ مدت مقرر ہے اور مدت سے پیشتر واپس آجائے گا تو بلا اجازت جانے میں مضائقہ نہیں۔

امانت ووصیّت:

اگر امانت یا کسی کی مانگی ہوئی چیز پاس ہے تو اس کو واپس کرے اور سب ضروریات کے متعلق ایک وصیت نامہ لکھ دے۔ اگر کسی کا قرضہ چاہتا ہے یا اپنا قرضہ کسی پر ہے سب کو مفصل طریق سے لکھ دے اور کسی دیندار عادل شخص کو وصی (قائم مقام) بنادے۔

استخارہ اور مشورہ:

سفر سے پہلے کسی ہوشیار تجربہ کار دیندار شخص سے ضروریات سفر کے متعلق مشورہ کرے اور استخارہ بھی کرے لیکن حج اگر فرض ہے تو نفس حج کے لئے استخارہ کی ضرورت نہیں بلکہ راستہ وقت جہاز وغیرہ دیگر امور کے لئے استخارہ کیا جائے۔ البتہ اگر حج نفل ہے تو نفس حج کے لئے بھی استخارہ کرے، قرآن شریف وغیرہ سے فال نہ لے۔

استخارہ کا طریقہ:

یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھو۔ اول رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں قل ھواللہ پڑھو اور

سلام کے بعد حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو۔ درود شریف پڑھو اور یہ دعا نہایت خشوع و خضوع سے پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَأَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ، فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَإِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ أَرْضِنِیْ بِهٖ.

اور جب ھٰـذَا الْأَمْـرَ پر پہنچے تو اس چیز کا خیال دل میں کرے جس کے لئے استخارہ کرتا ہے۔ اس کے بعد جس جانب دل کا رجحان ہو وہی بہتر ہے اسی کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ ایک دفعہ میں اطمینان نہ ہو تو پھر کرو، سات دفعہ تک ان شاء اللہ رجحان اور اطمینان حاصل ہو جائے گا، استخارہ میں اصل چیز یہی ہے کہ تردد رفع ہو جائے اور ایک جانب کو ترجیح ہو جائے، خواب کا دیکھنا وغیرہ ضروری نہیں ہے۔

سفر حج کے مصارف:

جہاں تک ممکن ہو روپیہ حلال ہونا چاہئے۔ حرام مال سے حج قبول نہیں ہوتا، گو فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کا مال مشتبہ ہو تو کسی غیر مسلم سے بقدر ضرورت بلا سود قرض لے اور پھر اس مال مشتبہ سے اس کا قرضہ ادا کرو۔

رفیق سفر:

کوئی رفیق صالح تلاش کرو کہ جو تم کو ضرورت کے وقت کام آئے اور پریشانی کے وقت اعانت کرے اور ہمت بندھائے، اگر عالم باعمل مل جائے تو بہت اچھا ہے کہ ہر قسم کے مسائل بالخصوص احکام حج میں مدد ملے گی۔

رفیق اگر اجنبی ہو تو اچھا ہے کیونکہ سفر میں بسا اوقات کشیدگی ہو جاتی ہے اور قطع تعلق کی نوبت آجاتی ہے۔ اگر رشتہ دار ہوگا تو اس سے قطع تعلقی میں صلہ رحمی کا قطع کرنا لازم آئے گا جو سخت گناہ ہے، بخلاف اجنبی کے کہ اس سے سہولت سے علیحدگی ہو سکتی ہے۔

حج کے مسائل سیکھنا:

حج کرنے والے کے لئے وقت سے پیشتر مسائل حج کا سیکھنا واجب ہے اس لئے جب ارادہ ہو جائے یا سفر شروع کرو تو اسی وقت سے مسائل معلوم کرو یا کسی معتبر عالم سے دریافت کرتے رہو، یا کوئی معتبر کتاب ساتھ رکھو اور اس کو بار بار مطالعہ کرتے رہو اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو کسی عالم سے سمجھ لو۔ عام لوگوں کی تقلید مت کرو اور معمولی لکھے پڑھوں پر بھی بھروسہ مت رکھو، بلکہ جو معلم لوگ مکہ مکرمہ کے حج کرانے والے ہوتے ہیں ان پر بھی اعتماد مت کرو، یہ لوگ اکثر ناواقف ہوتے ہیں اور اگر ان کو مسائل معلوم ہوتے بھی ہیں تو اہتمام نہیں کرتے، اس لئے تحقیق مسائل جہاں تک ممکن ہو کسی معتبر عالم سے کرو اور ایسے ہی کسی شخص کی رفاقت کی کوشش کرو۔

ابتدائے سفر:

سفر کی ابتدا شروع مہینہ میں جمعرات کو کی جائے حضور ﷺ نے جمعرات کے روز حج کا سفر شروع کیا تھا اور آپ اکثر جمعرات ہی کو سفر کرتے تھے۔ اگر جمعرات کو نہ ہو سکے تو پیر کی صبح سے سفر شروع کیا جائے، یا جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد شروع کیا جائے، مگر اب سفر حج اپنے اختیار کا نہیں رہا حکومت جب اور جس روز چاہے بھیج سکتی ہے۔

سواری کا جانور:

سواری قوی اور مضبوط تلاش کرو، سامان کرائے والے کو دکھلا دو۔ بلا اجازت زیادہ سامان رکھنا جائز نہیں۔ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ پیدل سفر کرنے والے سے سوار ہو کر سفر کرنا افضل ہے کیونکہ جب پیدل چلے گا تو مشقت اور تکلف کی وجہ سے پریشان ہوگا اور اخلاق پر اس کا برا اثر پڑے گا جس کی وجہ سے رفقا سے لڑائی جھگڑا کرے گا۔ لیکن محض لطف اور تفریح طبع کے لئے سوار نہ

ہونا چاہئے ضرورت کا لحاظ اور نیت خیر ہونی چاہئے۔ گدھے پر حج کرنا مکروہ ہے، اونٹ پر افضل ہے، سعودی عرب میں اب اونٹ کا طریقہ ختم کر دیا گیا ہے۔

فضول خرچی اور کنجوسی:

حج کے سامان اور زادراہ میں کنجوسی مت کرو۔ جو روپیہ حج میں خرچ ہوتا ہے اس کا ثواب سات گنا یا اس سے بھی زیادہ ملتا ہے، ہاں! اگر روپیہ کم ہو تو احتیاط سے خرچ کرنا چاہئے فضول خرچی سے بچنا چاہئے، لیکن جو صاحب وسعت ہیں ان کو تنگ دستی نہ کرنی چاہئے، توشہ عمدہ لذیذ اور زیادہ ساتھ لو۔ زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھاؤ، مختلف قسم کے کھانے بھی زیادہ نہ پکاؤ اور بناؤ سنگار بھی نہ کرو، اپنے توشہ میں کسی کو شریک نہ کرو اس سے اکثر نزاع[1] پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مستحب بھی ہے کہ کسی کو شریک نہ کیا جائے کیونکہ اس میں تنگی ہو جاتی ہے۔ صدقہ خیرات بلا اجازت شرکا نہیں کر سکتا، لیکن اگر رفقا بامروت اور باہم مسامحت[2] کرنے والے ہوں تو شرکت کا مضائقہ نہیں۔ شرکت کی صورت میں مستحب یہ ہے کہ اپنے حق سے کم پر اکتفا کیا جائے۔

ایک دسترخوان پر مجتمع ہو کر کھانا جائز بلکہ مستحسن ہے۔ اگر ساتھیوں میں کسی کو زیادہ کھانا کھانا ناگوار ہو تو اپنے حصے سے زیادہ نہ کھائے۔ ہاں! اگر کسی کو ناگوار نہیں تو حصہ سے زیادہ کھانے کا مضائقہ نہیں، اسی طرح بہتر یہ ہے کہ سواری میں بھی کسی کی شرکت نہ ہو۔

گھر سے نکلنا:

چلتے وقت گھر سے نہایت خوش وخرم ہو کر نکلے، غمگین اور پژمردہ ہو کر نہ نکلے، گھر سے نکلنے سے پیشتر اور بعد میں کچھ صدقہ کرنا چاہئے اور گھر میں دو رکعت نفل پڑھے۔ اسی طرح محلّہ کی مسجد میں بھی دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور سلام کے بعد آیۃ الکرسی اور لِاِیْلٰفِ پڑھے اور حق تعالیٰ سے سفر میں اعانت اور سہولت کی دعا مانگے۔ اگر یاد ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ،

---

[1] جھگڑا [2] چشم پوشی

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُکَ فِیْ مَسِیْرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَ مِنَ الْعَمَلِ مَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُکَ أَنْ تَطْوِیَ لَنَا الْأَرْضَ وَتُهَوِّنَ عَلَیْنَا السَّفَرَ وَتَرْزُقَنَا فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا السَّلَامَةَ فِی الْعَقْلِ وَالدِّیْنِ وَالْبَدَنِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ، وَتُبَلِّغَنَا حَجَّ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَزِیَارَةَ نَبِیِّکَ عَلَیْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَلَا بَطَراً وَلَا رِیَاءً وَلَا سُمْعَةً بَلْ خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ وَقَضَاءً لِفَرْضِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ شَوْقًا إِلٰی لِقَائِکَ،

اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْ ذٰلِکَ وَصَلِّ عَلٰی أَشْرَفِ عِبَادِکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ أَجْمَعِیْنَ.

جب وہاں سے اٹھے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ إِلَیْکَ تَوَجَّهْتُ وَبِکَ اعْتَصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ اکْفِنِیْ مَا أَهَمَّنِیْ وَمَا لَا أَهْتَمُّ بِهٖ، اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِی التَّقْوٰی وَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ.

جب گھر کے دروازہ کے قریب آئے تو سورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنَا پڑھے۔

گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اَلتُّکْلَانُ عَلَی اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ، أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ، أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ، أَوْ أَجْهَلَ أَوْ یُجْهَلَ عَلَیَّ.

عزیز و اقارب و احباب، پڑوسیوں وغیرہ سے چلتے وقت معافی چاہو، دعا کی درخواست کرو اور مصافحہ[۱] کرو اور رخصت کے وقت یہ دعا پڑھو:

---

[۱] روی الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجه عن ابن عمر قال: کان النبی ﷺ اذا اودع رجلا اخذ بیده، فلا یدعها حتیٰ یکون الرجل هو یدع ید النبی و یقول: استودع الله دینک و امانتک و آخر عملک و فی "الحصن الحصین" عن ابن السنی و ابن حبان فی ادعیه السفر: وان کان سفرا صافح وقال الخ و فی شرعة الاسلام: کان اصحاب رسول الله اذا تلاقوا تعانقوا: واذا تفرقوا تصافحوا وحمدوا الله واستغروا عند ذلک وفی "الغنیة" ویفارقوا بالمصافحة فهذه الروایات حجة علی من انکر المصافحة عند الوداع. (سعید احمد غفرله)

أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ، وَزَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوىٰ، وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ كُنْتَ.

اور رخصت کرنے والا یہ الفاظ اور کہے:

اَللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ

جاتے وقت جانے والے کو ان لوگوں سے مل کر جانا چاہئے اور واپسی پر ان لوگوں کو ملنے کے لئے آنا چاہئے۔ جب سواری میں سوار ہو تو بسم اللہ پڑھ کر دایاں پیر پہلے رکھو اور داہنی جانب بیٹھو اور سوار ہو کر یہ دعا پڑھو:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ، سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَكَ إِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْلِىْ، فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.

بلند زمین یا پہاڑ پر اگر چڑھو تو اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہو اور پست زمین پر چلو تو سُبْحَانَ اللّٰهِ کہو اور جنگل میں گزر ہو تو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَر پڑھو اور جب کوئی شہر نظر آئے تو یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الْأَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا أَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ، فَإِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا فِيْهَا.

اور جب کسی شہر میں داخل ہو تو یہ پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا (تین مرتبہ) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا إِلٰى أَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِىْ أَهْلِهَا إِلَيْنَا.

کسی جگہ منزل کرنا:

جب کسی جگہ منزل کرے: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ سَلَامٌ" عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ پڑھے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اس جگہ کوئی چیز نقصان نہ پہنچائے گی۔

اور جب رات ہو جائے تو یہ دعا پڑھے:

يَا أَرْضُ! رَبِّيْ وَ رَبُّكِ اللّٰهُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ أَسَدٍ وَأَسْوَدَ، وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِي الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَمَاوَلَدَ

اور صبح کو کہے:

سَمِعَ سَامِعٌ" بِحَمْدِ اللّٰهِ وَ حُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.

اگر کسی جگہ خوف یا وحشت ہو یا کوئی خطرہ ہو تو لِاِیْلَافِ اور آیۃ الکرسی اور معوذتین تین مرتبہ پڑھو۔ راستہ میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور کثرت سے ذکر اللہ اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہو اور والدین، اپنے اقارب، عامہ مسلمین کے لئے دعا کرو۔ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے بالخصوص حجاج کی۔

جب کسی جگہ منزل پر اترو یا کوچ کرو تو دو رکعت نفل پڑھو۔ رفقا اور خدام اور کرایہ دار سے سختی اور لڑائی جھگڑا مت کرو۔ اگر کوئی سائل سوال کرے یا کوئی بلا خرچ سفر کرنے والا کچھ مانگے تو اس کو برا بھلا مت کہو، اگر ہو سکے تو اس کی امداد کر دو ورنہ بہترین طریق سے اس کو جواب دے دو اور اس کے لئے دعا کرو۔ راستہ میں نہایت وقار اور سکون سے رہنا چاہئے اور بیہودہ باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ بیہودہ باتیں ہر اعتبار سے مضر ہیں۔ تنہا سفر کرنا مکروہ ہے، اس لئے تنہا سفر نہ کرو سب کے ساتھ چلو۔

امیر قافلہ:

قافلہ میں جو شخص ہوشیار، صائب الرائے، دیندار اور تجربہ کار اور بردبار ہو اس کو امیر بنا لینا چاہئے اور سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہئے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِيْ سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا أَحَدَهُمْ. (رواہ ابو داؤد)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی سفر میں ہوں تو ایک کو اپنا امیر بنالیں۔

احکام شرعی کا ہر معاملہ میں اتباع ضروری سمجھو اور نہایت اہتمام سے ہر کام کو کرنے سے پہلے معلوم کرلو کہ جائز ہے یا نہیں۔ ساتھیوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ۔ ان کی ہر کام میں اعانت کرو اور دوسرے لوگوں کی بھی جہاں تک ہو سکے خدا واسطے خدمت کرو، اس کا بڑا اجر ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ

یعنی قوم کا سردار سفر میں قوم کی خدمت کرنے والا ہے۔

ضروریات سفر اور مفید معلومات

ا۔ ہندوستان سے جانے والے بمبئی سے اور پاکستان والے کراچی سے جہاز[1] میں سوار ہوتے ہیں اس لئے جس جگہ سے سوار ہونے کا ارادہ ہو وہاں سے جہاز کی روانگی کی تاریخ حج بکنگ آفس سے معلوم کرلینی چاہئے۔ حج بکنگ آفس بمبئی اور کراچی دونوں شہروں میں ہے وہاں خط لکھ کر سب معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ حج بکنس آفس والے آپ کو اطلاع دیں گے کہ کس جہاز سے جانا ہے۔ حاجی حضرات کو چاہئے کہ خط و کتابت کے ذریعہ سے پہلے ریزرویشن کارڈ حاصل کرلیں یعنی جس جہاز اور جس مہینہ میں جانا ہو درخواست بھیج کر پہلے جگہ محفوظ کرالیں، بلا ٹکٹ کی منظوری کے جانے سے پریشانی ہوتی ہے اور بعض دفعہ ناکام واپس آنا پڑتا ہے۔[2]

۲۔ جب جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ہو جائے تو احتیاطاً اس سے ایک ہفتہ پیشتر چل دو اور اپنے مکان سے کراچی یا بمبئی تک ریل کے حالات اور اوقات بھی اچھی طرح معلوم کرلو تا کہ راستہ میں پریشانی نہ ہو۔ ایسی گاڑی اختیار کرو کہ جو سیدھی جاتی ہو، راستہ میں بدلنے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ایکسپریس میں وقت اور کرایہ دونوں کی کفایت ہے اس لئے بمقابلہ ڈاک اور پسنجر کے ایکسپریس بہتر ہے۔

---

[1] اب صورت حال ایسی نہیں بلکہ دیگر شہروں سے بھی حج کی پروازیں جاتی ہیں۔ (ضیاء حق غفرلہ)

[2] اب جسکا قرعہ اندازی میں نام آتا ہے بس وہی جاسکتا ہے منظوری کے کاغذات خود ہی بذریعہ ڈاک پہنچ جاتے ہیں۔

۳۔اسباب جس قدر ممکن ہو بقدر ضرورت ساتھ لو۔زیادہ سامان بہت پریشان کرتا ہے۔ اگر گنجائش ہو تو ڈیوڑھے درجہ کا ٹکٹ لے لو اس میں راحت ملے گی، کیونکہ سفر طویل ہے ممکن ہے تیسرے درجہ میں ہجوم کی وجہ سے آرام نہ ملے اور نماز میں بھی دقت ہو۔ٹکٹ کے نمبر نوٹ کرلو۔

۴۔روپیہ نہایت حفاظت سے رکھو۔ایک جگہ ساری رقم نہ رکھو،سوسو کے نوٹ لے لو اور کچھ چھوٹے نوٹ بقدر ضرورت لے لو اور نہایت ہوشیاری سے سفر کرو۔چور اور جیب کاٹنے والوں سے ہوشیار رہو۔اگر ہو سکے تو سفر کے ضروری اخراجات کے لئے رقم رکھ کر باقی کا کوئی معقول انتظام کردو۔اگر پونڈ لے لو تو زیادہ بہتر ہے۔

۵۔اپنی چیز سفر میں کسی اجنبی کو مت کھلاؤ اور نہ کسی اجنبی کی چیز کھاؤ۔آج کل اس قسم کے خطرناک لوگ زیادہ ہوتے ہیں کہ نشہ کی چیز کھلا پلا کر لوٹ لیتے ہیں۔

۶۔قرآن شریف، وظیفہ کی کتاب، احکام حج کے رسائل، چاقو، استرہ، قینچی، سوئی، تاگہ، صابن، کارڈ، لفافے، ٹکٹ، گھڑی، قبلہ نما، سادہ کاغذ، لوٹا، گلاس، پیالہ، رکابی، پانی رکھنے کے لئے بالٹی یا کنستر، صراحی، قلم، پنسل، چھتری، مصلےٰ، مکہ میں مچھر بہت ہوتے ہیں بلا مچھر دانی کے سونا مشکل ہوتا ہے۔رنگین چشمہ، بیٹری، استنجے کے لئے ڈھیلے یا کچھ پرانا کپڑا (یا ٹشو پیپر) بستر بند، سُتلی، سوا اور ضروری اشیا جو مناسب سمجھو ساتھ لو۔ایک چھوٹا مضبوط بکس بھی بمعہ تالا کے لے لو بعض وقت اس کی ضرورت ہو جاتی ہے۔ناخن تراش بھی لے لو تو اچھا ہے۔عرب کے نائی ناخن نہیں کاٹتے، چاقو اور قینچی سے بھی یہ کام ہو سکتا ہے۔

۷۔سفر میں بالخصوص جہاز میں کپڑے زیادہ میلے ہوتے ہیں اس لئے ایک دو جوڑے خاکی سلوا لینا چاہئے، مکہ مکرمہ میں سردی زیادہ نہیں ہوتی لیکن مدینہ منورہ میں پاکستان کی طرح ہوتی ہے۔اگر سردی کا موسم ہو تو ایک رضائی اور کمبل مضبوط ضرور ساتھ رکھو، جہاز میں بھی کبھی ہوا تیز ہوتی ہے تو گرم کپڑے کی ضرورت پڑتی ہے بالخصوص سردی کے موسم میں اس لے ایک یا دو گرم کپڑے بھی ساتھ رکھنا چاہئے۔

۸۔احرام میں ایک لنگی اور ایک چادر کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ایک سفید لنگی اور ایک چادر ساتھ رکھنی چاہئے۔اونی تولیہ بڑا اگر لے لو تو اچھا ہے، گرمی سردی میں کام دے گا بلکہ دو احرام رکھو تو اچھا ہے، نہ معلوم کیا موقع ہے؟ اگر تم کو ضرورت نہ ہوئی تو کسی دوسرے کے کام

آ جائے گا، بلکہ پندرہ بیس گز کپڑا زائد بھی رکھنا چاہئے کبھی ضرورت کے وقت کفن کے کام آ جاتا ہے۔

۹۔ راستہ میں کھانے پینے کی سب چیزیں ملتی ہیں اس لئے بقدر ضرورت ناشتہ ساتھ لو۔ اسٹیشنوں پر سب چیزیں ملتی ہیں مگر اسٹیشن پر اترنے میں احتیاط رکھو، بلا ضرورت مت اترو، اگر ریل سے رہ گئے تو پریشانی ہوگی۔ البتہ اگر تم کو صحیح طور پر اس بات کا علم ہے کہ جس اسٹیشن پر ریل رکی ہے کم از کم اتنے وقت رکی رہے گی کہ تم اطمینان قلب کے ساتھ اپنی ضرورت کی چیزیں خرید سکتے ہو تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن اس کے باوجود بھی احتیاط لازم ہے کیونکہ جلد بازی میں نقصان کا اندیشہ ہے۔

۱۰۔ اگر مستورات ساتھ ہوں تو مناسب یہ ہے کہ ان کو زنانہ درجہ میں سوار کرادو تا کہ آرام سے لیٹ بیٹھ سکیں اور تم ان کے پاس والے مردانہ ڈبہ میں بیٹھو تا کہ ان کی خبر گیری سہولت سے کرتے رہو۔ اگر زنانہ ڈبہ میں تنہائی کی وجہ سے اطمینان نہ ہو تو اپنے پاس بٹھالو۔

۱۱۔ عورتوں کے لئے خاکی یا نیلے رنگ کا برقعہ ضرور ہونا چاہئے سفید رنگ کا جلد میلا اور خراب ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ زیور اول تو سفر میں رکھنا ہی نہ چاہئے اگر کچھ رکھنا ضروری ہو تو اس کو احتیاط سے صندوق وغیرہ میں رکھو، سفر میں بننا، سنورنا اور زیور پہننا خطرناک ہے۔

۱۳۔ سفر کی ضروریات عورتوں کو بھی سمجھادو، جس جگہ اترنا ہے اس کا نام پتہ وغیرہ بتادو تا کہ وہ بھی پہلے سے تیار ہو جائیں۔ ان کو اپنے وطن کا پورا پتہ یاد کرادو اور ضروری باتیں خوب سمجھادو۔

۱۴۔ حاجیوں کے لئے چیچک کا ٹیکہ اور ہیضہ کا انجکشن لگوانا ضروری ہے بلا اس کے جہاز کا ٹکٹ نہیں ملتا، اس لئے اگر سہولت سے ہو سکے تو اپنے شہر کے کسی سرکاری شفاخانہ میں لگوالو کیونکہ اس سے بعض اوقات بخار وغیرہ ہو جاتا ہے۔ گھر پر ہی اس سے فارغ ہو جاؤ لیکن ڈاکٹر سے سرٹیفکیٹ لے کر احتیاط سے رکھو۔ جہاز کا ٹکٹ لیتے وقت دکھلانا پڑے گا۔ اگر یہاں وقت ہو تو بمبئی اور کراچی میں بہت سہولت سے ہو جاتا ہے۔ بلکہ اثر جو لوگ مکان پر لگواتے ہیں بعض دفعہ ان کو وہاں کے لوگ دق کرتے ہیں اور دوبارہ لگوانا پڑتا ہے۔ ٹیکے اور انجکشن قواعد بدلتے رہتے ہیں ان کو معلوم کر لیا جائے۔

۱۵۔ دوسرے ملک میں جانے کے لئے پاسپورٹ (پروانہ راہداری) اپنی حکومت سے لینا ضروری ہے بلکہ اس کے بغیر ٹکٹ نہیں ملتا اور نہ سہولت سے دوسرے ملک میں داخل ہو سکتا ہے حاجیوں کے لئے بھی پاسپورٹ ضروری ہے، اگر اپنے ضلع سے لے لو تو اچھا ہے مفت مل جائے گا۔ اگر یہاں کسی وجہ سے لینے میں دقت ہو تو بمبئی اور کراچی میں بھی مل جائے گا مگر فیس دینی ہوگی، فیس کی مقدار گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔

۱۶۔ بکس اور سامان پر اپنا پتہ اور معلم کا نام لکھ دو، جہاز اور دیگر مواقع میں اپنے سامان کی شناخت میں سہولت ہوگی۔

۱۷۔ کراچی میں حاجیوں کے ٹھہرنے کے لئے حاجی کیمپ بنا ہوا ہے اس میں ٹھہرنے کا کوئی کرایہ دینا نہیں پڑتا۔ اس کے علاوہ بعضے مسافر خانے بھی ہیں، اگر آرام چاہتے ہیں تو ہوٹل میں کمرہ کرایہ پر مل جاتا ہے۔ اپنے وطن سے بمبئی اور کراچی اور دیگر کی مسافت اور جس لائن سے سفر کرنا ہو سفر خرچ کا حساب لگا کر دیکھ لو کہ کس راستہ میں کفایت ہے، ان سب امور کو سوچ کر جس جگہ سے سوار ہونا ہو وہاں کا رادہ کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو، انشاء اللہ سب کام اطمینان سے ہو جائیں گے۔

جہاز کا سفر[۱]:

۱۔ جہاز کراچی سے سیدھا جدہ جائے اور عدن وغیرہ کہیں نہ ٹھہرے تو تقریباً چھ سات روز میں متوسط رفتار سے جدہ پہنچ جاتا ہے، بعضے تیز رفتار جہاز اس سے بھی جلدی پہنچتے ہیں۔

۲۔ جہاز کے سفر میں اکثر دوران سر، متلی، پیچش کی شکایت ہو جاتی ہے اس لئے کوئی دوا یا لیموں کا چار، اسپغول، چار تخم، چٹنی، نمک سلیمانی وغیرہ رکھنا چاہئے۔ اور سوار ہوتے وقت کچھ سنگترے رکھ لو تو اچھا ہے۔ اگالدان اور پیشاب دانی بھی لے لو، ٹین کی معمولی دام میں مل جاتی ہے

---

[۱] جب مولف نے یہ کتاب لکھی تھی اس وقت بحری جہاز کے ذریعہ سفر حج کیا جاتا تھا، ہوائی جہاز کے ذریعہ کم لوگ سفر کرتے تھے، لہٰذا انہوں نے اسی مناسبت سے یہ معلومات فراہم کی تھیں اب اگرچہ زیادہ سفر تو ہوائی جہاز کے ذریعہ ہی ہوتا ہے، لیکن اگر بحری جہاز کے ذریعہ کوئی سفر کرے تو وہاں ان معلومات کی بہرحال ضرورت رہے گی۔ (ضیاء بستی غفرلہ)

جہاز میں طبیعت خراب ہونے کے وقت دونوں چیزیں کام دیں گی۔ صبح کو کبھی کبھی شربت کے ساتھ اسپغول پھانکنا بہت مفید ہے اور پیچش وغیرہ سے امن رہتا ہے۔ چائے کا استعمال بھی زیادہ رکھنا چاہئے جہاز میں خالی معدہ رہنا مضر ہے۔ کچھ تھوڑی بہت غذا ضرور کھا لینی چاہئے۔

۳۔ آج کل حاجیوں کو خود کھانا پکانے کی اجازت نہیں ہے بلکہ پکا پکایا جہاز والوں کی طرف سے ملتا ہے، مگر تیسرے درجے والوں کو بہت معمولی کھانا ملتا ہے۔ صبح کو ناشتے میں چائے ڈبے کے دودھ کی اور چپاتی یا بسکٹ اور دوپہر کو خشکہ روٹی، گوشت، دال اور اچار وغیرہ بھی ملتا ہے۔ گو روٹی تنوری اور چپاتی دونوں طرح کی ملتی ہے مگر میدے کی ہوتی ہے اس لئے اچھی طرح نہیں کھائی جاتی اور معدہ کو بھی نقصان دیتی ہے۔ اس لئے کوئی ایسی چیز ساتھ رکھو کہ بوقت ضرورت غذا کا کام بھی دے اور مرغوب و مفید ہو۔ خستہ بسکٹ، چنے یا مونگ کی تلی ہوئی دال یا سوجی کے لڈو جہاز پر خوب کام دیتے ہیں اور لذیذ معلوم ہوتے ہیں، جہاز پر بھی ہوٹل سے ہر قسم کی چیز قیمت دے کر لے سکتے ہو، جس وقت کھانا تیار ہو جاتا ہے جہاز کے ملازم کھانا لے کر سب کی نشست گاہ پر خود تقسیم کرتے ہیں، اس لئے رکابی، پیالہ وغیرہ ضروری برتن کھانے کے لئے گھر سے ساتھ لے لو، یا جس جگہ سے سوار ہوں، وہاں سے خرید لو، اگر برتن نہ ہوں گے تو دقت ہوگی۔ نیز جہاز میں میٹھا پانی چونکہ ہر وقت نہیں ملتا گو اب زیادہ تنگی نہیں رہی ہے، نماز کے اوقات میں نل کھول دیا جاتا ہے مگر پھر بھی کوئی برتن، کنستر، بالٹی وغیرہ میٹھے پانی کے لئے ضرور لے لینی چاہئے۔

۴۔ جب جہاز کی روانگی کی تاریخ قطعی طور سے متعین ہو جاتی ہے تو مسافروں کو اطلاع کر دی جاتی ہے کہ فلاں وقت سامان رکھنا ہوگا اور فلاں وقت روانگی ہوگی۔ جہاز پر سامان وغیرہ کے لئے قلی مقرر ہوتے ہیں، ان سے معاملہ کر لو۔ اگرچہ سامان چڑھانے اور اتارنے کا محصول ٹکٹ کے ساتھ لے لیا جاتا ہے مگر پھر بھی قلی دق کرتے ہیں اور بلا لئے سامان نہیں چڑھاتے، اس لئے ایک قلی سے معاملہ طے کر لو کہ احتیاط سے تمہارا سامان جہاز پر چڑھا دے اور جگہ بھی حسب منشا بنا دے، قلی جہاز پر پہلے پہنچ جاتے ہیں اور حاجی لوگ ڈاکٹری معائنہ وغیرہ سے فارغ ہو کر جہاز پر چڑھتے ہیں، اس لئے قلی کا نام اور نمبر معلوم کر لو اور سامان کے وقت خود بھی ہوشیاری سے کام لو ورنہ چھ سات روز تکلیف بھگتنی پڑے گی۔ صرف قلی پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ ایک قلی بہت سے حاجیوں سے معاملہ کر لیتا ہے اور سب کا کام کرتا ہے اس وجہ سے کبھی وہ بھی جگہ نہیں بنا سکتا۔

جہازوں میں اب مسافروں کے لئے لوہے کی چارپائیاں لگادی گئی ہیں، جس جگہ قلی آپ کا سامان جا کر رکھے اس کو دیکھ لیا جائے کہ کوئی عدد کم تو نہیں۔ پاکستان میں ۱۹۶۰ء سے یہ قاعدہ ہوگیا ہے کہ راشن کی قیمت پیشگی وصول کر لی جاتی ہے اور راشن جدہ میں دیا جاتا ہے، اس سے بہت آسانی رہتی ہے بلکہ مکہ معظّمہ میں ملتا ہے، اس سے اور بھی آسانی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا راشن کے کاغذات حفاظت سے ہمراہ رکھیں تاکہ کاغذات دکھلا کر راشن حاصل کر سکیں۔

۵۔ سوار ہونے کے وقت ڈاکٹری معائنہ ہوتا ہے اور ٹکٹ بھی دیکھے جاتے ہیں، اس لئے ٹکٹ اور پاسپورٹ اپنے ساتھ رکھو، سامان یا بکس میں بند مت کرو، جہاز میں تین درجے ہوتے ہیں جس درجہ میں سفر کرنے کی اپنے اندر وسعت پاتا ہو اس سے سفر کرے، لیکن فرسٹ میں سفر کرنے سے بہتر یہ ہے کہ ہوائی جہاز سے سفر کرے کیونکہ اس میں وقت کی بچت ہے۔

۶۔ جس وقت جہاز چل دے اور لنگر اٹھ جائے تو یہ دعا پڑھو:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾

(سورہ ھود: ۴۱، زمر: ۶۷)

کشتی پر سوار ہو کر بھی یہی دعا پڑھو، ان شاء اللہ غرق سے محفوظ ہو گے۔

۷۔ جہاز میں حجاج کے لئے مستقل ڈاکٹر رہتا ہے ضرورت کے وقت اس سے مراجعت کی جائے۔

۸۔ اگر خدانخواستہ کوئی حاجی مرجائے تو اس کی جہاز والوں کو اطلاع کر دو اور غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو سمندر میں چھوڑ دو، میت کو دریا میں چھوڑنے کا سامان جہاز میں رہتا ہے، اطلاع پر سب انتظام ہو جاتا ہے۔

ریل، جہاز، اونٹ وغیرہ پر
نماز پڑھنے کے ضروری مسائل

سفر میں نماز کا اہتمام:

سفر میں نماز کا بہت اہتمام کرنا چاہئے، عام طور پر حاجی لوگ کم ہمتی اور سستی سے نماز قضا کر دیتے ہیں۔ ایک فرض (یعنی حج) کی ادائیگی کا ارادہ کرتے ہیں اور روزانہ کے پانچ فرض ترک کر دیتے ہیں۔ نماز کو بلا عذر شدید قضا کرنا سخت گناہ ہے۔

شیخ ابوالقاسم حکیم (جو بڑے پائے کے بزرگ ہیں) فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جہاد کرے اور جہاد کی وجہ سے ایک نماز قضا کر دے تو اس کو اس قضا نماز کی مکافات کے لئے سو مرتبہ جہاد کی ضرورت ہے۔

اللہ اکبر! جہاد کتنی بڑی عبادت ہے لیکن نماز کی فرضیت اور فضیلت و تاکید اس سے بھی زیادہ ہے، اکثر لوگ تو سفر میں نماز بالکل ہی ترک کر دیتے ہیں اور بعضے مسائل سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اور بعضے موٹر ڈرائیور کے ڈر سے موٹر کو نہیں روک سکتے، ایسے لوگوں کو ہمت سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ اول تو شرعاً کرایہ والے کے ذمہ واجب ہے کہ وہ نماز کے وقت سواری کو روکے، لیکن اگر اندیشہ ہے کہ روکے گا نہیں تو کرایہ طے کرنے کے وقت ہی اس سے شرط کی جائے اور اس کو متنبہ کر دیا جائے کہ نماز کے وقت ضرور رکنا ہوگا اور وقت پر اگر نہ روکے تو ذرا ہمت سے کام لے کر سب حاجی متفق ہو کر کہیں، پھر بھی نہ مانے یا کوئی خطرہ ہو تو پھر جس طرح ہو سکے موٹر میں نماز پڑھ لی جائے۔

مسافر کے لئے نماز میں قصر:

مسئلہ ا: شریعت میں جو مسلمان اڑتالیس میل کے سفر کا ارادہ کر کے چلے ''مسافر'' کہلاتا ہے اس پر ظہر، عصر، عشا کی نماز بجائے چار فرض کے دو فرض ہیں اور فجر، مغرب، وتر میں کوئی کمی نہیں ہوتی، جس طرح مکان پر پڑھی جاتی ہیں اسی طرح پوری پڑھی جاتی ہیں۔

تنبیہ: بہت سے حجاج اپنی ناواقفیت کی وجہ سے امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیتے ہیں۔

یاد رکھئے! جو امام چار رکعت پڑھا رہا ہو تو اس کے پیچھے چار ہی پڑھیں گے۔

مسئلہ۲: ظہر، عصر، عشاء کا پورا پڑھنا گناہ ہے۔ ہاں اگر بھول کر پوری پڑھ لی اور دوسری رکعت میں قعدہ کر لیا ہے تو دو رکعت فرض اور دو نفل ہو گئیں لیکن سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔

مسئلہ۳: اپنے شہر سے نکل کر جب تک راستہ میں کسی مقام پر پندرہ روز یا اس سے زیادہ قیام کی نیت نہ ہو تو قصر کرنا چاہئے۔ اگر کسی جگہ پندرہ روز یا زیادہ قیام کی نیت کر لی تو مقیم ہو گیا نماز پوری پڑھنی ہوگی۔ لیکن اگر کسی جگہ پندرہ روز کی نیت نہیں کی اور آج کل کرتے کرتے پندرہ روز گزر گئے تو بھی مسافر رہے گا اور نماز قصر پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ۴: سفر میں سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے علاوہ اور سنتوں کو چھوڑنے کا مضائقہ نہیں، ایسی حالت میں ان کی تاکید نہیں رہتی اور اگر جلدی نہیں ہے تو سنتوں کو ترک نہ کرے، سنتوں میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔

ریل میں نماز اور تیمّم وغیرہ کے مسائل:

مسئلہ۱: چلتی ریل میں نماز پڑھنا درست ہے۔ اگر سر گھومتا ہے یا چکراتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے میں چوٹ لگنے کا خوف ہے تو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ بلا ان اعذار کے باوجود طاقت قیام کے بیٹھ کر نماز درست نہیں ہوتی۔

مسئلہ۲: اگر ریل میں نماز پڑھتے ہوئے ریل گھوم جائے اور قبلہ بدل جائے تو نماز ہی میں قبلہ نما میں دیکھ کر قبلہ کی طرف گھوم جانا چاہئے۔

مسئلہ۳: پانی نہ ملنے کی وجہ سے جس شخص نے باقاعدہ تیمّم کیا ہو، اگر چلتی ہوئی ریل میں جابجا اس کو پانی اور چشمے ملیں تو تیمّم نہیں ٹوٹے گا، لیکن احتیاط یہ ہے کہ اگر موقع ہو تو پھر تیمّم کر لے۔

مسئلہ۴: اگر ریل ٹھہرے اور اسٹیشن پر پانی مل سکتا ہے تو تیمّم ٹوٹ گیا اگر وضو نہیں کیا اور ریل چھوٹ گئی تو دوبارہ تیمّم کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ۵: پانی بھرا ہوا برتن نشست کے تختہ کے نیچے رکھا رہا اور اس کا کچھ خیال نہ رہا اور پانی

سے ناامید ہو کر تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، پھر یاد آیا تو نماز کو دہرانا واجب نہیں، خواہ نماز کے وقت میں یاد آیا ہو یا نماز کا وقت نکل جانے کے بعد اور اگر سامنے تختے کے اوپر لوٹا رکھا تھا یا صراحی ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اور پھر بھی بھول گیا اور تیمّم سے نماز ادا کی تو جب یاد آئے دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۶: اگر برتن میں پانی وضو کے لائق موجود تھا لیکن یہ خیال رہا کہ پانی باقی نہیں رہا اور تیمّم سے نماز پڑھ لی تو دوبارہ پڑھنا واجب ہے، خواہ نماز کا وقت باقی ہو یا نکل گیا ہو۔

مسئلہ ۷: اگر ریل پر کوئی ہندو پانی دینے والا ہے اور تم کو اس کے پانی سے کراہت آتی ہے تو تیمّم جائز نہیں، وہی پانی لے کر وضو کرو، البتہ پانی نہ دے تو تیمّم جائز ہے۔

مسئلہ ۸: اگر ریل میں یہ گمان غالب تھا کہ اسٹیشن پر ضرور پانی مل جائے گا اور وقت بھی رہے گا لیکن کسی نے راستہ ہی میں تیمّم کر کے نماز پڑھ لی تو جائز ہے بشرطیکہ اسٹیشن وہاں سے ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو، مگر بہتر یہ ہے کہ اسٹیشن پر پہنچ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۹: اسٹیشن پر پانی ملنے کی امید تھی لیکن کسی نے تیمّم کر کے نماز شروع کر دی اور نماز پڑھتے ہوئے اسٹیشن قریب آ گیا یعنی ایک میل سے کم فاصلہ رہ گیا، تو اگر وہاں ریل ہی نہ ٹھہری یا پانی ہی نہ ملا تو وہ نماز صحیح سمجھی جائے گی اور اگر پانی موجود ہے اور یہ اس کے لینے پر بھی قادر ہے تو وہ پڑھی ہوئی نماز صحیح نہیں ہوئی وضو کر کے دوبارہ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۰: جب اسٹیشن بہت ہی قریب آ جائے ایک میل سے کم فاصلہ رہ جائے اور وہاں پانی ملنے کی قوی امید ہو تو تیمّم سے نماز ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۱: اگر اسٹیشن ایک میل سے کم فاصلہ پر رہ گیا ہو اور وہاں پانی کی بھی قوی امید ہے لیکن اندیشہ یہ ہے کہ وہاں پہنچنے تک نماز کا وقت نہیں رہے گا، نماز قضا ہو جائیگی تو اس صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھنا درست نہیں۔ اسٹیشن پر پہنچ کر وضو کر کے قضا نماز پڑھے اور اگر وہاں بھی پانی نہ ملے تو تیمّم سے قضا پڑھے۔

مسئلہ ۱۲: اگر کہیں مفت پانی نہیں مل سکتا اور کوئی شخص حد سے زیادہ گراں فروخت کر رہا ہے مثلاً اس نواح میں پانی کی جو قیمت ہے اس سے دو چند (دگنی) قیمت لیتا ہے تو پانی خرید کر وضو کرنا ضروری نہیں، تیمّم جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳: اگر پانی معمولی قیمت پر یا کسی قدر گراں ملتا ہے تو تیمّم جائز نہیں، خریدنا ضروری ہے، لیکن اگر اس کے پاس بالکل خرچ نہیں ہے یا اس قدر کم ہے کہ کرایہ اور کھانے وغیرہ کا ضروری خرچ سے کچھ بھی زیادہ نہیں تب بھی خریدنا لازم نہیں تیمّم سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۴: ریل کے پاخانے اور غسل خانے میں جو نل لگا رہتا ہے اس کا پانی پاک ہے اور وضو اس سے درست ہے، اس کی موجودگی میں تیمّم کرنا جائز نہیں لیکن یہ پانی وہی شخص لے سکتا ہے جس کے درجے میں وہ نل ہو اور اگر اس کے پاس سے کم درجے کا ٹکٹ ہے تو نہیں لے سکتا۔ مثلاً سوم درجے کا ٹکٹ ہے تو درمیانہ درجہ کے غسل خانہ وغیرہ سے پانی لینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۵: جب ریل اسٹیشن پر ٹھہرے تو پانی تلاش کرنے سے پہلے تیمّم جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۶: اگر ریل میں اسباب تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے اور ساتھ لے کر پانی تلاش نہیں کر سکتا، اجرت وغیرہ دے کر کسی سے پانی وغیرہ نہیں منگا سکتا تو تیمّم جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷: اگر کسی وجہ سے بلا اسٹیشن کے جنگل میں ریل ٹھہر گئی اور ایک ایک میل تک چاروں طرف پانی کی امید نہیں رہی تو بلا تلاش کے بھی تیمّم کرنا جائز ہے۔ اور اگر اسی صورت میں ایک میل کے اندر ہی اندر پانی کی امید ہے لیکن ریل چھوٹ جانے یا اسباب کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے تو بھی تیمّم جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸: ریل میں نشست کے تختوں اور گدوں پر جو گرد وغبار جم گیا ہو اس پر تیمّم جائز ہے اور یہ وہم نہ کرنا چاہئے کہ شاید تختہ یا گدا ناپاک ہو، معلوم نہیں کہ غبار پاک ہے یا ناپاک ہے اور نشستوں کے درمیان میں نیچے کے تختوں پر جو جوتیوں کی ناپاک مٹی اور غبار رہتا ہے اس سے تیمّم جائز نہیں ہے، چلتی ریل میں نماز پڑھنا درست ہے لیکن حتیٰ الوسع بہتر یہ ہے کہ اس بات کا خیال رکھے جس وقت ریل ٹھہرے تو اسٹیشن پر اتر کر یا اترنے میں اطمینان نہ ہو تو گاڑی پر نماز پڑھ لو، اگر موقع نہ ملا اور اب دوسرے اسٹیشن پر پہنچنے تک وقت کے فوت ہونے یا تنگ ہونے کا اندیشہ ہے، تو چلتی ہوئی ریل میں نماز پڑھ لو، مگر چلتی ہوئی ریل میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، البتہ اگر چکر آنے یا چوٹ لگنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۹: ریل میں نماز پڑھنے کی حالت میں خواہ چلتی ہو یا ٹھہری ہو قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے، ٹھیک رخ کی تحقیق ہمیشہ رکھنی چاہئے، اگر کوئی واقف نہ ہو یا جو لوگ موجود ہیں ان

میں اختلاف ہو جائے تو تحری کر لو یعنی خوب غور و فکر کر کے علامات کو دیکھ کر نماز پڑھ لو۔

مسئلہ ۲۰: ریل والوں کی طرف سے جس قدر اسباب بلا محصول لے جانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ لے جانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۱: رشوت دے کر اسباب و سامان کا وزن کم لکھنا جائز نہیں، مثلاً ایک من نو سیر تھا آپ نے وزن کرنے والے یا کلرک کو کچھ دے کر ایک من لکھوایا، اس صورت میں دو گناہ ہوئے: ایک رشوت دینے کا اور دوسرا بلا محصول اسباب لے جانے کا۔

مسئلہ ۲۲: اگر کسی صورت میں آپ سے محصول وغیرہ خلاف قاعدہ زیادہ لے لیا گیا تو شرعاً آپ کو حق ہے کہ مفت سوار ہو کر یا زیادہ اسباب لے جا کر اسی قدر اپنا حق وصول کر لو، لیکن دو باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے اول یہ جس کمپنی[1] کی ریل میں تم سے زیادہ وصول کیا گیا ہے اسی ریل سے وصول کرنا جائز ہے، دوسری ریلوں سے نہیں لے سکتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اپنا حق وصول کرنا اگرچہ صورت مذکور میں جائز ہے مگر ریلوے حکام اور ملازموں کی گرفت اور مواخذہ کا اندیشہ ہے، اگر خدانخواستہ کہیں بے موقع پھنس گئے تو مال کا بھی نقصان ہوگا اور بے عزتی بھی ہوگی اور پریشانی علیحدہ ہوگی اور تمہاری اس بات کو کوئی تسلیم نہ کرے گا کہ پہلے بے ضابطہ محصول تم سے وصول کر لیا گیا تھا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ صبر کرو، خدا تعالیٰ کے خزانہ سے بڑا اجر ملے گا۔

مسئلہ ۲۳: اگر کبھی اتفاق سے بلا ٹکٹ سوار ہو گئے یا کسی ضرورت سے بلا محصول قاعدہ سے زیادہ اسباب لے گئے اور اب ناجائز فعل پر شرمندگی ہوئی ہے اور ریل والوں کا حق ادا کرنے کو جی چاہتا ہے تو ادا کرنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ آپ نے ریل والوں کا جس قدر نقصان کیا ہے اس قیمت کا ٹکٹ لے کر چاک کر دو اس سے نفع نہ اٹھاؤ، لیکن ایسے خیال کے لوگ اس زمانے میں بہت کم ہیں۔ بعض تیز مزاج حضرات ترکیب بتلانے والے کو بے وقوف کہیں تو تعجب نہیں، مگر اس مسئلہ میں بھی اوپر والی شرط ہے کہ جس کمپنی کا حق رہ گیا ہے اسی کو پہنچاؤ یعنی اس کمپنی کا ٹکٹ لے کر چاک کر دو۔

مسئلہ ۲۴: اگر ریل کے ملازموں سے جان پہچان ہو اور ان لوگوں نے کہہ دیا کہ تم فلاں جگہ

---

[1] پاکستان میں اب کسی کمپنی کی ریل نہیں سب سرکاری ہیں۔

سے بلاٹکٹ سوار ہو کر یہاں آ جانا تو ایسا کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص کے نام کا پاس ہے اور قانوناً اس کو یہ اجازت نہیں کہ دوسرے کو پاس دیدے تو دوسرے شخص کو اس پاس سے سفر کرنا درست نہیں ہے، ہاں! اگر پاس عام ہو اس سے سفر کرنا ہر ایک کو جائز ہوگا۔

مسئلہ ۲۵: جس درجہ کا ٹکٹ ہو اس سے اوپر کے درجہ میں سفر کرنا درست نہیں ہے، مثلاً تیسرے درجہ کا ٹکٹ لے کر ڈیوڑھے درجہ میں بیٹھنا درست نہیں اور اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ وہاں قضائے حاجت کے لئے جا گھسے، لیکن اگر کسی دوسرے شخص کا ٹکٹ بدل لیا جو اس درجہ میں سفر کر رہا ہے تو جائز ہے، مثلاً ڈیوڑھے درجہ کا ٹکٹ لے خود وہاں بیٹھ گئے اور تیسرے درجہ کا اس کو دے دیا وہ وہاں بیٹھ گیا یا کسی ضرورت سے ایک دومنٹ کے لئے اس کے پاس گئے اور اتفاقاً وہاں یہ حاجت پیش آ گئی تو اور بات ہے۔

مسئلہ ۲۶: یہ جائز ہے کہ اپنے ٹکٹ سے کم درجہ میں بیٹھ جاؤ، مثلاً ڈیوڑھے والے کو تیسرے درجہ میں سفر جائز ہے، لیکن اس صورت میں یہ جائز نہیں کہ جس قدر دونوں درجوں میں تفاوت ہے اس کو کسی ترکیب سے ریل والوں سے وصول کرو، کیونکہ انہوں نے تم کو روکا نہیں ہے تم اپنی خوشی سے ادنیٰ درجہ میں بیٹھے ہو۔

مسئلہ ۲۷: جب تک گاڑی میں جگہ ہو خواہ مخواہ لوگوں کو دھکیلنا اور روکنا جائز نہیں، جب تعداد پوری ہو چکی تو روکنا اور منع کرنا جائز ہے، لیکن ضعیف اور غریب و پریشان مسافر کے ساتھ نرمی کرنا اور تنگی میں بھی جگہ دینا بہت ثواب ہے۔

مسئلہ ۲۸: جب دوسرے شرکا کی رضا نہ ہو تو استحقاق سے زیادہ جگہ گھیرنا جائز نہیں، مثلاً دس مسافروں کا درجہ ہے اور دس ہی سوار ہیں تو ہر شخص کا حصہ ایک تختہ کا پانچواں حصہ ہے اس سے زیادہ پر بلا رضامندی قبضہ درست نہیں اور اگر آٹھ مسافر ہیں تو ایک تختہ کا ایک چوتھائی ہر ایک کا حق ہے۔

مسئلہ ۲۹: جو مسافر کسی ضرورت سے باہر نکلا ہو اس کا اسباب و بستر سمیٹ کر خود اس کی جگہ پر قبضہ نہ کرنا چاہئے، البتہ اگر استحقاق سے زیادہ جگہ اس نے روک رکھی ہے تو اس کو کم کر دینا درست ہے۔

مسئلہ ۳۰: ریل میں کسی کی کوئی چیز چھوٹ گئی اس کو اٹھا کر اپنے کام میں لانا جائز نہیں بلکہ

جب مالک سے مایوسی ہو جائے تو صدقہ کر دے، لیکن اگر خود محتاج ہو تو خود بھی استعمال کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۱: اگر کسی کا ریل میں قرآن شریف رہ گیا اور یہ اندیشہ ہے کہ ہم نہ اٹھائیں گے تو دوسرے مسافر بے حرمتی کریں گے ایسی حالت میں اٹھالے اور صدقہ کر دے۔

مسئلہ ۳۲: اسٹیشن پر کوئی چیز خریدی اور گاڑی چھوٹ گئی قیمت ادا نہ ہو سکی تو اس چیز کو کھانا اور استعمال کرنا جائز ہے لیکن جس طرح ہو سکے اس کی قیمت پہنچاؤ، ہمیشہ کی آمد و رفت کا کوئی قریب اسٹیشن ہو تو کسی معتبر شخص کی معرفت ادا کر دو، ورنہ خط کے ذریعہ سے پتہ وغیرہ دریافت کر کے اس کی قیمت پہنچاؤ۔ اگر باوجود پوری کرشش کے وہ شخص نہ مل سکے تو وہ قیمت اس شخص کی طرف سے صدقہ سمجھ کر کسی غریب کو دے دو، لیکن اگر اتفاق سے وہ پھر کہیں مل جائے گا اور مطالبہ کرے گا تو دوبارہ دینا ہوگا، اس صدقہ کا ثواب تم کو ہوگا۔

مسئلہ ۳۳: اگر کوئی شخص ایک پیسے کا دیاسلائی کا بکس یا ایک ایک آنہ کا سیب بیچتا تھا، تم نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔ دیاسلائی یا سیب اٹھائے اور پیسے نکال کر دینے لگے اور ریل چل دی اور قیمت اس کو نہ پہنچ سکی تو اس کی قیمت پہنچانی چاہئے یا اس کی چیز واپس کر دینی چاہئے، اور صورت دشواری واپسی کے وہ چیز یا اس کی قیمت محتاجوں کو دے دینی چاہئے، اگر محتاج ہو تو خود بھی صرف میں لا سکتا ہے۔ پھر اگر مالک مل جائے تو قیمت اس کو دیدی جائے یا اس سے معاف کرالیا جائے۔

مسئلہ ۳۴: اگر آپ نے کسی چیز کی قیمت پہلے دیدی اور گاڑی چھوٹ گئی دکاندار نے ان پیسوں کو پھینکنا چاہا لیکن وہ گاڑی میں نہ پہنچے اور گر کر ضائع ہو گئے تو وہ قیمت اس کے ذمہ باقی رہی۔ تم شرعاً اس سے وصول کرنے کا استحقاق رکھتے ہو، بہتر یہ ہے کہ اسے معاف کر دو، بہت ثواب حاصل ہوگا۔

مسئلہ ۳۵: اگر اسٹیشن پر سے چیزیں خرید کر یا اپنا ناشتہ وغیرہ نکال کر کسی غریب آدمی کے سامنے کھاؤ تو تھوڑا بہت بقدر مناسب اس کو بھی دیدو، مکان پر کئی غریبوں کو کھانا کھلانے سے زیادہ اس کا ثواب ہوگا، اگر اتنی گنجائش نہ ہو یا ہمت و توفیق نہ ہو تو ایک طرف علیحدہ ہو کر پوشیدہ کھالو، خصوصاً چھوٹے بچوں کے سامنے اس کا بہت خیال رکھو۔ اگر کسی غریب کا بچہ سامنے بیٹھا ہے تو جو کچھ اپنے بچہ کو خرید کر دیا ہے اس کو بھی کسی قدر ضرور دیدو ثواب عظیم ہوگا۔

ورنہ دور جا کر خرید و اور ایسی طرح کھلا دو کہ غریب بچہ کو حسرت نہ ہو، اس میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ثواب ہوگا۔

مسئلہ ۳۶: اگر کسی قلی اور مزدور کے سر پر اسباب رکھ دیا اور اس سے کچھ اجرت طے نہیں کی تھی تو اس جگہ جو مزدوری اس کی معروف ہے وہ دینی ہوگی مگر مناسب یہ ہے کہ اول مزدوری طے کرلو تا کہ پھر جھگڑا نہ ہو طے کرنے کے بعد کم ہرگز نہ دو، زیادہ دینے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہوگا۔

مسئلہ ۳۷: جہاز اور کشتی میں بھی ان کے چلنے کے وقت نماز جائز ہے لیکن بلا عذر کے بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں، ہاں! اگر چکر آتا ہے یا کھڑا نہیں ہوا جاتا تو بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے۔

جہاز، بیل گاڑی اور اونٹ وغیرہ پر نماز پڑھنا:

مسئلہ ۱: جہاز میں بعض لوگ دوران سر اور قے وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور نماز چھوڑ دیتے ہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے، جس طرح ممکن ہو نماز ضرور پڑھی جائے۔ کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر پڑھی جائے، بیٹھا بھی نہ جائے تو لیٹ کر پڑھ لیں۔

مسئلہ ۲: جہاز اگر کھڑا ہوا ہے تو اس میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے، اگرچہ جہاز سے اتر کر زمین پر نماز پڑھ سکتا ہو۔ کشتی جہاز کے حکم میں نہیں ہے۔

مسئلہ ۳: تانگہ، بہلی میں چلتے ہوئے نماز پڑھنا درست نہیں، اسی طرح اگر تانگہ یا بہلی کھڑی ہے لیکن جُوا بیلوں کے کندھوں پر رکھا ہے تو اس پر نماز پڑھنا درست نہیں، البتہ اگر بیلوں کے اوپر جُوا نہ رکھا بلکہ زمین پر رکھا ہو تو پھر درست ہے، یا اگر اتر کر نماز پڑھنے میں جان و مال کا خطرہ ہے تو پھر ایسی حالت میں (یعنی جُوا جب بیلوں پر رکھا ہو) اس پر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۴: نفل نماز اونٹ، گھوڑا، گدھا یا بیل گاڑی پر چلتے ہوئے شہر سے باہر ہر حال میں جائز ہے خواہ اترنے پر قادر ہو یا نہ ہو، کوئی عذر ہو یا نہ ہو، لیکن اشارے سے نماز پڑھے، رکوع سجدہ نہ کرے۔ رکوع کا اشارہ کم اور سجدہ کا اس سے کچھ زیادہ نیچا کرے۔

مسئلہ ۵: اگر ریل یا جہاز میں سامان رکھا ہوا ہے اور مسافر نماز پڑھ رہا ہے اور ریل یا جہاز

چل دیا تو ایسی حالت میں نماز توڑ کر بیٹھ جانا درست ہے، یا سانپ وغیرہ موذی جانور سامنے آ جائے تو بھی نماز کا توڑنا درست ہے۔ اگر نماز پڑھتے ہوئے چور نے سامان اٹھالیا اور اندیشہ ہے کہ اگر نماز نہ توڑی تو لے کر بھاگ جائے گا، ہانڈی ابلنے لگی اور اس کی قیمت تین چار آنہ ہے تو نماز کا توڑنا جائز ہے۔ اسی طرح اندیشہ ہے کہ اندھا کنوئیں میں گر جائے گا یا بچہ جل جائے گا تو ایسی صورت میں نماز توڑنا واجب ہے، اگر نماز توڑ کر نہ بچایا تو گناہ ہوگا۔

مسئلہ ۶: مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں فجر کی جماعت اندھیرے میں اور عصر کی ایک مثل کے بعد ہوتی ہے گو اتنی جلدی پڑھنا ہمارے مذہب کے خلاف ہے لیکن چونکہ حنفیہ کے نزدیک بھی اس میں گنجائش ہے اس لئے وہاں کی جماعت نہ چھوڑنی چاہئے اور اسی وقت نماز پڑھانی چاہئے، مکہ مکرمہ، جدہ وغیرہ میں اکثر امام مسلک شافعی کا وغیرہ ہوتا ہے حنفی کو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ فرائض اور نواقض وضو میں حنفیہ کے مذہب کی رعایت کرتا ہو اور اگر رعایت نہ کرتا ہو مثلاً خون اور نکسیر وغیرہ سے وضو نہ کرتا ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی فجر میں شافعی چونکہ قنوت پڑھتے ہیں اس لئے حنفی قنوت نہ پڑھے بلکہ ہاتھ چھوڑ کر خاموش کھڑا رہے۔

جہاز میں سمت قبلہ:

ہندوستان اور پاکستان میں قطب نما سے قطب کی سمت معلوم کرنے کے بعد قبلہ کا معلوم ہونا سہل ہے کیونکہ ان دونوں ملکوں سے قبلہ مغرب کی طرف قدرے مائل بجنوب ہے اس لئے مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا کافی ہے۔ لیکن راستہ میں جہاز چونکہ مختلف جوانب (سمتوں) میں چلتا ہے اور قبلہ بدلتا رہتا ہے اس لئے وہاں صرف قطب نما سے کام نہیں چلتا بلکہ وہاں سمت قبلہ خاص طور سے معلوم کرنی ہوتی ہے۔

مختصر طور سے اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ بمبئی اور کراچی سے قبلہ مغرب کی جانب ہے اور عدن سے شمال کی جانب اور جدہ سے مشرق کی جانب، اس لئے جس قدر عدن قریب آتا جائے شمال کی طرف رخ کرتے جاؤ اور عدن یا اس کی محاذات میں پہنچ کر شمال کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو، عدن سے آگے چل کر جس قدر جدہ کے قریب ہوتے جاؤ اسی قدر مشرق کی طرف رخ پھیرتے جاؤ، جدہ میں پہنچ کر بالکل قبلہ مشرق کی طرف ہے۔

کراچی سے جدہ براہ عدن ۲۱۲۵ میل ہے اور بمبئی براہ عدن ۲۳۲۵ میل ہے، اس لئے جہاز کی رفتار معلوم کر کے روانہ مسافت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ: جہاز میں قبلہ نما لگا ہوا ہوتا ہے سمت قبلہ بدلنے کے لئے جہاز والوں کی طرف سے ایک آدمی متعین ہوتا ہے لہٰذا اعتبار کر کے اس سمت نماز پڑھی جائے، کیونکہ ہر آدمی کے اس نقشہ سے قبلہ سمجھ میں نہیں آ سکتا قبلہ معلوم کرنے کے لئے ہم ایک نقشہ بھی لکھتے ہیں جس سے ترکیب ذیل کے ساتھ سمت قبلہ قطب نما کے ذریعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔[1]

یہ نقشہ جناب مولانا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب میرٹھی مرحوم نے تیار فرمایا ہے یہ نقشہ اسلامی اٹلس مصنفہ جناب ماسٹر محمد اسحٰق صاحب سیتاپوری سے صحیح کیا ہوا ہے۔

﴿وَ مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾ (بقرہ: ۱۴۹)

قبلہ نما

یہ قبلہ نما سفر دریا وغیرہ میں قبلہ کی سمت معلوم کرنے کی غرض سے حجاج کے لئے بنایا گیا ہے اور اکثر وہ مقامات جن سے حجاج حج کے لئے جاتے ہیں اس میں لے لئے گئے ہیں۔ جیسے کلکتہ، مدراس، بمبئی، کراچی، کولمبو، نہر سوئز وغیرہ۔

یہ موٹی بات ہے جب مکہ معظّمہ سے فاصلہ زیادہ ہو تو سفر میں تھوڑی تھوڑی دیر میں سمت قبلہ میں فرق بہت ہی کم پڑتا ہے جس کا از روئے حکم شرعی کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اور جوں جوں فاصلہ کم ہوتا جاتا ہے تھوڑی دیر کے سفر میں سمت قبلہ میں نمایاں فرق پڑ جاتا ہے۔ اسی بنا پر کراچی کلکتہ وغیرہ بعید مقامات سے دائرہ قبلہ نما میں ایک ایک دن کی سمت قبلہ بتائی گئی ہے اور عدن کے بعد فاصلہ کم رہ جانے اور راستہ گھوم جانے کی وجہ سے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سمت قبلہ میں فرق زیادہ ہو جاتا ہے، لہٰذا عدن سے آگے اول بارہ بارہ گھنٹہ کے بعد پھر چھ چھ گھنٹہ کے بعد سمت قبلہ بتائی گئی ہے جیسا کہ دائرہ سے معلوم ہوگا اور یہ دنوں یا گھنٹوں کی شمار پسنجر جہاز کی رفتار سے ہے، ڈاک کے جہاز کی رفتار پسنجر جہاز سے ڈیوڑھی ہوتی ہے۔

---

[1] خوب اچھی طرح سے غور و فکر و بعد تحقیق قبلہ متعین کر کے نماز پڑھی جائے۔ (س)

ترکیب استعمال قبلہ نما:

قطب نما کو دائرے قبلہ نما کے درمیان میں بالکل اسی طرح رکھو کہ قطب نما کی نیلی سوئی قبلہ نما کے خط شمال سے مل جائے، پھر غور کرو کہ تم بمبئی سے یا کراچی سے یا کلکتہ سے یا کولمبو سے کتنے دن کا سفر طے کر چکے ہو، اسی دن کو دائرے میں دیکھ کر اسی خط کی طرف منہ کرلو وہی صحیح قبلہ ہے۔

عدن میں سب راستے مل جاتے ہیں لہٰذا عدن سے آگے عدن ہی سے فاصلہ کا شمار ہوتا ہے جیسا کہ دائرے سے معلوم ہوگا۔ بمبئی سے ۵ دن کے بعد کراچی اور بمبئی کا راستہ مل جاتا ہے۔

جہاز کی رفتار:

پسنجر جہاز دن رات میں	۲۰۰ میل	فی گھنٹہ ۲/۱ ۸ میل
میل اسٹیمر دن رات میں	۳۰۰ میل	فی گھنٹہ ۲/۱ ۱۲ میل

فاصلے:

کراچی سے عدن تک ۱۴۶۰ میل	کولمبو سے عدن تک ۲۱۰۰ میل
کراچی سے جدہ تک ۲۱۱۵	کلکتہ سے مدراس تک ۷۵۹ میل
بمبئی سے عدن تک ۱۶۵۰ میل	مدراس سے کولمبو تک ۷۶۵ میل

عدن سے جدہ تک ۶۵۵ میل کلکتہ سے کولمبو تک ۱۲۲۰ میل

یہ نقشہ دریائی جہازوں کے راستہ کا ہے اس میں عدن تک ایک ایک دن کے فاصلہ پر نشان لگے ہوئے ہیں اور عدن سے آگے بڑے نشان ایک ایک دن کے ہیں اور چھوٹے چھوٹے نشان چھ چھ گھنٹے کے راستے پر لگے ہوئے ہیں۔ اس نقشہ سے سمت قبلہ معلوم ہونا بہت آسان ہے۔ یہ دیکھ لو کہ تم سمندر میں کتنے دن کا راستہ طے کر چکے ہو، اس نقشہ کے شمال وجنوب کے چوپارہ کے بیچ میں قطب نما اس طرح رکھو کہ قطب نما کی نیلی سوئی خط شمال سے مل جاوے پھر تم جس جگہ ہو وہاں سے مکہ معظّمہ کی طرف رخ کر لو جو نقشہ میں تمہارے سامنے ہے۔
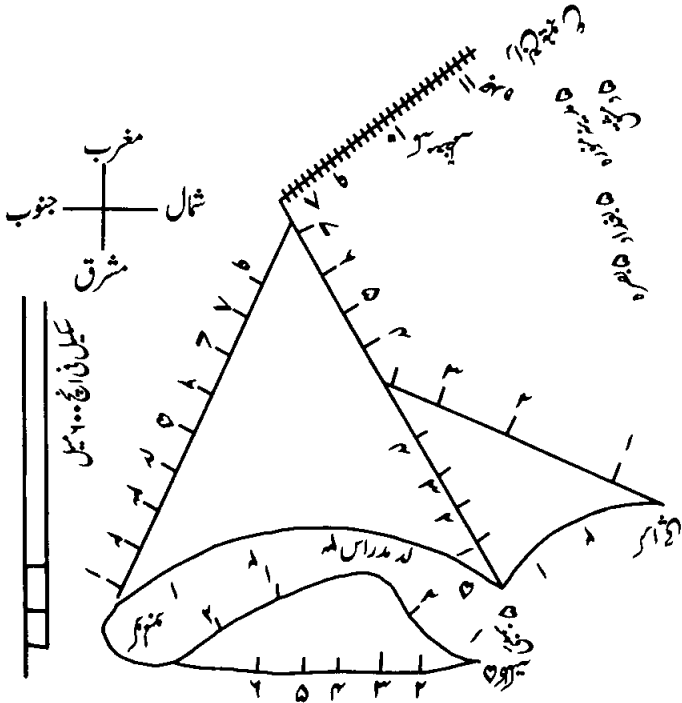
نوٹ: اس نقشہ سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ بلا اس کے نماز صحیح ہو ہی نہیں سکتی شریعت نے اتنی تنگی نہیں کی، جس کے پاس یہ نقشہ نہ ہو وہ کسی سے پوچھ کر حتیٰ الامکان غور کر کے جس سمت کو بھی نماز پڑھ لے گا صحیح ہوگی۔ ہاں نقشہ ہوتے ہوئے غلط سمت اختیار کرنا درست نہیں یہ نقشہ اسلامی اٹلس مصنّفہ جناب محمد اسحاق سیتا پوری کے مطابق ہے جو کوئی اس سے فائدہ اٹھاوے مقامات

متبرکہ میں دعا میں ناشر کو اور ماسٹر صاحب اور حکیم صاحب موصوف کو یاد رکھے۔

کامران اور یلملم:

راستہ میں کوئی ضروری حکم حج کا حاجی کے یلملم تک نہیں ہے، ہاں یلملم سے احکام حج شروع ہو جاتے ہیں۔ یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے تقریباً تیس میل دکن کی طرف ہے اور آج کل اس کو سعدیہ کہتے ہیں۔ پاکستان والے یا جو لوگ دوسرے ممالک کے مکہ مکرمہ کے ارادہ سے اس پر یا اس کی محاذات کے اندر آتے ہیں ان کے لئے اس سے یا اس کی محاذات سے احرام باندھنا واجب ہے، یہ ان کی میقات ہے جس کا بیان انشاء اللہ مفصّل آگے آئے گا۔

کراچی سے چل کر آج کل جہاز کامران تقریباً آٹھ روز میں پہنچ جاتا ہے۔ کامران پہلے ہر جہاز رکتا تھا اب کوئی رکتا ہے کوئی نہیں، ہر حاجی کو یلملم کا خیال رکھنا چاہئے۔ جہاز والے بھی اس کے آنے کے لئے سیٹی بجاتے ہیں اور اطلاع دیتے ہیں لیکن چونکہ وہ اکثر کافر ہوتے ہیں ان کی اطلاع کا کوئی اعتبار نہیں، ہاں! اگر کوئی مسلمان عادل خبر دینے والا ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔ اگر کوئی ایسا آدمی نہ ہو تو خوب غور و فکر کر کے احرام باندھ لو۔ تقریباً چودہ گھنٹہ میں کامران کے یلملم آجاتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ کامران سے نکل کر ہی احرام کی تیاری کر دی جائے۔

جدہ:

۳۶ھ میں خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جدہ کو مکہ مکرمہ کی بندرگاہ بنایا، یلملم سے تقریباً چوبیس ہی گھنٹہ بعد جدہ آجاتا ہے۔ کامران سے جدہ تقریباً ساڑھے پانچ سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ جدہ میں پہلے جہاز کشتیوں کے پلیٹ فارم سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر کھڑا ہوتا تھا، اب جہاز کا پلیٹ فارم بن گیا ہے اور کشتیوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اجازت ملنے پر مسافر اترنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں جہاز پر ایک زینہ اترنے کے لئے لگایا جاتا ہے، اطمینان کے ساتھ اترنا چاہئے گھبرانا نہیں چاہئے، اپنا سب سامان جہاز رکنے سے پیشتر یکجا کر لیا جائے اور جو چیز باندھنے کی ہو وہ باندھ لی جائے اور اس پر اپنا نام ضرور لکھ دو تاکہ پہچاننے میں سہولت ہو، ورنہ جہاد سے سامان اترنے کے بعد بہت پریشانی ہوتی ہے، بعض وقت سامان مخلوط ہو کر گم ہو جاتا ہے۔ پاسپورٹ اپنے پاس رکھو، پلیٹ فارم پر اتر کر دکھانا ہوگا، آپ کو بندرگاہ پر لاریاں ملیں گی جن میں

سوار ہونے کا آپ سے کوئی کرایہ نہیں لیا جائے گا ان میں سوار ہو کر فوراً کسٹم آفس پہنچ جائیں اور اپنا سامان تلاش کر کے معلم کے وکیل کے حوالہ کر دیں۔ بالفرض اگر آپ کا سامان نہ ملے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں، کسٹم آفس سے باہر نکل کر آپ کو پھر لاری ملے گی اس میں سوار ہو کر آپ مدینۃ الحجاج چلے جائیں، آپ سے اس کا بھی کرایہ نہیں لیا جائے گا یہاں اپنے لئے ٹھہرنے کا انتظام کر کے اپنا سامان یہیں تلاش کریں تو انشاء اللہ آپ کو یہاں سب سامان مل جائے گا۔

معلّمین حجاج:

حجاج کے لئے حکومت حجاز کے قانون کے مطابق یہ لازم ہے کہ حاجی کسی کو اپنا معلم بنائے، سرکاری طور پر بہت سے لوگ معلّمی کے لئے مقرر ہیں۔ ان لوگوں سے حاجی کو انتظام قیام وسفر اور ادائے اعمال حج میں آرام وراحت اور اعانت ملتی ہے۔ اگر پہلے سے کسی معلم سے واقفیت ہے تو اس کو معلم کر لیا جائے، بمبئی اور کراچی میں خود معلم یا ان کے وکلا آجاتے ہیں اور ہر شخص ان میں سے بہت کچھ وعدہ کرتا ہے لیکن ان کے وعدے اور یہاں کی خدمت کا کچھ اعتبار نہیں، اگر کسی کا ذاتی طور پر تجربہ ہو یا کسی معتبر آدمی سے اس کے حالات معلوم ہوں تو خیر! ورنہ خود سوچ سمجھ کر انتخاب کر لو، بمبئی کراچی کے وعدے کرنے سے کوئی معلم تو لازمی طور پر مقرر نہیں ہو جاتا بلکہ جدہ کے پلیٹ فارم پر جب پاسپورٹ تم سے لیا جائے گا اس وقت معلم کا نام بھی تم سے دریافت کیا جائے گا جس کا نام لے دو گے وہی تمہارا معلم ہو جائے گا۔

وہاں ہر معلم کے وکلا یا ان کے آدمی کھڑے رہتے ہیں وہ تم کو اپنے ساتھ لے جائیں گے، اس وقت دوسری طرف دروازے سے نکل کر اپنا سامان تلاش کر کے فوراً لے لو اور وکیل کے آدمی کو ساتھ لے لو تاکہ گفتگو وغیرہ میں سہولت ہو، یہ لوگ اردو سمجھ لیتے ہیں۔

مدینۃ الحجاج:

اب ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کے لئے مدینۃ الحجاج کے نام سے مستقل مسافر خانہ تیار ہو گیا ہے وہاں ہندوستانی و پاکستانی حاجی قیام کر سکتے ہیں۔ مدینۃ الحجاج میں قیام کیجیو ہاں ہر قسم کا آرام ملے گا۔ جدہ میں کرایہ کے مکانات بھی ملتے ہیں اگر ضرورت ہو تو کرایہ پر مکانات لے کر قیام کیجیے۔

مکہ معظّمہ:

جدہ سے مکہ مکرمہ آج کل موٹر جاتے ہیں جب جانے کا ارادہ ہو وکیل کو اس سے مطلع کردو وہ انتظام کرادے گا۔ موٹر اگر راستہ میں خراب نہ ہو تو دو گھنٹہ میں مکہ مکرمہ پہنچ جاتی ہے، مکہ مکرمہ جدہ سے تقریباً چھیالیس میل ہے اور مکہ مکرمہ کے راستہ میں مختلف مقامات پر قہوہ خانے بنے ہوئے ہیں، ان میں پانی، چائے سادہ خوب ملتی ہے اور بعض جگہ روٹی، چاول، دال گوشت بھی مل جاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ جدہ سے بھی کچھ ناشتہ ساتھ لے لیا جائے تاکہ مکہ مکرمہ پہنچ کر فوراً کھانا پکانے کی فکر نہ ہو۔ راستہ میں سرکاری چوکیاں بھی ہیں ان میں ٹیلی فون لگا ہوا ہے اگر کوئی ضرورت پیش آئے یا کوئی شکایت وغیرہ کی نوبت آئے یا سواری خراب ہو جائے تو پولیس کی چوکی پر اطلاع کردو ان شاء اللہ انتظام ہو جائے گا۔

حجاز کی زبان چونکہ عربی ہے اگر ساتھ کوئی ایسا شخص ہو کہ جو عربی بول سکتا ہے تو آرام ملے گا۔ اگرچہ وہاں کے لوگ بھی اردو کچھ سمجھتے ہیں بدو پہلے بہت بدنام تھے مگر اب حکومت سعودیہ کا انتظام اور رعب بدوؤں پر بہت زیادہ غالب ہے، اب لوٹ مار کچھ نہیں ہوتی بالکل امن و امان ہے اس لئے بدوؤں کا کوئی خوف نہیں ہے، لیکن ان کے ساتھ جہاں تک ہو سکے اچھی طرح پیش آؤ۔ اگر ان کو کبھی کبھی کچھ پیسے بخشش کے نام سے دیدیے جائیں تم کو بہت آرام سے اور جلدی مکہ معظّمہ پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

تنبیہ: اگر حج سے پہلے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہو تو اختیار ہے کہ مکہ مکرمہ ہو کر جاؤ یا جدہ سے سیدھے مدینہ منورہ چلے جاؤ، لیکن اگر مکہ مکرمہ ہو کر پھر مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ہو تو عمرہ کر کے مدینہ منورہ جا سکتے ہو۔ اگر جدہ سے سیدھا مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ ہو یلملم سے عمرہ وغیرہ کا احرام نہ باندھو، کیونکہ حد حرام سے باہر باہر مدینہ منورہ کو جانا ہوگا اور میقات سے بغیر احرام گزرنے کی جنایت لازم نہ ہوگی کیونکہ میقات سے گزرتے وقت ان کا ارادہ جدہ سے سیدھا مدینہ طیبہ جانے کا ہے۔

اکثر لوگ یلملم سے گزرتے وقت ان حاجیوں کو بھی جو پہلے مدینہ طیبہ کو براہ جدہ جانا چاہتے ہیں احرام عمرہ کا بندھواتے ہیں، ایسا نہ کیا جائے، اس سے احرام کی طوالت ہو جائے گی اور پریشانی میں اضافہ ہو جائے گا۔ بعض حاجی یلملم سے احرام باندھنے کے بعد یہ ارادہ کرتے ہیں کہ

اب جدہ سے مدینہ طیبہ جاؤں گا، مکہ مکرمہ نہیں جاؤں گا اور اس حالت میں احرام کھول کر کپڑے پہن لیتے ہیں۔ اس طرح کپڑے پہننے سے احرام ختم نہیں ہوجاتا بلکہ اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ ہوجائے تو احرام ہی کی حالت میں مکہ مکرمہ چلا جائے اور عمرہ کر کے پھر مدینہ منورہ چلا جائے، اس میں صرف پانچ چھ گھنٹے صرف ہونگے۔ بغیر عمرہ کے احرام نہ کھولے اور ممنوعات احرام سے بچے۔

عمرہ کے مسائل اور زیارت مدینہ کا بیان انشاء اللہ مفصل آگے آئے گا۔

حرم:

مکہ مکرمہ کے چاروں طرف حدود مقررہ پر نشانات بنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ مقامات بتائے تھے اور وہاں نشانات لگادیئے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بنوائے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اپنے اپنے زمانہ میں تجدید کی۔ جدہ کی طرف مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر شمیسیہ (جہاں صلح حدیبیہ ہوئی تھی) کے متصل حرم کی علامت کے لئے مینارہ بنا ہوا ہے اور مدینہ طیبہ کی طرف تنعیم پر جو مکہ سے تین میل ہے اور یمن کی جانب سات میل اضاءۃ لبن تک اور عراق کی طرف سے بھی سات میل اور جعرانہ کی طرف سے نو میل اور طائف کی طرف عرفہ تک سات میل تک حرم ہے، ان حدود کے اندر شکار مارنا، پکڑنا، اس کو بھگانا، ادرخت یا گھاس کاٹنا، حرام، اس لئے اس کو حرم کہتے ہیں۔

جدہ کی طرف ان نشانات کے قریب ہی ایک بستی ہے جس کو آج کل شمیسیہ کہتے ہیں اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو کفار نے روکا اور عمرہ نہیں کرنے دیا تھا۔ اسی جگہ صلح حدیبیہ ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے مدینہ منورہ واپس ہوگئے تھے۔ اسی بستی کے قریب راستہ سے جنوب کی طرف تھوڑے سے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی پختہ مسجد بنی ہوئی ہے، کہتے ہیں کہ اسی جگہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موت پر بیعت لی تھی اور اس بیعت کا نام "بیعت رضوان" ہے، اگر موقع ملے تو اس مسجد میں جاکر دو رکعت نفل پڑھو اور دعا مانگو، جب حرم کے حدود سے گزرو تو سمجھو کہ اب احکم الحاکمین کے دربار کے خاص احاطہ میں داخل ہورہے ہو، اس وقت جتنا ادب تذلل وانکسار

کر سکتے ہو کرو اور استغفار کرتے ہوئے داخل ہو اور یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُکَ وَ حَرَمُ رَسُوْلِکَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَعَظْمِیْ وَ بَشَرِیْ عَلَی النَّارِ. اَللّٰھُمَّ اٰمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَائِکَ وَاَھْلِ طَاعَتِکَ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ.

اس کے بعد درود شریف، پھر تلبیہ پڑھو اور حق تعالیٰ کی حمد وثنا کرو اور شکر ادا کرو کہ تم کو یہ سعادت کبریٰ نصیب ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام جس وقت حرم میں داخل ہوتے تو ننگے پاؤں پیدل چلتے تھے اور طواف اور دیگر مناسک اسی طرح ادا کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ اگر انسان سر کے بل بھی اس مقدس زمین پر چلے تو حق ادب ادا کرنے سے قاصر ہے، اس لئے اگر تمام راستہ ننگے پیر نہ ہو تو تھوڑی دور تو ننگے پیر پیدل چلنا چاہئے، لیکن اگر موٹر والا راضی نہ ہو تو اس سے جھگڑا نہ کرنا چاہئے۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ:

جب مکہ مکرمہ قریب آ جائے تو بہتر یہ ہے کہ داخل ہونے سے پہلے غسل کر لیا جائے۔ قہوہ خانوں میں پانی فروخت ہوتا رہتا ہے وہاں سے پانی خرید لیا جائے۔ وہاں پانی مفت نہیں ملتا، کچھ نہ کچھ قیمت موقع اور وقت کے لحاظ سے ادا کرنی ہوتی ہے، لیکن اب چونکہ عام طور پر لوگ موٹر سے مکہ مکرمہ جاتے ہیں اور دو گھنٹہ میں پہنچ جاتے ہیں اس لئے جدہ ہی سے غسل کر لو۔ موٹر والے ہر شخص کے لئے موٹر کو ہر جگہ نہیں روکتے۔ یہ غسل صرف مستحب ہے اگر نہ ہو سکے تو کچھ حرج نہیں۔

مکہ مکرمہ کے دروازے کے قریب معلم لوگ حجاج کا استقبال کرتے ہیں[1] ان لوگوں کو جدہ سے حجاج کی روانگی کے وقت ان کے وکلا تار سے اطلاع دیدیتے ہیں، آپ کا معلم یا اس کا کوئی آدمی آپ سے یا آپ کے امیر قافلہ سے ملاقات وتعارف کے بعد آپ کو اپنے ساتھ لے جائے

[1] اب یہ رواج نہیں رہا۔

گا۔ بہتر یہ ہے کہ سب کاموں سے پہلے آپ اپنے سامان کا انتظام کر کے بیت اللہ شریف کی زیارت کریں، طواف کریں، معلم یا اس کا ملازم آپ کو ساتھ لے جائے گا اور وہ خود طواف کرائے گا اور اس خدمت کو وہ اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اگر ان سے یہ خدمت نہ لی جائے تو ان کو ناگوار ہوتا ہے۔ طواف کے بعد حجاج ان کو کچھ ہدیہ پیش کر دیتے ہیں اور وہ اس کے امیدوار رہتے ہیں اگر نہ دو گے تو وہ کچھ خوش نہ ہوں گے۔ آپ اس کو طواف کا معاوضہ نہ سمجھیں بلکہ ہدیہ سمجھ کر کچھ روپیہ، دو روپیہ مطوف کو دے دیں تا کہ آپ سے وہ خوش ہو جائے اور آپ کے تمام امور خوشی سے انجام دے۔

اول طواف میں ان کو ضرور ساتھ لے لیا جاوے، وہ لوگ طواف کے طریقہ سے واقف ہیں، سہولت سے قاعدہ کے مطابق طواف کرائیں گے۔ چونکہ اکثر لوگوں کو یہ پہلا موقع ہوتا ہے اس لئے اکثر مولوی اور عالم بھی غلطی کرتے ہیں اور آداب و مقامات سے ناواقف ہوتے ہیں دعائیں بھی یاد نہیں ہوتیں، لیکن مسائل میں مطوف پر بھی اعتماد نہ رکھو خود بھی ہر چیز کے احکام اس کے کرنے سے پہلے خوب مطالعہ کر لو اور سمجھ لو۔

طواف وسعی سے فارغ ہو کر کھانا کھاؤ اور پھر قیام کے لئے مکان کی فکر کرو، مکہ معظمہ میں ہر قسم کے مکانات مل جاتے ہیں، اپنی اور اپنے رفقا کی حیثیت اور ضروریات کو دیکھ کر مکان کا انتخاب کر لو۔ بہتر یہ ہے کہ بیت اللہ کے قریب مکان لو تا کہ ہر وقت بیت اللہ سامنے رہے اور نماز وطواف میں سہولت ہو، کرایہ مکانات کا سال بھر کا لیا جاتا ہے، ماہوار نہیں لیا جاتا۔ ۱۰/محرم تک کا کرایہ آپ سے وصول کر لیا جائے گا، اس کے بعد اگر آپ رہیں گے تو دوسرے سال کا کرایہ دینا ہوگا، اگر آپ سال بھر سے پہلے جائیں گے تو واپسی ایک پیسہ کی بھی نہ ہوگی۔ لہٰذا آپ مکان کرایہ پر لینے سے پہلے طے کر لیں کہ واپسی کی تاریخ عربی مہینہ سے فلاں ماہ کی فلاں تاریخ تک کے لئے مکان کرایہ پر لینا ہے۔ حرم[1] کے اندر بھی مکانات ہیں مگر ان کا کرایہ زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ قریب مناسب بھی نہیں ہے کیونکہ اس سے ادب واحترام میں فرق آتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں ہر قسم کے بازار میں سب ضروریات ملتی ہیں، جس چیز کی ضرورت ہو بازار سے خرید لو۔

نوٹ: مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے آداب واحکام تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں وقت پر ان کا مطالعہ کیا جائے۔

---

[1] اب حرم شریف کے اندر کے مکان توڑ دیئے گئے

حجازی سکہ، ڈاک، تار اور گز وغیرہ

مکہ معظمہ پہنچ کر وہاں کا حساب سمجھنے میں دقت پیش آئے گی لیکن گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں! آپ کا معلم آپ کو سب بتلادے گا خود نہ بتلائے تو دریافت کر لیں۔ ڈاک کی تقسیم وغیرہ کا طریقہ بھی معلم سے دریافت کر لیں۔

تنبیہ: موٹر وغیرہ کے کرایہ میں چونکہ ہمیشہ تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے اس لئے کوئی شرح کرایہ وغیرہ کی معین نہیں۔ ہر سال حکومت حجاز کی طرف سے ایک رسالہ شائع ہوتا ہے اس میں ضروری معلومات اور کرایہ کی تفصیلات درج ہوتی ہیں۔ کراچی اور بمبئی میں حج بکنگ آفس سے تمام تفصیلات مل جاتی ہیں۔

ڈاک:

مکہ مکرمہ میں لیٹر بکس[1] کا خاص انتظام نہیں ہے اس لئے خود خط ڈاک خانہ میں پہنچانا پڑتا ہے اور اپنے خطوط مکہ مکرمہ میں اپنے معلم یا کسی مشہور شخص کی معرفت منگانے چاہئیں، جو لوگ براہ راست اپنی ڈاک منگائیں گے وہ پریشان ہونگے۔ باقی تفصیلات اپنے معلم سے حاصل کریں۔

حجازی اوزان اور پیمانے:

حجاز میں غلہ، آٹا، دال وغیرہ پیمانے سے فروخت ہوتا ہے جس کو کیلا کہتے ہیں اور اس کا آدھا چوتھائی آٹھواں مختلف حصے بھی ہوتے ہیں۔ ایک ''کیل'' میں آٹا تقریباً چار سیر آتا ہے مگر گیہوں اس میں تقریباً تین سیر ہوتے ہیں۔

وزن:

ہمارے سیر کی جگہ اُقّہ ہے۔ ایک اُقّہ ایک سو بارہ تولہ کا ہوتا ہے جو تقریباً ایک سیر چھ چھٹانک ہوتا ہے، اسی حساب سے آدھا چوتھائی اقہ بھی ہوتا ہے اور چوتھائی اقہ سے کم کے باٹ بھی

---

[1] اب جگہ جگہ لیٹر بکس لگ گئے ہیں (محمد الیاس غفرلہ)

ہوتے ہیں۔ ایک رطل ۴۴ تولے یعنی آدھا سیر ایک چھٹانک پاکستان کا ہوتا ہے۔ ایک قنطار سو رطل یعنی ایک من ۱۵ سیر۔ گھی، شکر گوشت وغیرہ اُقہ اور رطل کے حساب سے بکتے ہیں۔ (اب یہ تول ختم ہو گیا اور کلو کے حساب سے سب کچھ ملتا ہے۔

پیمائش:

کپڑا وغیرہ ناپ کر بکتا ہے۔ ۱۶ گرہ کا گز بھی وہاں رائج ہے، جس کو بمبئی گز کہتے ہیں مگر عام طور پر اندازہ یعنی گیارہ گرہ کے گز سے فروخت کرتے ہیں۔ کبھی ذراع (یعنی ناخن سے لے کر کہنی تک جو تقریباً ۸ گرہ کا ہوتا ہے، اس سے بھی فروخت کرتے ہیں۔ خریدنے سے پہلے متعین کر لینا چاہئے کہ کون سے گز سے خریدو گے۔ زمین اور سڑک وغیرہ کی پیمائش کلومیٹر سے ہوتی ہے۔ ایک کلومیٹر تقریباً پانچ فرلانگ یعنی ایک ہزار میٹر کے برابر ہوتا ہے اور ایک میٹر تقریباً اٹھارہ گرہ کے برابر ہوتا ہے مثلاً جدہ سے مکہ مکرمہ ۷۵ کلومیٹر ہے یعنی تقریباً ۴۶ میل اور جدہ سے مدینہ منورہ ۴۵۰ کلومیٹر ہے یعنی ۲۷۹ میل۔

آداب سفر اور دیگر ضروری معلومات کے بعد اب احکام حج شروع ہوتے ہیں۔ ضروری اور کثیر الوقوع مسائل کو حتی الوسع بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، دقیق اور نادر الوقوع مسائل کو عام طبقہ کا لحاظ کرتے ہوئے اکثر چھوڑ دیا گیا ہے۔

مسائل حج

ان مسائل کے لکھتے وقت بہت سی کتابوں سے مدد لی گئی ہے لیکن زیادہ تر مسائل لباب المناسک[1] اور اسی کی شرح المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط[2] اور غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک[3] سے ماخوذ ہیں۔ اختلافی مسائل میں ان دونوں کتابوں اور رد المختار[4] اور زبدۃ المناسک[5] کی تحقیق پر اعتماد کیا گیا ہے سہل اور احوط پہلو کو اکثر ترجیح دی گئی ہے۔

---

[1] للشیخ العلامة رحمة الله السندی رحمہ اللہ [2] للعلامة الفهامة الملا علی قاری رحمہ اللہ

[3] للفقیه العابد تلمیذ المحدث الجنجوهی الشیخ حسن شاہ الصواتی ثم المهاجر المکی رحمہ اللہ

[4] السندی للعلامة السید ابن عابدین الشامی رحمہ اللہ

[5] شیخ مشایخنا العلامة الفقیه المحقق رشید احمد الجنجوهی رحمہ اللہ

کتب مذکورہ میں اگر کسی مسئلہ میں آپس میں اختلاف معلوم ہوا یا کوئی مسئلہ اختلافی بادی النظر میں اشتباہ ڈالنے والا سمجھا گیا ہے تو اس جگہ کی عبارت پوری یا مختصر طور سے نقل کر دی گئی ہے تا کہ اہل علم اس کو خود دیکھ کر فیصلہ کر لیں۔

اہل علم حضرات کو اگر کسی مسئلہ میں شبہ ہو تو کتب مذکورہ کی طرف رجوع فرمائیں، اگر ان کتب کے موافق ہو تو صحیح ہے ورنہ اصلاح فرمائیں اور بندہ کو بھی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔[1]

اصطلاحی الفاظ اور بعض خاص مقامات کی تشریح:

مسائل حج میں بعض چیزوں کے نام عربی میں ہیں اور خاص اصطلاح کے مطابق استعمال ہوتے ہیں، اکثر حجاج جو عربی نہیں جانتے ان کو نہیں سمجھتے۔ اس لئے جگہ جگہ اس قسم کے الفاظ آئے ہیں، ان کی ضروری تشریح اس مقام پر کر دی گئی ہے لیکن مزید سہولت کے لئے ایسے الفاظ کے معنی مستقل طور سے بھی بیان کئے جاتے ہیں:

احرام: احرام کے معنی حرام کرنا۔ حاجی جس وقت حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت پختہ کر کے تلبیہ پڑھتا ہے تو اس پر چند حلال اور مباح چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں اس لئے اس کو احرام کہتے ہیں اور مجازاً ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی احرام کی حالت میں استعمال کرتا ہے۔

استلام: حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا یا حجر اسود اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا۔

اضطباع: احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔

آفاقی: وہ شخص ہے جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہے جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری، شامی عراقی اور ایرانی وغیرہ۔

ایام تشریق: نویں ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک جن ایام میں تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے۔

ایام نحر: دس ذی الحجہ سے بارہویں تک۔

افراد: صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا۔

اشعار: ہدی یعنی قربانی کے جانور کی شناخت کے لئے اس کے داہنے شانے پر اتنا خفیف

---

[1] حضرت استاذی مولف ۱۳۷۷ھ میں انتقال فرما گئے ہیں، رفع درجات کیلئے دعا فرمائیے۔ (محمد الیاس غفرلہ)

سا زخم کرنا جس سے صرف کھال کٹے اور گوشت نہ کٹے۔

بیت اللہ: یعنی کعبہ، یہ مکہ معظمہ میں مسجد حرام کے بیچ میں ایک مقدس مکان اور دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ ہے۔ اس کو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے بنایا تھا۔ پھر منہدم ہو جانے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے، پھر قریش نے، پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے، پھر عبدالملک نے۔ اس کے بعد بھی مختلف زمانوں میں کچھ اصلاح اور مرمت ہوتی رہی ہے۔ یہ مسلمانوں کا قبلہ ہے اور بڑا بابرکت اور مقدس مقام ہے۔

بطن عرنہ: عرفات کے قریب ایک جنگل ہے[1] جس میں وقوف درست نہیں ہے کیونکہ یہ حد عرفات سے خارج ہے۔

تجلیل: قربانی کے جانور پر جھول ڈالنا۔

تسبیح: سبحان اللہ کہنا۔

تقلید: قربانی کے گلے میں جوتی یا درخت وغیرہ کی چھال کو رسی وغیرہ میں ہار بنا کر ڈالنا۔

تکبیر: اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

تمتع: حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا پھر اسی سال میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

تلبیہ: لبیک پوری پڑھنا۔

تہلیل: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا۔

جمرات یا جمار: منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قد آدم ستون بنے ہوئے ہیں، یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب مشرق کی طرف ہے اس کو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں اور اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بیچ والے کو جمرۃ الوسطی اور اس کے بعد والے کو جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ العقبہ اور جمرۃ الاخریٰ بھی کہتے ہیں:

جحفہ: رابغ کے قریب مکہ مکرمہ سے تین منزل پر ایک مقام ہے، شام سے آنے والوں کی میقات ہے۔

جنت المعلیٰ: مکہ مکرمہ کا قبرستان۔

جبل ثبیر: منیٰ میں ایک پہاڑ ہے۔

---

[1] اب یہاں میدان ہے۔

جبل رحمت: عرفات میں ایک پہاڑ ہے۔

جبل قزح: مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔

حج: مخصوص زمانہ میں احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور وقوف عرفہ وغیرہ افعال حج کرنا۔

حجر اسود: سیاہ پتھر۔ یہ جنت کا پتھر ہے۔ جنت سے آنے کے وقت دودھ کی مانند سفید تھا، لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔ یہ بیت اللہ کے مشرقی جنوبی گوشہ میں قد آدم کے قریب اونچائی پر بیت اللہ کی دیوار میں گڑا ہوا ہے اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔

حرم: مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور تک زمین حرم کہلاتی ہے، اس کے حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں اس میں شکار کھیلنا، درخت کاٹنا، گھاس جانور کو چرانا حرام ہے۔

حرمی: وہ شخص جو زمین حرم میں رہتا ہے، خواہ مکہ مکرمہ میں رہتا ہو یا مکہ مکرمہ سے باہر حدود حرم میں۔

حل: حرم کے چاروں[1] طرف میقات تک جو زمین ہے اس کو ''حل'' کہتے ہیں کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔

حلی: زمین حل کا رہنے والا۔

حلق: سر کے بال منڈانا۔

حطیم: بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قد آدم دیوار سے کچھ حصہ زمین کا گھرا ہوا ہے اس کو حطیم اور حجر اور حظیرہ بھی کہتے ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملنے سے ذرا پہلے جب خانہ کعبہ کو قریش نے تعمیر کرنا چاہا تو سب نے یہ اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صرف کیا جائے لیکن سرمایہ کم تھا اس وجہ سے شمال کی جانب اصل قدیم بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی۔ اس چھٹی ہوئی جگہ کو حطیم کہتے ہیں۔ اصل حطیم چھ گز شرعی کے قریب ہے اب کچھ احاطہ زائد بنا ہوا ہے۔

دم: احرام کی حالت میں بعضے ممنوع افعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے۔ اس کو دم کہتے ہیں:

---

[1] یعنی حد حرم سے باہر اور مواقیت کے اندر۔ (شیر محمد)

ذوالحلیفہ: یہ ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل پر واقع ہے۔ مدینہ منورہ کی طرف سے مکہ مکرمہ آنے والوں کے لئے میقات ہے اسے آج کل ''بیر علی'' کہتے ہیں۔

ذات عرق: ایک مقام کا نام ہے جو آج کل ویران ہو گیا، مکہ مکرمہ سے تقریباً تین روز کی مسافت پر ہے عراق سے مکہ مکرمہ آنے والوں کی میقات ہے۔

رکن یمانی: بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشہ کو کہتے ہیں چونکہ یہ یمن کی جانب ہے۔

رکن عراقی: بیت اللہ کا شمالی مشرقی گوشہ جو عراق کی طرف ہے۔

رکن شامی: بیت اللہ کا جو گوشہ شام کی طرف ہے، یعنی مغربی شمالی گوشہ۔

رمل: طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا

رمی: کنکریاں پھینکنا۔

زمزم: مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب ایک مشہور چشمہ ہے جو اب کنوئیں کی شکل میں ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لئے جاری کیا تھا۔

سعی: صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریق سے سات چکر لگانا۔

شوط: ایک چکر بیت اللہ کے چاروں طرف لگانا:

صفا: بیت اللہ کے قریب جنوبی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔

ضب: ایک پہاڑی کا نام ہے جو مسجد خیف سے ملی ہوئی ہے اور منیٰ میں ہے۔

طواف: بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر مخصوص طریق سے لگانا۔

عمرہ: حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی۔

عرفات یا عرفہ: مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹ میل مشرق کی طرف ایک میدان ہے جہاں پر حاجی لوگ نوی ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔

قران: حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر پہلے عمرہ کرنا پھر حج کرنا۔

قارن: قران کرنے والا:

قرن: مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۲ میل پر ایک پہاڑ ہے، نجد یمن اور نجد حجاز اور نجد تہامہ سے آنے والوں کی میقات ہے۔

قصر: بال کتروانا۔

محرم: احرام باندھنے والا۔

مفرد: فقط حج کرنے والا۔

میقات: وہ مقام جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے احرام باندھنا واجب ہے۔

مطاف: طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے اور اس میں سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔

مقام ابراہیم: جنتی پتھر ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کو بنایا تھا مطاف کے مشرقی کنارے پر منبر اور زمزم کے درمیان اب ایک ''جالی دار قبہ'' [۱] میں رکھا ہوا ہے۔

ملتزم: حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار جس پر لپیٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے۔

منیٰ: مکہ معظمہ سے تین میل مشرق کی طرف ایک گاؤں ہے جہاں پر قربانی اور رمی کی جاتی ہے، یہ حرم میں داخل ہے۔

مسجد خیف: منیٰ کی بڑی مسجد کا نام ہے جو منیٰ کی شمالی جانب میں پہاڑ [۲] سے متصل ہے۔

مسجد نمرہ: عرفات کے کنارے پر ایک مسجد ہے۔

مدعیٰ: دعا مانگنے کی جگہ، مراد اس سے مسجد حرام اور مکہ مکرمہ کے قبرستان کے درمیان ایک جگہ ہے جہاں دعا مانگنا مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت مستحب ہے۔

مزدلفہ: منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے جو منیٰ سے تین میل مشرق کی طرف ہے۔

محسّر: مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے جہاں سے گزرتے وقت دوڑ کر نکلتے ہیں، اس جگہ اصحاب فیل پر جنہوں نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی عذاب نازل ہوا تھا۔

---

[۱] اب یہ پتھر اوپر سے موٹے کانچ سے ڈھکا ہوا ہے اوپر سے دکھائی دیتا ہے [۲] یعنی جبل ضب کے پہلو میں ہے، یہ جبل اور مسجد اس شخص کی داہنی طرف ہوں گے جو منیٰ سے عرفات کو جا رہا ہو۔ (شیر محمد)

مروہ: بیت اللہ کے شرقی شمالی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جس پر سعی ختم ہوتی ہے۔

میلین اخضرین: صفا اور مروہ کے درمیان مسجد حرام کی دیوار میں دو سبز میل لگے ہوئے ہیں، جن کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

مکی: مکہ مکرمہ کا رہنے والا۔

موقف: ٹھہرنے کی جگہ، حج کے افعال میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کی جگہ ہوتی ہے۔

میقاتی: میقات کا رہنے والا۔

وقوف: وقوف کے معنی ٹھہرنا اور احکام حج میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں خاص خاص وقت میں ٹھہرنا۔

ہدی: جو جانور حاجی حرم میں قربانی کرنے کو ساتھ لے جاتا ہے۔

یوم عرفہ: نویں ذی الحجہ، جس روز حج ہوتا ہے اور حاجی لوگ عرفات میں وقوف کرتے ہیں۔

یوم الترویہ: آٹھویں ذی الحجہ کو کہتے ہیں۔

یلملم: مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف دو منزل پر ایک پہاڑ ہے، اس کو آج کل سعدیہ بھی کہتے ہیں، یہ یمن اور ہندوستان اور پاکستان سے آنے والوں کی میقات ہے۔

حج کے فرض اور واجب ہونے کے مسائل

حج کی فرضیت قرآن وحدیث واجماع وعقل سے ثابت ہے اور اس کا مفصل بیان شروع میں ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱: تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے، جب کہ شرائط حج موجود ہوں اور حج فرض کو "حجۃ الاسلام" کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲: اگر کوئی حج کی نذر مان لے تو اس سے بھی حج کرنا واجب ہو جاتا ہے اور حج کی نذر کا بیان انشاء اللہ مفصل آگے آئے گا۔

مسئلہ ۳: حج فرض اور حج نذر دونوں ایک ہی طرح ادا کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ۴: جس سال حج فرض ہو جائے اسی سال حج کرنا واجب ہے، اگر بلا عذر تاخیر کی تو گناہ ہے۔ لیکن اگر مرنے سے پہلے حج کر لیا تو حج ادا ہو جائے گا اور تاخیر کرنے کا گناہ بھی جاتا رہے گا۔ اگر بلا حج کئے مر گیا تو گناہ (حج نہ کرنے کا) ذمہ رہے گا۔

مسئلہ۵: جو شخص حج کی فرضیت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔

مسئلہ۶: کبھی حج بلا نذر کے بھی واجب ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص میقات (احرام باندھنے کی جگہ) سے بلا احرام کے گزر جائے تو اس پر حج یا عمرہ واجب ہو جاتا ہے ایسا شخص اگر حج کرے گا تو یہ حج واجب ہوگا۔

مسئلہ۷: ایک مرتبہ سے زیادہ حج کرے گا تو وہ نفل ہوگا۔

مسئلہ۸: اگر حج فرض ہو گیا اور ادا نہیں ہو سکا تو اس کے ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

اعذار اور موانع کا بیان:

مسئلہ۱: اگر حج کسی پر فرض ہے اور اس کے ماں باپ بیمار ہیں اور ان کو بیٹے کی خدمت کی ضرورت ہے تو ان کی بلا اجازت جانا مکروہ ہے۔ اور اگر ان کو اس کی خدمت کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی ہلاکت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے تو بلا اجازت جانے کا مضائقہ نہیں بشرطیکہ راستہ پرامن ہو اور اگر راستہ پرامن نہیں ہے اور غالب ہلاکت ہے تو پھر بلا اجازت جانا جائز نہیں۔

مسئلہ۲: دادا دادی، نانا نانی، ماں باپ کی عدم موجودگی میں مثل ماں باپ کے ہیں۔ ہاں ماں باپ کے ہوتے ہوئے ان کی اجازت کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ۳: حج نفل کے لئے بلا اجازت والدین کے جانا بہتر صورت مکروہ ہے خواہ راستہ مامون ہو یا نہ ہو ان کو خدمت کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ۴: بیوی یا اولاد وغیرہ جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہے، اگر وہ حج کو جانے سے ناخوش ہیں اور ان کا نفقہ ادا کرنے کے لئے بھی کچھ پاس نہیں ہے تو ان کی بلا اجازت جانا مکروہ ہے لیکن اگر ان کی ہلاکت کا خوف نہیں ہے تو حج کو جانے کا مضائقہ نہیں ہے۔

مسئلہ۵: جن لوگوں کا نفقہ واجب نہیں، اگر وہ ناخوش ہوں اور ان کی ہلاکت کا بھی اندیشہ

ہوتب بھی جانے کا مضائقہ نہیں۔

مسئلہ۶: چھوٹا بچہ ہے اور کوئی دوسرا اس کو رکھنے والا نہیں تو یہ تاخیر کے لئے عذر ہے، بچہ خواہ اچھا ہو یا مریض ہو۔

مسئلہ۷: حج فرض ہو گیا لیکن تھوڑا سا چلنے کے بعد سانس چڑھ جاتا ہے اور آرام لینے کی ضرورت ہوتی ہے، پھر تھوڑا سا چلنے کے بعد سانس چڑھ جاتا ہے اور یہی کیفیت رہتی ہے اور سواری اور توشہ موجود ہے تو حج کو موخر کرنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر سواری پر بھی سفر نہ کر سکے تو عذر ہے۔

مسئلہ۸: سفر میں ٹھنڈی ہوا نقصان دیتی ہے اور بلغم جم جاتا ہے اور ضیق النفس (سانس گھٹنا) بھی ہو جاتا ہے تو یہ عذر نہیں ہے۔

مسئلہ۹: خوب صورت لڑکے کو اگر فتنہ کا اندیشہ ہے تو باپ حج سے داڑھی نکلنے تک روک سکتا ہے۔

مسئلہ۱۰: عورت کے لئے محرم یا شوہر کا نہ ہونا بھی عذر ہے۔

مسئلہ۱۱: راستہ کا پر امن نہ ہونا بھی عذر ہے۔

مسئلہ۱۲: ایسا مرض عذر ہے جس کی وجہ سے سفر نہ ہو سکے یا شدید تکلیف کا اندیشہ ہو۔

مسئلہ۱۳: عورت کے لئے عدت کا ہونا بھی عذر ہے، جس کی وجہ سے حج کو موخر کیا جا سکتا ہے۔

شرائط حج

حج کی چار شرطیں ہیں۔

۱۔ شرائط وجوب
۲۔ شرائط وجوب ادا
۳۔ شرائط صحت ادا
۴۔ شرائط وقوع فرض

۱۔ شرائط وجوب:

یہ وہ شرطیں ہیں جن کے پائے جانے سے حج فرض ہو جاتا ہے اور ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو حج بالکل فرض نہیں ہوتا اور کسی دوسرے سے حج کرانا اور وصیت کرنا بھی واجب نہیں ہوتا۔

اس قسم کی سات شرطیں ہیں: (۱) اسلام (۲) حج فرض ہونے کا علم ہونا (۳) بلوغ (۴) عقل (۵) آزاد ہونا (۶) استطاعت وقدرت (۷) حج کا وقت ہونا۔

مسئلہ ۱: حج فرض[1] ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے کافر پر حج فرض نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص کفر کی حالت میں اتنا مالدار تھا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس پر حج فرض ہو جاتا لیکن کفر ہی کی حالت میں فقیر ہو گیا اور پھر فقیر ہونے کے بعد مسلمان ہو گیا تو اس پر حج فرض نہیں ہوا۔

مسئلہ ۲: اگر کفر کی حالت میں کوئی حج کرلے اور پھر مسلمان ہو تو اس حج کا کوئی اعتبار نہ ہوگا بلکہ اب اگر شرائط پائے جاتے ہیں تو دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔

مسئلہ ۳: اگر کافر نے کسی مسلمان کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرایا تو وہ بھی صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ ۴: اگر کسی مسلمان نے حج کیا لیکن (نعوذ باللہ) پھر کافر ہو گیا اس کے بعد پھر مسلمان ہو گیا تو اب اگر حج کے شرائط موجود ہیں تو دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔

مسئلہ ۵: کسی کافر نے حج کا احرام باندھا اور وقوف عرفہ سے پہلے مسلمان ہو گیا، اگر مسلمان ہونے کے بعد از سرِ نو احرام باندھ لیا تو حج صحیح ہو جائے گا اور اگر مسلمان ہونے کے بعد نیا احرام نہیں باندھا تو حج صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ ۶: حج فرض[2] ہونے کے لئے فرضیت کا علم ہونا شرط ہے، لیکن جو شخص دار الاسلام میں یعنی مسلمانوں کے ملک میں رہتا ہے اس کے لئے شرط نہیں، بلکہ دار الاسلام میں رہنا کافی ہے چاہے اس کی فرضیت کا علم ہو یا نہ ہو۔ ہاں! جو مسلمان دار الحرب یعنی کفار کے ملک میں رہتا ہے اس کے لئے علم ہونا ضروری ہے۔ اگر دو مرد مستور الحال یا ایک مرد اور دو عورتیں مستور الحال یا ایک عادل مرد اس کو حج کی فرضیت کی خبر دیں تو حج واجب ہو جائے گا اور شرط علم متحقق ہو جائے گی۔

مسئلہ ۷: حج فرض[3] ہونے کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔ نابالغ اور پاگل پر حج فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۸: نابالغ بچہ نے حج کا احرام باندھا اس کے بعد بالغ ہو گیا اور حج کر لیا تو حج فرض ادا نہ ہوگا، البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد دوبارہ احرام باندھ لیا تو حج فرض ادا ہو جائے گا۔

---

[1] ان ساتوں شرطوں پر جو مسائل متفرع ہوتے ہیں ان کو نمبر وار ذکر کیا جاتا ہے۔

[2] شرط ثانی [3] تیسری اور چوتھی شرط

مسئلہ۹: کسی مجنون نے حج کا احرام باندھا اور وقوف عرفہ سے پہلے ہوش آ گیا اور جنون جاتا رہا تو اگر اس کے بعد دوبارہ احرام باندھ لیا تب تو حج فرض ادا ہو جائے گا اور اگر دوبارہ احرام نہیں باندھا تو حج فرض ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ۱۰: غلام[1] اور باندی پر حج فرض نہیں خواہ مدبر ہو یا مکاتب یا ام ولد وغیرہ۔

مسئلہ۱۱: اگر غلام نے مولیٰ کی اجازت سے حج کر لیا تو حج فرض ادا نہ ہوگا، آزاد ہونے کے بعد شرائط موجود ہونے پر دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔

مسئلہ۱۲: غلام اگر مکہ مکرمہ میں ہو تب بھی اس پر حج فرض نہیں، بخلاف مکہ مکرمہ کے فقیروں کے کہ اگر وہ عرفات تک جا سکتے ہوں تو ان پر حج فرض ہے۔

مسئلہ۱۳: جو لوگ مکہ مکرمہ میں یا مکہ مکرمہ کے پاس نہیں رہتے ان پر حج فرض ہونے کے لئے استطاعت[2] یعنی سواری اور اتنا سرمایہ ہونا شرط ہے کہ وہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک جا سکیں اور واپس آ سکیں۔

مسئلہ۱۴: یہ سرمایہ ان ضروریات کے علاوہ ہونا چاہئے: رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، اسباب خانہ داری نوکر چاکر اور اپنے اہل وعیال کا خرچ واپسی تک، قرض، سواری، اپنے پیشے کے آلات، مرمت مکان۔

مسئلہ۱۵: دکاندار کے لئے اتنا سامان تجارت جس سے گزر اوقات کر سکے اور کاشتکار کے لئے ہل، بیل اور عالم کے لئے ضروری کتابیں ضروریات میں سے ہیں۔ ان چیزوں کے علاوہ سرمایہ معتبر ہوگا اور ہر پیشہ والے کا یہی حکم ہے کہ اس کے پیشے کے اوزار اور ضروری سامان اس کی ضروریات میں شمار ہوگا۔

مسئلہ۱۶: سرمایہ اور مال سے مراد وہ مال ہے کہ جو اپنی جائز کمائی کا ہو اور خود اس کا مالک[3] ہو، اگر کسی نے اتنا مال مانگا دیدیا یا مباح کر دیا تو اس سے حج فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ۱۷: سواری کا ملک ہونا ضروری نہیں ہے اگر کرایہ پر سواری مل گئی تو وہ بھی کافی ہے۔

---

[1] پانچویں شرط   [2] چھٹی شرط

[3] یعنی بطریق تملیک یا بطریق اجازت، پس جسکو ہبۃً مال مل گیا تو مستطیع ہو جائے گا۔ (شیر محمد)

مسئلہ ۱۸: مکہ مکرمہ والے یا جو لوگ مکہ مکرمہ کے قریب رہتے ہیں اور پیدل سفر کر سکتے ہیں ان کے لئے سواری شرط نہیں۔ ہاں! اگر چل نہیں سکتے تو ان کے لئے بھی مثل باہر کے رہنے والوں کے سواری شرط ہے اور ضروری زادراہ مکہ مکرمہ والوں کے لئے بھی شرط ہے۔

مسئلہ ۱۹: اگر باہر کا رہنے والا فقیر شخص میقات تک پہنچ گیا اور چلنے پر قادر ہے تو اس کے لئے بھی مکہ مکرمہ والوں کی طرح سواری شرط نہیں، زادراہ شرط ہے۔

مسئلہ ۲۰: سواری ایسی ہونی ضروری ہے کہ جس سے کوئی شدید تکلیف نہ ہو اور اس میں ہر شخص کی حالت کا اعتبار ہوگا اور اس کی حیثیت سے موافق عرف وعادت کے اعتبار سے سواری معتبر ہوگی۔ یہ ضروری نہیں کہ مکہ مکرمہ سے موٹر ہی میں جانا ضروری ہو، جہاز اور ریل میں بھی فسٹ اور سیکنڈ اور انٹر کا ٹکٹ ہونا ضروری نہیں ہے۔ ہاں! اگر کوئی شخص تیسرے درجہ میں کبھی سفر نہیں کرتا اور اس میں سفر کرنے سے شدید تکلیف کا اندیشہ غالب ہے تو اس کے لئے سیکنڈ یا فسٹ کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ ۲۱: مستقل سواری کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ زادراہ اور توشہ میں بھی ہر شخص کا اس کے حال کے موافق اعتبار ہوگا۔ جو شخص عام طور سے جیسا کھاتا پیتا ہے اس کے لئے اسی کا لحاظ ہوگا۔ اگر کوئی شخص گوشت روٹی کا عادی ہے تو اس کے لئے محض روٹی کافی نہ ہوگی۔

مسئلہ ۲۲: زادراہ سے مراد متوسط درجہ کی مقدار کا زادراہ ہے جس میں فضول خرچی بھی نہ ہو اور کنجوسی بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۲۳: اگر کوئی شخص حج کرنے کے لئے کسی کو مال ہبہ کرتا ہے تو اس کا قبول کرنا واجب نہیں خواہ ہبہ کرنے والا اجنبی شخص ہو یا اپنا رشتہ دار ماں باپ بیٹا وغیرہ، لیکن اگر اتنا مال کسی نے ہبہ کیا اور اس کو قبول کر لیا تو حج فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۴: کسی کے پاس ایسا مکان ہے کہ ضرورت سے زائد ہے یا ضرورت سے زائد سامان ہے، یا کسی عالم کے پاس ضرورت سے زائد کتابیں ہیں، یا زمین اور باغ وغیرہ ہے کہ اس کی آمدنی کا محتاج نہیں ہے اور ان کی اتنی مالیت ہے کہ ان کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو ان کو حج کے لئے بیچنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۵: کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کا تھوڑا سا حصہ رہنے کے لئے کافی ہے

اور باقی کو بیچ کر حج کرسکتا ہے تو اس کو بیچنا واجب نہیں ہے لیکن اگر ایسا کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ ۲۶: ایک شخص کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کو بیچ کر حج بھی کرسکتا ہے اور چھوٹا مکان بھی خرید سکتا ہے تو اس کا بیچنا ضروری نہیں۔ اگر بیچ کر حج کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ ۲۷: ایک شخص کے پاس اتنا غلہ موجود ہے کہ اس کو سال بھر کے لئے کافی ہے تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب نہیں۔ ہاں! اگر سال بھر سے زائد کے لئے کافی ہے اور زائد کو بیچ کر حج کرسکتا ہے تو اس کو بیچ کر حج کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۸: اگر کسی کے پاس اتنی زمین مزروعہ ہے کہ اگر تھوڑی سی اس میں سے فروخت کردے تو اس کے حج کا خرچ اور اہل وعیال کا واپسی تک کا خرچ نکل آئے گا اور باقی زمین اتنی بچ رہے گی کہ واپس آ کر اس سے گزر کرسکتا ہے تو اس پر حج فرض ہے اور اگر فروخت کرنے کے بعد گزر کے لائق نہیں بچتی تو حج فرض نہیں۔

مسئلہ ۲۹: ایک شخص کے پاس حج کے لائق مال موجود ہے، لیکن اس کو مکان کی ضرورت ہے یا غلام کی ضرورت ہے، تو اگر حج کے جانے کا وقت ہے یعنی اس وقت عام طور سے وہاں کے لوگ حج کو جاتے ہیں تو اس کو حج کرنا فرض ہے، مکان اور غلام میں صرف کرنا جائز نہیں۔ البتہ اگر حاجیوں کے جانے کا وقت نہیں ہے تو مکان وغلام میں صرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۳۰: اگر کسی شخص کے پاس حج کے لائق روپیہ موجود ہے اور نکاح بھی کرنا چاہتا ہے تو اگر حاجیوں کے حج کو جانے کا وقت ہے تو اس کو حج کرنا واجب ہے اور اگر ابھی حاجیوں کے حج کو جانے کا وقت نہیں آیا تو نکاح کرسکتا ہے، لیکن اگر یہ یقین ہے کہ اگر نکاح نہ کیا تو زنا میں مبتلا ہو جائے گا تو پہلے نکاح کرے حج نہ کرے۔

مسئلہ ۳۱: زادِ راہ میں سرکاری محصول، فیس معلمین اور دیگر اخراجات ضروریہ جو حاجیوں کو ادا کرنے پڑتے ہیں سب داخل ہیں۔

مسئلہ ۳۲: تحائف، تبرکات پر جو رقم خرچ ہوگی وہ زادِ راہ میں شمار نہ ہوگی۔

مسئلہ ۳۳: مدینہ منورہ کے سفر کے اخراجات بھی زادِ راہ میں شمار نہیں ہیں۔ بعضے لوگ اس کو بھی شمار کر لیتے ہیں اور اس وجہ سے حج کو نہیں جاتے کہ مدینہ منورہ جانے کا خرچ ان کے پاس نہیں ہوتا، یہ سخت غلطی ہے، مدینہ منورہ کی حاضری بڑی نعمت ہے لیکن حج فرض ہونے میں اس کو دخل

نہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ وسعت دے کو اس کو ضرور جانا چاہئے اور جس کے پاس صرف حج کے لائق روپیہ ہو اس کو محض اس وجہ سے کہ مدینہ منورہ کے لئے روپیہ نہیں ہے حج کو موخر نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۳۴: ایک شخص کے پاس اتنا مال موجود تھا کہ اس پر حج فرض ہو گیا، لیکن اس نے حج نہیں کیا اور پھر فقیر ہو گیا تو اس کے ذمہ حج باقی رہے گا۔ اس کو حج کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۵: حرام مال سے حج کرنا حرام ہے، اگر اس نے حج کیا تو فرض تو ساقط ہو جائے گا مگر مقبول نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳۶: ایک شخص پر حج فرض نہیں تھا اور اس نے پیدل حج کر لیا اور حج فرض کی نیت کی یا مطلق[۱] حج کی نیت کی تو حج فرض ادا ہو گیا، اس کے بعد مالدار ہو جائے گا تو دوبارہ حج فرض نہ ہوگا۔ لیکن اگر پہلے نفل کی نیت سے حج کیا تھا تو مالدار ہونے پر دوبارہ حج فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۷: حج فرض ہونے کے لئے شروع کی چھ شرطوں کے ساتھ وقت[۲] کا ہونا بھی شرط ہے کہ حج کے مہینے ہوں یعنی شوال، ذیقعدہ اور دس روز ذی الحجہ کے، یا ایسا وقت ہو کہ اس جگہ کے لوگ عام طور سے اس وقت حج کو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۳۸: ابھی حاجیوں کے جانے کا وقت نہیں آیا اور حج کے سب شرائط موجود ہیں تو ابھی حج فرض نہیں ہوا۔ اگر اس وقت سے پہلے کسی کام میں روپیہ صرف کر دیا تو اس پر حج فرض نہیں، لیکن اس نیت سے روپیہ صرف کرنا کہ حج کرنا نہ پڑے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳۹: وقت کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ متوسط اور معتاد رفتار کے ساتھ حج کے وقت مکہ مکرمہ پہنچ سکے۔ اگر روزانہ یا بعض ایام ایک منزل سے زیادہ سفر کرے تو پہنچ سکتا ہے اور حج مل سکتا ہے اور اگر ایک منزل روز چلے تو نہیں ملے گا تو حج واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۴۰: وقت میں فرض نماز کے اوقات کا بھی اعتبار ہے۔ فرض کرو! اگر کوئی شخص نماز ترک کر دے تو پہنچ سکتا ہے اور اگر نماز فرض اپنے اپنے اوقات میں پڑھے تو نہیں پہنچ سکتا تو حج فرض نہ ہوگا۔

---

[۱] یعنی صرف حج کی نیت کی فرض یا نفل یا نذر کا ارادہ اور ذکر نہیں کیا [۲] اس میں اختلاف ہے کہ وقت شرائط وجوب سے ہے یا شرائط ادا سے۔ شیخ ابن اہمام رحمہ اللہ نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ یہ شرائط وجوب سے ہے۔

مسئلہ ۱۴: کوئی شخص[1] نویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ نہ پہنچ سکا بلکہ نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی رات میں پہنچا اور اتنا وقت تنگ ہے کہ اگر عشا کی نماز پڑھے گا تو وقوف عرفہ کا وقت نکل جائے گا اور عرفات تک نہیں پہنچ سکے گا تو ایسے شخص کو نماز عشا قضا کرنی جائز ہے۔

۲: شرائط وجوب ادا:

وہ شرائط ہیں کہ حج کا وجوب تو ان کے پائے جانے پر موقوف نہیں لیکن ادا کرنا ان شرائط کے پائے جانے کے وقت واجب ہوتا ہے۔ اگر شرائط وجوب اور شرائط وجوبِ ادا دونوں موجود ہوں تو پھر انسان کو خود حج کرنا فرض ہے اور اگر شرائط وجوب تمام موجود ہوں لیکن شرائط وجوب ادا میں سے کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو تو پھر خود حج کرنا واجب نہیں ہوتا بلکہ ایسی صورت میں اپنی طرف سے کسی دوسرے شخص سے فی الحال حج کرانا یا بعد میں حج کرانے کی وصیت کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس قسم کی پانچ شرطیں[2] ہیں۔

۱۔ تندرست ہونا۔ ۲۔ قید یا بادشاہ کی طرف سے ممانعت نہ ہونا۔

۳۔ راستہ پر امن ہونا۔[3] (یہ تین شرائط تو عورت مرد سب کے لئے ہیں)۔

۴۔ عورت کے لئے محرم ہونا۔ ۵۔ عورت کا عدت سے خالی ہونا۔

(یہ اخیر کی دو شرطیں عورتوں کے لئے زائد ہیں)۔

مسئلہ ۱: اس میں علماء کا اختلاف[4] ہے کہ جو شخص تندرست نہ ہو مریض ہو، یا اندھا ہو، یا مفلوج ہو یا

---

[1] کذا فی الغنیة صب: ۶، و فی شرح اللباب ص: ۱۱۴، ذکرہ القاری اتم منھا.

[2] قال القاری ثم ھذہ الشرائط کلھا مختلف فیھا بخلاف الشرائط السابقة فانھا متفق علیھا الا الوقت منھا، لکن الخلاف فیه ضعیف جدا ، یعنی یہ تمام شرائط مختلف فیہ ہیں بعض ان کو قسم اول سے شمار کرتے ہیں اور بعض قسم ثانی سے. [3] اس شرط میں بھی اختلاف ہے بعض اس کو اول قسم سے شمار کرتے ہیں لیکن اکثر نے شرائط وجوب ادا سے شمار کیا ہے۔ (کذا فی غنیة الناسک: ص۱۰) [4] فقیل الصحیح انه ای ھذا الشرط الاول من النوع الثانی وھو سلامة البدن من النوع الاول وھو شرط الوجوب فحسب علی ماقاله فی النھایة وقال فی البحر ھو المذھب الصحیح وقیل الصحیح انه من الثانی ای من النوع الثانی وھو شرط الاداء علی ماصححه قاضی خان فی شرح الجامع و اختارہ کثیر من المشایخ و منھم ابن الھمام. (شرح لباب)

لنگڑا وغیرہ اور خود سفر نہ کرسکتا ہو اور سارے شرائط حج کے موجود ہوں، تو اس پر حج فرض ہوتا ہے یا نہیں؟ بعضے کہتے ہیں کہ حج فرض ہو جاتا ہے اور بہت سے علما نے اس کو صحیح کہا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے کہ اس پر حج واجب ہے اور ان کے قول کے موافق ایسا شخص اگر حج نہ کرسکے تو اس پر حج بدل کرانا یا اس کی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر خود حج کرلے گا تو حج ہو جائے گا۔ اور بعضے علما نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر حج واجب نہیں نہ اس کو حج بدل کرانا اور وصیت کرنی واجب ہے۔

تنبیہ: یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس کو معذور ہونے کی حالت میں حج کی استطاعت حاصل ہوئی ہو۔ اگر صحت کی حالت میں حج فرض ہو چکا تھا اور پھر بیمار اور معذور ہو گیا تو بالاتفاق اس پر حج واجب ہے اور اس کو حج کرانا اور وصیت کرنی واجب ہے۔

مسئلہ۲: اگر کوئی شخص قید میں ہے یا بادشاہ اس کو حج کو جانے سے منع کرتا ہے تو اس پر خود حج کرنا واجب نہیں، لیکن اگر حج کرنے کا موقع نہ ملا تو مرنے کے وقت حج بدل کرانے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ۳: کسی شخص کا حق چاہتا ہے اور اس کی وجہ سے قید کر دیا گیا اور حج فرض ہے اور اس حق کے ادا کرنے پر قدرت بھی ہے تو یہ حج کے لئے عذر نہ ہوگا، حج کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ۴: حج کے واجب ہونے کے تمام شرائط موجود ہیں لیکن راستہ مامون نہیں، کسی ظالم کا خوف ہے یا کوئی درندہ ہے، یا سمندر میں ڈوب جانے کا خوف ہے، تو ایسی صورت میں حج کرنا واجب نہیں۔ لیکن اگر راستہ مرنے تک مامون نہ ہوا تو حج بدل کی وصیت واجب ہوگی۔

مسئلہ۵: راستہ کے پر امن ہونے میں غالب اور اکثر کا اعتبار ہے، اگر اکثر قافلے صحیح سلامت پہنچ جاتے ہیں اور بعض اتفاقیہ لٹ جاتے ہیں تو راستہ مامون سمجھا جائے گا۔

مسئلہ۶: اگر سمندر میں اکثر جہاز ڈوب جاتے ہیں تو راستہ مامون نہیں سمجھا جائے گا اور اگر اکثر صحیح وسالم پہنچ جاتے ہیں تو راستہ مامون سمجھا جائے گا۔

مسئلہ۷: اگر کچھ رشوت دے کر راستہ میں امن مل جاتا ہے تو راستہ مامون سمجھا جائے گا اور دفع ظلم کے لئے رشوت دینی جائز ہے دینے والا گناہ گار نہ ہوگا لینے والا گناہ گار ہوگا۔

مسئلہ۸: عورت کے حج کرنے کے لئے کسی دیندار محرم یا شوہر کا ہونا بھی شرط ہے، اگر کوئی محرم موجود نہ ہو یا ہے لیکن ساتھ جانے کو تیار نہیں، اسی طرح شوہر بھی ساتھ جانے کو تیار نہیں تو حج کو جانا واجب نہیں۔ اگر حج نہ کرسکی تو وصیت کرنی حج کرانے کی واجب ہوگی۔

مسئلہ ۹: محرم وہ مرد ہے جس سے نکاح کسی وقت بھی جائز نہ ہو، خواہ نسب کے اعتبار سے یعنی رشتہ دار ہو، یا رضاعت یعنی دودھ کی شرکت کے اعتبار سے جیسے بھائی، بھتیجے، تایا، چچا وغیرہ، یا مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ کی وجہ سے جیسے داماد اور خسر، مگر اس زمانہ میں سسرالی رشتہ اور دودھ کے رشتہ سے احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ فتنہ کا زمانہ ہے اس لئے ان لوگوں کے ساتھ حج نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰: محرم کا عاقل بالغ اور دیندار ہونا شرط ہے۔ اسی طرح شوہر کے لئے بھی عقل اور بلوغ اور دیندار ہونا شرط ہے، اگر محرم یا شوہر فاسق ہو تو اس کے ساتھ جانا جائز نہیں، اسی طرح لاابالی اور بے پرواہ بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۱۱: جو لڑکا ہوشیار اور قریب بالغ ہونے کے ہے، وہ مثل بالغ کے ہے اس کے ساتھ جانا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲: اگر عورت بیوہ ہے اور کوئی محرم موجود نہیں ہے تو حج کرنے کے لئے اس پر نکاح کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۳: اگر بلا محرم یا شوہر کے ساتھ لئے کوئی عورت حج کو جائے گی تو حج ہو جائے گا لیکن گناہ گار ہوگی۔

مسئلہ ۱۴: محرم کا مسلمان ہونا یا آزاد ہونا شرط نہیں، بلکہ غلام اور کافر بھی محرم ہو سکتا ہے، لیکن مجوسی اگر ہو تو اس کا اعتبار نہیں، کیونکہ ان کے نزدیک محرمات سے بھی نکاح جائز ہے۔ مجوسی کے علاوہ اور کافر اگرچہ محرم ہے لیکن اس زمانہ میں کافر کا اعتبار نہیں اندیشہ ہے کہ وہ عورت کو اسلام سے برگشتہ کرے اس لئے اس سے احتیاط کی ضرورت ہے۔

مسئلہ ۱۵: اگر محرم یا شوہر اپنے خرچ سے جانے پر تیار نہ ہو تو اس کا خرچہ بھی عورت کے ذمہ ہوگا اور ایسی صورت میں محرم اور شوہر کے خرچہ پر قادر ہونا بھی عورت پر وجوب حج کے لئے شرط ہوگا، ہاں! اگر وہ اپنے خرچہ سے جانے کے لئے تیار ہوں تو پھر عورت پر واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۶: حج کرنے کے لئے محرم اور شوہر کو ساتھ لے جانے پر عورت مجبور نہیں کر سکتی۔

مسئلہ ۱۷: بوڑھی عورت اور ایسی لڑکی کے لئے بھی جو قریب بالغ ہونے کے ہے محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔

مسئلہ ۱۸: خنثیٰ مشکل کے لئے بھی محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔

مسئلہ۱۹: محرم کو بھی اسی وقت سفر میں ساتھ جانا جائز ہے جب کہ فتنہ اور شہوت کا اندیشہ نہ ہو، اگر ظن غالب یہ ہے کہ سفر کرنے کی صورت میں خلوت میں یا ضرورت کے وقت چھونے سے شہوت ہو جائے گی تو اس کو ساتھ جانا جائز نہیں۔

مسئلہ۲۰: اگر عورت کو سوار کرانے کی یا اتارنے کی ضرورت ہے اور شوہر ساتھ نہیں ہے اور شہوت کا خوف ہے خواہ اپنے نفس پر یا عورت پر، تو جہاں تک ممکن ہو اس سے بچے۔ اور اگر اور کوئی اتارنے والا نہ ہو تو پھر موٹا کپڑا ہاتھ اور بدن کے بیچ میں ہونا ضروری ہے۔ کپڑا اتنا موٹا ہونا چاہئے کہ جس سے حرارت بدن کی ایک دوسرے کو نہ پہنچ سکے۔

مسئلہ۲۱: عورت پر حج فرض ہو گیا اور محرم بھی ساتھ جانے کے لئے موجود ہے تو شوہر اس کو حج فرض سے نہیں روک سکتا۔ ہاں! اگر محرم ساتھ نہ ہو یا حج نفل ہو تو روک سکتا ہے۔

مسئلہ۲۲: اگر عورت نے حج کی نذر مانی تو صحیح ہو گئی، لیکن بلا اجازت شوہر کے حج کو نہیں جاسکتی۔ اگر حج نہ کر سکے تو اپنے مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیت کر دے۔

مسئلہ۲۳: اگر عورت پیدل حج کو جانا چاہے تو ولی یا شوہر کو روکنے کا حق ہے۔

مسئلہ۲۴: خاوند کو یہ حق ہے کہ حج کے مہینوں سے پہلے یا اس شہر کے حاجی جس وقت عام طور سے جاتے ہیں اس سے پہلے اگر عورت حج کو جائے تو روک دے، لیکن اگر ایک دو روز پہلے جاتی ہو تو نہیں روک سکتا۔

مسئلہ۲۵: عورت کو دوسری عورتوں کے ساتھ بھی بلا محرم کے ساتھ جانا جائز نہیں۔

مسئلہ۲۶: عورت کے لئے حج کو جانا اس وقت واجب ہے جب عدت میں نہ ہو، اگر عدت میں ہے تو جانا واجب نہیں۔ اور عدت چاہے موت کی ہو یا فسخ نکاح اور طلاق وغیرہ کی اور طلاق خواہ رجعی ہو یا بائن، سب کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ۲۷: عورت عدت کی حالت میں اگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا لیکن گناہ گار ہوگی۔

مسئلہ۲۸: اگر راستہ میں شوہر طلاق رجعی دیدے تو عورت کو خاوند کے ساتھ رہنا چاہئے، چاہے آگے جائے یا پیچھے لوٹے اور شوہر کو بھی عورت سے علیحدہ نہ ہونا چاہئے۔ اور افضل یہ ہے کہ طلاق سے رجوع کر لے۔

مسئلہ۲۹: اگر شوہر نے طلاق بائن سفر میں دی اور اس کے وطن اور مکہ مکرمہ کے درمیان

مدت سفر یعنی تین روز کی مسافت سے کم ہے تو عورت کو اختیار ہے خواہ وطن واپس ہو جائے یا مکہ مکرمہ چلی جائے، چاہے محرم ساتھ ہو یا نہ ہو اور شہر میں ہو یا جنگل میں ہو، مگر وطن کی طرف واپس ہو جانا افضل ہے۔ اور اگر ایک طرف مدت سفر زیادہ ہے اور ایک طرف کم تو جس طرف کم ہو ادھر جائے جس طرف مسافت زیادہ ہو اس طرف نہ جائے اور اگر دونوں کے درمیان میں مدت سفر کی مسافت ہے اور شہر میں ہے تو اس کو اسی شہر میں عدت گزارنی چاہئے اگرچہ محرم بھی ساتھ ہو۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ اگر محرم موجود ہو تو عدت ختم کرنے سے پیشتر بھی اس کو اس شہر سے نکلنا جائز ہے۔

مسئلہ ۳۰: اگر کسی گاؤں یا جنگل میں عدت لازم ہوگئی اور وہاں جان و مال کا خطرہ ہے تو اس جگہ سے کسی ایسے گاؤں یا شہر میں جانا کہ جہاں امن ہو جائز ہے، لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پھر اس جگہ سے بلا عدت ختم کیے جانا جائز نہیں۔ اگرچہ محرم بھی موجود ہو اور امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اگر محرم موجود ہو تو جانا جائز ہے۔

۳۔ شرائط صحت ادا:

یعنی وہ شرطیں جن کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا۔

۱۔ اسلام: اس کا بیان اور مسائل پہلے گزر چکے۔

۲۔ احرام: بلا احرام کے اگر کوئی حج کے افعال کرلے گا تو حج صحیح نہ ہوگا۔

۳۔ حج کا زمانہ ہونا: یعنی حج کے مہینوں میں افعال حج یعنی طواف سعی، وقوف وغیرہ کا اپنے اپنے اوقات میں کرنا۔

۴۔ مکان: یعنی ہر چیز کو اس کی متعین جگہ میں کرنا، مثلاً وقوف کا عرفہ میں ہونا اور طواف کا مسجد حرام میں ہونا، ذبح کا حد حرم میں ہونا اور رمی کا منیٰ میں ہونا۔ اگر کوئی شخص حج کے افعال کو خواہ وہ رکن ہوں یا واجب یا سنت اس کی خاص جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ کرے گا تو وہ افعال صحیح نہ ہوں گے۔

۵۔۶ تمیز اور عقل۔

۷۔ احرام کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے جماع کا نہ ہونا، اگر جماع کرلیا تو حج صحیح نہ ہوگا اگرچہ سب افعال پورے کرنے ہوں گے لیکن قضا واجب ہوگی۔

۸۔ افعال حج کو خود کرنا، خواہ شرائط ہوں یا ارکان یا واجبات، البتہ بعض افعال میں عذر کی صورت میں نیابت بھی جائز ہے جس کا بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔

۹۔ جس سال احرام باندھے اسی سال حج کرنا۔

۴۔ شرائط وقوع فرض

یعنی وہ شرائط جن کا پایا جانا حج کے فرض واقع ہونے اور ذمہ سے ساقط ہونے کے لئے ضروری ہے:

۱۔ حج کے وقت اسلام ہونا۔

۲۔ آخر عمر تک اسلام کا باقی رہنا اگر کوئی شخص العیاذ باللہ حج کے بعد کافر ہوگیا تو اس کا پہلا حج معتبر نہ ہوگا۔ مسلمان ہونے کے بعد پھر کرنا واجب ہوگا بشرطیکہ شرائط موجود ہوں۔

۳۔ آزاد ہونا۔ ۴۔ بالغ ہونا۔ ۵۔ عاقل ہونا۔

۶۔ حج خود کرنا جبکہ قدرت ہو۔ حج کو جماع سے فاسد نہ کرنا۔

۸۔ کسی دوسرے کی طرف سے حج کی نیت نہ کرنا۔ ۹۔ نفل کی نیت نہ کرنا۔

مسئلہ ۱: اگر غلام یا نابالغ یا مجنون[1] نے حج کیا تو وہ حج فرض نہ ہوگا بلکہ غلام کو آزاد ہونے نابالغ کو بالغ ہونے اور مجنون کو اچھا ہونے کے بعد پھر حج کرنا ہوگا بشرطیکہ قدرت اور شرائط موجود ہوں۔

مسئلہ ۲: اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی شخص مجنون ہوگیا یا احرام کے پہلے مجنون تھا مگر احرام کے وقت افاقہ ہوگیا اور احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا اس کے بعد پھر مجنون ہوگیا اور تمام افعال اس کو ساتھ لے کر ولی نے کرا دیئے تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا، البتہ طواف زیارت افاقہ ہونے کے بعد خود[2] ادا کرنا ضروری ہوگا۔

فائدہ: اگر شرائط وجوب پائے جانے کے باوجود کسی شخص نے خود حج نہیں کیا تو اس کو حج بدل کی وصیت کرنی واجب ہے، خواہ شرائط ادا پائے گئے ہوں یا نہ پائے گئے ہوں۔ اور اگر شرائط ادا تو پائے گئے لیکن شرائط وجوب نہیں پائے گئے تو وصیت واجب نہیں کیونکہ شرائط وجوب کے مفقود ہونے کی صورت میں حج فرض نہیں ہوا۔

---

[1] مجنون کے حج کے مسائل آئندہ آرہے ہیں۔ [2] شرح اللباب: ص ۳۱

فرائض حج:

حج کے اصل فرض تین ہیں:

۱۔احرام: یعنی حج کی دل سے نیت کرنا اور تلبیہ یعنی لبیک الخ کہنا۔احرام کا مفصل بین انشاء اللہ آگے آئے گا۔

۲۔وقوف عرفات: یعنی ۹/ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے ۱۰/ ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا، اگرچہ ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو۔

۳۔طواف زیارت: جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارہویں ذی الحجہ تک سر کے بال منڈوانے یا کترانے کے بعد کیا جاتا ہے۔

مسئلہ۱: ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے گی تو حج صحیح نہ ہوگا اور اس کی تلافی دم یعنی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ۲: ان تینوں فرائض کا ترتیب وار ادا کرنا اور ہر فرض کو اس کے مخصوص مکان اور وقت میں کرنا بھی واجب ہے۔

مسئلہ۳: وقوف عرفات سے پہلے جماع کا ترک کرنا بھی واجب ہے بلکہ فرائض کے ساتھ ملحق ہے۔

ارکان حج:

حج کے دو رکن ہیں:

۱۔طواف زیارت ۲۔وقوف عرفہ

اور ان دونوں میں زیادہ اہم اور اقویٰ وقوف عرفہ ہے۔

واجبات حج:

حج کے واجبات چھ ہیں:

۱۔مزدلفہ میں وقوف کے وقت ٹھہرنا۔ ۲۔صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

۳۔رمی جمار یعنی کنکریاں مارنا ۴۔قارن اور متمتع کو قربانی کرنا۔

۵۔حلق یعنی سر منڈوانا یا تقصیر یعنی کتروانا

۶۔ آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے کو طواف وداع کرنا۔

تنبیہ: بعض کتابوں میں واجبات حج ۳۵ تک شمار کئے ہیں وہ حقیقت میں بلاواسطہ حج کے واجبات نہیں ہیں، بلکہ حج کے افعال کے واجبات ہیں۔ مثلاً بعض احرام کے ہیں، بعض طواف کے ہیں اوران میں واجبات حج اور شرائط حج کے واجبات کو بھی شمار کرلیا ہے۔ حج کے واجبات بلاواسطہ صرف چھ ہیں۔ افعال حج کے واجبات انشاء اللہ ان افعال کے بیان میں ذکر کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۱: واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگران میں سے کوئی واجب چھوٹا جائے گا تو حج ہوجائے گا، خواہ قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر۔ لیکن اس کی جزالازم ہوگی خواہ قربانی یا صدقہ، جیسا جنایات کے بیان میں آئے گا۔ البتہ اگر کوئی فعل کسی معتبر عذر کی وجہ سے چھوٹ گیا تو جزالازم نہیں آئے گی۔

سنن حج:

۱۔ مفرد آفاقی اور قارن کو طواف قدوم کرنا۔

۲۔ طواف قدوم میں رمل کرنا۔ اگراس میں نہ کیا ہو تو پھر طواف زیارت یا طواف وداع میں رمل کرنا۔

۳۔ امام کا تین مقام پر خطبہ پڑھنا۔ ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں اور نویں ذی الحجہ کو عرفات[۱] میں اور گیارہویں کو منیٰ میں۔

۴۔ نویں ذی الحجہ کی رات کو منیٰ میں رہنا۔

۵۔ طلوع آفتاب کے بعد نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے عرفات کو جانا۔

۶۔ عرفات سے امام کے چلنے کے بعد چلنا۔

۷۔ مزدلفہ میں عرفات سے واپس ہوتے ہوئے رات کو ٹھہرنا۔

۸۔ عرفات میں غسل کرنا۔

۹۔ ایام منیٰ میں رات کو منیٰ میں رہنا۔

۱۰۔ منیٰ سے واپسی میں محصب میں ٹھہرنا اگرچہ ایک لحظہ ہی ہو۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی سنتیں ہیں جو مسائل وافعال حج کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ موقع بہ موقع ذکر کی جائیں گی۔

---

[۱] یعنی مسجد نمرہ میں قبل جمع صلوٰتین، نہ کہ وقوف عرفات پر۔ (شیر محمد)

مسئلہ ا: سنت کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً ترک کرنا برا ہے اور کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ان کے ترک کرنے سے جزا لازم نہیں آتی۔

مستحبات ومکروہات:

حج کے مستحبات ومکروہات اور آداب بیشمار ہیں۔ بہت سے آداب اور مستحبات ومکروہات شروع میں آداب سفر حج کے ذیل میں بیان ہو چکے ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں۔ جو انشاء اللہ آئندہ مسائل کے ذیل میں بیان کئے جائیں گے۔

میقات کا بیان

میقات اصل میں وقت معین اور مکان معین کو کہتے ہیں۔ میقات حج کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ میقات زمانی اور ۲۔ میقات مکانی۔

ا۔ میقات زمانی:

حج کے لئے میقات زمانی حج کے مہینے یعنی شوال، ذیقعدہ اور دس روز شروع ذی الحجہ کے ہیں۔

مسئلہ ا: حج کے مہینوں میں ہی افعال حج صحیح ہوتے ہیں چاہے وہ افعال واجبہ ہوں یا مسنونہ یا مستحبہ۔ اگر ان مہینوں سے پہلے کوئی فعل حج کے علاوہ احرام کے کیا تو صحیح نہ ہوگا۔ مثلاً: قارن یا متمتع اگر حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا طواف کرے یا حج کی سعی، طواف قدوم کے بعد حج کے مہینوں سے پہلے کرلے تو سعی نہ ہوگی۔

مسئلہ ۲: حج کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ ۳: اگر کسی نے حج کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھا ہے اور طواف قدوم کے اکثر شوط (چکر یا پھیرا) شوال میں کئے اور اس کے بعد حج کے لئے سعی کر لی تو یہ سعی حج کی ہو جائے گی۔ اور اگر بجائے شوال کے یہ طواف اور سعی [1] رمضان میں کی تو نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴: اگر طواف قدوم کے اکثر پھیرے رمضان میں کئے اور تھوڑے سے شوال میں تب

---

[1] پھر اگر شوال میں کوئی نفل طواف کر کے اس کے پیچھے سعی بھی کر لی تو وہ طواف قدوم سے محسوب ہوگا اور سعی حج کی بھی جائز ہو جائے گی۔ (شیر محمد)

بھی جائز نہیں۔اسی طرح اگر سعی طواف قدوم سے پہلے کر لی گو شوال ہی میں ہو تو سعی[1] نہ ہوگی۔

۲۔میقات مکانی:

یعنی وہ مقامات جہاں سے احرام باندھنا واجب ہے اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔میقات اہل آفاق (یعنی میقات سے باہر رہنے والے لوگ)۔

۲۔میقات اہل حل (یعنی میقات کے اندر اور حرم سے باہر رہنے والے)۔

۳۔میقات اہل حرم (یعنی مکہ مکرمہ والے اور جو حدود حرم کے رہنے والے ہیں)۔

آفاقیوں کے میقات یہ ہیں:

۱۔ذوالحلیفہ: یعنی بیر علی، مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لئے۔

۲۔ذات عرق: عراق کی طرف سے آنے والوں کے واسطے۔

۳۔جحفہ: شام اور مصر کی جانب سے آنے والوں کے واسطے۔

۴۔قرن: نجد کے راستے سے آنے والوں کے لئے۔

۵۔یلملم: یمن پاکستان اور ہندوستان سے آنے والوں کے واسطے۔

اہل حل اور اہل میقات کے واسطے کل زمین حل میقات ہے، ان کو حج و عمرہ کا احرام حل سے باندھنا ضروری ہے اور گھر سے باندھنا افضل ہے۔اہل مکہ مکرمہ کے لئے حج کا احرام باندھنے کے لئے کل زمین حرم میقات ہے اور عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے کل زمین حل میقات ہے۔

مسئلہ۱: آفاقیوں کے لئے جو میقات بیان کی گئی ہیں، یہ خاص ان ممالک والوں کے لئے بھی میقات ہیں اور جو لوگ دوسرے ممالک کے رہنے والے مکہ مکرمہ کو جاتے ہوئے ان میقاتوں پر گزریں ان کے لئے بھی یہ میقات ہیں۔

مسئلہ۲: جو شخص میقات سے باہر والا ہے اگر وہ مکہ مکرمہ یا حرم کے ارادہ سے سفر کرے تو اس کو میقات پر پہنچ کر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ۳: مکہ مکرمہ یا حرم میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے جائے یا تجارت و سیر وغیرہ کے لئے جائے بہر صورت میقات پر پہنچ کر احرام باندھنا واجب ہے۔

---

[1] بشرطیکہ سعی سے پہلے شوال میں کوئی نفل طواف نہ کیا ہو۔

مسئلہ۴: میقات سے پہلے بلکہ اپنے گھر سے بھی احرام باندھنا جائز ہے بلکہ افضل ہے۔ بشرطیہ جنایات احرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو ورنہ مکروہ ہے۔

مسئلہ۵: اگر کوئی شخص خشکی میں یا سمندر میں سفر کر کے ایسے راستے سے مکہ مکرمہ جارہا ہے کہ اس میں کوئی میقات مذکور مواقیت[۱] سے نہیں آئے گی تو اس کو مذکورہ مواقیت سے کسی میقات کی محاذات (برابری) سے احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ۶: اگر ایسے راستہ کو گیا کہ جس میں میقات مقررہ کوئی نہیں آئے گی تو اس کو کسی میقات کی محاذات معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر معلم نہ ہو تو خوب اچھی طرح اس کی محاذات معلوم کرنے میں تحری یعنی غور فکر کرے اور جب ظن غالب ہو جائے کہ اس جگہ سے محاذات ہے تو اس جگہ سے احرام باندھنا واجب ہے۔

مسئلہ۷: تحری و غور و فکر اس وقت کرنا چاہئے کہ جب کوئی واقف موجود نہ ہو، اگر کوئی واقف موجود ہے تو اس سے دریافت کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر دونوں یکساں[۲] ناواقف ہیں اور رائے میں اختلاف ہے تو اپنی اپنی رائے کے موافق جس جگہ سے محاذات کا ظن غالب ہو احرام باندھ لے دوسرے کے قول کا اعتبار نہ کرے۔

مسئلہ۸: کافر کا قول معتبر نہیں، مثلاً جہاز میں انگریز یا کافر بتائے کہ اس جگہ سے میقات کی محاذات ہے تو اس کا قول معتبر نہیں۔ البتہ اگر جہاز کے ملازموں میں سے ایک مسلمان عادل شخص وہاں آمد و رفت رکھنے والا بتادے تو اس کا قول معتبر ہے۔

مسئلہ۹: اگر کسی کے راستے میں دو میقات پڑتی ہیں تو اس کو پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے، اگر دوسری میقات تک موخر کر دیا تو جائز ہے اور موخر کرنے سے دم (قربانی) واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر دو میقاتوں کی محاذات پڑتی ہیں تو پہلی میقات کی محاذات سے احرام باندھنا افضل ہے۔

مسئلہ۱۰: اگر کسی کو میقات کا علم نہیں اور نہ کوئی جاننے والا اس کو ملا، تو ایسی صورت میں مکہ مکرمہ سے دو منزل پہلے سے احرام باندھنا واجب ہے، جیسے کوئی ہندوستانی سمندر میں سفر کر کے گیا اور میقات کی محاذات کا علم نہ ہوا اور نہ کوئی بتلانے والا ملا، تو جدہ سے احرام باندھنا

---

[۱] میقات کی جمع ہے [۲] هذا لم اره صريحا في كلامهم، والظاهر كذالك قياسا على تحري القبلة، ثم رايته كذلك في "شرح مناسك النووي" وقواعدنا لا تأباه. (سعید احمد غفرلہ)

ہوگا۔ جدہ مکہ مکرمہ سے دو منزل پر ہے۔

مسئلہ ۱۱: راستہ میں ایک سے گزرنا ہے اور دوسری میقات کے محاذ سے بھی گزر ہوگا تو پہلی میقات سے احرام باندھنا واجب ہے اور دوسری میقات کی محاذات کا اعتبار نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۲: مدینہ منورہ والے کو یا جو شخص آفاقی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آیا ہو ذوالحلیفہ یعنی بیر علی سے احرام باندھنا چاہئے۔ جحفہ[1] تک بلا احرام آنا اور پھر یہاں سے احرام باندھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۳: اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے، اسی طرح میقات کے شروع سے باندھنا افضل ہے اور آخر میقات تک تاخیر جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴: اگر آفاقی شخص مکہ مکرمہ میں پہنچ گیا اور عمرہ کر کے حلال ہو گیا تو اس کی میقات اب مثل مکہ مکرمہ والوں کی میقات کے ہے، یعنی حج کے لئے حرم اور عمرہ کے لئے حل، لیکن احرام تنعیم سے باندھنا افضل ہے۔

مسئلہ ۱۵: اگر مکی شخص میقات سے باہر نکل جائے گا تو واپسی میں اس کو بھی مثل آفاقی کے میقات سے احرام باندھنا واجب ہے۔

میقات سے بلا احرام باندھے گزر جانا:

مسئلہ ۱: اگر کوئی شخص مسلمان عاقل بالغ جو میقات سے باہر رہنے والا ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے خواہ حج و عمرہ کی نیت سے ہو یا اور کسی غرض سے، میقات پر سے بلا احرام باندھے آگے گزر جائے گا تو گناہ گار ہوگا اور میقات کی طرف لوٹنا واجب ہوگا۔ اگر لوٹ کر میقات پر نہیں آیا اور میقات سے آگے سے ہی احرام باندھ لیا تو ''ایک دم'' دینا واجب ہوگا اور اگر میقات پر واپس آ کر احرام باندھا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲: اگر میقات سے کوئی شخص بلا احرام گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے سے پیشتر میقات پر واپس آ گیا اور میقات پر آ کر تلبیہ (یعنی لبیک الخ) پڑھ لیا تو دم ساقط ہو جائے گا اور اگر احرام باندھ کر واپس آیا اور تلبیہ میقات پر نہیں پڑھا[2] تو دم ساقط نہ ہوگا۔

---

[1] جحفہ کا صحیح نشان اور پتہ چونکہ ہر شخص کو نہیں چلتا اس لئے احتیاطاً ''رابغ'' سے احرام باندھتے ہیں۔

[2] یہ امام صاحب کا مذہب ہے، صاحبین کے نزدیک تلبیہ پڑھنا شرط نہیں۔

مسئلہ۳: اگر میقات سے بلا احرام گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ میں بھی داخل ہوگیا مگر افعال حج کو شروع نہیں کیا (مثلاً طواف کا ایک شوط بھی نہیں کیا) اور میقات پر واپس آ کر تلبیہ پڑھا تو دم ساقط ہوجائے گا۔

مسئلہ۴: اگر بلا احرام کے میقات سے گزر گیا اور پھر آگے احرام باندھ لیا تو میقات پر واپس آنا واجب ہے۔ اگر واپس نہیں آیا تو گناہ گار ہوگا اور دم واجب ہوگا یعنی واپسی کا وقت ہو اور حج کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو میقات پر آ کر تلبیہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ۵: میقات پر لوٹنا اس وقت واجب ہے جب واپسی میں جان و مال کا خوف نہ ہو اور کوئی مرض وغیرہ نہ ہو، ورنہ واجب نہیں۔ لیکن گناہ سے توبہ استغفار کرنا چاہئے اور ایک دم بھی دینا چاہئے۔

مسئلہ۶: اگر میقات سے گزر کر احرام باندھا اور پھر میقات پر واپس نہیں آیا، یا کچھ افعال شروع کرنے کے بعد واپس آیا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ۷: جو شخص کسی میقات سے بلا احرام کے گزرا ہے اس پر یہ واجب نہیں کہ اسی میقات پر واپس آئے بلکہ کسی میقات پر مواقیت مذکورہ سے آنا کافی ہے، ہاں! افضل یہی ہے کہ اسی میقات پر واپس آئے جس سے گزرا تھا۔

مسئلہ۸: آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے والا) میقات سے آگے کسی ایسی جگہ جو حرم سے خارج ہے اور حل میں ہے کسی ضرورت سے جانا چاہتا ہے، مکہ مکرمہ جانے اور حج یا عمرہ کرنے کی نیت نہیں ہے تو اس پر میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں اور اس کے بعد وہ اس جگہ سے مکہ مکرمہ بھی بلا احرام جاسکتا ہے اور اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے، اس مقام پر پہنچ کر یہ شخص بھی اس جگہ کے لوگوں کے حکم میں ہوگیا، وہاں سے اگر حج اور عمرہ کا ارادہ کرے تو ان کی میقات یعنی حل سے احرام باندھنا ہوگا۔

مسئلہ۹: یہ ارادہ کہ مکہ مکرمہ جائے گا یا کسی دوسری جگہ، میقات پر معتبر ہوگا۔ اگر میقات سے آگے جا کر کسی دوسری جگہ کا ارادہ کیا اور میقات سے گزرتے وقت مکہ مکرمہ کا ارادہ تھا تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۱۰: آفاقی شخص اگر حرم میں یا مکہ مکرمہ میں بلا احرام کے داخل ہوجائے تو اس پر ایک حج یا عمرہ واجب ہوجاتا ہے اور اگر کئی مرتبہ بلا احرام کے داخل ہوجائے تو ہر دفعہ کے لئے بلا احرام جانے کی وجہ سے ایک عمرہ یا حج واجب ہوگا۔

مسئلہ۱۱: مکہ مکرمہ میں یا حرم میں بلا احرام داخل ہونے کی وجہ سے جو حج یا عمرہ لازم ہوتا ہے اس

کے قائم مقام حج فرض اور حج نذر اور عمرے نذر بھی ہو جائے گا، اگر چہ قائم مقام بنانے کی نیت بھی نہ ہو اور اس کے علاوہ دوسرا حج اور عمرہ کرنا واجب نہ ہوگا۔ لیکن یہ شرط ہے کہ یہ حج یا عمرہ اسی سال میں کیا ہو جس سال میں داخل ہوا تھا۔ اگر یہ سال گزر گیا تو پھر اس کے لئے مستقل حج یا عمرہ واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۲: جو لوگ میقات کے رہنے والے ہیں یا میقات اور حرم کے درمیان رہتے ہیں اگر وہ حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جائیں تو احرام باندھنا ان پر واجب ہے۔ اور اگر حج وعمرہ کے ارادہ سے نہ جائیں تو ان کے لئے احرام باندھ کر جانا ضروری نہیں ہے، بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ایسے ہی وہ آفاقی جو وہاں حج وعمرہ کے بعد مقیم ہو گیا ہو وہ بھی ان کے حکم میں ہے، یا کوئی آفاقی شخص کسی ضرورت سے کسی جگہ حل میں اپنے وطن گیا اور وہاں سے مکہ مکرمہ کا ارادہ ہو گیا تو وہاں سے وہ مکہ مکرمہ بلا احرام جا سکتا ہے، وہ اہل حل کے حکم میں ہے، ان کو بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

حکمت میقات زمانی:

حج کیلئے خاص مہینے اور خاص اوقات مقررہ کرنے میں یہ حکمت ہے کہ سب لوگ متفقہ طور سے وقت معین پر مجتمع ہو کر شعائر اسلامی اور قوت وشوکت کا مظاہرہ کریں۔ ایک وقت میں کسی کام کو کرنے میں بہت سی آسانیاں ہو جاتی ہیں اور ایک کو دوسرے سے اعانت وتقویت حاصل ہوتی ہے۔ اگر وقت مقرر نہ ہوتا تو اس عبادت کی ادائیگی میں تفرق وتشتت (علیحدگی واضطراب) ہوتا اور لوگ مختلف اوقات میں حج ادا کرنے کی صورت میں فوائد اجتماع سے محروم رہنے کے علاوہ بہت سی تکالیف ومصائب میں بھی مبتلا ہوتے۔ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى اَرْبَابِ الْبَصِيْرَةِ۔

اور قمری مہینوں کو شمسی مہینوں کے مقابلہ میں اس وجہ سے ترجیح دی گئی ہے کہ اس میں تغیر موسم ہوتا رہتا ہے، کبھی گرمی میں حج ہوتا ہے، کبھی سردی میں، اس لئے ہر موسم میں حج کرنے کا موقع ملے گا، نیز عرب کا حساب شمسی مہینوں پر نہیں ہوتا بلکہ قمری پر ہوتا ہے اور قمری حساب کتاب عام طور سے سہل ہوتا ہے۔ چاند کا ہر مہینے نکلنا اور غائب ہو جانا اور مختلف صورت وہیئت بدلتے رہنا بھی تاریخ اور مہینوں کے معلوم کرنے میں سہولت کا باعث ہے اور ظاہری علامت ہے، بخلاف شمسی مہینوں کے۔

حکمت میقات مکانی:

جیسا کہ شروع میں بیان کیا جا چکا ہے کہ حج میں اصل مقصد اظہار عبودیت اور خواہشات و لذات نفسانیہ کا ترک ہے اور لوگ مختلف اطراف و جوانب سے حج کے لئے آتے ہیں، کوئی دو ماہ کی مسافت سے، کوئی چھ ماہ کی، کوئی اور کم و زیادہ۔ اگر گھر سے ہی ایسی حالت میں یعنی احرام باندھ کر آنا واجب ہوتا تو بڑی مشکل ہوتی، گو بعض خدا کے خاص بندوں نے ایسا بھی کیا لیکن عام طور سے اس میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ اس لئے شارع علیہ السلام نے ہماری مصلحت اور فائدہ کے لئے مکہ مکرمہ کے چاروں طرف خاص خاص مشہور مقامات مقرر کر دیئے کہ اس جگہ سے دربار خداوندی کی خاص تعظیم و احترام کے لئے خاص صورت بنا کر داخل ہونا ضروری ہے اور مدینہ منورہ کی میقات سب میقاتوں سے فاصلہ پر مقرر کی کیونکہ مدینہ منورہ کو مہبط وحی (نزول وحی) اور مرکز ایمان اور دار ہجرت ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے اس کے باشندوں کا سب سے زیادہ احترام و تعظیم کرنا چاہیے۔

احرام کا بیان

احرام:

احرام کے معنی حرام کرنا، حاجی جس وقت حج کی نیت پختہ کر کے تلبیہ (یعنی لبیک الخ) پڑھ لیتا ہے تو اس پر چند حلال[1] اور مباح چیزیں بھی احرام کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں اس وجہ سے اس کو احرام کہتے ہیں اور مجازاً ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں، جن کو حاجی حالت احرام میں استعمال کرتا ہے۔

اقسام احرام:

احرام چار طرح کا ہوتا ہے۔

۱۔ صرف حج کا احرام اس کو افراد کہتے ہیں۔

۲۔ صرف عمرہ کا احرام اس کو تمتع کہتے ہیں، بشرطیکہ یہ احرام حج کے مہینوں میں ہو۔

۳۔ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام اس کو قران کہتے ہیں۔

---

[1] ان کا بیان آئندہ فصل میں آئے گا۔

۴۔صرف عمرہ کا احرام خواہ ایام حج سے قبل ہو یا بعد میں

احرام باندھنے کا طریقہ:

جس وقت احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو اول حجامت بنواؤ، زیر ناف کے بال دور کرو، اگر سر منڈانے کی عادت ہو تو منڈالو ورنہ کنگھی سے بال درست کرلو، بیوی اگر ساتھ ہو تو صحبت بھی مستحب ہے۔اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرو، اگر کسی وجہ سے غسل نہ کرسکو تو وضو کرلو اور سلے ہوئے کپڑے بدن سے نکال دو، ایک لنگی باندھ لو اور ایک چادر اوڑھ لو، خوشبو لگاؤ، لیکن کپڑوں پر ایسی خوشبو نہ لگاؤ جس کا جسم[1] باقی رہے۔اس کے بعد دو رکعت نفل احرام کی نیت سے پڑھو، اول رکعت میں پوری ﴿قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ﴾ اور دوسری رکعت میں پوری ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھو، سلام پھیر کر قبلہ رو بیٹھ کر سر کھول کر اسی جگہ نیت کرو۔

اگر حج کا احرام ہو تو یوں نیت کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ.

اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان کیجیے اور قبول فرمایئے۔

عمرہ کا احرام ہو تو یوں نیت کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ.

اے اللہ! میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں اس کو سہل فرما دیجیے اور قبول فرما لیجیے۔

حج اور عمرہ کا احرام ہو تو یوں نیت کریں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ.

اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کرنا چاہتا ہوں اور ان کو سہل فرما دیجئے اور قبول فرما لیجیے۔

اگر عربی کے یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو صرف اردو میں ترجمہ کہہ لیں۔

اس کے بعد بلند آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ.

---

[1] یعنی خوشبو کا وہ مادہ جس سے وہ مرکب ہے باقی نہ رہے، اثر کے باقی رہنے کا کچھ حرج نہیں۔

حاضر ہوں میں اے اللہ! میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں ہے، میں حاضر ہوں اور سب نعمتیں آپ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں اور ملک بھی آپ ہی کا ہے، اس میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔

اس کے بعد درود شریف پڑھیں اس کے بعد جو چاہیں دعا مانگیں۔ لبیک کے بعد یہ دعا مستحب ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡأَلُکَ رِضَاکَ وَالۡجَنَّۃَ وَأَعُوۡذُبِکَ مِنۡ غَضَبِکَ وَالنَّارِ.

یا اللہ! میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور جنت کا طلب گار ہوں اور آپ کے غصہ اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔

اگر پہلا حج ہے تو فرض کی نیت خاص طور سے کرنا اور زبان سے کہہ لینا بہتر ہے، نیت کرنے اور تلبیہ پڑھ لینے کے بعد احرام بندھ گیا۔ اب ان چیزوں سے بچو جن کا کرنا احرام باندھ لینے کے بعد منع ہے۔

اقسام حج:

حج کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ افراد ۲۔ قران ۳۔ تمتع۔

فقط حج کا احرام باندھنا اس کو افراد کہتے ہیں۔ حج اور عمرہ کا اکٹھا احرام باندھنا اس کو قران کہتے ہیں۔ اول حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرے، پھر گھر گئے بغیر اسی سال حج کا احرام باندھ کر حج کرے اس کو تمتع کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: حج کی تین قسمیں جائز ہیں، مگر حنفیہ کے نزدیک سب سے افضل قران ہے اس کے بعد تمتع، اس کے بعد افراد۔

مسئلہ ۲: آفاقی شخص کو اختیار ہے کہ حج کی تینوں قسموں میں سے جس کا چاہے احرام باندھے لیکن مکہ مکرمہ کے رہنے والوں کو قران اور تمتع کرنا منع ہے۔

شرائط صحت احرام:

۱۔ صحت احرام کے لئے اسلام کا ہونا شرط ہے۔

۲۔ احرام کی نیت اور تلبیہ یا اور کوئی ذکر اس کے قائم مقام کرنا بھی شرط ہے اور ہدی کے گلے میں پٹہ ڈالنا اور اس کو چلانا بھی قائم مقام تلبیہ کے ہے۔

مسئلہ ۱: صرف حج کی نیت دل میں کر لینے سے احرام درست نہیں ہوتا، بلکہ تلبیہ یا اور کوئی ذکر جو اس کے قائم مقام ہو، کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر بلا نیت کے محض تلبیہ پڑھ لے تب بھی محرم نہ ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ احرام کے لئے نیت اور تلبیہ[1] دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲: صحت احرام کے لئے کوئی خاص زمانہ یا مکان اور خاص ہیئت یا حالت شرط نہیں۔ اگر کوئی سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے بھی احرام باندھ لے گا تو احرام صحیح ہو جائے گا گو اس طرح احرام باندھنا مکروہ ہے اور احرام کے بعد ان کے پہنے رہنے سے جزا یعنی دم یا صدقہ واجب ہوگا، جس کا بیان آگے آئے گا۔

واجبات احرام:

۱۔ میقات سے احرام باندھنا۔ ۲۔ ممنوعات احرام سے بچنا۔

سنن احرام:

۱۔ حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔

۲۔ اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھنا جبکہ اس سے گزرے۔

۳۔ غسل یا وضو کرنا۔ ۴۔ چادر اور لنگی استعمال کرنا۔

۵۔ دو رکعت نفل پڑھنا ۶۔ تلبیہ پڑھنا

۷۔ تلبیہ کو تین مرتبہ پڑھنا۔ ۸۔ تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا۔

۹۔ خوشبو لگانا (یعنی احرام کی نیت کرنے سے پہلے)

مستحبات احرام:

۱۔ میل دور کرنا۔ ۲۔ ناخن کترنا۔

---

[1] تلبیہ ایک دفعہ پڑھنا واجب ہے۔

۳۔بغل صاف کرنا۔ ۴۔زیرناف کے بال دور کرنا۔
۵۔احرام کی نیت سے غسل کرنا ۶۔لنگی چادر سفید نئی یا دھلی ہوئی استعمال کرنا۔
۷۔چپل پہننا ۸۔زبان سے احرام کی نیت کرنا۔
۹۔نیت کا نماز کے بعد بیٹھ کر کرنا۔ ۱۰۔احرام کا میقات سے پہلے باندھنا

حکم احرام:

جب احرام باندھ لیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس چیز کا حرام باندھا ہے بلا اس کے کئے نہ کھولا جائے۔اگر کوئی ایسا فعل بھی ہو جائے جس سے احرام فاسد ہو جاتا ہے، تب بھی تمام افعال حج کے ادا کرے اور اگر حج نہ ملے تو عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور اگر کوئی حج سے روک لے تو ہدی ذبح کرنے کے بعد حلال ہو۔

مسائل احرام

نیت کے مسائل:

مسئلہ۱: نیت احرام کا دل سے ہونا ضروری ہے، زبان سے کہنا صرف مستحسن ہے۔جس چیز کا احرام باندھنا ہے اس کی دل میں نیت کرنی چاہئے کہ افراد کا احرام باندھتا ہوں یا قران کا یا تمتع کا، اگر دل سے نیت کر لی اور زبان سے کچھ نہیں کہا تو نیت ہو جائے گی۔

مسئلہ۲: دل میں نیت قران کی گئی اور زبان سے افراد یا تمتع نکل گیا تو جو دل میں تھا اس کا اعتبار ہوگا، زبان کے الفاظ کا اعتبار نہ ہوگا۔

مسئلہ۳: نیت کا تلبیہ کے ساتھ ہونا شرط ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

مسئلہ۴: اگر کسی شخص نے صرف احرام باندھ لیا اور حج یا عمرہ کسی چیز کی نیت نہیں کی تو احرام صحیح ہو گیا اور اس کو حج یا عمرہ کے افعال شروع کرنے سے پہلے پہلے اختیار ہے کہ اس احرام کو حج کے لئے کر دے یا عمرہ کے لئے ، اگر افعال شروع کرنے سے پہلے متعین نہیں کیا اور عمرہ کے لئے پورا طواف یا ایک[1] چکر کر لیا یا بلا نیت عمرہ کے، طواف کا ایک چکر کر لیا تو یہ احرام عمرہ کا ہو گیا۔اور

---

[1] عمرہ کیلئے شروع طواف میں پہلے استلام کے ساتھ تلبیہ بند کرنے سے افعال عمرہ شروع ہوتے ہیں۔شوط کا پورا ہونا عمرہ کیلئے شرط نہیں بخلاف حج کے (شیر محمد)

طواف کرنے سے پہلے وقوف عرفہ کرلیا تو یہ احرام حج کا ہو جائے گا اگر نیت نہ ہو۔

مسئلہ ۵: حج کا احرام باندھا لیکن فرض یا نفل کی تعیین نہیں کی، تو یہ احرام حج فرض کا ہوگا اگر اس پر حج فرض ہے اور اگر نذر یا نفل یا کسی دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کرلی تو جیسی نیت کرے گا ویسا ہوگا۔

مسئلہ ۶: کسی شخص نے حج یا عمرہ یا قران کا احرام باندھا اور پھر بھول گیا یا شک ہوگیا کہ کس چیز کی نیت سے احرام باندھا تھا؟ تو ایسے شخص کو حج اور عمرہ دونوں کرنے چاہئیں اور عمرہ پہلے کرنا چاہئے جس طرح قارن کرتا ہے، لیکن یہ شخص شرعاً قارن نہ ہوگا۔ اس لئے اس پر قران کی ہدی (قربانی) لازم نہ ہوگی۔

مسئلہ ۷: اگر حج بدل ہے تو جس کی طرف سے حج کرنا ہے اس کی طرف سے نیت کرو اور زبان سے بھی کہو کہ فلاں کی طرف سے حج کی نیت کی اور اس کی طرف سے احرام باندھا۔

تلبیہ کے مسائل:

مسئلہ ۱: تلبیہ یعنی لبیک کا زبان سے کہنا شرط ہے، اگر دل سے کہہ لیا تو کافی نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲: گونگے[1] کو زبان ہلانی چاہئے گو الفاظ نہ کہہ سکے۔

مسئلہ ۳: ہر ایسا ذکر جس سے حق تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہو تلبیہ کے قائم مقام ہوسکتا ہے۔ جیسے **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ** وغیرہ۔

مسئلہ ۴: تلبیہ اردو، فارسی، ترکی سب زبانوں میں جائز ہے اگرچہ عربی میں بھی کہہ سکتا ہو۔ مگر عربی میں پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ ۵: خاص تلبیہ کے الفاظ جو پہلے نقل کئے گئے ہیں ان کا کہنا سنت ہے شرط نہیں ہے۔

---

[1] والاخرس يلزمه تحريك لسانه، وقيل: لا، بل يستحب. (لباب) وقال القاري: ففي "المحيط" تحريك لسانه مستحب كما في الصلاة و ظاهر كلام غيره انه شرط، اما في حق القراءة في الصلاة فاختلفوا فيه، والاصح انه لا يلزمه التحريك. قلت: فينبغي ان لا يلزمه تحريك لسانه في الحج بالاولىٰ فان باب الحج اوسع، مع ان القراءة فرض قطعي متفق عليه، والتلبية امر ظني مختلف فيه. (سعید احمد غفرلہ)

اگر کوئی اور دوسرا ذکر احرام کے وقت کر لے گا تو احرام صحیح ہو جائے گا لیکن تلبیہ چھوڑ نا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۶: احرام باندھنے کے وقت تلبیہ یا کوئی اور ذکر ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے۔ اور اس کی تکرار سنت ہے۔ جب تلبیہ کہے تو تین مرتبہ کہے۔

مسئلہ ۷: تغیر حالات کے وقت مثلاً: صبح شام اٹھتے بیٹھتے، باہر جاتے وقت، اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت، سو کر اٹھتے وقت، سوار ہونے کے وقت، سواری سے اترتے ہوئے، بلندی پر چڑھنے کے وقت، نشیب میں اترتے ہوئے، مستحب مؤکد ہے، یعنی اور مستحبات کے مقابلہ میں اس کی تاکید زیادہ ہے۔

مسئلہ ۸: تلبیہ کے درمیان میں کلام نہ کیا جائے جو شخص تلبیہ پڑھ رہا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹: اگر کسی شخص نے تلبیہ پڑھنے کے وقت سلام کیا تو سلام کا جواب تلبیہ کے درمیان میں دینا جائز ہے[۱] مگر ختم کر کے جواب دینا بہتر ہے بشرطیکہ سلام کرنے والا چلا نہ جائے۔

مسئلہ ۱۰: فرض اور نفل نماز کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہئے اور ایام تشریق میں اول تکبیر کہنی چاہئے اس کے بعد تلبیہ۔ اگر اول تلبیہ پڑھ لیا تو تکبیر ساقط ہو گئی، مگر تلبیہ دسویں تاریخ کی رمی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے باقی ایام میں صرف تکبیر کہی جائے۔

مسئلہ ۱۱: اگر مسبوق امام کے ساتھ تلبیہ کہہ لے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۲: تلبیہ کی کثرت مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۳: اگر چند آدمی ساتھ ہوں تو ایک ساتھ مل کر تلبیہ نہ کہیں، علیحدہ علیحدہ کہیں۔

مسئلہ ۱۵: تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے، لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ جس سے اپنے آپ کو یا نمازیوں اور سونے والوں کو تکلیف ہو۔

مسئلہ ۱۵: مسجد حرام، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی تلبیہ پڑھو لیکن مسجد میں زور سے نہ پڑھو۔

مسئلہ ۱۶: طواف اور سعی[۲] میں تلبیہ مت پڑھو۔

---

[۱] واجب نہیں۔ (شیر محمد)

[۲] طواف زیارت و طواف عمرہ و طواف صدر یا طواف نذر یا طواف تطوع میں نہ چاہئے۔ تفصیل اس کی یہ ہے=

مسئلہ۱۷: تلبیہ کے اوپر اور الفاظ کی زیادتی کرنا مستحب ہے لیکن درمیان میں زیادتی نہ کی جائے بلکہ بعد میں کی جائے مثلاً یہ الفاظ بڑھائے:

لَبَّیْکَ إِلٰهَ الْخَلْقِ لَبَّیْکَ (یا) لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّه' بِیَدَیْکَ وَالرُّغْبٰی إِلَیْکَ.

مسئلہ۱۸: تلبیہ کے الفاظ میں کمی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۱۹: جب کوئی عجیب چیز نظر آئے تو یوں کہو: لَبَّیْکَ إِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرة.

مسئلہ۲۰: عورت کو تلبیہ[۱] زور سے پڑھنا منع ہے۔

مسئلہ۲۱: تلبیہ حج میں رمی کے وقت تک پڑھا جاتا ہے جب جمرئے عقبہ کی رمی شروع کرے تو تلبیہ موقوف کردے اس کے بعد نہ پڑھے اور عمرہ میں طواف شروع کرنے تک پڑھا جاتا ہے۔[۲]

مسائل غسل:

احرام کے لئے غسل مسنون ہے، یہ غسل محض صفائی کے لئے، حائضہ اور نفسا اور بچے کے لئے بھی مستحب ہے۔

مسئلہ۱: اگر احرام کے لئے غسل کیا اور پھر احرام باندھنے سے پہلے وضو ٹوٹ گیا تو غسل کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ بعض علما کے نزدیک حاصل ہو جائے گی۔

مسئلہ۲: اگر غسل نہ کرسکے تو وضو کرلے، بلا غسل اور وضو کے احرام باندھنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

= کہ قارن تو طواف عمرہ اور طواف نفل اور طواف قدوم میں تلبیہ کہہ سکتا ہے اور مفرد بالحج کو قدوم اور طواف نفل میں تلبیہ کہنا جائز ہے مگر زور سے نہ کہے جس سے طواف کرنے والوں کو وحشت ہو، لیکن ادعیہ ماثورہ افضل ہیں۔ اور سعی کا حکم یہ ہے کہ حج کی سعی کو جب بعد طواف زیارت کے کرے یا سعی عمرہ ہو تو تلبیہ نہ پڑھے اور اگر سعی حج کو بعد طواف قدوم کے کرے تو تلبیہ مستحب ہے۔ (شیر محمد)

[۱] یعنی ایسی جہر سے کہنا کہ اجنبی مرد سن لے۔ (شیر محمد)

[۲] یعنی شروع اول استلام کے ساتھ نہ کہ شوط پوری کرنے کے بعد تک۔ (شیر محمد)

مسئلہ۳: اگر پانی نہ ہوتو احرام کے واسطے غسل کا تیمّم کرنا مشروع نہیں، ہاں اگر نماز پڑھنی ہے اور پانی نہیں ہے تو تیمّم کر کے نماز پڑھو۔

مسائل لباس:

مسئلہ۱: احرام کی چادر اتنی لمبی ہو کہ داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آ جائے اور تہبند اتنا ہو کہ ستر اچھی طرح چھپ جائے۔

مسئلہ۲: احرام میں کرتا، پاجامہ، اچکن، صدری، بنیان وغیرہ پہننا منع ہے۔ جو کپڑا بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو اس کا پہننا احرام میں جائز نہیں۔

مسئلہ۳: چادر یا لنگی اگر بیچ میں سے سلی ہوئی ہے تو جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ احرام کا کپڑا بالکل سلا ہوا نہ ہو۔

مسئلہ۴: احرام کا کپڑا اسفید ہونا افضل ہے۔

مسئلہ۵: کمبل، لحاف، رضائی وغیرہ احرام میں اوڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ۶: ایک کپڑا بھی احرام میں کافی ہے اور دو سے زائد بھی جائز ہیں رنگین بھی جائز ہے لیکن کسم (ایک قسم کا سرخ رنگ) یا زعفران میں رنگا ہوا نہ ہو۔

نماز احرام:

مسئلہ۱: دو رکعت نفل احرام کی نیت سے ایسے وقت میں پڑھنا مسنون ہے کہ وقت مکروہ نہ ہو۔

مسئلہ۲: فرض نماز کے بعد اگر احرام کی نیت کر لی تو یہ بھی کافی ہے، لیکن مستقل دو نفل پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ۳: جس میقات سے احرام باندھنا ہے اگر اس جگہ کوئی مسجد ہے[1] تو اس میں نماز پڑھ کر احرام باندھنا مستحب ہے۔

مسئلہ۴: احرام بلا نماز کے جائز ہے لیکن مکروہ ہے، اگر مکروہ وقت ہے تو پھر بلا نماز مکروہ نہیں۔

مسئلہ۵: عورت کو حیض اور نفاس میں چونکہ نماز پڑھنی ناجائز ہے اس لئے غسل یا وضو کر کے

---

[1] اطلقه فی الغنية و قيده فی شرح اللباب بما ثور. (سعيد احمد غفرله)

قبلہ رو بیٹھ کر تلبیہ پڑھ لینا چاہئے نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ ۶: احرام کے نفل سر ڈھانک کر پڑھنے چاہئیں اور نماز میں اضطباع (یعنی چادر داہنی بغل کے نیچے کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) بھی نہ کیا جائے، اضطباع صرف طواف میں ہوتا ہے۔ احرام کی نفل کے بعد اور نمازیں سر کھول کر پڑھی جائیں گی جب تک احرام رہے گا احرام کی حالت میں نماز میں بھی سر ڈھانکنا منع ہے۔

بیہوش اور مریض وغیرہ کا احرام:

اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے وقت بیہوش ہو جائے (جہاز میں اکثر ہو جاتا ہے) تو ساتھی کو چاہئے کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے یا بعد میں بیہوش کی طرف سے بھی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔ جب ساتھی نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا تو بیہوش کا احرام بندھ گیا۔

مسئلہ ۱: بیہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے اس کے حکم کی ضرورت نہیں اس نے حکم کیا ہو یا نہ کیا ہو، ساتھی اگر اس کی طرف سے احرام باندھ لے گا بہر صورت اس کا احرام صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲: بیہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے اس کے سلے ہوئے کپڑے نکالنا ضروری نہیں ہے، کپڑے نکالنے بغیر بھی احرام صحیح ہو جائے گا۔[1]

مسئلہ ۳: جس وقت اس کو ہوش آ جائے تو تعیین احرام کر کے باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعات احرام سے بچے اور اگر ہوش نہ آئے تو جس شخص نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے وہ یا اور کوئی دوسرا شخص وقوف عرفہ اور طواف وغیرہ اس کی طرف سے اگر ادا کرے گا تو حج ہو جائے گا۔ بیہوش کو ساتھ لے جانا ضروری نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ ساتھ لے جائے۔ اور جو شخص ایسے بیہوش کی طرف سے طواف اور سعی کرے اس کو اپنا طواف اور سعی علیحدہ کرنی ہوگی، ایک طواف اور سعی دونوں کی طرف سے کافی نہ ہوگی۔[2]

---

[1] لیکن سلے کپڑے نکال لئے جائیں، ورنہ اس پر جنایت لازم ہوگی۔ (شیر محمد)

[2] ساتھ لے جانے کی حالت میں ایک طواف وسعی دونوں کی طرف سے ہو جائے گا کیونکہ بیہوش خود طواف میں موجود ہے البتہ بیہوش کی طرف سے نیت طواف جدا کرنی ہوگی۔

مسئلہ۴: اگر بیہوش سے کوئی فعل ممنوعات احرام سے ہوگیا گو بلا ارادہ ہو اس کی جزا بیہوش ہی پر واجب ہوگی، جس نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے اس پر واجب نہ ہوگی۔[1]

مسئلہ۵: جو شخص خود بھی احرام باندھے اور بیہوش کی طرف سے بھی اس نے احرام باندھا ہے اگر وہ کوئی فعل ممنوعات احرام سے کرلے گا تو صرف ایک ہی جزا واجب ہوگی۔[2]

مسئلہ۶: اگر احرام کے بعد کوئی شخص بیہوش ہوجائے تو اس کو عرفات اور طواف وغیرہ میں ساتھ لے جانا واجب ہے، دوسرے شخص کی نیابت کافی نہ ہوگی۔ اور جب ایسے بیہوش کو کوئی دوسرا شخص طواف کرائے تو کرانے والے کے لئے طواف کی نیت کرنی شرط ہے۔

مسئلہ۷: اگر ایسے بیہوش کو خود اٹھا کر طواف کرایا اور نیت طواف کی اپنی طرف سے بھی کرلی تو دونوں کو ایک طواف کافی ہوجائے گا۔[3]

مسئلہ۸: اگر اٹھانے والا حج کا طواف کرتا ہے اور بیہوش کو عمرہ وغیرہ کا طواف کراتا ہے تب بھی جائز ہے۔ نیت مختلف ہونے کا کچھ بھی مضائقہ نہیں۔[4]

مسئلہ۹: کوئی شخص مریض ہے بیہوش نہیں اور وہ احرام کے وقت سوگیا اور کسی دوسرے شخص کو احرام باندھنے کے لئے اس نے کہہ دیا تھا اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے احرام باندھ لیا تو احرام صحیح ہوگیا۔ جاگنے کے بعد باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعات احرام سے بچے اور اگر بلا اس کے حکم کے کسی نے اس کی طرف سے احرام باندھ لیا تو اس کا احرام صحیح نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر ایسے مریض کو کوئی دوسرا شخص طواف سونے کی حالت میں کرائے تو اس کے لئے بھی اس کا حکم اور فوراً طواف کرانا شرط ہے، اگر بلا اس کے حکم کے یا کچھ دیر کے بعد طواف کرایا تو طواف نہ ہوگا۔

نابالغ اور مجنون کا احرام

مسئلہ۱: اگر نابالغ بچہ ہوشیار اور سمجھ دار ہے تو وہ خود احرام باندھے اور افعال حج ادا کرے

---

[1] اس لئے واجب ہے کہ بیہوش سے سلے ہوئے کپڑے نکال لئے جاویں۔

[2] کیونکہ بیہوش کا احرام بیہوش ہی کی طرف منتقل ہوگیا۔ [3] بشرطیکہ بیہوش کی طرف سے بھی نیت طواف کی ہو۔

[4] لیکن بیہوش کی طرف سے طواف کی نیت کرنا ضروری ہے۔ (شیر محمد)

اور مثل بالغ سب افعال کرے۔ اگر ناسمجھ اور چھوٹا بچہ ہے تو س کا ولی اس کی طرف سے احرام باندھے۔

مسئلہ۲: چھوٹا بچہ ناسمجھ اگر افعال ادا کرے یا خود احرام باندھے تو یہ افعال اور احرام صحیح نہیں ہوں گے البتہ سمجھدار بچہ خود احرام باندھے اور افعال خود ادا کرے تو صحیح ہو جائیں گے۔

مسئلہ۳: سمجھدار بچے کی طرف سے ولی احرام نہیں باندھ سکتا۔

مسئلہ۴: بچہ سمجھدار جو افعال خود کر سکتا ہو خود کرے اور اگر خود نہ کر سکے تو اس کا ولی کردے، البتہ نماز طواف بچہ خود پڑھے ولی نہ پڑھے۔

مسئلہ۵: سمجھدار بچہ خود طواف کرے، ناسمجھ کو ولی گود میں لے کر طواف کرائے، یہی حکم وقوف عرفات اور سعی ورمی وغیرہ کا ہے۔

مسئلہ۶: ولی کو چاہئے کہ بچے کو ممنوعات احرام سے بچائے، لیکن اگر کوئی فعل ممنوعہ بچہ کرلے گا تو اس کی جزا واجب نہ ہوگی نہ بچے پر اور نہ ولی پر۔

مسئلہ۷: جب بچے کی طرف سے احرام باندھ لیا جائے تو اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے نکال دیئے جائیں اور چادر اور لنگی اس کو پہنا دی جاوے۔

مسئلہ۸: بچہ پر حج فرض نہیں ہے اس لئے یہ حج نفل ہوگا۔

مسئلہ۹: بچے کا احرام لازم نہیں ہوتا، اگر تمام افعال چھوڑ دے یا بعض چھوڑ دے تو اس پر کوئی جزا اور قضا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ۱۰: جو ولی اقرب ساتھ ہو وہ بچہ کی طرف سے احرام باندھے، مثلاً: باپ اور بھائی دونوں ساتھ ہیں تو باپ کو احرام باندھنا اولیٰ ہے، بھائی وغیرہ باندھ لے گا تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ۱۱: مجنوں کا حکم تمام احکام میں مثل ناسمجھ بچہ کے ہے، لیکن اگر کوئی شخص احرام کے بعد مجنون ہوا ہے تو ممنوعات احرام کے ارتکاب سے اس پر جزا لازم ہونے میں اختلاف ہے، احتیاطاً جزا[1] دیدے تو اچھا ہے حج اس کا بلا خلاف صحیح ہو جائے[2] اور اگر احرام سے پہلے مجنون تھا اور اس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا اور پھر وہ ہوش میں آ گیا، تو اگر اس نے ہوش میں آنے کے بعد دوبارہ خود احرام باندھ کر افعال حج ادا کرلئے تو حج فرض ادا ہو گیا۔

---

[1] هذا ما اختاره صاحب "اللباب" قال القاري: ثم المجنون حال جنونه لا شيء عليه اذا =

عورت کا احرام:

مسئلہ۱: عورت کا احرام مثل مرد کے احرام کے ہے، صرف یہ فرق ہے کہ عورت کو سر ڈھانکنا واجب ہے اور منہ پر کپڑا لگانا منع ہے اور سلے ہوئے کپڑے پہننے جائز ہیں۔[۱]

مسئلہ۲: عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے بے پردہ ہونا منع ہے، اس لئے کوئی چیز پیشانی کے اوپر ایسی طرح لگا کر کپڑا ڈال لے کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے۔

مسئلہ۳: عورت کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑا پہننا جائز ہیں، خواہ رنگین ہوں لیکن زعفران اور کسنبہ کا رنگا ہوا نہ ہو، اگر اس سے رنگا ہوا ہوگا تو اتنا دھوئے کہ خوشبو نہ آئے۔

مسئلہ۴: عورت کو احرام میں زیور، موزے اور دستانے پہننے جائز ہیں، مگر نہ پہننا اولیٰ ہے۔

= فعل المحظورت او ترک الواجبات، و ذکر فخر الاسلام البزدوی وغیره انه یثاب علیه اذا فعل شیئاً من الطاعات واداء الواجبات، فقوله: الا انه اذا جن بعد الاحرام یلزمه الجزاء مبنی علی ماذکره فی الذخیره عن "النوادر" من انه اذا جن البالغ بعده ثم ارتکب شیئا من محظورات الاحرام فان فیه الکفارة فرقا بینه و بین الصبی، لکنه مخالف لما صرح به الاکرمانی من ان المجنون لو ارتکب بعض محظورات الاحرام لا شی ء علیه، وهو محمول علی اطلاقه المتناول لجنونه بعد الاحرام وهو المطابق اللقواعد الاصولیة ان المجنون والصبی خارجان عن التکالیف الشرعیة، بل اظن ان هذا مما اتفق علیه الائمة الاربعة. وکذا قال عزمن جماعة وقیل: علیه الکفارة. (شرح اللباب: ص. ۵۰) (سعید احمد)

[۲] یہ ان افعال میں ہے کہ جن افعال میں نیت شرط ہے مثل طواف وغیرہ کے تو اس میں اس کا رفیق نیابتاً اس کی طرف سے نیت بھی کرلے۔ (شیر محمد)

[۱] عورت کو چاہئے کہ احرام کی حالت میں سر پر چھوٹا سا رومال باندھے تاکہ سر نہ کھلے (یہ اس لئے ہے کہ بال ٹوٹنے سے محفوظ رہیں۔ شیر محمد) یہ سر پر رومال باندھنے کا حکم وجوب ستر کے لئے ہے نہ کہ احرام کے لئے، کیونکہ عورت کے سر میں احرام نہیں ہے چنانچہ اگر سر کھلا رکھے تو جنایت لازم نہ ہوگی۔ رومال باندھنا اجنبی مرد کے آگے واجب ہے اور سر کھولنا گناہ ہے۔ یہ احرام حج میں داخل نہیں۔ پس اگر غسل کرنے کے لئے کھولے تو جنایت لازم نہ ہوگی۔

لا تکشف راسها، لانه عورة، وتکشف وجهها لقوله علیہ السلام: احرام المرأة فی وجهها (هدایة)

مسئلہ۵: عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے، صرف اس قدر زور سے پڑھے کہ خود سن لے۔

مسئلہ۶: عورت طواف میں اضطباع (چادر داہنی بغل میں کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) اور رمل (سینہ نکال کر اکڑ کر چلنا) کبھی نہ کرے اور سعی میں میلین اخضرین[1] کے درمیان دوڑ کر بھی نہ چلے، اپنی چال سے چلے اور جس وقت ہجوم ہو صفا اور مروہ پر بھی نہ چڑھے گی، اسی طرح مردوں کے ہجوم کے وقت حجر اسود کو بوسہ بھی نہ دے اور اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے اور طواف کی دو رکعت بھی مقام ابراہیم میں مردوں کے ہجوم کے وقت نہ پڑھے۔

مسئلہ۷: عورت کو بالوں کا منڈانا منع ہے، اس لئے احرام کھولنے کے وقت ساری چوٹی پکڑ کر انگلی کے ایک پور کے برابر خود کاٹ دے کسی اجنبی شخص سے کٹوانا حرام ہے، منڈائے نہیں اور ایک انگلی کے ایک پور سے کچھ زیادہ کاٹے تاکہ اکثر حصہ سر کے بالوں کا کٹ جائے۔

مسئلہ۸: عورت کو حیض میں تمام افعال کرنے جائز ہیں، صرف طواف کرنا منع ہے۔ اگر احرام سے پہلے حیض آ جائے تو غسل کر کے احرام باندھ کر سب افعال کرے مگر سعی اور طواف نہ کرے۔

مسئلہ۹: حیض کی وجہ سے طواف زیارت اگر اپنے وقت سے مؤخر ہو گیا تو دام واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۱۰: اگر واپسی کے وقت حیض آ گیا اور طواف وداع نہ کر سکی تو بھی دم واجب نہ ہوگا، لیکن پاک ہونے کے بعد طواف وداع کر کے واپس ہونا بہتر ہے۔

خنثیٰ مشکل کا احرام:

مسئلہ۱: خنثیٰ مشکل (یعنی جس شخص کا مرد یا عورت ہونا معلوم نہ ہو) تمام احکام میں مثل عورت کے ہے اس کو کسی اجنبی مرد یا عورت کے ساتھ تنہائی جائز نہیں۔

حکمت احرام:

احرام حج اور عمرہ کے لئے مثل تکبیر تحریمہ کے ہے، جس طرح نیت خالص کر کے "اللہ اکبر" کہہ کر نمازی نماز شروع کرتا ہے اور بہت سی چیزیں اس کے لئے نماز کی حالت میں ناجائز ہو جاتی

[1] صفا اور مروہ کے درمیان میں دو نشان سبز رنگ کے ہیں جن کے درمیان مردوں کو دوڑ کر چلنے کا حکم ہے۔

ہیں اسی طرح حج اور عمرہ کے لئے احرام اور تلبیہ ہے۔ احرام سے بندہ حج وعمرہ کے ارادہ کی پختگی اور اخلاص وعظمت کا اظہار اور اپنی عبودیت اور عاجزی کی صورت اختیار کرتا ہے اور دل وزبان سے اقرار کرتا ہے، تمام لذات اور آرائش وزیبائش کو ترک کر کے صرف دو کپڑے پہن لیتا ہے اور اپنے آپ کو مُردوں جیسا بنالیتا ہے۔ نیز اس خاص لباس میں یہ بھی حکمت ہے کہ امیر وغریب، شاہ وگدا، خدا کے دربار میں ایک لباس میں حاضر ہوتے ہیں اور کسی کو فخر کا موقع نہیں ملتا۔ نیز قدیم زمانے میں دوسرے بزرگ لوگ اپنی عبادتوں کے وقت خاص خاص لباس استعمال کرتے تھے، اسلامی شریعت میں اس لباس کو پسند کیا گیا، سادگی اور صفائی اور سہولت میں بے نظیر ہے اور طبی حیثیت سے بھی مفید ہے گو بعض لوگ جو ڈاکٹروں کے اندھے مقلد ہیں اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔

ممنوعات احرام

یعنی وہ چیزیں جن کا کرنا احرام کی حالت میں منع ہے۔

مسئلہ۱: احرام کے بعد جماع (یعنی ہم بستری) کا ذکر عورتوں کے سامنے کرنا یا جماع کے اسباب، جیسے بوسہ لینا شہوت سے چھونا، منع ہے۔

مسئلہ۲: احرام کی حالت میں کوئی گناہ کا کام کرنا خاص طور سے منع ہے۔ گو بلا احرام بھی ناجائز ہے۔

مسئلہ۳: ساتھیوں کے ساتھ یا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا منع ہے۔

مسئلہ۴: خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا کسی شکاری کو بتانا اور اشارہ کرنا منع ہے۔ شکاری کی مدد کرنا، جیسے تیر، تلوار، لکڑی، چھری، چاقو دینا بھی منع ہے۔ دریائی شکار جائز ہے۔

مسئلہ۵: خشکی کے شکار کو بھگانا اور اس کا انڈا توڑنا، پر اور بازو اکھاڑنا، انڈا یا شکار بیچنا، خریدنا، شکار کا دودھ نکالنا، اس کے انڈے یا گوشت[1] کو بھونا، پکانا، جوں مارنا یا دھوپ میں ڈالنا، یا کپڑے کو جوں مارنے[2] کے لئے دھونا یا دھوپ میں ڈالنا، یا کسی دوسرے سے جوں مروانا، یا مارنے کے لئے اشارہ کرنا، خضاب کرنا، تلبید یعنی بالوں کو گوند وغیرہ سے ایسے طور سے جمانا کہ بال چھپ جائیں منع ہے، اگر بال نہ چھپیں تو مکروہ ہے۔

---

[1] یعنی جو شکار محرم نے کیا ہے اس کا پکانا کھانا بھی حلال نہیں نہ محرم کو نہ اور کسی شخص کو، اگر غیر محرم نے حل میں =

مسئلہ۶: خوشبو لگانی، ناخن اور بال کاٹنے، کٹوانے، سر یا منہ کو ڈھانکنا خواہ سارا یا تھوڑا، منع ہے۔

مسئلہ۷: سلے ہوئے کپڑے جیسے: کرتا، پاجامہ ٹوپی، عمامہ، اچکن، واسکوٹ، دستانے، موزہ وغیرہ پہننا بھی منع ہیں۔

مسئلہ۸: اگر جوتہ نہ ہو تو موزوں کو کاٹ کر جوتے کی طرح بنا کر پہننا جائز ہے، لیکن اتنا کاٹنا ضروری ہے کہ پیر کے بیچ میں جو ہڈی اٹھی ہوئی ہے وہ کھل جائے۔

مسئلہ۹: ایسا جوتا پہننا بھی منع ہے جس میں بیچ کی ہڈی چھپ جائے۔

مسئلہ۱۰: کرتا وغیرہ کو چادر کی طرح اوڑھنا جائز ہے مگر بہتر اس سے بھی بچنا ہے۔

مسئلہ۱۱: ہندوستانی جوتا یا سلیپر اتنا بڑا ہے کہ قدم کے بیچ کی اٹھی ہوئی ہڈی کو ڈھانپ لیتا ہے تو اس کا پہننا ناجائز ہے۔ یا تو اس کو اتنا کاٹ ڈالے کہ جس سے بیچ کی ہڈی کھل جائے یا اس کے اندر کپڑا وغیرہ دے لے تاکہ بیچ کی ہڈی کھل جائے۔

مسئلہ۱۲: سر اور منہ پر پٹی باندھنا منع ہے۔ اگر ایک دن اور ایک رات باندھی جائے گی گو بیماری کی وجہ سے ہو تو صدقہ واجب ہوگا۔[۱]

مسئلہ۱۳: زعفران اور کسم اور خوشبودار چیز میں رنگا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، ہاں! اگر دھلا ہوا ہو اور خوشبو نہ آتی ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ۱۴: جو شخص احرام کی حالت میں مر جائے اس کی تجہیز و تکفین مثل غیر محرم کے کی جائے، اس کا سر ڈھانکا جائے، کافور اور خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔

= شکار کیا اس کو محرم نے نہ حکم کیا ہو نہ اشارہ کیا ہو پس اس شکار کا گوشت بھوننا اور کھانا محرم کو جائز ہے۔ (شیر محمد)

۲ مطلق جوں کا مارنا منظور نہیں پس اگر کسی اور کے بدن یا زمین پر چلتی ہوئی جوں ماردی یا کسی اور کو حکم کیا کہ غیر کے بدن پر سے جوں مار دے تو کچھ لازم نہیں، اگر اپنے بدن پر یا اپنے بدن کے کپڑے سے جوں ماری یا جدا کر کے پھینک دی تب جنایت لازم ہوگی اس کا حکم بالوں کا ہے (البحر الرائق) (شیر محمد)

۱ بشرطیکہ سر یا منہ چوتھائی سے کم ڈھکا ہو، اگر چوتھائی یا زیادہ ڈھک گیا تو دم لازم ہوگا۔ ہاں! اگر رات دن سے کم میں یا چوتھائی سے کم ڈھکا اگرچہ رات دن ڈھکے رہے تو پھر صدقہ ہے۔ (غنیۃ) (شیر محمد)

مکروہات احرام:

مسئلہ ۱: بدن سے میل دور کرنا سر یا داڑھی اور بدن کو صابون وغیرہ سے دھونا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲: سر یا داڑھی میں کنگھی کرنا، سر یا داڑھی کو ایسی طرح کھجلانا کہ بال یا جوں گرنے کا خوف ہو مکروہ ہے۔ ایسے آہستہ کھجلانا کہ بال اور جوں نہ گرے جائز ہے۔

مسئلہ ۳: داڑھی میں خلال کرنا بھی مکروہ ہے، اگر کرے تو ایسی طرح کرے کہ بال نہ گریں۔

مسئلہ ۴: تہبند کے دونوں پلوں کو آگے سے سینا مکروہ ہے۔ اگر کسی نے ستر عورت کی حفاظت کی وجہ سے سی لیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۵: چادر میں گرہ دے کر گردن پر باندھنا، چادر اور تہبند میں گرہ لگانا یا سوئی اور پن وغیرہ لگانا، تاگے یا رسی سے باندھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۶: خوشبو کو چھونا، یا سونگھنا، خوشبو والے کے دکان پر خوشبو سونگھنے کے لئے بیٹھنا، خوشبودار میوہ اور خوشبودار گھاس کو سونگھنا اور چھونا مکروہ ہے۔ اگر بلاارادہ خوشبو آجائے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ ۷: سر اور منہ کے لئے اور بدن پر بلا وجہ کے پٹی باندھنا مکروہ ہے، اگر ضرورت ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۸: کعبہ کے پردہ کے نیچے اس طرح کھڑا ہونا کہ منہ کو یا سر کو لگے مکروہ ہے، اگر سر یا چہرے کو نہ لگے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۹: لنگی میں نیفہ موڑ کر کمر بند ڈال کر باندھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰: ناک، ٹھوڑی، رخسار کو کپڑے سے چھپانا مکروہ ہے، ہاتھ سے چھپانا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۱: تکیہ پر منہ کے بل لیٹنا مکروہ ہے اور سر یا رخسار کا تکیہ پر رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲: خوشبودار کھانا بغیر پکا مکروہ ہے، پکا ہوا کھانا خوشبودار مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۱۳: اپنی عورت کی شرم گاہ کو شہوت سے دیکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۴: چوغہ اور قبا وغیرہ کو صرف کندھوں پر ڈالنا بھی مکروہ ہے اگرچہ ہاتھ آستینوں میں نہ ڈالے ہوں۔[1]

---

[1] آستینوں میں ہاتھ لگانے سے جنایت لازم ہوگی۔ (شیر محمد)

مسئلہ ۱۵: احرام باندھنے کے بعد دھونی دیا ہوا کپڑا پہننا مکروہ ہے۔

مباحات احرام:

مسئلہ ۱: ضروریات کے لئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے اور غبار دور کرنے کے لئے خالص پانی سے ٹھنڈا ہو یا گرم، غسل کرنا جائز ہے لیکن میل دور نہ کرے۔ غوطہ لگانا، حمام میں داخل ہونا، کپڑا پاک کرنا، انگوٹھی پہننا، ہتھیار باندھنا، دشمن سے شریعت کے حکم کے موافق جنگ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲: ہمیانی اور پیٹی لنگی کے اوپر یا نیچے باندھنا جائز ہے، اگرچہ اس میں اپنا روپیہ ہو یا کسی دوسرے کا۔

مسئلہ ۳: گھر اور خیمے کے اندر داخل ہونا، چھتری لگانا، شغدف وعماری (کجاوہ) میں بیٹھنا یا کسی اور چیز کے سایہ میں بیٹھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۴: آئینہ دیکھنا، مسواک کرنا، دانت اکھاڑنا، ٹوٹے ہوئے ناخن کو کاٹنا، بلا بال دور کئے فسد لینا، پچھنے لگانا، پڑبال نکالنا، بلا خوشبو کا سرمہ لگانا، ختنہ کرانا، آبلہ کو توڑنا، ٹوٹے ہوئے عضو پر پٹی باندھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۵: ہیضہ وغیرہ کا انجکشن اور چیچک کا ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔

مسئلہ ۶: تہبند میں روپیہ یا گھڑی کے لئے جیب لگانا جائز ہے۔

مسئلہ ۷: علاوہ سر اور منہ کے سب بدن کو ڈھانپنا، کان، گردن، پیروں کو چادر رومال وغیرہ سے ڈھانپنا جائز ہے۔

مسئلہ ۸: جو داڑھی تھوڑی سے نیچے لٹکی ہوئی ہے اس کو چھپانا جائز ہے۔

مسئلہ ۹: دیگ، طابق، رکابی، چارپائی، سبزی غیرہ سر پر اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۰: خشکی کے اس شکار کا گوشت کھانا جس کو حلال شخص نے حل میں شکار کیا ہو اور اسی نے ذبح کیا ہو، محرم نے کسی قسم کی شرکت نہ کی ہو، جائز ہے۔ اونٹ، گائے، بکری، مرغی، گھریلو بطخ کو ذبح کرنا اور گوشت کھانا بھی جائز ہے اور جنگلی بطخ کو ذبح کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۱: موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے، جیسے: سانپ، بچھو، پسو، چھپکلی، گرگٹ، بھڑ، کھٹمل، چیل، مکھی، مردار خور کوا وغیرہ۔

مسئلہ ۱۲: بلا الائچی اور لونگ اور خوشبودار تمباکو کے پان کھانا جائز ہے اور لونگ الائچی اور خوشبودار تمباکو ڈال کر کھانا مکروہ ہے۔ خوشبودار چیز کھانا مکروہ ہے، اگر کسی کھانے میں خوشبو ڈال کر پکالیا اور خوشبو آتی ہے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۱۳: ایسا شعر پڑھنا جس میں گناہ کی بات نہ ہو جائز ہے اور جس میں گناہ کی بات ہو ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۴: بدن کو گھی یا چربی لگانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۵: داڑھی سر اور تمام بدن کو اس طرح کھجلانا کہ بال نہ گرے جائز ہے اور اگر زور سے کھجلانے سے بال ٹوٹنے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر زور سے کھجلانا بھی جائز ہے گو خون نکل آئے۔

مسئلہ ۱۶: کپڑوں کی گھٹڑی اگر خوب بندھی ہوئی ہے تو اس کا اٹھانا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۷: گھی تیل، چربی کا کھانا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۸: زخم یا ہاتھ پاؤں کی بوائی اور پھٹن میں تیل لگانا جائز ہے بشرطیکہ خوشبو والا نہ ہو۔

مسئلہ ۱۹: مسائل اور دینی امور میں گفتگو اور مباحثہ جائز ہے

مسئلہ ۲۰: احرام کی حالت میں اپنا یا کسی دوسرے کا نکاح کرنا جائز ہے لیکن صحبت کرنا جائز نہیں۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا بیان

مسئلہ ۱: مکہ مکرمہ میں قبرستان مکہ مکرمہ یعنی باب المعلیٰ کی طرف سے داخل ہونا اور باب السفلیٰ سے نکلنا مستحب ہے اگر سہولت سے ممکن ہو، ورنہ جس سے چاہے داخل ہو جائے اور نکل جائے۔

مسئلہ ۲: مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت غسل کرنا مسنون ہے۔

مسئلہ ۳: جب مکہ مکرمہ میں نظر آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ بِھَا قَرَاراً وَّارْزُقْنِیْ فِیْھَا رِزْقًا حَلَالاً.

اے اللہ! میرے لئے مکہ مکرمہ میں ٹھکانہ کر دے اور حلال روزی دے۔

مسئلہ۴: مکہ مکرمہ میں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ تلبیہ پڑھتا ہوا پورا ادب اور تعظیم کرتا ہوا داخل ہو اور داخل ہونے کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّیْ وَأَنَا عَبْدُکَ، جِئْتُ لِأُوَدِّیَ فَرْضَکَ وَأَطْلُبُ رَحْمَتَکَ وَأَلْتَمِسُ رِضَاکَ مُتَّبِعًا لِأَمْرِکَ، رَاضِیًا بِقَضَائِکَ، أَسْأَلُکَ مَسْأَلَةَ الْمُضْطَرِّیْنَ إِلَیْکَ، الْمُشْفِقِیْنَ مِنْ عَذَابِکَ، الْخَائِفِیْنَ مِنْ عِقَابِکَ، أَنْ تَسْتَقْبِلَنِیْ الْیَوْمَ بِعَفْوِکَ، وَتَحْفَظَنِیْ بِرَحْمَتِکَ، وَتَجَاوَزَ عَنِّیْ بِمَغْفِرَتِکَ، وَتُعِیْنَنِیْ عَلٰی أَدَاءِ فَرْضِکَ، اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَأَدْخِلْنِیْ فِیْھَا، وَأَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ.

مسئلہ۵: مکہ مکرمہ میں رات اور دن میں جس وقت چاہے داخل ہو جائز ہے لیکن دن کو داخل ہونا افضل ہے۔

مسئلہ۶: مدعی مسجد حرام اور قبرستان کے درمیان دعا مانگنے کی ایک جگہ ہے پہلے اس جگہ سے بیت اللہ نظر آتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خوب اونچا کرادیا تھا کہ بیت اللہ اس پر سے نظر آئے لیکن اب مکانات بن جانے کی وجہ سے وہاں سے نظر نہیں آتا آج کل عام طور پر اس طرف سے داخل نہیں ہوتے موٹر والے اور دوسرے راستے سے داخل ہوتے ہیں۔[1] اگر اس راستہ سے داخل ہوں تو یہ دعا پڑھیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِمَّا سَأَلَکَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ'' صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ'' صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

تنبیہ: حد حرم میں داخل ہونے کے آداب شروع میں بیان ہو چکے ہیں، وہاں دیکھ لئے جاویں۔

---

[1] موٹر والوں کو حکومت کے مقرر کردہ راستے سے جانا پڑتا ہے اس لئے مجبوری ہے۔

مسجد حرام میں داخل ہونے کے آداب

مسجد حرام:

بیت اللہ کی مسجد کا نام مسجد حرام ہے، بیت اللہ مسجد حرام کے بالکل بیچ میں ہے۔

مسئلہ۱: مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی مسجد حرام میں حاضر ہونا مستحب ہے، اگر فوراً ممکن نہ ہوتو اسباب وغیرہ کا بندوبست کر کے سب سے اول مسجد میں حاضر ہونا چاہئے۔

مسئلہ۲: مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہونا مستحب ہے۔

مسئلہ۳: تلبیہ پڑھتے ہوئے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دربار الٰہی کی عظمت وجلال کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہواور پہلے داہنا پاؤں رکھے اور یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، رَبِّ اغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ وَافْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

مسئلہ۴: مسجد میں اندر داخل ہونے کے بعد جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو تین مرتبہ کہے **اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر یہ[1] دعا پڑھا۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَ تَعْظِيْمًا وَ تَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَ كَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَ تَكْرِيْمًا وَ تَعْظِيْمًا وَبِرًّا.

---

[1] اس دعا میں ہاتھ اٹھانا مختلف فیہ ہے۔ مخدوم محمد ہاشم صاحب سندھی در حیات القلوب نوشتہ کہ دست نبدراز د دروقت رویت بیت اللہ ونہ دروقت دعا خواستن درآں زماں بلکہ رفع یدین دریں وقت مکروہ است نزد ابی حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ وصاحبیہ کما صرح بہ الطحاوی زیرا کہ دارونشدہ است رفع یدین دریں وقت بلکہ نقل کردہ شدہ است از حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہ ایں فعل بیہدہ است ولہٰذا علامہ سروجی در شرح ہدایہ گفتہ کہ مذہب ترک اوست پس معلوم شد کہ آنچہ کرمانی درمنسک خود نقل نمودست از استحباب رفع یدن دروقت رویت بیت آں خلاف مذہب است۔

حضرت مولانا شاہ خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بذل المجہود میں اس کے موافق تحقیق فرمائی ہے۔ (شیر محمد)

بیت اللہ کو اول مرتبہ دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا ضرور مختلف فیہ ہے مگر محققین کا رجحان اس طرف ہے کہ مستحب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔=

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ.

اے اللہ! اس گھر کی شرافت وعظمت و بزرگی اور ہیبت بڑھا نیز جو اس کی زیارت کرنے والا ہو، اس کی عزت واحترام کرنے والا ہو، اس کی بھی شرافت، بزرگی اور بھلائی زیادہ کر۔ اے اللہ! آپ کا نام سلام ہے اور آپ ہی کی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے۔ پس ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔

اس کے بعد درود شریف پڑھے اور جو دعا چاہے مانگے، اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ اہم دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بلا حساب کے جنت مانگے اور اس وقت یہ دعا بھی مستحب ہے۔

أَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الدَّيْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

اے اللہ! پناہ مانگتا ہوں میں اس گھر کے رب کی، قرضہ محتاجی اور تنگ دلی اور عذاب قبر سے۔

=قال في "الغنية" : ص ۵۱ وانما يرفع القادم يديه عنه رؤيته البيت للدعاء لانه ثبت عنه ﷺ انه كان اذا رآى البيت رفع يديه وقال: اللهم زد هذا البيت الى قوله و برا. واستحبه المحققون من اهل المذاهب منهم الكرماني و البصرى وابن الهمام و على القارى وهو مذهب الشافعي و احمد رحمه الله قال في المرقات: اما خبر الترمذى و حسنه عن جابر رضي الله عنه بنفيه فالجواب ان المثبت مقدم على النافى و تمامه فيه.

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ زبدۃ المناسک میں تحریر فرماتے ہیں اور وقت مشاہدہ بیت اللہ کے ہاتھ اٹھانے بعض روایات حدیث سے ثابت ہے چنانچہ "فتح القدیر" میں منقول ہے پس چاہئے رفع یدین یہاں بھی سنت ہو۔ (زبدہ ص ۴۶) حضرت خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ نے طرفین کے اقوال نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔

قال القارى رحمه الله بعد نقل القول المتقدم للبيهقى: اقول الجمع بينهما بان يحمل الاثبات على اول رؤية والنفى على كل مرة، قلت: ويمكن ان يقال فى توجيهه الجمع بينهما ان الاثبات راجع الى رفع اليدين فى الدعاء يبسط اليدين و رفعهما الى الصدر. واما ترك الرفع فراجع الى الرفع الذى يكون لتعظيم البيت مثل رفع اليدين فى التحريمة الى الاذان. والله تعالىٰ اعلم! (بذل ج۳ ص ۱۳۹) فالراجع عندى ان يدعو بهذا الدعاء رافعا يديه عنه روية البيت اول مرة فقط. والله اعلم! (سعید احمد غفرلہ)

مسئلہ۵: بیت اللہ شریف کے دیکھنے کے وقت کھڑے ہوکر دعا مانگنا مستحب ہے۔

فائدہ: جو دعائیں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں اگر وہ یاد ہوں تو ان کا پڑھنا افضل ہے، لیکن اگر وہ یاد نہ ہوں تو جو چاہے دعا مانگے۔ کسی جگہ کوئی خاص دعا معین نہیں کہ اس کا پڑھنا ضروری ہو جس دعا میں خشوع حاصل ہو وہ پڑھے۔

مسئلہ۶: مسجد حرام میں داخل ہوکر تحیۃ المسجد نہ پڑھے اس مسجد کا تحیہ طواف ہے اس لئے دعا مانگنے کے بعد طواف کرے، البتہ اگر طواف کرنے کی وجہ سے فرض نماز کے قضا ہونے یا مستحب وقت نکل جانے یا جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو طواف کے بجائے تحیۃ المسجد پڑھنا چاہئے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔

مسئلہ۷: نماز جنازہ، سنت موکدہ، وتر کو طواف تحیۃ سے پہلے پڑھے اور اشراق، تہجد، چاشت وغیرہ کو طواف سے پہلے نہ پڑھے۔

مسئلہ۸: اگر کسی وجہ سے فوراً طواف کا ارادہ نہ ہو تو تحیۃ المسجد پڑھنا چاہئے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔

مسئلہ۹: مسجد حرام میں بلکہ ہر مسجد میں داخل ہونے کے وقت نفل اعتکاف کی نیت کرنا مستحب ہے اور نفل اعتکاف تھوڑی دیر کا بھی جائز ہے۔ اس طرح مسجد میں کھانا، پینا، سونا جائز ہو جائے گا۔

مسئلہ۱۰: مسجد حرام میں نماز پڑھنے والے کے آگے طواف کرنے والوں کو گزرنا جائز ہے اور طواف نہ کرنے والوں کو بھی جائز ہے، مگر سجدہ کی جگہ میں نہ گزریں۔

مسجد حرام میں نماز کے ثواب کی زیادتی:

مسئلہ۱: مسجد حرام تمام مسجدوں سے افضل ہے اس میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے، ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے، لیکن یہ ثواب کی زیادتی صرف فرض نماز کے ساتھ مخصوص ہے، نوافل کا ثواب اتنا نہیں۔ نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ اسی طرح یہ ثواب صرف مردوں کو ہوتا ہے عورتوں کو نہیں ہوتا، ان کو اپنے گھر میں نماز پڑھنی افضل ہے۔

مسئلہ۲: جس طرح کعبہ سے باہر اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے، کعبہ کے

اندر نماز پڑھنے کی صورت میں چاروں طرف قبلہ ہے جدھر کو چاہو نماز پڑھو۔

مسئلہ ۳: کعبہ کے اندر نماز فرض اور نماز نفل پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۴: کعبہ کے چھت پر بھی نماز پڑھنا جائز ہے مگر بلا ضرورت اوپر چڑھنا اور نماز پڑھنا منع ہے۔

مسئلہ ۵: کعبہ کے اندر تنہا یا جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو کیونکہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے، البتہ یہ ضرور شرط ہے کہ مقتدی امام سے آگے نہ ہو۔ اگر کوئی مقتدی امام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے گا تو نماز ہو جائے گی مگر اس طرح نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس صورت میں مقتدی کو امام سے آگے نہ کہا جائے گا۔ آگے ہونے کی صورت یہ ہے کہ مقتدی اور امام دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اور مقتدی آگے ہو اس صورت میں مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۶: بیت اللہ کی مسجد میں کعبہ کے چاروں طرف نماز پڑھنی جائز ہے لیکن بیت اللہ کا سامنے ہونا ضروری ہے، اگر بیت اللہ سامنے نہ ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ بیت اللہ سے فاصلہ پر تو بیت اللہ کی سیدھ کافی ہو جاتی ہے مگر قریب ہونے کی صورت میں ذرا سے فرق سے بھی بعض وقت استقبال قبلہ نہیں رہتا۔ اگر قریب کھڑے ہونے کی صورت میں استقبال عین قبلہ کا نہ ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۷: صرف حطیم کا استقبال نماز میں کافی نہیں ہے بلکہ کعبہ کا استقبال ضروری ہے چاہے حطیم بیچ میں آجائے۔

مسئلہ ۸: جب امام بیت اللہ کے باہر کھڑا ہو کر نماز پڑھا رہا ہے تو مقتدیوں کو چاروں طرف سے حلقہ بنا کر اس کی اقتدا درست ہے لیکن یہ شرط ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی امام سے آگے نہ ہو۔ یعنی امام اور کعبہ میں جتنا فاصلہ ہے مقتدی اور کعبہ میں اس سے کم نہ ہو، ورنہ جو شخص بنسبت امام کے زیادہ قریب ہوگا وہ امام سے آگے سمجھا جائے گا اور اس کی نماز نہ ہوگی۔ البتہ اور کسی طرف سے اگر کوئی جماعت یا شخص کعبہ کے زیادہ قریب ہو تو کچھ حرج نہیں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھے کہ امام مشرق کی جانب خط (ب) پر ڈیڑھ گز کے فاصلے پر کھڑا ہے اور ایک صف خط (الف) پر کھڑی ہے اور کچھ لوگ خط (ج) پر کعبہ سے ایک گز کے

فاصلے پر کھڑے ہیں تو جو لوگ خط (ج) پر کھڑے ہیں تو ان کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ امام سے آگے ہو گئے اور شمال جنوب اور مغرب کی جانب میں اگر کوئی زیادہ قریب ہو جائے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ مغرب کی جانب کی چھوٹی صف میں لوگ کھڑے ہیں۔

شمال

کعبہ

مغرب

مشرق

(ج)

(ب)

امام
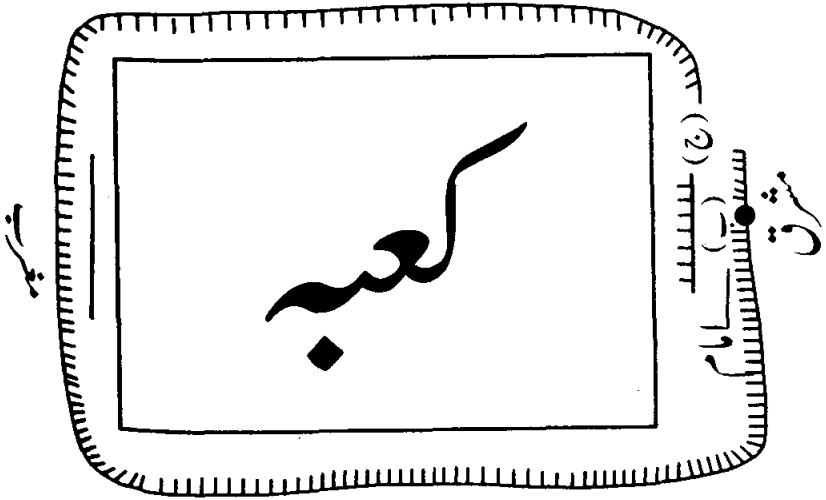
جنوب

مسئلہ ۹: مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ سیر و تفریح میں اس مسجد کی نماز چھوٹ نہ جائے۔ مسجد حرام کی صرف ایک دن کی پانچ نمازوں کا جماعت کے ساتھ کا اگر حساب لگایا جائے تو ایک کروڑ پینتیس لاکھ نمازوں[۱] کے برابر ہوتی ہیں اور سال کے اگر تین سو ساٹھ دن بھی مانے جائیں تو سال بھر کی ایک ہزار آٹھ سو اور سو برس کی ایک لاکھ اسّی ہزار اور ہزار برس کی اٹھارہ لاکھ نمازیں ہوتی ہیں اگر کسی کی عمر حضرت نوح علیہ السلام کے برابر بھی ہو تو مسجد حرام کی صرف ایک نماز باجماعت اس کی تمام عمر کی نمازوں سے افضل ہوگی۔ مسجد حرام میں خاص ان مقامات پر نماز پڑھنے کی بھی کوشش کرنی چاہئے جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔

---

۱ ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے لیکن ہر جگہ مسجد میں جماعت سے پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اس طرح ایک وقت کی باجماعت نماز کا ثواب ایک کروڑ پینتیس لاکھ ہوا۔

وہ مقامات جہاں بیت اللہ شریف میں جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی

۱۔ خانہ کعبہ کے اندر۔
۲۔ مقام ابراہیم کے پیچھے۔
۳۔ مطاف میں حجر اسود کے مقابل۔
۴۔ رکن عراقی کے قریب جو حطیم اور دروازہ کے درمیان واقع ہے۔
۵۔ کعبہ کے دروازہ کے پاس بیت اللہ کے سامنے جو گڑھا ہے جس کو مقام جبرئیل علیہ السلام بھی کہتے ہیں۔
۶۔ بیت اللہ کے دروازہ کے نزدیک۔
۷۔ حطیم، خصوصاً میزاب رحمت کے نیچے۔
۸۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان۔
۹۔ رکن شامی کے نزدیک اس طرح پر کہ باب العمرہ اس کے پیچھے ہو۔
۱۰۔ مصلی آدم علیہ السلام رکن یمانی کی جانب۔

مسئلہ ۱۰: آج کل عورتیں مردوں کی برابر جماعت میں یا آگے پیچھے مردوں کے مقابل کھڑی ہو جاتی ہیں اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لہٰذا عورتوں کے برابر کھڑا نہ ہو۔

مسئلہ ۱۱: اگر عورتوں کی صف آگے اور مردوں کی صف عورتوں کی صف کے پیچھے ہو تو مردوں کی نماز نہ ہوگی۔

محاذات کی صورت میں نماز کے فاسد ہونے کی چند شرطیں ہیں:

اول: عورت کا قابل جماع ہونا، بالغ ہو یا نابالغ۔
دوسرے: دونوں کا ایک نماز میں شریک ہونا۔
تیسرے: درمیان میں حائل یا ایک آدمی کی جگہ نہ ہونا۔

چوتھے: عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرط کا پایا جانا یعنی مجنون اور حیض ونفاس والی نہ ہونا۔

پانچویں: ایک رکن کی مقدار کم از کم برابر کھڑے ہو کر نماز میں شریک رہنا۔

چھٹے: دونوں کا تحریمہ ایک ہونا یعنی دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں یا عورت مرد کی مقتدی ہو۔

ساتویں: امام کا عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کرنا، اگر نیت نہ کی ہو تو مردوں کی نماز فاسد نہ ہوگی عورت کی ہو جائے گی۔

طواف کا بیان

طواف کی تعریف:

طواف کے معنی کسی چیز کے چاروں طرف چکر لگانے کے ہیں۔ اور حج کے بیان میں اس سے مراد بیت اللہ کے چاروں طرف سات مرتبہ گھومنا ہے۔

فضائل طواف:

طواف کی بہت فضیلت ہے اور حدیثوں میں بہت ترغیب دلائی گئی ہے۔ [1] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بیت اللہ پر ہر روز ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں (جن میں سے) ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے ہیں اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں کے لئے۔ (طبرانی)

دوسری روایت [2] میں ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے وہ قدم اٹھا کر دوسرا قدم نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطا معاف کر دیتے ہیں اور ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے جس قدر ہو سکے طواف کرتے رہو، یہ نعمت ہمیشہ میسر نہ ہوگی۔ اکثر اوقات حرم میں گزارو اور بیت اللہ کو دیکھتے رہو، بیت اللہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

---

[1] "جمع الفوائد" الکبیر والاوسط بضعف (س)

[2] "کنز العمال" عن ابن خزیمہ و ابن عباس (س)

طواف کا طریقہ:

طواف کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا مونڈھا حجر اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو اور سارا حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے اور حجر اسود کی طرف منہ کر کے حجر اسود کے قریب سامنے کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جس طرح نماز کے لئے اٹھائے جاتے ہیں (یعنی کانوں کے برابر) اور ہاتھ اٹھا کر یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں وہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! تیرے حکم کی تعمیل میں تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے عہد کا ایفا اور تیرے نبی ﷺ کے اتباع کے لئے اس پتھر کو چھوتا اور چومتا ہوں۔

اس کے بعد ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود پر آئے اور دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھ کر بوسہ دے، لیکن آہستہ بوسہ دے کہ چٹاخے کی آواز پیدا نہ ہو اور بعض کے نزدیک یہ بھی مستحب ہے کہ بوسہ دینے کے بعد حجر اسود پر سر رکھے اور اس کے بعد دوسرا بوسہ دے، پھر سر رکھے، پھر تیسرا بوسہ دے اور سر رکھے اس کے بعد داہنی طرف بیت اللہ کے دروازے کی طرف چلے اور بیت اللہ بائیں مونڈھے کی طرف رہے اور طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے۔ حطیم اور بیت اللہ کے درمیان سے نہ نکلے، جب طواف کرتا ہوا رکن یمانی (کعبہ کے جنوبی مغربی گوشہ کا نام ہے) پر پہنچے تو اس کا استلام کرے یعنی دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ اس کو لگائے بوسہ نہ دے اور اس پر پیشانی وغیرہ نہ رکھے۔ پھر جب حجر اسود پر آئے پھر حجر اسود کا استلام کرے جیسا اول مرتبہ کیا تھا لیکن ہاتھ نہ اٹھائے ہاتھ صرف پہلی دفعہ اٹھائے جاتے ہیں اور حجر اسود تک پھر آنے کو شوط (ایک چکر) کہتے ہیں، اسی طرح سات چکر پورے کرے اور ساتویں شوط کے بعد آٹھویں مرتبہ حجر اسود کا استلام کرے، بس ایک طواف پورا ہو گیا۔ اس کے بعد دو رکعت طواف مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھے۔ پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور دوسری

رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھے۔اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے لیک دعائے آدم علیہ السلام اس مقام پر ماثور ہے۔وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِيَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ، وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَأَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ، وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْأَلُکَ إِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِیْ وَ يَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰی أَعْلَمَ أَنَّه لَا يُصِيْبُنِیْ إِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ، وَرِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِیْ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

یا اللہ! آپ میری ظاہری اور باطنی سب حالتوں سے واقف ہیں۔میں عذر کرتا ہوں بس اب میرے عذر کو قبول فرما اور آپ میری حاجت کو اور جو کچھ میرے دل میں ہے جانتے ہیں، پس میری حاجت کو پورا فرمادیں اور میرے قصور کو معاف فرمادیں۔یا ارحم الراحمین! مجھ کو ایسا ایمان عطا فرما جو میرے دل میں جم جائے اور ایسا یقین عنایت فرما کہ میں آپ کے سوا کسی کی کچھ پرواہ نہ کروں اور ایسی اچھی عادت عطا فرما کہ آپ کی دی ہوئی چیز پر خوش ہو جاؤں۔

پھر دوگانۂ طواف پڑھ کر مستحب ہے کہ چاہ زم زم پر جا کر آب زم زم پیے اور دعا مانگے، اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔پھر وہاں سے آ کر حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان کی دیوار (اس کو ملتزم کہتے ہیں) کو لپٹ کر دعا کرے کہ یہ بھی مقبولیت دعا کا مقام ہے۔اور بعض کہتے ہیں کہ طواف کے بعد اول ملتزم پر آئے اور پھر دوگانہ پڑھے پھر زم زم پر جائے۔

تنبیہات:

۱۔ طواف کے بعد اگر سعی بھی کرنی ہو تو طواف شروع کرنے سے پیشتر اضطباع بھی کرے (یعنی چادر کو داہنی بغل میں سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے اور داہنا کندھا کھلا رہنے دے) اور اضطباع تمام طواف میں باقی رکھے اور اول کے تین چکروں میں رمل (اکڑ کر شاہانہ ہلاتے ہوئے کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا) بھی کرے۔

۲۔ طواف کے شروع میں تکبیر سے پہلے اور حجر اسود کے استقبال سے پہلے ہاتھ اٹھانا

بدعت ہے، اس لئے حجر اسود کے استقبال کے بعد تکبیر کے ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھائے۔

۳۔ جب دوگانہ طواف پڑھے تو مونڈھے ڈھانک کر پڑھے، اضطباع کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے، اضطباع صرف طواف میں ہوتا ہے۔

۴۔ اکثر مطوفین حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں کھڑے ہو کر نیت کراتے ہیں یہ مکروہ ہے بلکہ نیت اس طرح کھڑے ہو کر کرنی چاہئے کہ داہنا کندھا حجر اسود کے مغربی کنارے کے مقابل ہو۔

ارکان طواف

طواف کے تین رکن ہیں:

۱۔ طواف کے اکثر چکر پورے کرنا۔

۲۔ بیت اللہ کے باہر مسجد کے اندر کرنا۔

۳۔ خود طواف کرنا گو کسی چیز پر سوار ہو کر کرے مگر بیہوش اس سے مستثنیٰ ہے، اس کی طرف سے دوسرا شخص بھی کر سکتا ہے جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

شرائط طواف:

طواف کی چھ شرطیں ہیں۔ تین تو صرف حج کے طوافوں کے لئے ہیں اور تین سب طوافوں کے واسطے:

۱۔ خاص وقت ۲۔ طواف سے پہلے احرام

۳۔ وقوف عرفہ کا ہونا، حج کے طوافوں کے لئے شرط ہے۔ اور

۱۔ اسلام ۲۔ نیت

۳۔ مسجد کے اندر طواف کا ہونا، سب طوافوں کے لئے شرط ہے۔

مسئلہ ۱: طواف کے لئے نیت شرط ہے۔ بلا نیت کے اگر کوئی شخص بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر لگائے گا تو طواف نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲: اگر کسی کو بیت اللہ کی خبر نہیں تھی کہ بیت اللہ ہے اور سات چکر لگا لیے تو یہ طواف نہ ہوگا۔

مسئلہ ۳: صرف طواف کی نیت صحت کے لئے کافی ہے، خاص طور سے متعین کرنا کہ فلاں

طواف کرتا ہوں شرط نہیں تعین کرنا صرف مستحب یا مسنون ہے۔ پس اگر کسی شخص پر خاص وقت میں کوئی طواف واجب تھا اور اس نے اس کی تعیین کر کے یا بلا تعیین کے اس وقت میں طواف کرلیا تو وہ طواف کافی ہو جائے گا۔

واجبات طواف:

طواف کے واجبات آٹھ ہیں:

۱۔ طہارت یعنی حدث اصغر[۱] اور اکبر دونوں سے پاک ہونا۔

۲۔ ستر عورت۔

۳۔ جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کو پیادہ طواف کرنا۔

۴۔ داہنی طرف سے طواف شروع کرنا۔[۲]

۵۔ حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا۔

۶۔ حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرنا،[۳] مگر اس میں اختلاف ہے، عامہ مشائخ کے نزدیک سنت ہے اور ظاہر الروایۃ بھی یہی ہے۔

۷۔ پورا طواف کرنا یعنی اکثر طواف تو رکن ہے اور اکثر سے زیادہ واجب ہے۔

۸۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، بعض نے اس کو علیحدہ شمار کیا۔

واجبات کا حکم

واجب کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی واجب کو ترک کرے گا تو طواف کا اعادہ واجب ہوگا، اگر اعادہ

---

[۱] یعنی بے وضو نہ ہو، اور حیض و نفاس اور جنابت سے پاک ہو۔

[۲] اپنی داہنی جانب سے یعنی حجر اسود سے دروازہ کی طرف کو چلنا۔ (س)

[۳] جزم بالوجوب فی "البحر" و "النهر" و "التنوير" و ا"لدر" و 'مراقی الفلاح" حتی قال فی "الدر": ولو ابتدا من غير الحجر اعاده ما دام بمكة، فلو رجع فعليه دم، فتامل وظاهر الرواية انه سنة يكره تركها و عليه عامة المشائخ وصححه فی "اللباب" فلو افتتحه من غيره كره ولا شی عليه "غنية المناسک". (س)

نہ کیا تو اس کی جزا واجب ہوگی جس کا بیان جنایات میں آئے گا۔

سنن طواف:

۱۔ حجر اسود کا استلام۔
۲۔ اضطباع۔
۳۔ اول کے تین چکروں میں رمل، باقی میں رمل نہ کرنا بلکہ اطمینان سے چلنا۔
۴۔ سعی اور طواف کے درمیان استلام کرنا (یہ اس کے لئے ہے جو طواف کے بعد سعی کرے)۔
۵۔ حجر اسود کے مقابل کھڑے ہو کر تکبیر کے وقت دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے اٹھانا۔
۶۔ حجر اسود سے طواف کی ابتدا کرنا (یہ اکثر کے نزدیک سنت ہے اور بعض واجب کہتے ہیں)۔
۷۔ ابتدائے طواف میں حجر اسود کی طرف منہ کرنا۔
۸۔ تمام چکر پے در پے کرنا۔
۹۔ بدن اور کپڑوں کا نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا۔

مستحبات طواف:

۱۔ طواف کو حجر اسود کی داہنی جانب[۱] سے اس طرح شروع کرنا کہ طواف کرنے والے کا پورا بدن حجر اسود کے سامنے گزرتے ہوئے محاذی ہو کر گزرے۔
۲۔ حجر اسود پر تین مرتبہ بوسہ دینا اور تین مرتبہ اس پر سجدہ کرنا۔
۳۔ طواف کرتے ہوئے ماثورہ دعاؤں کا پڑھنا۔
۴۔ مرد کو بیت اللہ کے قریب ہو کر طواف کرنا بشرطیکہ ہجوم اور کسی کو تکلیف نہ ہو۔
۵۔ عورت کو رات میں طواف کرنا۔

---

[۱] حجر اسود کی داہنی جانب سے مراد اس کی شرقی جانب سے ہے جو بیت اللہ کے دروازہ کی طرف ہے اس کی غربی جانب نہیں ہے۔ واخذ الطواف عن يمين الحجر اى باعتبار الوضع، فانه على يمين الباب لا باعتبار مستقبله شرح لباب ص: ۷۹. فاندفع ما اعترض علينا بعض العلما بان يمين الحجر ما يلى الركن اليمانى. (سعید احمد غفرلہ)

۶۔ طواف میں شاذروان (بیت اللہ کا پشتہ) کو شامل کرنا۔
۷۔ اگر طواف بیچ میں چھوڑ دیا ہو یا طریق مکروہ پر کیا ہو تو اس کو شروع سے کرنا۔
۸۔ مباح گفتگو کا ترک کرنا۔
۹۔ جو چیز خشوع میں مخل ہو اس کو نہ کرنا۔
۱۰۔ دعا اور اذکار کو طواف میں آہستہ پڑھنا۔
۱۱۔ رکن یمانی (مغربی جنوبی گوشہ) کا استلام کرنا۔
۱۲۔ جو چیزیں دل کو مشغول کرنے والی ہوں ان سے نظر بچانا۔

مباحات طاف:

طواف میں یہ چیزیں مباح ہیں:

۱۔ سلام کرنا۔
۲۔ چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا۔
۳۔ مسائل شرعیہ بتانا اور دریافت کرنا۔
۴۔ کسی ضرورت سے کلام کرنا۔
۵۔ کچھ پینا
۶۔ دعاؤں کا ترک کرنا۔
۷۔ اچھا شعر پڑھنا اور کہنا۔
۸۔ پاک جوتے وغیرہ پہن کر طواف کرنا۔
۹۔ کسی عذر کی وجہ سے سوار ہو کر طواف کرنا۔
۱۰۔ دل دل میں قرآن پڑھنا۔

محرمات طواف:

یہ چیزیں طواف کرنے والے کے لئے حرام ہیں:

۱۔ جنابت (ناپاکی) یا حیض ونفاس کی حالت میں طواف کرنا۔
۲۔ بلا عذر کسی کے اوپر چڑھ کر اور سوار ہو کر طواف کرنا۔
۳۔ بے وضو طواف کرنا۔
۴۔ بلا عذر گھٹنوں کے بل یا الٹا ہو کر طواف کرنا۔
۵۔ طواف کرتے ہوئے حطیم کے بیچ میں سے نکلنا۔
۶۔ طواف کا کوئی چکر یا اس سے کم چھوڑ دینا۔

۷۔ حجر اسود کے علاوہ اور کسی جگہ سے طواف شروع کرنا۔
۸۔ طواف میں بیت اللہ کی طرف منہ کرنا، البتہ شروع طواف میں حجر اسود کے استقبال کے وقت جائز ہے۔
۹۔ طواف میں جو چیزیں واجب ہیں، ان میں سے کسی کو ترک کرنا۔

مکروہات طواف:

یہ چیزیں طواف میں مکروہ ہیں:
۱۔ فضول اور بے فائدہ بات چیت کرنا۔
۲۔ خرید وفروخت کرنا یا اس کی گفتگو کرنا، کوئی ایسا شعر پڑھنا جو حمد وثنا سے خالی ہو۔ اور بعض نے مطلقاً شعر پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔
۳۔ دعا یا قرآن بلند آواز سے پڑھنا، جس سے طواف کرنے والوں اور نمازیوں کو تشویش ہو۔
۴۔ ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا۔
۵۔ رمل اور اضطباع کو بلا عذر ترک کرنا (یعنی جس طواف میں اضطباع اور رمل مسنون ہو)
۶۔ حجر اسود کا استلام چھوڑنا۔
۷۔ طواف کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ کرنا۔
۸۔ دو طواف اس طرح اکٹھے کرنا کہ دوگانہ طواف بیچ میں نہ پڑھے لیکن اگر نماز پڑھنی اس وقت مکروہ ہو تو جائز ہے۔
۹۔ دونوں ہاتھ طواف کی نیت کے وقت بلا تکبیر کے اٹھانا۔
۱۰۔ خطبہ اور فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جانے کے وقت طواف کرنا۔
۱۱۔ طواف کے درمیان کھانا کھانا، بعض نے پینے کو بھی مکروہ کہا ہے۔
۱۲۔ پیشاب پاخانہ کے تقاضے کے وقت طواف کرنا۔
۱۳۔ اسی طرح بھوک اور غصہ کی حالت میں طواف کرنا۔
۱۴۔ طواف کرتے ہوئے نماز کی طرح ہاتھ باندھنا یا کولہے اور گردن پر ہاتھ رکھنا۔

طواف کے اقسام

طواف کی سات قسمیں ہیں:

ا۔طواف قدوم:

یعنی آنے کے وقت کا طواف اس کو طواف التحیة اور طواف اللقاء اور طواف الورود بھی کہتے ہیں۔ یہ اس آفاقی کے لئے سنت ہے جو صرف حج یا قران کرے اور تمتع اور عمرہ کرنے والے کے لئے سنت نہیں گو آفاقی ہو۔ اسی طرح اہل مکہ مکرمہ کے لئے بھی نہیں ہے۔ ہاں! اگر کوئی مکی میقات سے باہر جا کر افراد یا قران کا احرام باندھ کر حج کرے تو اس کے لئے بھی مسنون ہے اور اس کا اول وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا وقت ہے۔

۲۔طواف زیارت:

اس کو طواف رکن اور طواف حج اور طواف فرض بھی کہتے ہیں، یہ حج کا رکن ہے بلا اس کے حج پورا نہیں ہوتا اور اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور ایام نحر یعنی دسویں سے بارہویں تک کرنا واجب ہے، اس میں رمل ہوتا ہے اور سلے ہوئے کپڑے اگر احرام کھول کر پہن لیے تو اضطباع نہیں ہوتا۔ اور اگر احرام کے کپڑے نہیں اتارے تو پھر اضطباع کرنا چاہئے، اس کے بعد سعی بھی ہوتی ہے، لیکن اگر طواف قدوم کے بعد سعی کر چکا ہے تو پھر رمل اور سعی نہ کرے۔

۳۔طواف صدر:

یعنی بیت اللہ سے واپسی کا طواف، اس کو طواف وداع بھی کہتے ہیں۔ یہ آفاقی پر واجب ہے، مکی پر یا جو آفاقی مکہ مکرمہ کو ہمیشہ کے لئے وطن بنائے اس پر واجب نہیں۔ اس طواف میں رمل و اضطباع نہیں کیا جاتا اور اس کے بعد سعی بھی نہیں ہے، یہ تینوں طواف حج کے ساتھ مخصوص ہیں۔

۴۔ طواف عمرہ:

یہ عمرہ میں رکن اور فرض ہے، اس میں اضطباع اور رمل کرے اور بعد میں سعی میں کرے۔

۵۔ طواف نذر:

یہ نذر ماننے والے پر واجب ہوتا ہے۔

۶۔ طواف تحیۃ:

یہ مسجد حرام میں داخل ہونے والے کے لئے مستحب ہے لیکن اگر کوئی دوسرا طواف کرلیا تو وہ اس کے قائم مقام ہو جائے گا۔

۷۔ طواف نفل:

یہ جس وقت جی چاہے کیا جا سکتا ہے۔

مسائل استلام

مسئلہ۱: استلام[1] ہجوم کی وجہ سے اگر نہ ہوسکتا ہو تو طواف شروع کردے اور اشارہ استلام کا کرے یعنی ہاتھ یا لکڑی وغیرہ سے۔

مسئلہ۲: حجر اسود کو ہاتھ لگانا اور چومنا اس وقت مسنون ہے جب کسی کو تکلیف نہ ہو، کسی مسلمان کو سنت کی وجہ سے تکلیف دینا حرام ہے، اس لئے دھکے دے کر استلام نہ کرے۔ بلکہ ایسے وقت صرف دونوں ہاتھ حجر اسود کو لگائے اور ہاتھوں کو چوم لے اور اگر ایک ہاتھ لگائے تو داہنا ہاتھ لگائے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی لکڑی وغیرہ سے حجر اسود کو چھوئے اور اس لکڑی کو بوسہ دے۔ اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرے کہ پشت ہتھیلیوں کی اپنے چہرے کی طرف رہے اور یہ نیت کرے کہ حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر و تہلیل کہے اور ہتھیلیوں کو بوسہ دے لے۔

---

[1] حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا۔

مسئلہ ۳: حجر اسود پر اگر خوشبو[1] لگی ہو اور طواف کرنے والا محرم ہو تو اس کا استلام جائز نہیں بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے لے۔

مسئلہ ۴: حجر اسود پر چاندی کا حلقہ لگا ہوا ہے، استلام کے وقت اس کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ بہت سے ناواقف استلام کے وقت اس کو ہاتھ لگاتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ ۵: حجر اسود اور بیت اللہ کی چوکھٹ یعنی دہلیز کے علاوہ بیت اللہ کے اور کسی گوشہ یا دیوار کو بوسہ دینا منع ہے، صرف رکن یمانی کو ہاتھ لگائے، بوسہ نہ دے اور اگر ہاتھ نہ لگا سکے تو اس کی طرف اشارہ نہ کرے۔

مسئلہ ۶: طواف کرتے ہوئے علاوہ استلام کے وقت کے بیت اللہ کی طرف منہ اور سینہ کرنا منع ہے اور استلام کے وقت بھی دونوں پاؤں اپنی جگہ رہنے چاہئیں اور استلام کر کے پھر سیدھا کھڑا ہو کر طواف کرنا چاہئے۔ عام طور پر لوگ استلام کر کے پیچھے کو ہٹتے ہیں جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے، پیچھے ہٹنے کی ضرورت نہیں اسی جگہ سیدھا کھڑا ہو جانا کافی ہے۔

مسائل نماز وطواف:

مسئلہ ۱: ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور یہ نماز مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا مستحب اور افضل ہے، اس کے بعد اس کے قریب، اس کے بعد کعبہ کے اندر، اس کے بعد حطیم میں، میزاب رحمت (پرنالہ بیت اللہ) کے نیچے، اس کے بعد باقی حطیم میں، اس کے بعد بیت اللہ کے قریب مقام جبرئیل ملتزم وغیرہ میں، اس کے بعد مسجد حرام میں، اس کے بعد حرم میں، ان مقامات کے علاوہ پڑھنا اور تاخیر کرنا برا اور مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲: اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں یہ نماز نہ پڑھی تو اس کو ادا کرنا واجب ہے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی، تمام عمر میں ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۳: یہ نماز وقت مکروہ میں نہ پڑھے، مثلاً اگر عصر کے بعد طواف کیا ہے تو مغرب کے فرضوں کے بعد پڑھے۔ اگر وقت میں گنجائش ہو تو مغرب کی سنتوں سے طواف کی نماز کو پہلے پڑھے، ورنہ پہلے مغرب کی سنتیں پڑھے۔

---

[1] حج کے زمانہ میں بعض لوگ اس پر خوشبو لگا دیتے ہیں۔

مسئلہ۴: دوگانہ طواف مکروہ وقت میں پڑھنا مکروہ ہے اور اعادہ بہتر ہے۔

مسئلہ۵: عین طلوع آفتاب یا زوال یا غروب کے وقت اگر طواف کی نماز کسی نے شروع کی تو اس کا اعتبار نہیں پھر پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ۶: اگر کوئی دوگانہ طواف پڑھنا بھول جائے اور دوسرا طواف شروع کر دے تو اگر ایک چکر پورا کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو طواف کو چھوڑ کر نماز پڑھے اور اگر ایک چکر پورا کرنے کے بعد یاد آیا ہے تو طواف کو نہ چھوڑے، طواف پورا کرنے کے بعد دونوں طوافوں کی نماز پڑھ لے۔

مسئلہ۷: طواف کی نماز کا طواف کے بعد متصل پڑھنا مسنون ہے اور تاخیر کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو اس کے گزرنے کے بعد پڑھے۔

مسائل رمل:

مسئلہ۱: جس طواف کے بعد سعی ہوتی ہے اس میں اول کے تین چکروں میں رمل بھی ہوتا ہے اور جس کے بعد سعی نہیں اس میں رمل نہیں ہوتا۔ رمل یہ ہے کہ جھپٹ کر تیزی سے چلے اور زور سے قدم اٹھائے اور قدم نزدیک نزدیک رکھے اور مونڈھوں کو خوب پہلوانوں کی طرح ہلاتا ہوا چلے۔

مسئلہ۲: اگر زیادہ ہجوم ہے کہ رمل نہیں کر سکے گا تو ہجوم کم ہونے تک طواف کو موخر کرے، جب ہجوم کم ہو جائے اس کے بعد طواف رمل کے ساتھ کرے۔

مسئلہ۳: اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکر کے بعد اتنا ہجوم ہو گیا کہ رمل نہیں کر سکتا تو رمل موقوف کر دے اور طواف پورا کر دے۔

مسئلہ۴: اگر رمل کرنا بھول گیا اور ایک چکر کے بعد یاد آیا تو صرف دو میں رمل کر لے اور اگر اول کے تین چکر کے بعد یاد آئے تو پھر رمل نہ کرے کیونکہ جس طرح اول کے تین چکروں میں رمل سنت ہے اسی طرح اخیر کے چار میں رمل نہ کرنا بھی سنت ہے۔

مسئلہ۵: سارے طواف (یعنی ساتوں چکروں میں) رمل کرنا مکروہ ہے، لیکن کرنے سے کوئی جزا واجب نہ ہو گی۔

مسئلہ ۶: کسی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے اگر رمل نہیں کرسکتا تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ ۷: رمل کرتے ہوئے بیت اللہ شریف کے قریب چلنا افضل ہے، لیکن اگر قریب ہوکر رمل نہ کرسکتا ہو تو پھر فاصلہ سے رمل کے ساتھ طواف کرنا افضل ہے، محض قریب کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے دوسروں کو تکلیف دینا گناہ ہے اسی طرح بلا رمل بھی مرد کو بیت اللہ کے قریب طواف کرنا افضل ہے، لیکن اگر قریب ہونے میں دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو تو پھر افضل نہیں۔

طواف کے پھیروں میں کمی زیادتی کے مسائل:

مسئلہ ۱: اگر قصداً کسی نے آٹھواں چکر بھی کرلیا تو پھر چھ چکر اور ملا کر پورا طواف کرنا واجب ہے۔ گویا اب دو طواف ہوجائیں گے۔

مسئلہ ۲: ساتویں چکر کے بعد وہم یا وسوسہ سے آٹھواں چکر کرلیا تب بھی اس کو دوسرا طواف پورا کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۳: اگر آٹھواں چکر کیا اور گمان یہ تھا کہ یہ ساتواں ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آٹھواں ہے تو پھر دوسرا طواف لازم نہیں۔

مسئلہ ۴: اگر طواف رکن میں شک ہوجائے تو اس کا اعادہ کرے اور اگر طواف فرض واجب[1] کے پھیروں کی تعداد میں شبہ ہوجائے تو جس پھیرے[2] میں شک ہو اس کا اعادہ کرلے۔

مسئلہ ۵: طواف سنت اور نفل میں اگر شک ہو تو غلبہ ظن کا اعتبار ہے۔

مسئلہ ۶: اگر کوئی عادل شخص طواف کرنے والے کے ساتھ ہو اور وہ تعداد پھیروں کی کم بتائے تو اس کے قول پر احتیاطاً عمل کرنا مستحب ہے اور اگر دو عادل شخص بتادیں تو ان

---

[1] یعنی رکن [2] هذا ماذكره في "اللباب" ورده في "الغنية" حيث قال: ولوشك في طواف الركن اعاده، ولوشك في عدد اشواطه اعاد الشوط الذي شك فيه الى ان قال: مافي "اللباب": ولو شك في اعداد اشواط الركن اعاده. قال في "التحرير المختار": اى اعاد الشوط الذي شك فيه، وليس المراد ان يعيد الطواف كله كما يظهر، وكذا ما في "البحر" ولو شك في اركان الحج قال عمامة المشايخ يودي ثانيا، اى يودي ماشك فيه طوافاً كان او شوطاً منه، فلا يخالف ظاهر الرواية، واخترنا ما في "اللباب" لانه احوط. (سعيد احمد غفرله)

کے قول پر عمل کرنا واجب ہے۔

آب زم زم پینے کا طریقہ:

آب زم زم پر نماز طواف کے بعد آئے اور اگر بسہولت ممکن ہو تو خود پانی کھینچے اور بسم اللہ پڑھ کر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر قبلہ رو ہو کر یہ دعا پڑھ کر پیے اور خوب ڈٹ کر پیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ.

اے اللہ! میں آپ سے علم نافع اور رزق واسع اور شفائے کامل کا طلبگار ہوں۔

اور تین سانس لے کر پیے اور پھر خدا کی حمد کرے اور سر اور منہ کو بھی پانی ملے اور باقی بدن پر بھی ڈالے اور باقی پانی اگر بچے تو کنوئیں میں ڈال دے یا بدن پر ڈال لے۔

تنبیہ: مریض اور بیہوش کے طواف کا حکم بیہوش کے احرام میں گزر چکا ہے، وہاں دیکھو۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱: مریض معذور کو طواف کرانے کے لئے اجرت پر اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ ۲: اگر اٹھانے والے نے طواف کی نیت نہیں کی اور معذور بیہوش نہیں تھا، اس نے خود طواف کی نیت کر لی تو طواف ہو گیا اور اگر بیہوش تھا تو طواف نہیں ہوا۔

مسئلہ ۳: طواف میں اگر عورت مرد کے ساتھ ہو جائے تو طواف فاسد نہیں ہوتا، نہ مرد کا، نہ عورت کا۔

مسئلہ ۴: معذور شخص کو جس کا وضو نہیں ٹھہرتا، یا کوئی زخم جاری ہے اس کا وضو چونکہ صرف نماز کے وقت تک رہتا ہے نماز کا وقت نکلنے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ہوتا ہے اس لئے اگر چار چکروں کے بعد وقت نکل جائے تو دوبارہ وضو کر کے طواف پورا کر لے اور اگر چار چکروں سے کم کئے ہیں تب بھی دوبارہ وضو کر کے پورا کر سکتا ہے، لیکن چار چکر سے کم کی صورت میں شروع سے کرنا افضل ہے۔

مسئلہ ۵: طواف کی جگہ بیت اللہ کے چاروں طرف مسجد کے اندر اندر ہے، چاہے بیت اللہ سے قریب ہو یا بعید اور چاہے ستون اور زم زم وغیرہ کو درمیان میں لے کر طواف کرے۔ طواف ہو جائے گا۔

مسئلہ ۶: اگر کوئی مسجد کی چھت پر چڑھ کر طواف کرے اگر چہ بیت اللہ سے اونچا ہو جائے تب بھی طواف ہو جائے گا۔

مسئلہ ۷: مسجد حرام سے باہر نکل کر اگر طواف کرے گا تو طواف نہ ہوگا۔

مسئلہ ۸: اگر کوئی طواف میں حطیم کی دیوار پر چڑھ کر طواف کرلے تو طواف ہو جائے گا لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹: طواف میں بالکل خاموش رہنا اور نہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۰: طواف میں دعا[۱] پڑھنا قرآن پڑھنے سے افضل ہے۔

مسئلہ ۱۱: طواف میں ناجائز امور سے نہایت اہتمام سے بچنا چاہئے، لڑکوں اور عورتوں کی طرف نہ دیکھے اور فضول بات بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲: اگر کوئی کسی مسئلہ سے ناواقف ہو تو اس کو حقیر مت سمجھو، اس کو نرمی سے مسئلہ بتادو۔

مسئلہ ۱۳: عورتوں کو مردوں کے ساتھ مل کر طواف کرنا اور خوب دھکم دھکا کرنا، جیسا کہ اکثر عورتیں آج کل کرتی ہیں حرام ہے۔ عورتوں کو رات یا دن کو ایسے وقت طواف کرنا چاہئے کہ مردوں[۲] کا ہجوم نہ ہو اور طواف میں مردوں سے جہاں تک ہو سکے علیحدہ رہنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۴: بادشاہ، امرا اور بڑے لوگ جب طواف کے لئے آتے ہیں تو ان کے خدام اور ملازمین عام مسلمانوں کو روکتے ہیں اور مطاف سے باہر نکال دیتے ہیں یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

طواف کی دعائیں:

طواف کی نیت دل میں کرے اور زبان سے یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامَ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ.

اے اللہ! میں آپ کے گھر کی نیت کرتا ہوں اس کو سہل فرما اور قبول فرما۔

---

۱ لیکن دعا میں ہاتھ نہ اٹھاوے۔ (شیر محمد)

۲ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے ہجوم میں طواف کرنے کی ضرورت پیش آجائے مثلاً اگر طواف زیارت یا اور کسی طواف میں عورت تاخیر کرتی ہے تو حیض آنے کا اندیشہ ہے یا کہیں ضروری جانا ہے تو ایسے وقت میں مستحب پر عمل کرنا واجب ہو جائے گا یعنی مطاف کے کنارے پر سے طواف کرے۔ (شیر محمد)

جس وقت ملتزم کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ إِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

اے اللہ! میں آپ کے حکم کی تعمیل آپ کی کتاب کی تصدیق اور آپ کے عہد کا ایفا اور آپ کے پیارے نبی ﷺ کے اتباع کے لئے اس پتھر کو چھوتا اور چومتا ہوں۔

اور جب[1] مقام ابراہیم کے برابر آئے تو یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ إِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ بَیْتُکَ، وَالْحَرَمَ حَرَمُکَ، وَالْأَمْنَ أَمْنُکَ، وَھٰذَا مَقَامُ الْعَآئِذِبِکَ[2] مِنَ النَّارِ فَأَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ.

اور جب رکن شامی (شمالی مشرقی گوشہ) کے برابر آئے تو یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْأَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْأَھْلِ وَالْوَلَدِ.

اے اللہ! میں آپ کی ذات کی پناہ لیتا ہوں، دین میں شرک اور شک کرنے اور نافق سے اور مخالفت دین اور برے اخلاق سے اور مال اور اہل وعیال کے برباد ہونے سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

اور جب میزاب رحمت (یعنی بیت اللہ کے پرنالے) کی برابر آئے تو یہ پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ أَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْھُکَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً ھَنِیْئَةً لَا أَظْمأُ بَعْدَھَا أَبَدًا،

اور جب رکن یمانی سے نکل جائے تو یہ پڑھے:

﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

اور طواف میں یہ دعا بھی آئی ہے۔

اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ، وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَةٍ

---

[1] یعنی حجر اسود سے آگے بڑھے اور دروازے کے سامنے آئے۔ (سعید احمد)

[2] اراد بالمقام ھذا المکان ولم یقصد به مقام ابراھیم علیہ السلام. کذا فی شرح اللباب. (سعید احمد)

لِّیْ بِخَیْرٍ، لَا اِلٰہَ اِلَّا وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

یہ سب دعائیں سلف سے مروی ہیں، جناب رسول اللہ ﷺ سے کوئی خاص دعا ثابت نہیں ہے۔ طواف کرتے ہوئے تلبیہ نہ کہے۔ اگر کوئی دعا یاد ہو تو وہ پڑھے اور جو ذکر چاہے کرتا رہے۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رَبَّنَا اٰتِنَا الایۃ پڑھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور حضور ﷺ سے یہ بھی طواف میں پڑھنا ثابت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الرَّاحَۃَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ

اور رکن یمانی پر پہنچ کر یہ پڑھنا بھی جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَاقَۃِ وَمَوَاقِفِ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

اور ملتزم پر کھڑا ہو کر جو دعا چاہے مانگے اس جگہ دعا قبول ہوتی ہے۔ اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ أَعْتِقْ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ، وَأَعِذْنَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا أَعْطَیْتَنَا، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ أَکْرَمِ وَفْدِکَ عَلَیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی نَعْمَائِکَ، وَأَفْضَلُ صَلَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِنَا اَنْبِیَآئِکَ، وَجَمِیْعِ رُسُلِکَ وَأَصْفِیَائِکَ، وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَأَوْلِیَائِکَ۔

طواف قدوم کے احکام

مسئلہ ۱: طواف قدوم آفاقی کے لئے جو مفرد یا قارن ہو سنت ہے اور تمتع کرنے والے آفاقی کے لئے سنت نہیں ہے۔ مکی، میقاتی اور حلی کے لئے بھی مسنون نہیں ہے۔ البتہ مکی وغیرہ اگر میقات سے باہر جا کر مکہ مکرمہ آئے تو اس کے لئے بھی مسنون ہے۔[1]

مسئلہ ۲: طواف قدوم کا وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت سے وقوف عرفہ تک ہے اگر وقوف عرفہ کر لیا اور طواف نہیں کیا تو اس کا وقت ختم ہو گیا اور اس کے بعد طواف قدوم ساقط ہو گیا۔

---

[1] جب کہ صرف حج کا احرام ہو، عمرہ کرنے والے پر طواف قدوم نہیں ہے۔ (سعید احمد)

مسئلہ ۳: آفاقی شخص اگر سیدھا عرفات چلا جائے اور مکہ مکرمہ میں دسویں تاریخ کو یا نویں کو وقوف عرفہ کے بعد آئے تو اس سے طواف قدوم ساقط ہو جاتا ہے اس لئے کہ اس کا وقت وقوف سے پہلے پہلے ہے۔

مسئلہ ۴: کوئی شخص باوجود قدرت اور وقت کے طواف قدوم کو چھوڑ کر عرفات چلا گیا اس کے بعد خیال آیا کہ طواف قدوم مکہ مکرمہ کو واپس آ کر کرے تو اگر وقوف عرفہ کے وقت یعنی نویں ذی الحجہ کے زوال سے پہلے واپس آ کر طواف کر لیا تو سنت ادا ہو گئی ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۵: طواف قدوم کے بعد اگر صفا مروہ کی سعی کا بھی ارادہ ہو تو اس طواف میں اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کرے ورنہ اضطباع اور رمل نہ کرے۔

مسئلہ ۶: مفرد کے لئے سعی طواف زیارت کے بعد افضل ہے اور قارن کے لئے طواف قدوم کے ساتھ سعی کرنا افضل ہے اور جو شخص طواف زیارت سے پہلے حج کی سعی کر لے وہ طواف زیارت کے بعد سعی نہ کرے۔

مسئلہ ۷: وقوف سے پہلے اگر کسی نے نفل طواف کر لیا اور طواف قدوم کی نیت نہیں کی تو بھی طواف قدوم ہو گیا، طواف قدوم کی خاص طور سے نیت کرنا ضروری نہیں۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان

صفا اور مروہ:

یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں۔ پہلے یہاں سے بیت اللہ نظر نہیں آتا تھا اب سعودی حکمت نے ایسے طرز پر بنا دیا ہے کہ سعی کرتے وقت بیت اللہ نظر آتا ہے۔ صفا اور مروہ دو پہاڑیاں ہیں جو مسجد حرام سے متصل ہیں۔

سعی کے معنی:

سعی کے معنی دوڑنا، احکام حج میں صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریق سے سات چکر لگانے کا نام سعی ہے۔ صفا مروہ کے درمیان سعی کا فاصلہ بعض علما نے سات سو پچاس اور بعض نے سات سو چھیاسٹھ ذراع لکھا ہے۔

سعی کرنے کا طریقہ:

جس طواف کے بعد سعی ہو تو چاہیے کہ طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کا استلام کرے جیسا کہ طواف میں کیا جاتا ہے اور یہ نواں استلام سعی کرنے والے کے لئے مستحب ہے، استلام کر کے باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلے اور صفا پر جائے اور صفا کے قریب پڑھے:

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ، إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ.

جس سے اللہ نے ابتدا کی میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں۔

اور صفا کی سیڑھیوں پر چڑھے، پھر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور بیت اللہ پر نظر رہے اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف مونڈھوں تک اٹھائے جیسے دعا میں اٹھاتے ہیں، اس کے بعد تین مرتبہ خدا کی حمد وثنا کرے اور تکبیر وتہلیل بھی بلند آواز سے تین مرتبہ کہے اور آہستہ سے درود شریف پڑھے، پھر خوب خشوع سے اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دعا مانگے۔ یہاں بھی دعا قبول ہوتی ہے، اس طرح تکبیر وتہلیل کہے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا أَوْلَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا أَلْهَمَنَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَأَعَزَّ جُنْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ، اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِیْ لِلْإِسْلَامِ أَسْأَلُكَ أَنْ لَا تَنْزِعَهٗ مِنِّیْ حَتّٰى تَوَفَّانِیْ وَأَنَا مُسْلِمٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَشَايِخِیْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ

اَجْمَعِيْنَ، وَسَلَامٌ" عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

اے اللہ! جیسا کہ تو نے مجھے اسلام کی ہدایت کی ہے میں مرتے دم تک مسلمان ہی رہوں اور مسلمان ہی مروں۔ اے اللہ! مجھ کو اور میرے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔ (اور مؤلف وناشر کو بھی اپنی رحمت کے صدقہ سے بخش دیجیے) آمین۔ بحرمت حضور سید الانبیاء والمرسلین ﷺ۔

اور اس کے علاوہ جو چاہے دعا مانگے اور تلبیہ بھی کہتا رہے اور دیر تک ٹھہرا رہے تقریباً پچیس آیت کی مقدار ٹھہرے اور پھر اپنی رفتار سے ذکر کرتا ہوا دعا مانگتا ہوا مروہ کی طرف چلے اور درمیان صفا مروہ کے یہ دعائے ماثورہ پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ.

اے اللہ! بخش دے، آپ ہی سب سے زیادہ عزت والے اور سب سے بزرگ ہیں۔

اور اس کے علاوہ جو چاہے پڑھے یہاں بھی دعا قبول ہوتی ہے اور جب سبز میل[1] (جو کہ مسجد کے کونے پر لگا ہے) چھ ہاتھ کے فاصلے پر رہ جائے تو دوڑ کر چلے مگر متوسط طریق سے دوڑے، جب دونوں میلوں سے نکل جائے تو پھر اپنی چال سے چلنے لگے، یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے۔ اور کشادہ جگہ پر رک جائے۔ ذرا داہنی جانب کو مائل ہو کر خوب بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور پھر جس طرح صفا پر ذکر اور دعا کی تھی یہاں بھی کرے۔ یہاں بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ صفا سے مروہ تک ایک چکر ہو گیا اس کے بعد مروہ سے اتر کر پھر صفا کی طرف چلے اور دونوں میلوں کے درمیان دوڑ کر چلے اور صفا پر چڑھ کر پھر اسی طرح دعا اور ذکر کرے جیسے شروع میں کیا تھا، یہ مروہ سے صفا تک دو پھیرے ہو گئے۔ اسی طرح سات پھیرے کرے پھر سعی کے سات پھیرے پورے کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل مسجد حرام میں پڑھے اور مطاف (یعنی جس جگہ طواف کرتے ہیں) کے کنارے پر پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱: سعی ہمارے نزدیک واجب ہے طواف کے بعد متصل کرنا سنت ہے، فوراً کرنا واجب نہیں۔ اگر کسی عذر یا تکان کی وجہ سے فوراً طواف کے بعد نہ کر سکے تو مضائقہ نہیں، بلا عذر تاخیر مکروہ ہے۔

---

[1] یہ سبز میل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے مقابل ہے، پہلے یہاں آپ کا مکان تھا۔

مسئلہ۲: اگر طواف اور سعی کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہو جائے تب بھی کوئی جزا واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ۳: طواف قدوم کے بعد کسی نے سعی نہیں کی اور وقوف عرفہ کرلیا تو اب طواف زیارت سے پہلے وقوف کے بعد سعی کرنا جائز نہیں، بلکہ طواف زیارت کر کے سعی کرے۔

مسئلہ۴: سعی کرنے کے لئے باب الصفا سے نکلنا مستحب ہے، اگر کسی دوسرے دروازے سے نکلے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ۵: سعی کے شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کا استلام مسنون ہے۔

مسئلہ۶: جس وقت سعی کے لئے مسجد سے نکلے تو یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ

اللہ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔ اے میرے رب! میرے گناہ بخش دیجیے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دیجئے۔

اور پہلے بایاں پاؤں باہر نکالے اور جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ پڑھنا مستحب ہے:

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ.

مسئلہ۷: صفا پر اتنا چڑھے کہ دروازے مسجد یعنی باب الصفا میں سے بیت اللہ نظر آنے لگے۔ اس سے زیادہ اوپر چڑھنا جیسا کہ جاہل لوگ بالکل دیوار تک چڑھ جاتے ہیں، اہل سنت والجماعت کے طریقہ کے خلاف ہے۔ صفا کی بہت سے سیڑھیاں نیچے دب گئی ہیں، پہلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر بھی بیت اللہ دروازے میں سے نظر آنے لگتا ہے۔

مسئلہ۸: صفا اور مروہ پر چڑھنا مسنون ہے اگر چہ بلا چڑھے بیت اللہ نظر آئے۔

مسئلہ۹: صفا پر چڑھ کر قبلہ رو ہو کر کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے جس طرح دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اکثر ناواقف حجاج سے جاہل معلم کانوں تک تین مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے ہاتھ اٹھواتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ۱۰: میلین اخضرین کے درمیان زیادہ تیز دوڑنا مسنون نہیں، بلکہ متوسط طریق سے اتنا تیز چلنا چاہئے کہ رمل سے زیادہ اور بہت تیز دوڑنے سے کم رفتار ہو۔

مسئلہ ۱۱: مروہ پر بھی زیادہ اوپر چڑھنا منع ہے، کشادہ جگہ تک چڑھے۔

مسئلہ ۱۲: سعی کے سات چکر ہیں اور صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوتا اور مروہ سے صفا تک دوسرا، اسی طرح سات چکر ہونے چاہئیں۔

مسئلہ ۱۳: سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۴: میلین کے درمیان ہر چکر میں جھپٹ کر تیز چلنا مسنون ہے۔

مسئلہ ۱۵: میلین کے درمیان جھپٹ کر نہ چلنا یا تمام سعی میں جھپٹ کر چلنا برا ہے، لیکن اس سے دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۶: حج کی سعی اگر طواف قدوم کے بعد طواف زیارت سے پہلے کرے تو سعی میں تلبیہ پڑھے اور عمرہ کی سعی میں تلبیہ نہ پڑھے۔ تمتع کرنے والا بھی تلبیہ نہ پڑھے کیونکہ عمرہ کرنے والے اور تمتع کرنے والے کا تلبیہ طواف شروع کرنے کے وقت ختم ہو جاتا ہے اور حج کرنے والے کا رمی شروع کرنے کے وقت ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷: اگر ہجوم کی وجہ سے میلین کے درمیان تیزی سے نہ چل سکتا ہو تو ہجوم کے کم ہونے کا انتظار[1] کرے ورنہ مثل تیز چلنے والوں کے حرکت کرے۔

مسئلہ ۱۸: اگر کسی عذر کی وجہ سے کسی جانور پر سوار ہو کر سعی کرے تو میلین کے درمیان اس کو بھی تیز چلائے بشرطیکہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۹: اگر سعی کے چکروں کی تعداد میں کچھ شک ہو تو کم کا اعتبار کر کے پورا کرے اور اگر کوئی ثقہ اور عادل شخص تعداد کم بتاتا ہے اور اس کے سچا ہونے میں شک ہے تو اس کے قول پر عمل کرنا مستحب ہے اور اگر دو ثقہ عادل شخص کم باتے ہیں اور ان کے سچا ہونے میں شک ہے تو ان کے قول پر عمل کرنا واجب ہے۔

رکن سعی:

سعی کا صفا اور مروہ کے درمیان ہونا رکن ہے، اگر ان دونوں کے درمیان میں سعی نہیں کی بلکہ ادھر ادھر کی، تو سعی نہ ہوگی۔

---

[1] اگر سعی شروع نہ کی ہو، شروع کرنے کے بعد اگر اژدہام کی وجہ سے دوڑنے میں دوسروں کو یا اپنے نفس کو تکلیف ہو تو دوڑنا سنت نہیں ہے، جہاں موقع پاوے دوڑے بیچ میں توقف نہ کرے۔ (شیر محمد)

شرائطِ سعی:

سعی کی چھ شرطیں ہیں:

اول: خود سعی کرنا، اگرچہ کسی کے اوپر چڑھ کے یا کسی جانور کے اوپر یا کسی سوار پر سوار ہو کر کرے۔ سعی میں نیابت جائز نہیں مگر یہ کہ احرام سے پہلے کوئی شخص بیہوش ہو گیا تو اس کی طرف سے دوسرا شخص سعی کر سکتا ہے بشرطیکہ سعی کے وقت تک ہوش نہ آیا ہو۔

دوسری شرط: یہ ہے کہ سعی پورا طواف یا اکثر طواف کرنے کے بعد ہو خواہ طواف نفل ہی ہو اور خواہ طواف[1] بحالت پاکی کیا ہو یا ناپاکی، اگر کوئی شخص طواف سے پہلے یا چار پھیرے کرنے سے قبل سعی کرے گا تو سعی نہ ہوگی اور اگر طواف کے چار پھیرے کرنے کے بعد کرے گا تو صحیح ہو جائے گی۔

تیسری شرط: احرام حج یا عمرہ کا سعی پر مقدم ہونا۔ اگر کوئی شخص احرام سے پہلے سعی کرے گا تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ طواف کے بعد ہو اور احرام کا باقی رہنا سعی تک ضروری نہیں بلکہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر حج کی سعی کرتا ہے (خواہ قارن ہو یا متمتع یا مفرد) اور وقوف عرفہ سے پہلے کرتا ہے تو احرام کا ہونا سعی کے وقت شرط ہے اور اگر وقوف کے بعد سعی کرتا ہے تو احرام کا باقی رہنا شرط نہیں، مگر واجب ہے، اگر طواف کے بعد حلق کر کے سعی کرے تو دم واجب ہوگا اور سعی صحیح ہو جائے گی۔

چوتھی شرط: صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا ہے۔ اگر مروہ سے کسی نے ابتدا کی تو یہ پھیرا شمار نہ ہوگا بلکہ صفا سے لوٹ کر آئے گا تو سعی شروع ہوگی اور سات چکر اس پھیرے کے علاوہ کرنے ہوں گے۔ جو مروہ سے شروع کیا تھا۔

پانچویں شرط: اکثر[2] حصہ سعی کا کرنا (یعنی سات پھیروں میں سے اکثر پھیرے کرنا) اگر

---

[1] صاحب "اللباب" عد من الشرائط كون السعي بعد طواف على طهارة عن الجنابة والحيض و كذا صاحب "البدائع" اشكل فيه على القارى وصاحب "الغنية" والعلامة ابن العابدين ايضاً لم يشترط لصحة السعي كون الطواف على طهارة فلهذا تركنا ما فى "لللباب". (سعید احمد عفی عنہ)

[2] عده صاحب "اللباب" و صاحب "الغنية" من الشرائط وقال القارى: والظاهر ان الاكثر هو ركنه لاشرطه، سعید احمد غفرلہ۔

اکثر حصہ نہیں کیا تو سعی نہ ہوگی۔

چھٹی شرط: سعی کے وقت میں سعی کرنا، یہ حج کی سعی کی شرط ہے عمرہ کی سعی کی شرط نہیں، البتہ قارن یا متمتع عمرہ کرے تو اس کے عمرہ کی سعی کے لئے بھی یہ وقت شرط ہے۔ اور حج کی سعی کا وقت حج کے مہینوں کا شروع ہو جانا ہے حج کے مہینوں کے اندر سعی کرنا شرط نہیں، البتہ سعی کو حج کے مہینوں سے موخر کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱: اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور حج کے مہینوں سے پہلے سعی کر لی تو سعی صحیح نہ ہوگی کیونکہ ابھی حج کے مہینے شروع نہیں ہوئے اور اگر حج کے مہینوں کے ختم ہونے کے بعد کی مثلاً: ایام نحر گزرنے پر طواف زیارت کے بعد سعی کی تو صحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲: سعی کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط نہیں اور نہ سعی کے چکروں میں آپس میں اتصال اور پے در پے ہونا شرط ہے بلکہ سنت ہے۔

مسئلہ ۳: اگر کسی نے متفرق طور سے سعی کی، مثلاً ایک چکر روز کر لیا اور سات روز میں سعی پوری کر لی تو سعی ہو جائے گی لیکن اگر بلا عذر ایسا کیا تو از سر نو کرنا مستحب ہے۔

واجبات سعی:

۱۔ سعی کا ایسے طواف کے بعد ہونا جو جنابت اور حیض سے پاک ہونے کی حالت میں کیا ہو۔

۲۔ سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔

۳۔ پیدل سعی کرنا اگر کوئی عذر نہ ہو۔ اگر بلا عذر کے کوئی شخص سوار ہو کر سعی کرے گا تو دم واجب ہوگا۔

۴۔ سات پھیرے پورے کرنا، یعنی چار پھیرے تو فرض ہیں اور اس کے بعد تین پھیرے واجب ہیں، اگر کسی نے تین پھیرے چھوڑ دیئے تو سعی ہو جائے گی لیکن ہر پھیرے کے بدلہ میں نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت مثل صدقہ فطر، صدقہ واجب ہوگا۔

۵۔ عمرہ کی سعی میں عمرہ کا احرام اخیر سعی تک باقی رہنا۔

۶۔ صفا اور مروہ کے درمیان پوری مسافت طے کرنی، یعنی صفا سے بالکل ایڑی[۱] ملا کر یا اس

---

[۱] بیان کیا جاتا ہے اب صفا اور مروہ کا کافی حصہ سڑک میں دب گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جہاں تک صفا اور مروہ کے اوپر =

کے اوپر چڑھ کر شروع کرنا اور مروہ پر جا کر پیر کی انگلیوں کو ملا دینا یا اوپر چڑھ جانا۔

مسئلہ ۱: سعی کے لئے جنابت اور حیض سے پاک ہونا شرط اور واجب نہیں ہے خواہ حج کی سعی ہو یا عمرہ کی، البتہ مستحب ہے۔

مسئلہ ۲: آج کل اکثر امرا اور جنٹلمین لوگ موٹر میں سوار ہو کر بلا عذر سعی کرتے ہیں ان پر دم واجب ہے اور قصداً بلا عذر ایسا کرنا گناہ ہے اس کے علاوہ دوسرے سعی کرنے والوں کو موٹر وغیرہ سے سخت تکلیف ہوتی ہے اس کا گناہ علیحدہ ہے۔

سنن سعی:

۱۔ حجر اسود کا استلام کر کے سعی کے لئے مسجد سے نکلنا۔

۲۔ طواف کے بعد فوراً سعی کرنا۔

۳۔ صفا اور مروہ پر چڑھنا۔

۴۔ صفا اور مروہ پر چڑھ کر قبلہ رو ہونا۔

۵۔ سعی کے پھیروں کو پے درپے کرنا۔

۶۔ جنابت اور حیض سے پاک ہونا۔

۷۔ سعی کا ایسے معتدبہ طواف کے بعد ہونا کہ جو پاکی کی حالت میں کیا ہو اور کپڑوں اور بدن اور طواف کی جگہ پر بھی کوئی نجاست نہ ہو اور باوضو بھی کیا ہو۔

۸۔ میلین کے درمیان جھپٹ کر چلنا۔

۹۔ ستر عورت کا ہونا، گو ہر حال میں ستر ڈھانکنا فرض ہے مگر یہاں زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے۔

مستحبات سعی:

۱۔ نیت کرنا

= چڑھ کر اس وقت بیت اللہ نظر آ سکتا تھا اتنا اس پر چڑھنا چاہئے زیادہ نہیں، اگرچہ اس وقت مکانات (حرم شریف کی عمارت) کے حائل ہونے کی وجہ سے نظر نہ آتا ہو، صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی مسافت بعض علما نے سات سو پچاس ذراع لکھی ہے اور بعض نے سات سو چھیاسٹھ اور عرض کی مقدار پینتیس ذراع لکھی ہے۔ (سعید احمد غفرلہ)

۲۔ صفا اور مروہ پر دیر تک ٹھہرنا۔

۳۔ خشوع وخضوع سے ذکر اور دعائیں تین تین مرتبہ پڑھنا۔

۴۔ سعی کے پھیروں میں اگر بلا عذر زیادہ فاصلہ ہو جائے یا کسی پھیرے میں کچھ وقفہ ہو جائے تو از سر نو کرنا، لیکن سعی کو شروع سے کرنا اس وقت مستحب ہے جب کہ اکثر پھیرے نہ ہوئے ہوں۔

۵۔ سعی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد میں آ کر دو رکعت نفل پڑھنا۔

مسئلہ ۱: مروہ پر ان نفلوں کا پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲: اگر سعی کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے یا نماز جنازہ ہونے لگے تو سعی کو چھوڑ کر نماز میں شریک ہو جائے اور باقی پھیرے پورے کر لے اسی طرح اگر کوئی اور عذر پیش آ جائے تو باقی پھیرے پھر پورے کر سکتا ہے۔

مباحات سعی:

جائز کلام کرنا جو مشغول کرنے والا اور خشوع کے منافی نہ ہو اور ایسا کھانا پینا جو سعی کے چکروں میں موجب فصل نہ ہو مباح ہے۔

مکروہات سعی:

خرید وفروخت اور بات چیت ایسے طور سے کرنا کہ حضور قلب نہ رہے اور دعا وغیرہ نہ پڑھ سکے، یا سعی کے پھیرے پے در پے نہ کر سکے مکروہ ہے اور صفا اور مروہ پر نہ چڑھنا اور سعی کو بلا عذر طواف سے موخر کرنا یا ایام نحر سے موخر کرنا اور ستر کھولنا بھی مکروہ ہے، میلین کے درمیان جھپٹ کر نہ چلنا یا پھیروں میں بہت فاصلہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

سعی سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کے قیام میں کیا کرنا چاہئے

مفرد اور قارن جب طواف قدوم اور سعی سے فارغ ہو جائے تو اس کو احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں رہنا چاہئے اور ممنوعات احرام سے بچتا رہے اور متمتع[1] جس وقت عمرہ کے طواف اور

---

[1] متمتع کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو اپنے ساتھ ہدی لے جائے، اس کو عمرہ کے بعد احرام کھولنا جائز نہیں بلکہ مثل مفرد اور =

سعی سے فارغ ہو جائے تو حلق (بال منڈانا) یا تقصیر (بال کتروانا) کرائے، بس اس کے بعد وہ حلال ہو گیا۔ جو چیزیں احرام کی وجہ سے اس کے لئے منع ہو گئی تھیں اب وہ حلال ہو گئیں اور جب تک دوبارہ احرام نہ باندھے گا حلال رہیں گے اور حج کے لئے آٹھویں تاریخ کو یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھنا ہو گا جس کا بیان آگے آتا ہے۔

مفرد اور قارن اور متمتع کو مکہ مکرمہ کے قیام کو غنیمت سمجھنا چاہئے، اس میں جس قدر ہو سکے نفل طواف کرتا رہے۔

مسئلہ ۱: مفرد اور قارن طواف قدوم اور عمرہ سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے جس وقت چاہے نفل طواف کرے لیکن نفل طواف میں رمل اور اضطباع نہیں ہوتا اور اس کے بعد نفل سعی بھی نہیں، لیکن نفلی طواف کے بعد بھی دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲: مفرد اور قارن طواف قدوم اور عمرہ کے بعد تلبیہ پڑھتا رہے البتہ طواف کرتے ہوئے نہ پڑھے۔ مفرد اور قارن کا تلبیہ جمرۂ عقبہ کی رمی کے وقت ختم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳: سعی نفلی نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۴: باہر کے رہنے والوں کے لئے نفلی طواف، نفل نماز سے افضل ہے اور مکہ مکرمہ والوں کے لئے حج کے زمانہ میں نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے۔

بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونا

مسئلہ ۱: بیت اللہ کے اندر داخل ہونا مستحب ہے بشرطیکہ سہولت سے داخل ہونے کا موقع میسر ہو۔ خود تکلیف اٹھا کر یا دوسرے کو تکلیف دے کر داخل ہونے سے بچنا چاہئے، دوسرے کو تکلیف دینا حرام ہے۔ اکثر لوگ شوق میں آ کر ایسے بیہوش ہو جاتے ہیں کہ دوسروں کی تکلیف کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے۔ ایسا شوق کہ جس سے حرام کا ارتکاب ہو، موجب ناراضگی باری تعالیٰ ہے نہ کہ موجب ثواب۔

مسئلہ ۲: بیت اللہ میں کنجی برادر کو کچھ دیکر داخل ہونا حرام ہے، آج کل عام طور سے دربان

= قارن کے محرم رہتا ہے، اور چونکہ ہندوستانی اور پاکستانی لوگ عام طور پر ہدی نہیں لے جاتے اس لئے اس کے احکام بیان کرنے کی ضرورت نہیں، جو متمتع ہدی ساتھ نہ لے جائے اس کو عمرہ کے بعد حلال ہونا جائز ہے۔ (سعید احمد غفرلہ)

بیت اللہ بلا کچھ لئے داخل نہیں ہونے دیتا، یہ دینا اور لینا حرام ہے کیونکہ رشوت[1] ہے۔

مسئلہ ۳: بیت اللہ میں اگر داخل ہونے کا موقع مل جائے تو مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور دعا مانگے اور ننگے پیر داخل ہو۔ پہلے سیدھا پیر رکھے اور نہایت خشوع وخضوع سے داخل ہو، چھت کی طرف کو نظر نہ اٹھائے اور اِدھر اُدھر بھی نہ دیکھے۔ یہ بے ادبی ہے اور جس جگہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی ہو سکے تو اس جگہ نفل پڑھے، یعنی دروازے سے داخل ہو کر سیدھا چلا جائے جب مغربی دیوار تین ہاتھ رہ جائے تو اسی جگہ دو یا چار نفل پڑھ کر اپنے رخسار کو دیوار پر رکھے اور خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور تہلیل وتکبیر اور درود کے بعد[2] دعا مانگے۔

مسئلہ ۴: حطیم بھی بیت اللہ کا حصہ ہے اگر کسی شخص کو بیت اللہ میں داخل ہونے کا موقع نہ ملے تو حطیم میں داخل ہو جائے۔

مسئلہ ۵: وسط کعبہ میں ایک میخ ہے اس کو عوام سرۃ الدنیا (دنیا کی ناف) کہتے ہیں اور اس پر اپنی ناف رکھتے ہیں یا سامنے کی دیوار میں ایک کڑہ ہے اس کو ''عروۃ الوثقیٰ'' کہتے ہیں یہ سب عوام کی خودساختہ باتیں ہیں ایسا ہرگز نہ کرے۔

خطبات حج

حج میں تین خطبے مسنون ہیں:

ایک سات ذی الحجہ کو ظہر کے بعد۔

دوسرا نویں ذی الحجہ کو مسجد نمرہ میں عرفات میں، زوال کے بعد ظہر اور عصر کی نماز اکٹھا پڑھنے سے پہلے

---

[1] دربان داخلے کے وقت رشوت کا نام نہیں لیتے بلکہ بخشش کہتے ہیں یہ بھی رشوت ہے یوں سمجھے شراب کہنہ در جام نو۔

[2] مسئلہ: کعبہ میں دوستونوں کے درمیان سبز بلاط (سبز پتھر کا فرش) ہے عوام کو مصلیٰ پیغمبر ﷺ قرار دیتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ مسئلہ: کعبہ کے ہر ستون کے نزدیک بھی دعا مانگے، یہ رسول اللہ ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔ **کما رواہ الامام احمد فی مسند**۔ البتہ ستون سے معانقہ کرنا ثابت نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ کعبہ کے ستونوں کا معانقہ نہ کیا جائے چونکہ پیغمبر خدا ﷺ جب کعبہ میں داخل ہوئے تو میں نے نہیں سنا کہ آپ نے ستونوں کا معانقہ کیا ہو۔ **کذا ذکر العزین جماعۃ**۔ (شیر محمد)

تیسرا منیٰ میں گیارہویں ذی الحجہ کو مسجد خیف میں ظہر کے بعد۔ اگر امام یہ خطبہ پڑھے تو ان کو سننا چاہئے۔

عرفات کے خطبہ کے درمیان مثل جمعہ کے امام بیٹھتا ہے اور باقی دو میں نہیں بیٹھتا، ان خطبوں میں احکام حج بیان کئے جاتے ہیں۔

مکہ مکرمہ سے منیٰ جانا:

آٹھویں ذی الحجہ کو متمتع اور اہل مکہ مکرمہ کو حج کا احرام باندھنا چاہئے، اس سے پہلے بھی باندھنا جائز ہے۔ جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو غسل وغیرہ کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر احرام کی نیت کرے۔ احرام باندھنے کا طریقہ احرام کے بیان میں مفصل مذکور ہو چکا ہے۔ وہاں دیکھیں۔

مسئلہ ۱: متمتع اور مکی کو حج کا احرام آٹھویں تاریخ کو مسجد حرام میں باندھنا مستحب ہے اور دوسری جگہ بھی حدود حرم کے اندر اندر باندھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲: قارن کو جدید احرام کی ضرورت نہیں، اس کا پہلا احرام باقی ہے۔

مسئلہ ۳: آٹھویں کو احرام باندھنے والا اگر حج کی سعی طواف زیارت سے پہلے کرنا چاہئے تو اس کو چاہئے کہ ایک نفل طواف اضطباع اور رمل کے ساتھ کرے اور اس کے بعد سعی کرے یہ حج کی سعی ہو جائے گی اور پھر دسویں تاریخ کو سعی نہ ہوگی، مگر افضل یہ ہے کہ سعی طواف زیارت کے بعد کرے۔

مسئلہ ۴: آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کو چلے اور رات کو منیٰ میں قیام کرے۔

مسئلہ ۵: منیٰ میں اگر آٹھویں تاریخ کو (مکہ مکرمہ سے زوال کے بعد چلا اور ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھ لی تب بھی کچھ مضائقہ نہیں) جا کر ظہر، عصر، مغرب، عشا، فجر پانچ نمازیں پڑھنی مستحب ہیں اور رات کو منیٰ میں ہی ٹھہرنا چاہئے مکہ مکرمہ میں یا اور کسی جگہ ٹھہرنا خلاف سنت ہے۔

مسئلہ ۶: اگر آٹھویں تاریخ کو جمعہ ہو تو زوال سے پہلے منیٰ کو جانا جائز ہے اور اگر زوال

تک نہ گیا تو زوال کے بعد جمعہ پڑھنا واجب ہے پھر نماز جمعہ سے قبل جانا منع ہے۔

مسئلہ۷: منیٰ میں بھی جمعہ حج کے ایام میں جائز ہے۔

مسئلہ۸: منیٰ کو جاتے ہوئے اور وہاں کے قیام میں تلبیہ پڑھتا رہے۔

مسئلہ۹: منیٰ میں مسجد خیف کے قریب ٹھہرنا مستحب ہے، یہ بہت بڑی مسجد ہے منیٰ کے جنوبی جانب میں پہاڑ کے متصل واقع ہے۔

تنبیہ: آٹھویں تاریخ کے قیام میں منیٰ میں کوئی خاص حکم نہیں ہے، صرف قیام اور پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں۔

فائدہ: منیٰ مکہ مکرمہ سے تین میل مشرق کی جانب ہے۔ اگر کوئی دقت نہ ہو تو پیدل جانے میں سہولت رہتی ہے، یہاں پر مکانات پختہ بنے ہوئے ہیں لیکن صرف حج ہی کے زمانہ میں کار آمد ہوتے ہیں ہمیشہ آباد نہیں رہتے۔ آج کل ٹھہرنے کا انتظام معلم ہی کے ذریعہ ہوتا ہے اگر معلم سے کہہ کر ایک خیمہ کا انتظام کر لیا جائے تو آسانی رہتی ہے۔

منیٰ سے عرفات کو جانا:

مسئلہ۱: نویں ذی الحجہ کی صبح کو فجر کی نماز اسفار یعنی خوب اجالے میں پڑھے اور جب سورج نکل آئے اور دھوپ جبل ثُبیر پر پھیل جائے تو عرفات کو چلے۔

تنبیہ: بہت سے معلم حاجیوں کو صبح صادق سے قبل عرفات بھیجنا شروع کر دیتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ۲: ضب کے راستہ سے جانا مستحب ہے۔ ضب ایک پہاڑی ہے جو مسجد خیف سے ملی ہوئی ہے، تلبیہ پڑھتا ہوا اور دعا، درود و ذکر کرتا ہوا نہایت وقار اور خشوع سے عرفات کو جائے، اور جبل رحمت (میدان عرفات میں ایک پہاڑ ہے) پر نظر پڑے تو تسبیح و تہلیل و تکبیر کہے اور دعا مانگے اور یہ دعا مستحب ہے۔

اَللّٰهُمَّ إِلَيْکَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَيْکَ تَوَكَّلْتُ وَوَجْهَکَ أَرَدْتُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَأَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَوَجِّهْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ، سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ.

یا اللہ! میں محض آپ کی رضا کے لئے آپ کی طرف متوجہ ہوں اور آپ ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ یا اللہ! میری توبہ قبول فرمالیجیے اور میری مراد پوری فرمادیجیے اور میرے لئے ہر طرف سے خیر مقرر کر دیجئے۔ یا اللہ! آپ ہر برائی سے پاک ہیں تمام تعریفوں کے مستحق ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، یا اللہ! آپ ہی سب سے بڑے ہیں۔

اس کے بعد تلبیہ پڑھتا ہوا عرفات میں داخل ہو جائے۔

مسئلہ ۳: نویں ذی الحجہ سے پیشتر یا سورج نکلنے سے پہلے عرفات کو جانا خلاف سنت ہے۔

عرفات کے احکام

عرفات مکہ مکرمہ کے مشرق کی جانب تقریباً نو میل اور منیٰ سے چھ میل ایک میدان ہے۔ نویں تاریخ کو زوال کے بعد سے دسویں کی صبح صادق تک کسی وقت اس میں ٹھہرنا گو ایک لحظہ ہی ہو، حج کا رکن اعظم ہے۔[1]

مسئلہ ۱: عرفات میں جس جگہ چاہے ٹھہرے، لیکن راستہ میں نہ ٹھہرے اور لوگوں کے ساتھ ٹھہرے، لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ میں ٹھہرنا یا راستہ میں ٹھہرنا مکروہ ہے، جبل رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔

مسئلہ ۲: عرفات کا میدان سارا موقف (ٹھہرنے کی جگہ) ہے اس میں جس جگہ جی چاہے ٹھہرے لیکن بطن عرنہ[2] میں ٹھہرنا جائز نہیں بطن عرنہ ایک وادی ہے، مسجد عرفات سے مغرب کی جانب سے بالکل متصل ہے کہ اگر مسجد کی غربی دیوار گرے تو اسی میں جا کر پڑے۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ عرفات کا ٹکڑا ہے یا حرم کا، یا دونوں سے خارج تینوں قول ہیں۔

مسئلہ ۳: بہتر یہ ہے کہ اول زوال تک مسجد نمرہ کے قریب ٹھہرے اور ظہر و عصر کی نماز پڑھ کر پھر جبل رحمت کے قریب جا کر ٹھہرے۔

---

[1] گویا اس میدان میں نویں تاریخ کو جو شخص ایک لحظہ کے لئے پہنچ گیا اس کا حج ہو گیا۔

[2] یہ وادی باتفاق ائمہ اربعہ عرفات سے خارج ہے، البتہ اوائل مسجد نمرہ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک عرفات سے خارج ہے اس میں وقوف احتیاطاً جائز نہیں۔ (شیر محمد)

مسئلہ۴: عرفات میں پہنچ کر تلبیہ، دعا اور درود وغیرہ کثرت سے پڑھتا رہے، جب زوال ہوجائے وضو کرے، غسل افضل ہے، ضروریات کھانا، پینا وغیرہ سے زوال سے پہلے فارغ ہوجائے اور بالکل اطمینان وسکون قلب کے ساتھ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو اور زوال ہوتے ہی یا اس سے پہلے مسجد نمرہ میں پہنچ جائے۔[1]

ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھنا:

عرفات میں نویں تاریخ کو ظہر اور عصر، ظہر کے وقت میں ایک اذان اور تکبیر کے ساتھ اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اور اس کے جمع کرنے میں مقیم اور مسافر دونوں برابر ہیں خواہ مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہو یا مکہ مکرمہ میں مقیم ہو۔

مسئلہ۱: جب امام منبر پر بیٹھ جائے مؤذن اذان دے اس کے بعد امام مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے جن میں احکام حج بیان کرے، خطبے سے فارغ ہو کر جب ممبر سے اتر آئے تو مؤذن تکبیر کہے اور ظہر کی نماز پڑھائے، اس کے بعد پھر دوسری تکبیر کے بعد عصر کی نماز پڑھائے، دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ پڑھے زور سے نہ پڑھے۔

مسئلہ۲: ظہر کے فرضوں کے بعد تکبیر تشریق تو کہہ لے لیکن ظہر کی سنت مؤکدہ یا نفل نہ پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد بھی ظہر کی نفل یا سنت نہ پڑھے۔

مسئلہ۳: امام اور مقتدی کو دونوں نمازوں کے درمیان ظہر کی سنت یا نوافل پڑھنا یا اور کوئی کام کرنا کھانا پینا وغیرہ مکروہ ہے، البتہ اگر امام عصر کی نماز میں تاخیر کرے تو پھر مقتدیوں کو ظہر کی سنت یا نوافل پڑھنا مکروہ نہیں، اگر دونوں نمازوں کے درمیان زیادہ فصل ہوجائے تو پھر عصر کے لئے بھی اذان دی جائے۔

مسئلہ۴: اگر امام مقیم ہو تو عرفہ میں دونوں نمازیں پوری پڑھے اور مقتدی بھی پوری پڑھیں خواہ مقیم ہوں یا مسافر اور اگر امام مسافر ہے تو قصر کرے اور جو مقتدی مسافر ہیں وہ بھی قصر کریں اور جو مقیم ہیں وہ پوری پڑھیں۔

مسئلہ۵: مقیم شخص کو قصر کرنا جائز نہیں، خواہ مقتدی ہو یا امام اور اگر مقیم امام ہو[2] اور قصر کرے

---

[1] اگر مسجد نمرہ نہ پہنچ سکے تو جہاں قیام ہو وہیں ذکر اذکار کا استغفار کرتا رہے۔ [2] اگر امام مالکی یا حنبلی وغیرہ=

تو اس کی اقتدا نہ مسافر کو جائز ہے نہ مقیم کو، اگر کوئی امام مقیم قصر کرے گا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ۶: عرفات میں جمعہ جائز نہیں۔

مسئلہ۷: جو حاجی مسافر مکہ مکرمہ میں ایسے وقت آئے کہ آٹھویں تاریخ تک پندرہ روز سے کم ہیں اور وہ مکہ مکرمہ میں پندرہ روز یا زیادہ اقامت کی نیت کرے تو اس کی نیت اقامت صحیح نہ ہوگی وہ مسافر رہے گا۔ کیونکہ آٹھویں تاریخ کو وہ منیٰ اور نویں کو عرفات ضرور جائے گا اس لئے ایسے شخص کو قصر کرنا چاہئے۔

مسئلہ۸: خطبہ ان نمازوں سے پہلے صرف سنت ہے شرط نہیں ہے، اگر امام خطبہ نہ پڑھے یا زوال سے پہلے خطبہ پڑھے تو یہ خلاف سنت ہے لیکن دونوں نمازوں کو جمع کرنا صحیح ہوگا۔

= ہو اور مقیم ہو اور قصر کرے تو حنفی کو اس کی اقتدا جائز نہیں، جیسا کہ آج کل امام مقیم نماز پڑھتا ہے اور قصر کرتا ہے۔ ایسی صورت میں حنفیوں کو اس کی اقتدا کرنی جائز نہیں بلکہ اپنے اپنے وقت میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھنی چاہئے جمع نہ کرنی چاہئے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے نزدیک مقیم کو بھی عرفات میں قصر جائز ہے لیکن حنفی کو اس کی اقتدا جائز نہیں۔ ہاں اگر تین روز کی مسافت سے سفر کر کے آیا ہو تو اقتدا جائز ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ احناف کے مذہب کی بھی رعایت کرے اور امام کو موٹر میں سوار کر کے تین روز کی مسافت پر بھیج دیا کرے تاکہ بالاتفاق سب کے نزدیک صحیح ہو جائے۔ واطلق الامام فشمل المقيم والمسافر، لكن لو كان مقيما كامام مكة صلى بهم صلاة المقيمين ولا يجوز له القصر ولا للحاج الاقتداء به، قال الامام الحلواني: كان الامام النسفي يقول: العجب من اهل الموقف يتابعون امام مكة في القصر، فاني يستجاب لهم اويرجى لهم الخير وصلاتهم غير جائزة. قال شمس الائمة: كنت مع اهل الموقف فاعتزلت وصليت كل صلاة في وقتها، واوصيت بذلك اصحابي، وقد سمعنا انه يتكلف و يخرج مسيرة سفر ثم ياتي عرفات فلو كان هكذا فالقصر جائز والا لا، فيجب الاحتياط، اه ملخصاً من "التتار خانية" عن "المحيط" (رد المختار: ۲/۲۸۲) و في "شرح اللباب" ص ۱۰۱ ولا يجوز للمقيم اى ولو كان اماما ان يقصر الصلاة اى لا ختصاص القصر بالمسافر اجماعا وانما الاخلاف في كون الجمع للنسك او السفر، ولا للمسافر ان يقتدى به اى بالمقيم ان قصر، لعدم صحة صلاته بالقصر (سعید احمد غفرلہٗ)

ظہر وعصر کو جمع کرنے کی شرائط:

مسئلہ۱: ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھنے کے لئے چند شرائط ہیں:

۱۔ عرفات میں یا اس کے قریب ہونا۔ ۲۔ نویں ذی الحجہ کا ہونا۔

۳۔ امام وقت یا اس کے نائب کا ہونا۔ ۴۔ دونوں نمازوں میں حج کا احرام ہونا۔

۵۔ ظہر کا عصر سے مقدم ہونا۔ ۶۔ جماعت[1] کا ہونا۔

اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے گی تو دونوں نمازوں کو جمع کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ ہر ایک کو اپنے اپنے وقت میں پڑھنا واجب ہوگا۔

کیفیت وقوف عرفہ:

جب نماز پڑھ چکے تو مسجد سے نکل کر موقف (ٹھہرنے کی جگہ) پر جائے اور نماز کے بعد تاخیر نہ کرے، تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ امام کو سوار ہو کر اور لوگوں کو پیادہ کھڑا ہونا افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اوروں کو بھی سوار ہونا اولیٰ ہے۔ جہاں تک ہو سکے جبل رحمت کے قریب امام کے پاس، قبلہ رخ، ہاتھ دعا کی طرح اٹھا کر کھڑا ہونا افضل ہے، جبل رحمت کے اوپر نہ چڑھے، جبل رحمت کے اوپر چڑھنا بدعت ہے۔

مسئلہ۱: وقوف عرفہ کے لئے نیت شرط نہیں اگر نیت نہ کی تب بھی وقوف ہو جائے گا۔

مسئلہ۲: جبل رحمت کے قریب ذرا اونچے پر جس جگہ بڑے بڑے سیاہ پتھر کا فرش ہے جناب رسول مقبول ﷺ کے وقوف کی جگہ ہے، اگر سہولت سے ممکن ہو تو یہاں کھڑا ہونا افضل ہے۔

مسئلہ۳: عرفات میں وقوف کے وقت کھڑا رہنا مستحب ہے شرط اور واجب نہیں ہے۔ بیٹھ کر لیٹ کر جس طرح ہو سکے سوتے جاگتے وقوف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ۴: وقوف میں ہاتھ اٹھا کر حمد وثنا، درود ودعا، اذکار، تلبیہ پڑھتے رہنا مستحب ہے اور خوب الحاح (لجاجت) کے ساتھ دعا کریں اپنے لئے اور اپنے عزیز واقارب مؤلف وناشر اور ان

---

[1] جماعت سے مراد یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک ایک رکعت یا پہلی سے ایک رکعت اور دوسری سے کچھ جز و نماز، یا دونوں میں سے کچھ جز و ملے، ہاں! اگر ایک سے جز ملے دوسری سے کچھ نہ ملے تو جمع جائز نہیں۔ (غنیۃ) (شیر محمد)

کے جملہ اہل وعیال اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کریں اور قبولیت کی امید قوی رکھیں اور دعا درود، تکبیر، تہلیل وغیرہ تین تین مرتبہ پڑھیں۔ دعا کے شروع میں تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر درود پڑھیں اور ختم پر بھی پڑھیں۔

مسئلہ۵: نماز کے بعد سے وقوف شروع کر کے غروب تک دعا وغیرہ کرتا رہے اور دعا کے درمیان میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد تلبیہ پڑھتا رہے۔

مسئلہ۶: اگر امام کے ساتھ کھڑا ہونے میں ہجوم اور تشویش کی وجہ سے حضور قلب اور خشوع نہ ہو اور تنہائی میں خشوع حاصل ہو تو تنہا کھڑا ہونا افضل ہے۔

مسئلہ۷: عورتوں کو مردوں کے ساتھ کھڑا ہونا اور ان میں مخلوط ہونا منع ہے۔

مسئلہ۸: وقوف کے وقت جس قدر ذکر و دعا ہو سکے اس میں کمی نہ کرو یہ وقت ملنا مشکل ہے اس وقت کے لئے کوئی خاص دعا معین نہیں۔ سردار دو عالم ﷺ سے مندرجہ ذیل دعاؤں کا پڑھنا ثابت ہے۔

لَاإِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُوْلُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَ مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَإِلَيْكَ مَآبِيْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاتَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ وَ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْلِيْ أَمْرِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ وَسَاوِسِ فِي الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے کوئی ان کا شریک نہیں، ان ہی کے لئے سلطنت ان ہی کے لئے تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ یا اللہ! آپ ہی کے لئے ایسی تعریفیں ہیں جیسی آپ نے اپنی تعریفیں کی ہیں، اس سے بہتر جیسی ہم کرتے ہیں۔ اے اللہ! آپ ہی کے لئے میری نماز ہے اور آپ

ہی کے لئے میرا حج اور میری زندگی اور موت ہے اور آپ ہی کی طرف میرا لوٹنا ہے اور میرا مال بھی آپ ہی کا ہے۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور دل کے وسوسہ اور کاموں کی پراگندگی سے۔ یا اللہ! میں آپ سے مانگتا ہوں اس خیر کو جو ہوا لے کر آتی ہے اور پناہ مانگتا ہوں اس شر سے جو ہوا لے کر آئے۔ یا اللہ! میرے دل میں، میرے کانوں میں، میری آنکھوں میں نور بھر دے، یا اللہ! میرا سینہ کھول دیجیے، میرا کام آسان کر دیجیے اور پناہ لیتا ہوں میں آپ سے سینہ کے وسوسوں سے اور کام کی پراگندگی سے اور عذاب قبر سے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو مسلمان عرفہ کو زوال کے بعد موقف میں وقوف کرے اور قبلہ رخ ہو کر سو مرتبہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" پھر سو مرتبہ پوری سورت ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد﴾ پھر سو مرتبہ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ" مَّجِيْد" وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ پڑھے تو باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! کیا جزا ہے میرے اس بندہ کی کہ اس نے میری تسبیح وتہلیل کی اور بڑائی اور عظمت بیان کی اور ثناء کی اور میرے نبی ﷺ پر درود بھیجا، میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت کو اس کے نفس کے بارے میں قبول کیا اور اگر میرا بندہ اہل موقف کی بھی شفاعت کرے گا تو قبول کروں گا، اور جو دعا چاہے مانگے۔ (میدان عرفات میں اس کتاب کے مؤلف، ناشر اور ان کی اولاد کے لئے بھی مغفرت کی دعا فرما دیں)۔

مسئلہ۹: اگر ہو سکے تو وقوف کے وقت سایہ میں کھڑا نہ ہو، لیکن اگر اندیشہ تکلیف کا ہو تو سایہ میں کھڑا ہو جائے اور غروب آفتاب تک خوب رو رو کر دعا کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

شرائط وقوف:

وقوف کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں:

ا۔ اسلام، کافر کا وقوف صحیح نہیں ہوگا۔

۲۔ حج صحیح کا احرام ہونا، اگر عمرہ کا احرام باندھ کر یا حج فاسد کا احرام باندھ کر یا بلا احرام کے وقوف کرے گا تو صحیح نہ ہوگا۔

۳۔ مکان، یعنی عرفات میں وقوف کا ہونا، اگر عرفات سے باہر وقوف کیا گو قصداً نہ ہو تو وقوف نہ ہوگا۔

۴۔ وقوف کا وقت ہونا، یعنی نویں ذی الحجہ کے زوال سے دسویں کی صبح صادق تک کسی وقت وقوف کرنا۔

رکن وقوف:

وقوف کا عرفہ میں ہونا رکن ہے اگرچہ ایک لحظہ ہی ہو، خواہ کسی طرح سے ہو، نیت ہو یا نہ ہو اور عرفات کا علم ہو یا نہ ہو۔ سوتے ہو یا جاگتے ہو، بیہوش ہونے کی حالت میں یا افاقہ کی حالت میں ہو، راضی سے ہو، یا زبردستی سے، یا دوڑتا ہوا گزر جائے، وقوف کے وقت میں اگر ایک لحظہ کے لئے بھی عرفات میں داخل نہیں ہوا تو وقوف نہیں ہوا۔

مسئلہ ۱: وقوف کے لئے حیض ونفاس اور جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ ۲: نویں ذی الحجہ کو زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے۔ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حد سے نکل آئے گا تو دم واجب ہوگا، لیکن اگر سورج غروب سے پہلے پھر واپس آجائے گا تو دم ساقط ہوجائے گا اور اگر غروب کے بعد عرفات میں واپس آئے گا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

سنن وقوف:

وقوف میں یہ چیزیں مسنون ہیں:

۱۔ وقوف کے لئے غسل کرنا۔

۲۔ امام کو زوال کے بعد دونوں نمازوں سے پہلے دو خطبے پڑھنا۔

۳۔ دونوں نمازوں کو جمع کرنا۔

۴۔ نماز کے بعد فوراً وقوف کرنا۔

۵۔ عرفات سے امام کے ساتھ چلنا، اگر ازدہام[1] کے خوف سے غروب کے بعد امام سے پہلے چل دیئے تب بھی کچھ حرج نہیں۔ اسی طرح اگر غروب سے پہلے چل دیئے لیکن حدود عرفات سے غروب کے بعد نکلے تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

مستحبات وقوف:

یہ چیزیں وقوف میں مستحب ہیں:

۱۔ کثرت سے تلبیہ، تکبیر، تہلیل، دعا، استغفار، قرآن، درود پڑھنا۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کے کھڑے ہونے کی جگہ کھڑا ہونا۔[2]

۳۔ خشوع وخضوع۔

۴۔ امام کے پیچھے اور قریب کھڑا ہونا۔

۵۔ قبلہ رخ کھڑا ہونا، سوار ہو کر کھڑا ہونا۔

۶۔ زوال سے پہلے وقوف کی تیاری کرنا وقوف کی نیت کرنا۔

۷۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا، تین مرتبہ دعا پڑھنا۔

۸۔ حمد وصلوۃ سے دعا شروع کرنا اور ختم کرنا۔

۹۔ پاک ہونا۔

۱۰۔ جو روزہ رکھ سکے اس کو روزہ رکھنا اور جو نہ رکھ سکے اس کو نہ رکھنا اور بعضوں نے روز کو مکروہ لکھا ہے کیونکہ روزہ کی وجہ سے ضعف ہو جائے گا اور اچھی طرح افعال ادا نہ کر سکے گا، اس لئے نہ رکھنا بہتر ہے۔

۱۱۔ دھوپ میں کھڑا ہونا مگر یہ کہ عذر ہو۔

۱۲۔ جھگڑا نہ کرنا۔

۱۳۔ اچھے اعمال کرنا جیسے صدقہ وغیرہ۔

مکروہات وقوف:

۱۔ نماز ظہر وعصر کے جمع کرنے کے بعد وقوف میں تاخیر کرنا۔

---

[1] ہجوم [2] یعنی مسجد صخرہ میں

۲۔ راستہ پر ٹھہرنا۔

۳۔ وقوف کے وقت بلا عذر لیٹنا۔

۴۔ زوال سے پہلے خطبہ پڑھنا۔

۵۔ غفلت کے ساتھ وقوف کرنا۔

۶۔ غروب کے بعد عرفات سے چلنے میں دیر کرنا۔

۷۔ آفتاب غروب ہونے سے پہلے چلنا۔

۸۔ مغرب اور عشا کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھنا۔

۹۔ اس قدر جلدی چلنا کہ جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔ آج کل اکثر لوگ اسی طرح چلتے ہیں جس سے اکثر لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور چوٹیں لگتی ہیں، یہ حرام ہے۔

وقوف عرفہ میں اشتباہ اور غلطی واقع ہونا:

مسئلہ ا: وقوف کے بعد اگر ایک جماعت یا دو عادل شخص گواہی دیں کہ آج آٹھ ذی الحجہ ہے تو نہیں ہے تو ان کی گواہی تسلیم کی جائے گی اور دوسرے روز وقوف پھر کرنا ہوگا اور اگر یہ گواہی دیں کہ آج دسویں ہے یا گیارہویں ہے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی اور حج ہو جائے گا اور اگر آٹھ ذی الحجہ کو یہ گواہی دیں کہ آج نویں ہے اور عرفہ کا روز ہے اور اتنا وقت ہے کہ امام اکثر لوگوں کے ساتھ دن یا رات میں کسی وقت وقوف کر سکتا ہے تو ان کی گواہی قبول کر لی جائے اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو اگلے روز وقوف کریں۔

خلاصہ یہ کہ جس صورت میں ان کی گواہی تسلیم کرنے سے اکثر لوگوں کا حج فوت ہوتا ہو تو ان کی گواہی نہ مانی جائے گی اگرچہ بہت بڑی جماعت گواہی دے اور اگر تھوڑے آدمیوں کا حج فوت ہوتا ہو تو ان کی گواہی قبول[1] کر لی جائے گی۔

فائدہ: جمعہ کے روز اگر وقوف عرفہ (حج) ہو تو اس کی فضیلت اور دن کے وقوف سے ستر درجہ زیادہ ہے۔

---

[1] تاریخ کی تحقیق کے لئے حکومت سعودی عربیہ خود انتظام کرتی ہے وہی حج کے دن کا بھی اعلان کرتی ہے لہٰذا حاجی حضرات اپنی عبادت میں مصروف رہیں۔

عرفات سے مزدلفہ کو واپسی:

مسئلہ ا: جب سورج غروب ہو جائے تو نہایت متانت اور وقار سے ماز مین کے راستہ (یعنی جو راستہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے) سے مزدلفہ کو واپس آنا مستحب ہے، اگر کسی دوسرے راستہ سے آوے تو جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔ مزدلفہ منیٰ اور عرفات کے درمیان میں ایک میدان ہے جو منیٰ سے تین میل اور عرفات سے بھی تین میل ہے۔

مسئلہ ۲: اگر راستہ فراخ ہو اور ہجوم نہ ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو تو ذرا تیز چلے ورنہ احتیاط سے چلے، کسی کو تکلیف پہنچانا حرام ہے۔

مسئلہ ۳: امام سے پہلے عرفات سے نہ چلے لیکن اگر رات ہونے لگے اور امام چلنے میں تاخیر کرے تو امام کے چلنے کا انتظار نہ کرے کہ وہ سنت کے خلاف کرنے والا ہے، مگر کثرت حجاج کی وجہ سے یہ معلوم ہونا ہی مشکل ہے کہ امام چلا یا نہیں اس لئے امام کے انتظار میں نہ رہیں۔

مسئلہ ۴: اگر کوئی شخص امام سے پہلے یا غروب سے پہلے ہجوم کی وجہ سے چل دیا لیکن عرفات سے پہلے نہیں نکلا بلکہ آگے آ کر ٹھہر گیا تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۵: امام کے چلنے کے بعد ہجوم یا اور کسی عذر کی وجہ سے تھوڑی دیر ٹھہرنے کا مضائقہ نہیں البتہ بلا عذر دیر کرنا خلاف سنت ہے۔

مسئلہ ۶: مزدلفہ کے راستہ میں تلبیہ، تکبیر، دعا، درود کثرت سے پڑھے۔

مسئلہ ۷: مغرب اور عشا کی نماز عرفات میں یا راستہ میں نہ پڑھے بلکہ مزدلفہ میں آ کر عشا کے وقت میں دونوں کو پڑھے جیسا کہ آئندہ اس کا بیان آتا ہے۔

مسئلہ ۸: مزدلفہ کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر جائے، پیادہ پا ہو کر مزدلفہ میں داخل ہونا مستحب ہے۔

مسئلہ ۹: مزدلفہ میں داخل ہونے کے لئے غسل مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۰: مزدلفہ میں جبل قزح کے قریب راستہ کے داہنی جانب یا بائیں جانب ٹھہرے، راستہ میں اور لوگوں سے علیحدہ نہ ٹھہرے۔

مزدلفہ میں مغرب اور عشا کو جمع کرنا:

مسئلہ۱: مزدلفہ میں مغرب اور عشا دونوں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اور مزدلفہ میں پہنچ کر نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے حتیٰ کہ سواری پر سے اسباب بھی بعد میں اتارے اگر کوئی دقت نہ ہو۔

مسئلہ۲: جب عشا کا وقت ہو جائے تو ایک اذان اور ایک تکبیر سے مغرب اور عشا کی نماز پڑھے اول مغرب کی نماز پڑھے اس کے بعد عشا کی۔ عشا کی نماز کے لئے اذان تکبیر نہ کہے اور دونوں نمازوں کے درمیان میں سنت اور نفل بھی نہ پڑھے بلکہ مغرب اور عشا کی سنتیں اور وتر عشا کی نماز کے بعد پڑھے۔ اسی طرح اور کوئی کام بھی بلاضرورت درمیان میں نہ کرے۔ اگر دونوں نمازوں کے بیچ میں زیادہ فاصلہ ہو جائے تو اذان اور تکبیر کہنا چاہئے۔

مسئلہ۳: مغرب کی ادا کی نیت کرے قضا کی نیت نہ کرے گو قضا کی نیت سے بھی نماز ہو جائیگی۔

مسئلہ۴: مزدلفہ میں مغرب اور عشا کو اکٹھا پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں، خواہ جماعت سے پڑھے یا تنہا دونوں کو اکٹھا پڑھے، لیکن جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ۵: ان دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کی یہ شرطیں ہیں:

اول: حج کا احرام ہونا، جو شخص حج کا احرام باندھے ہوئے نہ ہو اس کو جمع کرنا جائز نہیں۔

دوسرے: وقوف عرفہ پہلے کرنا، اگر کوئی پہلے مزدلفہ میں ٹھہرے اور مغرب عشا جمع کر لے اور پھر عرفات جائے تو پہلے جمع جائز نہ ہوگی۔

تیسرے: دسویں ذی الحجہ کی رات ہونا، دسویں کی صبح تک جمع کر سکتا ہے۔

چوتھے: مزدلفہ میں جمع کرنا، مزدلفہ سے پہلے یا نکل کر جمع کرنا جائز نہیں۔

پانچویں: عشا کا وقت ہونا، اگر مزدلفہ میں عشا کے وقت سے پہلے پہنچ جائے تو جب تک عشا کا وقت نہ ہو مغرب نہ پڑھے۔

چھٹے: دونوں نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا، اگر پہلے عشا کی نماز پڑھی اور پھر مغرب کی تو عشا کی نماز پھر پڑھے۔

مسئلہ۶: اگر مغرب یا عشا عرفات میں یا راستہ میں پڑھ لی ہے تو اس کو مزدلفہ آ کر پھر پڑھنا چاہئے، اگر پھر نہ پڑھی اور فجر ہوگئی تو وہی نماز ہو جائے گی قضا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ ۷: اگر راستہ میں عرفات سے واپس ہوتے ہوئے کوئی ایسی وجہ پیش آجائے کہ اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہنچنے تک فجر ہو جائے گی تو راستہ میں مغرب اور عشا پڑھنا جائز ہے، لیکن ہر ایک کو اس کے وقت میں پڑھے۔

مسئلہ ۸: اگر عرفات سے واپسی میں راستہ بھول گیا اور مزدلفہ نہیں پہنچا تو نماز کو مؤخر کرے جب صبح صادق قریب ہو اس وقت پڑھے۔

مسئلہ ۹: مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنا واجب ہے، بخلاف ظہر وعصر کے عرفہ میں کہ ان کا جمع کرنا مسنون ہے اور مزدلفہ میں جمع کے لئے بادشاہ یا اس کا نائب ہونا شرط نہیں اور جماعت بھی شرط نہیں اور خطبہ بھی یہاں نماز سے پہلے مسنون نہیں اور تکبیر بھی دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی ہوتی ہے۔

کیفیت وقوف مزدلفہ:

مسئلہ ۱: مغرب وعشا کی نماز سے فارغ ہو کر مزدلفہ میں ٹھہرے اور مزدلفہ میں صبح صادق تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ ۲: اس شب میں جاگنا اور تلاوت ونوافل دعا وغیرہ کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۳: جب صبح صادق ہو جائے تو اندھیرے میں خلیفہ کے ساتھ نماز پڑھے اگر ممکن ہو، ورنہ خود جماعت کر لے اور تنہا بھی جائز ہے مگر جماعت افضل ہے اور فجر کی نماز کے بعد خلیفہ کے پاس جبل قزح پر آکر اگر ممکن ہو ورنہ اس کے قریب مثل عرفہ کے وقوف کرے۔

مسئلہ ۴: صبح صادق کے بعد وقوف مزدلفہ کے لئے غسل مستحب ہے۔

مسئلہ ۵: اگر نماز سے پہلے وقوف کر لے اور پھر خوب اجالا کر کے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن اولیٰ نماز کے بعد ہے۔

مسئلہ ۶: اس وقوف میں بھی درود شریف، تکبیر، تہلیل، استغفار، تلبیہ، اذکار خوب پڑھے اور ہاتھ دعا میں دعا کی طرح اٹھائے۔

مسئلہ ۷: مزدلفہ سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر وادیٔ محسّر میں نہ ٹھہرے۔

مسئلہ ۸: مزدلفہ کا وقوف صحیح ہونے کے لئے وقوف سے پہلے احرام کا ہونا اور وقوف کرنا اور

زمانہ اور مکان اور وقت شرط ہے، یعنی جو شرائط دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے لئے ہیں وہ یہاں بھی ہیں۔ وقت یہاں کے وقوف کا صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے۔ اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد یا صبح صادق سے پہلے مزدلفہ کا وقوف کرے گا تو وقوف صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ۹: اس وقت وقوف کرنا واجب ہے گو ذرا سی دیر ہو۔ اگر راستہ چلتے بھی اس وقت میں مزدلفہ سے کوئی گزر جائے گا تو وقوف ہو جائے گا، خواہ سوتے جاگتے بیہوشی یا کسی حال میں ہو مزدلفہ کا علم ہو یا نہ ہو، جیسے وقوف عرفہ کا حکم ہے کہ ہر حال میں صحیح ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۱۰: اگر مزدلفہ[1] میں اس وقت وقوف نہ کیا اور رات ہی کو صبح صادق سے پہلے وہاں سے چلا گیا تو دم واجب ہوگا۔ البتہ اگر عذر کی وجہ سے نہیں ٹھہرا مثلاً مریض ہے یا کمزور ہے تو دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۱۱: اگر عورت ہجوم کی وجہ سے مزدلفہ میں نہ ٹھہرے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا اور اگر مرد ہجوم کی وجہ سے نہ ٹھہرے گا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر صبح صادق کے بعد اندھیرے ہی میں مزدلفہ سے چل دیا تو دم واجب نہ ہوگا کیونکہ مقدار واجب وقوف ہو گیا۔

مسئلہ۱۲: اگر کوئی شخص عرفات میں بالکل اخیر وقت یعنی صبح صادق کے قریب پہنچا اور صبح صادق کے بعد سورج نکلنے تک مزدلفہ میں نہ آ سکا تو اس پر بھی دم واجب نہ ہوگا۔

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی اور کنکریاں اٹھانا:

مسئلہ۱: جب سورج نکلنے میں دو رکعت کی برابر وقت رہے تو منیٰ کو نہایت سکون اور وقار سے چلے اور راستہ میں تلبیہ اور ذکر کرتا ہوا چلے۔ جب بطن محسّر کے کنارے پر پہنچے تو اس سے دوڑ کر نکل جائے اور اگر سوار ہو تو سواری کو تیز چلائے، جب پانچ سو پینتالیس گز کے قریب نکل جائے تو پھر آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ وادی محسّر[2] کی پیمائش اسی قدر ہے، سعودی حکومت نے نشان بھی لگا دیئے ہیں۔

---

[1] آج کل موٹر والے حاجیوں کو زبردستی صبح صادق سے پہلے فجر کی نماز پڑھا کر منیٰ لے جاتے ہیں اس وقت ذرا سختی سے کام لیں اور جانے سے انکار کر دیں ورنہ دم واجب ہوگا۔ [2] یہ کچھ تھوڑا سا نشیب ہے مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان، نہ منیٰ میں داخل ہے اور نہ مزدلفہ میں دونوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ (سعید احمد غفرلہ)

مسئلہ۲: مزدلفہ سے ستر کنکریاں مثل کھجور کی گٹھلی یا چنے اور لوبیے کے دانے کے برابر اٹھانا رمی کرنے کے لئے مستحب ہے اور کسی جگہ سے یا راستہ سے بھی اٹھانا جائز ہے، مگر جمرہ (جس جگہ پر کنکریاں ماری جاتی ہیں) کے پاس سے نہ اٹھائے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا حج قبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں اور جس کا حج قبول نہیں ہوتا اس کی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہیں۔ لہٰذا جو کنکریاں وہاں پڑتی ہوتی ہیں وہ مردود ہیں ان کو نہ اٹھائے۔ اگر کوئی ان کو اٹھا کر مارے گا تو جائز ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ۳: مسجد خیف یا اور کسی مسجد سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے لیکن اگر کسی نے مسجد سے کنکریاں لے کر ماریں تو بکراہت تنزیہی رمی جائز ہوگی۔

مسئلہ۴: ناپاک جگہ کی کنکریوں سے بھی رمی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۵: بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹی کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔

مسئلہ۶: سات کنکریاں جمرۂ عقبیٰ پر دسویں تاریخ کو ماری جاتی ہیں اور باقی گیارہویں سے تیرہویں تک روزانہ اکیس کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان کو مزدلفہ سے اٹھانا جائز ہے، مستحب نہیں۔ اختیار ہے جہاں سے چاہے اٹھائے، البتہ جمرات کے پاس سے یا مسجد اور ناپاک جگہ سے نہ اٹھائے۔

مسئلہ۷: اگر بڑے بڑے پتھر مارے یا کنکریاں ماریں تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ۸: کنکریوں کو دھو کر مارنا مستحب ہے اگرچہ پاک جگہ سے اٹھائی ہوں اور جو کنکریاں یقیناً ناپاک ہوں ان کو مارنا مکروہ ہے اور شک کا اعتبار نہیں۔

دسویں تاریخ سے تیرہویں تک کے احکام

دسویں تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کو چلے اور جمرۂ اُخریٰ کی رمی کرے اس کے بعد قربانی کرے۔ اس کے بعد بال منڈوا کر یا بال کترواکر احرام کھول دے۔ اس کے بعد طواف زیارت کرے۔ پھر منیٰ میں بارہویں یا تیرہویں تک قیام کرے اور گیارہویں بارہویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں ماریں اور تیرہویں کو بھی اگر منیٰ میں ٹھہرے تو تینوں جمرات پر کنکریاں مارے۔

فائدہ: جمار اور جمرات جمرہ کی جمع ہے۔ جمرہ کنکری کو کہتے ہیں، چونکہ ان مقامات پر کنکریاں ماری جاتی ہیں اس لئے ان کو جمار یا جمرات کہتے ہیں۔ اصل میں جمرہ ان ستونوں کے نیچے اور ان کے پاس کی وہ جگہ ہے جس پر نشان لگا ہوا ہے، یہ ستون جمرہ نہیں ہے۔ جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں۔

صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مناسک ادا کرنے آئے تو شیطان جمرۃ الاولیٰ کی جگہ نظر آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا اور پھر دوسرے جمرہ کی جگہ نظر آیا، وہاں بھی سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر گھس گیا پھر جمرۃ الاخریٰ کی جگہ نظر آیا پھر اس کے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں گھس گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم شیطان کو مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر چلتے ہو۔

رمی یعنی کنکریاں مارنا:

منیٰ کے بیچ میں راستہ میں تین جگہ ہیں ان پر پتھر کے تین ستون قد آدم اور اونچے بنے ہوئے ہیں، ان تینوں جگہوں کو جمرات اور جمار کہتے ہیں۔ اور ہر ایک کو جمرہ کہتے ہیں۔ ان میں سے جو مکہ مکرمہ کی طرف کا ہے اس کو جمرۂ عقبیٰ اور جمرۂ کبریٰ اور جمرۂ اُخریٰ کہتے ہیں اور بیچ والے کو جمرۂ وسطیٰ کہتے ہیں اور تیسرا جو مسجد خیف کے قریب ہے اس کو جمرۂ اُولیٰ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: دسویں تاریخ کو صرف جمرۂ اُخریٰ کی رمی ہوتی ہے اور جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی نہیں ہوتی۔ دسویں کو جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی بدعت ہے۔

مسئلہ ۲: رمی کرنا واجب ہے رمی کے چھوڑنے سے دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳: دسویں کو رمی کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق تک ہے اگر صبح صادق ہوگئی اور رمی نہ کی تو دم واجب ہوگا اور دسویں کی صبح صادق سے پہلے رمی جائز نہیں ہے اگر کرے گا تو صحیح نہ ہوگی، مسنون وقت دسویں تاریخ کی رمی کا سورج نکلنے سے زوال تک ہے۔ زوال سے غروب تک وقت مباح ہے۔ غروب کے بعد مکروہ ہے اور دسویں کو صبح صادق کے بعد

سورج نکلنے سے پہلے بھی مکروہ ہے، البتہ عورت اور مریض اور کمزور لوگ اگر ہجوم کے خوف سے سویرے آکر کرلیں تو ان کے لئے مکروہ نہیں۔

مسئلہ۴: دسویں تاریخ کو جب منیٰ میں آئے تو پہلے اور دوسرے جمرہ کو چھوڑ کر سیدھا تیسرے جمرہ پر آئے اور مستحب یہ ہے کہ منیٰ میں داخل ہوکر سب کاموں سے پہلے رمی کرے اس کے بعد کوئی کام کرے۔

مسئلہ۵: رمی کے وقت جمرۂ عقبہ کے پاس نشیب میں س طرح کھڑا ہوکر منیٰ دائیں جانب ہو اور کعبہ بائیں جانب اور ہر کنکری کے مارنے کے وقت تکبیر اور دعا اس طرح پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ رَغْماً لِلشَّيْطٰنِ وَرِضًى لِلرَّحْمٰنِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّ سَعْيًا مَّشْكُوْرًا.

اس اللہ کا نام لے کر جو سب سے بڑا اور اعلیٰ ہے، اس کے نام کی برکت اور حکم کی بجا آوری کے لئے شیطان کے کنکر مارتا ہوں، اے اللہ! میرا حج اور دوڑ دھوپ قبول فرما اور گناہ معاف کر۔

مسئلہ۶: تکبیر کے بجائے سُبْحَانَ اللّٰهِ یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے لیک بالکل ذکر کو چھوڑنا برا ہے۔

مسئلہ۷: کنکری کو انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے پکڑ کر مارنا مستحب ہے اسی کو اصح اور معتاد لکھا ہے اور جس طرح چاہے پکڑ کر کنکری مارے جائز ہے۔

مسئلہ۸: رمی کا یہ طریقہ صرف مستحب ہے ورنہ جس طرح اور جس طرف سے چاہے رمی کرسکتا ہے۔ جمرۂ عقبہ کی اوپر کی جانب بھی رمی جائز ہے لیکن بلا عذر مکروہ ہے۔

مسئلہ۹: جمرۂ اخریٰ کی رمی سوار ہوکر کرنا افضل ہے بشرطیکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور دوسرے جمرات کی رمی پیدل کرنا افضل ہے۔

مسئلہ۱۰: رمی کرنے والا جمرہ سے پانچ ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو، اس سے کم فاصلہ مکروہ ہے۔ زیادہ کا مضائقہ نہیں۔

مسئلہ۱۱: سیدھے ہاتھ سے رمی کرنا مستحب ہے اور رمی کے وقت ہاتھ اتنا اونچا اٹھائے کہ بغل کھل جائے اور سفیدی بغل کی نظر آنے لگے۔

تلبیہ پڑھنا کب موقوف کرے؟

مسئلہ۱: دسویں تاریخ کو جمرۂ اخریٰ پر پہلی کنکری مارنے کے ساتھ تلبیہ موقوف کردے اور اس کے بعد تلبیہ نہ پڑھے خواہ مفرد ہو یا قارن یا متمتع، حج صحیح ہو یا فاسد۔

مسئلہ۲: اگر کسی نے رمی سے پہلے سر منڈایا یا طواف زیارت، رمی اور سر منڈانے اور ذبح سے پہلے کرلیا تو بھی تلبیہ موقوف کردے اور اگر کسی نے زوال تک رمی نہ کی تو جب تک رمی نہ کرے تلبیہ موقوف نہ کرے، البتہ اگر رمی نہیں کی اور سورج غروب ہوگیا تو تلبیہ موقوف کردے۔

مسئلہ۳: اگر رمی سے پہلے ذبح کیا تو مفرد تلبیہ موقوف نہ کرے اور قارن و متمتع کردے۔

مسئلہ۴: جمرۂ اخری کی رمی کے بعد جمرہ کے پاس نہ ٹھہرے بلکہ اپنے مقام پر آجائے۔

ذبح کے احکام

مسئلہ۱: جمرۂ اخریٰ کی رمی سے فارغ ہوکر اپنے ٹھکانے پر آئے، کسی کام میں راستہ میں مشغول نہ ہو۔ اس کے بعد شکریۂ حج کی قربانی کرے اور یہ قربانی مفرد کے لئے مستحب ہے اور قارن و متمتع کے لئے واجب ہے۔ مفرد نے اگر قربانی سے پہلے حجامت بنوالی اور اس کے بعد قربانی کی تو اس پر دم وغیرہ واجب نہیں، البتہ رمی ذبح سے پہلے اور ذبح حجامت سے پہلے کرنا مستحب ہے اور قارن و متمتع پر ذبح حجامت سے پہلے واجب ہے۔

مسئلہ۲: جو شخص خود ذبح کرنا جانتا ہو اس کے لئے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے اور اگر ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو ذبح کے وقت قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے اور ذبح سے پہلے یا بعد میں یہ دعا پڑھے ذبح کے درمیان نہ پڑھے۔

إِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا اَوَّلُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ هٰذَا لِنُسُكِكَ وَاجْعَلْهُ قُرْبَانًا لِوَجْهِكَ، وَعَظِّمْ أَجْرِیْ عَلَيْهَا

مجھے محض آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے خدا کی رضامندی مطلوب ہے کہ

جس کی عنایت سے میں توحید پر قائم ہوں اور مجھے مشرکوں سے بڑی نفرت ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میری نماز، حج، قربانی، اپنی زندگی اور موت سب کچھ اس کے حکم کے مطابق اس کی ذات پر قربان کرتا ہوں جو ساری مخلوق کی اکیلا خبرگیری کرتا ہے اور میں ہر وقت ہر طرح اس کا فرماں بردار غلام ہوں۔ اے اللہ! قبول فرما میری یہ قربانی اور خالص اپنے لئے کردے اور بڑا اجر کردے۔

مسئلہ۳: اس قربانی کے احکام مثل عیدالاضحیٰ کی قربانی کے ہیں، جو جانور وہاں جائز ہے یہاں بھی جائز ہے اور جس طرح وہاں اونٹ، گائے، بھینس میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں یہاں بھی شریک ہوسکتے ہیں۔

مسئلہ۴: اونٹ اور گائے میں سات آدمیوں سے کم بھی شریک ہوسکتے ہیں لیکن کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔

مسئلہ۵: جانور اندھا، کانا نہ ہو، اگر اس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا تہائی سے زیادہ دم کٹ گئی یا لنگڑا ہے اور صرف تین پاؤں زمین پر نہیں ٹیکتا تو ایسے جانور کی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ۶: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ اگر کچھ دانت گر گئے لیکن زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ۷: جس جانور کے پیدائش ہی کے وقت سے کان نہ ہوں اس کی قربانی بھی درست نہیں، اگر کان تو ہیں لیکن پیدائشی چھوٹے ہیں، کٹے ہوئے نہیں ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ۸: جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہ ہوں، تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ ٹوٹ گیا اور مغز نکل آیا تو اس کی بھی قربانی درست نہ ہوگی اور اگر تھوڑا سا ٹوٹا ہے مغز تک نہیں ٹوٹا تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ۹: خصی یعنی بدھیا کی قربانی درست بلکہ افضل ہے۔

مسئلہ۱۰: جو جانور بالکل دبلا ہوگیا کہ اس کی ہڈیوں میں مغز (گودا) بالکل نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

تنبیہ: منیٰ میں چونکہ عیدالاضحیٰ کی نماز نہیں ہوتی اس لئے وہاں ہدی اور قربانی کے ذبح کے

لئے نمازِ عید کا پہلے ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱: ذبح سے پہلے جانور کے دونوں ہاتھ اور ایک پیر باندھ دیا جائے اور قبلہ رخ کر دیا جائے اور چھری خوب تیز کرے لیکن جانور کے سامنے تیز نہ کرے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور خون کے لئے گڑھا کھود دیا جائے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور داہنے ہاتھ میں چھری لے کر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَر کہہ کر ذبح کرے اور چھری تیزی سے چلائے۔ ذبح کے بعد پیر ہاتھ کھول دے اور قبول ہونے کی دعا کرے اور اپنی قربانی سے گوشت کھانا مسنون ہے گو تھوڑا سا ہو۔

مسئلہ ۱۲: جو حاجی مسافر ہو مکہ مکرمہ میں مقیم نہ ہو اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں، اگر مقیم ہے اور صاحب نصاف ہے تو واجب ہے۔

حلق وقصر یعنی بال منڈانا یا کتروانا:

مسئلہ ۱: ذبح سے فارغ ہونے کے بعد سر کے بال منڈائے یا کتروائے اور قبلہ رخ بیٹھ کر اپنی داہنی جانب سے سر منڈانا یا کتروانا شروع کرائے، چوتھائی سر کے بال منڈوانا یا کتروانا واجب ہے بلا اس کے احرام نہیں کھول سکتا، تمام سر کے بال منڈانا یا کٹانا مستحب ہے اور منڈانا کٹانے سے افضل ہے۔ اگر بال کتروائے تو ایک انگل سے کچھ زیادہ کٹائے، اس سے کم نہ کٹائے کیونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں۔ اگر کم لے گا تو چھوٹے بال نہ کٹیں گے اور زیادہ لینے کی صورت میں چھوٹے بڑے سب کٹ جائیں گے اور سر کے بال منڈانے یا کٹانے کے بعد لبیں اور ناخن وبغل وغیرہ کے بال بھی دور کرے۔[1] اگر سر منڈانے یا کٹانے سے پہلے لبیں اور ناخن وغیرہ کٹائے گا تو جزا واجب ہوگی، اس سے پہلے کٹانا منع ہے۔

مسئلہ ۲: عورت کو سر منڈانا حرام ہے صرف چوتھائی سر کے بال بقدر ایک انگل کتروانے کافی ہیں،[2] لیکن ایک انگل سے زیادہ لے تا کہ سب بال آجائیں کیونکہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں۔

---

[1] لیکن باقتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناخن ولبیں وبغل کے بال دور نہ کرے (حیات والقلوب ولباب) (شیر محمد)

[2] لیکن عورت کو بھی سنت ہے کہ سارے سر کے بالوں سے بقدر ایک انگل یعنی انملہ (انگلی کے ایک پور کو کہتے ہیں) کے کتروائے۔ (شیر محمد)

مسئلہ ۳: سنت تمام سر کے بال منڈانا یا کٹانا ہے۔ صرف چوتھائی سر کے بالوں پر اکتفا کرنا جائز ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ ۴: حجامت کے وقت اور بعد میں تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَلٰی مَا هَدَانَا وَأَنْعَمَ عَلَیْنَا، اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، اَللّٰهُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةً وَامْحُ بِهَا عَنِّیْ سَیِّئَةً وَارْفَعْ لِیْ بِهَا دَرَجَةً"، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِلْمُحَلِّقِیْنَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ. اٰمین.

تعریف ہے خاص اس خدا کی جس نے ہم کو سیدھے راستہ کی ہدایت کی اور ہم پر انعام فرمایا۔ اے میرے اللہ! یہ میری پیشانی آپ کے قبضہ میں ہے پس قبول فرمالیجئے اور مغفرت کر دیجئے میرے گناہوں کی۔ اے میرے اللہ! لکھ دیجیے عوض میں ہر بال کے نیکی اور مٹا دیجیے عوض میں ہر بال کے گناہ اور بلند فرما دیجیے مرتبہ۔ اے میرے اللہ! میری اور سر منڈوانے والوں کی اور بال کتروانے والوں کی مغفرت فرما دیجیے، آپ بڑے وسیع مغفرت کرنے والے ہیں۔

اور حجامت کے بالوں اور ناخن کو دفن کرنا مستحب ہے۔ پھینکنے میں بھی مضائقہ نہیں لیکن غسل خانہ، پاخانہ میں ڈالنا مکروہ ہے۔

اور حجامت سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَضٰی عَنَّا نُسُکَنَا، اَللّٰهُمَّ زِدْنَا اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا

خدا ہی کی تعریف ہے جس نے ہم سے حج پورا کرا دیا۔ اے اللہ! ایمان اور یقین زیادہ فرما۔

(اپنے لئے اور اپنے والدین اور سب مسلمانوں اور مؤلف و ناشر اور انکے اہل وعیال کے لئے بھی للہ دعا فرما دیجیے)۔

مسئلہ ۵: اگر سر منڈانے سے کوئی عذر ہے مثلاً استرہ نہیں یا کوئی مونڈنے والا نہیں یا سر میں زخم وغیرہ ہو تو بال کتروانا ہی واجب ہوگا اور اگر کتروا نہیں سکتا مثلاً بال بہت چھوٹے ہیں اور سر میں زخم بھی نہیں ہے تو منڈانا ہی واجب ہوگا۔ اور اگر زخم ہے اس کا بیان آگے آتا ہے۔

مسئلہ۶: اگر بال اکھاڑ دیئے یا نورہ یا بال صفا وغیرہ سے اڑا دیئے یا لڑتے ہوئے اکھڑ جائیں تو بھی کافی ہے خواہ اپنے فعل سے اکھڑے ہوں یا کسی دوسرے نے اکھاڑ دیئے ہوں۔

مسئلہ۷: اگر کوئی گنجا ہے اور اس کے سر پر بالکل بال نہیں ہیں یا سر میں زخم ہیں تو صرف سر پر استرہ پھیرنا واجب ہے، اگر زخموں کی وجہ سے استرہ بھی نہ چلا سکے تو یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے اور بلا حجامت مثل منڈوانے والے کے حلال ہو جائے گا، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ایسا شخص بارہویں تاریخ تک حلال نہ ہو۔

مسئلہ۸: اگر جنگل یا کسی ایسی جگہ میں چلا گیا ہو کہ وہاں استرہ یا قینچی نہیں ہے تو یہ عذر معتبر نہیں، جب تک سر منڈوائے یا کتروائے گا نہیں حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ۹: حلال ہونے کے وقت[1] محرم کو اپنا یا کسی دوسرے شخص کا خواہ محرم ہو سر مونڈنا یا کترنا جائز ہے اس سے جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ۱۰: حجامت کرانے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایام نحر میں یعنی دسویں سے بارہویں تک کرائے، خواہ دن میں ہو یا رات میں اور حرم میں ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر اس مذکورہ وقت اور حرم کے علاوہ کسی دوسرے وقت اور جگہ میں حجامت کرائے گا تو حلال ہو جائے گا لیکن دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۱۱: حجامت کا وقت احرام حج میں دسویں کی صبح صادق کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے، اس وقت میں حجامت بنوانا واجب ہے۔[2]

مسئلہ۱۲: احرام عمرہ میں سعی کے بعد حجامت کرانی چاہئے اگرچہ حجامت کا وقت طواف کے چار پھیرے کرنے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے۔[3]

مسئلہ۱۳: حجامت کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے منع ہیں وہ سب جائز ہو جاتی ہیں مثلاً خوشبو لگانا، سلا ہوا کپڑا پہننا، شکار وغیرہ۔ البتہ عورت سے صحبت اور لپٹنا بوسہ وغیرہ جائز نہیں ہوتا بلکہ یہ طواف زیارت کے بعد جائز ہوتا ہے۔

---

[1] یعنی جب سب ارکان ادا کر چکا ہو اور سر منڈانے کا وقت آ گیا ہو۔ سعید احمد غفرلہ

[2] رمی جمرۂ عقبیٰ کے بعد اور جس پر ذبح واجب ہے ذبح کے بعد بھی حجامت کرا دے ورنہ دم واجب ہوگا۔ (شیر محمد)

[3] یعنی طواف عمرہ کے بعد اور سعی سے قبل حجامت کا وقت صحت حلت ہے، لیکن وقت واجب کے بعد سعی ہے سعی سے قبل موجب دم ہے۔ (شیر محمد)

طواف زیارت

مسئلہ۱: رمی، ذبح، حجامت سے فارغ ہونے کے بعد طواف بیت اللہ کرے، یہ طواف رکن اور فرض ہے اور اس کو طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔ اور یہ دسویں کو کرنا افضل ہے اور جائز بارہویں کے آفتاب غروب ہونے تک ہے اس کے بعد مکروہ تحریمی ہے، طواف کرنے کا طریقہ طواف کے بیان میں دیکھو۔

مسئلہ۲: طواف زیارت کا اول وقت دسویں کی صبح صادق ہے اس سے پہلے جائز نہیں اور آخر وقت باعتبار وجوب کے ایام نحر ہیں۔ اس کے بعد اگر کیا جائے گا تو صحیح ہو جائے گا لیکن دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۳: اگر سعی طواف قدوم کے ساتھ کر چکا ہے تو طواف زیارت میں رمل اور اضطباع نہ کرے اور سعی بھی نہ کرے اور اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ کی ہو تو اس کے اول کے تین پھیروں میں رمل کرے اور نماز طواف پڑھ کر استلام کر کے باب الصفا سے نکلے اور سعی کرے اور اضطباع طواف زیارت میں اگر کپڑے سلے ہوئے پہن لے تو نہیں ہوتا ورنہ ہوتا ہے،[1] اور اگر طواف قدوم میں سعی کر لی تھی لیکن رمل اور اضطباع کو قصداً یا بھول کر چھوڑ دیا تھا تو بھی رمل او اضطباع نہ کرے۔

مسئلہ۴: اگر کسی نے طواف قدوم جنابت کی حالت میں کیا اور اس میں رمل کیا اور سعی بھی کی تو دوبارہ[2] سعی کرنا واجب[3] ہے اور رمل کا اعادہ سنت ہے اور اگر بے وضو کیا ہو تو سعی کا اعادہ مستحب ہے۔

مسئلہ۵: اگر کسی نے حج کے مہینوں سے پہلے طواف قدوم احرام حج باندھ کر کیا اور سعی بھی کر لی تو طواف قدوم[4] ہو گیا لیکن مکروہ تحریمی ہوا اور سعی دوبارہ کرنی واجب ہے۔

---

[1] کذا فی شرح اللباب [2] طواف زیارت کے بعد (شیر محمد)

[3] اگر اعادہ سعی کا نہ کیا تو دم لازم ہوگا، ہاں! اگر خود طواف قدوم کا طہارت سے اعادہ کر لیا تو پھر سعی کا اعادہ لازم نہ ہوگا اور دم دینا بھی نہ پڑے گا (شیر محمد)

[4] بعض محققین کے نزدیک یہ طواف نفل سے محسوب ہوگا اور بعد اشہر حج اس پر اعادہ طواف قدوم سنت مؤکدہ ہے۔ حیات القلوب، ص:۱۵۸ (شیر محمد)

شرائط طواف زیارت:

طواف زیارت کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں:

۱۔ اسلام ۲۔ عقل

۳۔ تمیز ۴۔ حج کا احرام طواف سے پہلے باندھنا

۵۔ وقوف عرفہ پہلے کرنا۔ ۶۔ طواف کی نیت کرنا۔

۷۔ طواف کز زمانہ اور وقت ہونا۔

۸۔ مکان یعنی مسجد کے اندر بیت اللہ کے چاروں طرف کرنا

۹۔ خود طواف کرنا گو کسی کے اوپر چڑھ کر کرے۔ البتہ جو شخص احرام سے پہلے بیہوش ہو گیا ہو اور طواف کے وقت تک ہوش نہ آیا ہو تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا کر سکتا ہے۔

واجبات:

طواف زیارت میں یہ چیزیں واجب ہیں:

۱۔ پیادہ طواف کرنا بشرطیکہ چلنے پر قادر ہو۔ ۲۔ داہنی طرف سے شروع کرنا۔

۳۔ سات پھیرے پورے کرنا۔

۴۔ حدث سے پاک ہونا (یعنی باوضو ہو اور جنبی نہ ہو)۔

۵۔ ستر عورت۔ ۶۔ ایام نحر میں طواف کرنا۔

مسئلہ ۱: یہ طواف کسی چیز سے فاسد نہیں ہوتا اور فوت بھی نہیں ہوتا یعنی تمام عمر میں ہو سکتا ہے البتہ ایام نحر میں کرنا واجب ہے اس کے بعد دم واجب ہوتا ہے اور یہ طواف لازمی ہے اس کا بدل کچھ نہیں ہو سکتا سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص وقوف عرفہ کے بعد طواف سے پہلے مر جائے اور حج کے پورا کرنے کی وصیت کر جائے کہ میرا حج پورا کرا دینا تو ایک گائے یا اونٹ ذبح کرنا واجب ہوگا۔ اور حج پورا[1] ہو جائے گا اور وقوف مزدلفہ و رمی و سعی کے ترک سے کوئی دم اس پر واجب نہ ہوگا۔

---

[1] یہ اتمام اس وقت واجب ہے جبکہ حج کے واجب ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے سال حج کو آیا ہو۔ اگر پہلے ہی سال حج واجب ہوتے ہی حج کو آیا تو اتمام واجب نہ ہوگا، بسبب نہ پائے جانے وقت کے، اگرچہ وقوف کے بعد =

مسئلہ۲: طواف زیارت کو رمی اور حجامت کے بعد کرنا سنت ہے واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۳: یہ طواف آخر عمر تک چونکہ صحیح ہے اس لئے اگر بدون طواف کئے مرجائے تو وصیت واجب ہوگی اور بلا عذر تاخیر کا گناہ ذمہ رہے گا۔

مسئلہ۴: طواف زیارت کے بعد عورت سے صحبت وغیرہ بھی حلال ہو جاتی ہے اگر کسی نے یہ طواف نہ کیا تو اس کے لئے عورت سے صحبت وغیرہ حلال نہ ہوگی اگرچہ سالہا سال گزر جائیں، طواف کرنے کے بعد حلال ہوگی۔

مسئلہ۵: اگر کوئی حجامت سے پہلے طواف زیارت کرے تو کوئی چیز بھی ممنوعات احرام سے حلال نہ ہوگی، حلال حجامت سے ہوتا ہے طواف سے حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ۶: عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے آفتاب غروب ہونے میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد میں جا کر پورا طواف یا صرف چار پھیرے کر سکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا اگر اتنا وقت نہ ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۷: اگر عورت حیض کی وجہ سے طواف زیارت کے وقت میں نہ کر سکے تو دم واجب نہ ہوگا، پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

مسئلہ۸: عورت جانتی ہے کہ حیض عنقریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ پورا طواف یا چار پھیرے کر سکتی ہے لیکن نہیں کیا اور حیض آ گیا، پھر ایام نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر چار پھیرے نہیں کر سکتی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

طواف زیارت کے بعد منیٰ کو واپسی:

دسویں تاریخ کو طواف زیارت کر کے پھر مکہ مکرمہ سے منیٰ واپس آ جائے اور ظہر کی نماز منیٰ میں آ کر پڑھنا مسنون[۱] ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام میں ہی پڑھنا مسنون ہے۔

=مراہو، بقولہ علیہ السلام: من وقف بعرفة فقد تم حجه ۔ بخلاف اس شخص کے جو حج فرض ہونے کے بعد دوسرے تیسرے سال تاخیر کر کے حج کو آیا ہو اس کو قبل یا بعد وقوف کے مرنے کے وقت وصیت اتمام واجب ہوگی۔ (شیر محمد)

[۱] کذا فی "اللباب" و هو ظاهر الهداية، وقال القاری فی "شرح اللباب": فعلها بمكة اظهر نقلاً و عقلاً. (سعید احمد غفرلہ)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد حرام میں نماز ظہر پڑھنے کو ترجیح دی ہے۔ رات کو منیٰ میں رہنا سنت ہے، منیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ رات کو رہنا مکروہ ہے خواہ مکہ مکرمہ میں رہے یا راستہ میں، اسی طرح اکثر حصہ رات کا کسی دوسری جگہ گزارنا بھی مکروہ ہے لیکن اس سے دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۱: منیٰ میں مسجد خیف میں جماعت سے نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔[۱] اور مسجد کے بیچ میں جو قبہ ہے اس کے محراب میں خاص طور سے نماز پڑھے۔ یہ جگہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی ہے۔

گیارہویں بارہویں تیرہویں کو رمی یعنی کنکریاں مارنا:

مسئلہ۱: رمی کرنا واجب ہے۔ رمی کے چار دن ہیں، دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں، دسویں کو صرف جمرۂ اخریٰ کی رمی ہوتی ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا اور باقی ایام میں تینوں جمرات کی رمی کی جاتی ہے۔

مسئلہ۲: گیارہویں کو زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر تینو جمرات پر سات سات کنکریاں مارے۔ اول[۲] جمرۂ اولیٰ (جو مسجد خیف کے قریب ہے) کی رمی کرے یہ جمرہ چونکہ ذرا اونچائی پر ہے اس لئے جمرہ کے قریب اوپر چڑھ کر پانچ ہاتھ یا زیادہ فاصلہ پر قبلہ رخ اس طرح کھڑا ہو کہ جمرہ کے بالکل بالمقابل نہ ہو بلکہ داہنی جانب جمرہ کا زیادہ حصہ ہو اور بائیں جانب کم۔ اس کے بعد سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر: **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ رَغْماً لِلشَّيْطٰنِ وَرِضَیً لِّلرَّحْمٰنِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّ سَعْيًا مَّشْكُوْرًا** پڑھے۔

اور جمرۂ اولیٰ کی رمی کے بعد ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھا کر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور تسبیح و تکبیر پڑھے اور اپنے اور مؤلف و ناشر نیز سب مسلمانوں کے لئے دعا مانگے۔ رمی کے بعد اتنی دیر ٹھہرے کہ جتنی دیر میں سورۂ بقرہ یا تین پاؤ پارہ یا بیس آیت پڑھی جاتی ہیں۔

اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ یعنی بیچ والے جمرۂ پر آئے اور مثل جمرۂ اولی کے رمی کرے اور ذرا بائیں جانب کو قبلہ رخ کھڑا ہو کر مثل جمرۂ اولیٰ کے تسبیح و تہلیل، تکبیر، دعا وغیرہ کرے۔

---

[۱] بشرطیکہ امام مقیم قصر نہ کرتا ہو اور نہ ہی نمازوں کو جمع کرتا ہو۔

[۲] وبیدا بالجمرۃ الاولیٰ ای وجوباً وھو الاحوط، او سنۃ وعلیہ الاکثر. (شرح اللباب)

اس کے بعد جمرۂ اخریٰ کی رمی کرے اور اس کی رمی کے بعد ٹھہر کر دعا وغیرہ نہ کرے یہ صرف جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد سنت ہے۔ جمرۂ اخریٰ کی رمی سے فارغ ہو کر اپنی قیام گاہ پر واپس آ جائے اور رات کو منیٰ میں رہے۔

پھر بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد اسی طرح جمرات کی رمی کرے اور سب امور مذکورہ کا خیال رکھے۔ اس کے بعد تیرہویں کو بھی زوال کے بعد اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے۔

مسئلہ۳: بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کر کے منیٰ سے مکہ مکرمہ چلا آنا بلا کراہت جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ تیرہویں کو رمی کے بعد آئے۔

مسئلہ۴: جو شخص بارہویں کو رمی کے بعد مکہ مکرمہ آ گیا اس پر تیرہویں کی رمی واجب نہیں رہتی۔

مسئلہ۵: اگر بارہویں تاریخ کو مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو غروب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے۔ غروب کے بعد تیرہویں کو بلا رمی کئے جانا مکروہ ہے، گو تیرہویں کی رمی واجب نہ ہوگی۔ لیکن اگر تیرہویں کی صبح صادق منیٰ میں ہوگئی تو تیرہویں کی رمی واجب ہو جائے گی، اگر بلا رمی کئے آئے گا تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۶: گیارہویں بارہویں کو رمی کا وقت زوال کے وقت سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے رمی جائز نہیں اور زوال سے غروب آفتاب تک مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے۔ اگر گیارہویں کو رمی نہیں کی اور بارہویں کی صبح ہوگئی تو گیارہویں کی رمی فوت ہوگئی اور اس کا وقت نکل گیا۔ اس کو بارہویں کی رمی کے ساتھ قضا کر لے۔ اسی طرح بارہویں کی رمی اگر تیرہویں کی صبح تک نہ کی تو اس کا بھی وقت نکل گیا اور قضا واجب ہوگئی۔

مسئلہ۷: اگر کسی روز کی رمی اس کے وقت معین میں نہ ہو سکی تو قضا واجب ہوگی اور دم بھی واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر بالکل کسی روز بھی رمی نہیں کی تو اور رمی کا وقت نکل گیا تب بھی ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۸: رمی کی قضا کا وقت تیرہویں کے غروب تک ہے۔ غروب کے بعد رمی کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور قضا کا وقت نہیں رہتا، صرف دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ۹: تیرہویں کی رمی کا وقت گو صبح صادق سے غروب تک ہے لیکن زوال سے پہلے

وقت مکروہ ہے اور بعد میں وقت مسنون ہے اور غروب کے بعد اس کا وقت بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ تیرہویں کی رمی کی بھی اس کے بعد قضا نہیں ہو سکتی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۰: اگر کسی نے دسویں یا گیارہویں یا بارہویں کو رمی نہیں کی تو اس روز کے بعد والی رات میں رمی کر سکتا ہے، مثلاً: دسویں کو رمی نہیں کی تو دسویں اور گیارہویں کی درمیانی شب میں رمی جائز ہے کیونکہ ایام حج میں بعد والی رات پہلے دن کی شمار کی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص ان تاریخوں سے پہلی رات میں دن کی رمی کرے گا تو رمی صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۱: تیرہویں کے بعد والی رات تیرہویں کے تابع شمار نہیں کی جاتی۔

مسئلہ ۱۲: گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو تینوں جمرات کی رمی ترتیب وار کرنا مسنون ہے اگر جمرۂ وسطیٰ یا جمرۂ اخریٰ کی رمی پہلے کی اور اول کی بعد میں، تو وسطیٰ اور اخریٰ کی رمی پھر کرے تاکہ ترتیب مسنون کے مطابق ہو جائے۔

مسئلہ ۱۳: رمی میں کنکریاں پے در پے مارنا مسنون ہے تاخیر اور فاصلہ کنکریوں میں مکروہ ہے۔ اسی طرح ایک جمرہ کی رمی کے بعد دوسرے جمرہ کی رمی میں علاوہ دعا کے تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۴: رمی کرنے کے لئے کوئی خاص حالت اور ہیئت شرط نہیں بلکہ جس حالت میں اور جس جگہ کھڑے ہو کر رمی کرے گا صحیح ہو جائے گی، البتہ امور مذکورہ کی رعایت مسنون ہے۔

شرائطِ رمی:

رمی کے صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں:

۱۔ کنکر کا پھینکنا ضروری ہے جمرہ کے اوپر رکھ دینا کافی نہیں، البتہ اس طرح جمرہ پر ڈال دینا گو کافی ہے لیکن بوجہ خلاف سنت ہونے کے مکروہ ہے۔

۲۔ ہاتھ سے رمی کرنا، اگر کمان یا تیر وغیرہ سے رمی کی تو صحیح نہ ہوگی۔

۳۔ کنکری کا جمرہ کے قریب گرنا اگر دور گرے تو رمی نہ ہوگی۔ تین[1] ہاتھ کا فاصلہ دور ہے۔ اور اس سے کم قریب ہے۔

---

[1] و قدر القريب بثلاثة ذراع والبعيد بما فوقها كذا في "اللباب" وفي "الجوهرة" ثلاثة=

۴۔ کنکری کا پھینکنے والے کے فعل سے گرنا، اگر کنکری کسی آدمی کی پشت یا سواری پر جا کر ٹھہر گئی اور دوسرے شخص نے اس کو گرایا، یا آدمی اور جانور کی حرکت سے گر گئی تو رمی نہ ہوگی اور اس کنکری کا اعادہ واجب ہوگا۔ اسی طرح جس شخص کے اوپر کنکری جا پڑی تھی اگر وہ اس کو اٹھا کر رمی کرے یا جمرہ پر رکھ دے تو بھی رمی نہ ہوگی۔ البتہ بلا اس شخص کے حرکت کے کہ جس کی کمر پر کنکری جا کر پڑی ہے خود بخود لڑھک کر جمرہ کے قریب گر پڑے تو رمی ہو جائے گی اور اگر دور گرے تو نہ ہوگی۔ اور اگر شک ہے کہ خود گری یا آدمی کی حرکت یا جانور کی حرکت سے گری تو احتیاطاً اعادہ کر لے۔

۵۔ سات کنکریاں علیحدہ علیحدہ مارنا، اگر ایک سے زیادہ یا ساتوں ایک دفعہ مارے تو ایک شمار ہوگی، اگرچہ علیحدہ علیحدہ گری ہوں اور باقی پوری کرنی ضروری ہوں گی۔

۶۔ خود رمی کرنا، کسی دوسرے سے باوجود قادر ہونے کے بلا عذر رمی کرانی جائز نہیں۔ البتہ اگر مریض کسی دوسرے کو حکم دے یا کوئی مجنوں و بیہوش ہو یا بچہ ہو اور دوسرا شخص اس کی طرف سے رمی کرے تو جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ کنکری اس شخص کے ہاتھ پر رکھ دی جائے اور اس کو وہ خود پھینک دے یا اس کا ساتھی پھینک دے۔ مریض کی طرف سے رمی کے لئے اس کا حکم شرط ہے اور بیہوش وغیرہ کے لئے حکم شرط نہیں۔

مسئلہ ۱: رمی کے بارے میں وہ شخص مریض اور معذور سمجھا جائے گا کہ جو کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف کا اندیشہ ہو۔ اگر سوار ہو کر جمرات تک آ سکتا ہے اور مرض کی زیادتی اور تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے تو اس کو خود رمی کرنی ضروری ہے دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں۔ ہاں اگر سواری یا کوئی شخص اٹھانے والا نہ ہو تو معذور ہے دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے۔

= اذرع بعيد وما دونه قريب وهذا حكاه في "اللباب" قيل: لكن جزم به في "الدر" وذكر في "الفتح" القريب بقدر ذراع و نحوه، ومنهم من لم يقدره اعتماد اعلیٰ القرب والبعد عرفا وما يقال: منه عرفا ليس بقريب ولا بعيد، فالظاهر انه لايجوز: (غنية) قلت: فالاحوط ما جزم به صاحب "الدر" واختاره الشيخ الجنجوهي في "مناسكه." (سعید احمد غفرلہ)

مسئلہ۲: جو شخص دوسرے کی طرف سے رمی کرے اول اس کو اپنی سات کنکریاں پوری کرنی چاہئیں، اس بعد دوسرے کی طرف سے مارے۔ اگر اس طرح رمی کی کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری اور اس کے بعد دوسری دوسرے کی طرف سے تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کو اول تینوں جمرات کی رمی اپنی طرف سے کرے، اس کے بعد تینوں کی رمی دوسرے کی طرف سے کرے۔

مسئلہ۳: اگر معذور کا عذر دوسرے سے رمی کرانے کے بعد رمی کے وقت زائل ہو گیا تو دوبارہ خود رمی کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ۴: معتوہ (کم عقل)، مجنون بچہ اور بیہوش اگر بالکل رمی نہ کریں تو ان پر فدیہ واجب نہیں۔ البتہ اگر مریض رمی نہ کرے گا تو ترک رمی کی جزا واجب ہوگی۔

۷۔ کنکری کا جنس زمین سے ہونا شرط ہے خواہ پتھر ہو یا اور کچھ ہو، جنس زمین کے علاوہ کسی اور چیز سے رمی جائز نہیں۔

مسئلہ۵: پتھر، مٹی کی ڈلی، گارے کی گولی، گیرو، چونا، ہڑتال، سرمہ، پہاڑی نمک، گندھک مردار سنگھ، ریت سے رمی جائز ہے۔ لیکن ریت کی ایک مٹھی ایک کنکر کے قائم مقام شمار ہوگی۔

مسئلہ۶: پتھر سے رمی کرنا افضل ہے۔

مسئلہ۷: سونا، چاندی، لوہا، عنبر، موتی، مونگا، جواہر، لکڑی، مینگنی وغیرہ سے رمی جائز نہیں۔

مسئلہ۸: یاقوت اور فیروزہ سے رمی میں اختلاف ہے، اس لئے احتیاط یہ ہے کہ اس سے رمی نہ کرے۔

۸۔ وقت رمی کا ہونا اور وقت کا بیان پہلے گزر چکا۔

۹۔ اکثر عدد رمی[1] کا کرنا، اگر چار کنکریاں ماریں اور تین چھوڑ دیں تو جزا واجب ہوگی جیسا

---

[1] عده صاحب "اللباب" و "الغنية" من الشرائط، وقال القاری: وفيه ان هذا ركن الرمی لا شرطه، وعد صاحب "الغنية" من الشرائط الحصىٰ مما يكون الرمی به استها نة ايضاً والظاهر انه داخل فی الشرط السابع ای كون الحصى من جنس الارض فلا حاجة الى عده مستقلا و كذا عد فی "اللباب" من الشرائط القضاء فی ايامه ولا حاجة اليه بعد عد الوقت من الشرائط كما نبه عليه القاری. (سعید احمد غفرلہ)

کہ جنایات میں مفصل آئے گا اور اگر چار یا چار سے زیادہ چھوڑ دیں تو دم واجب ہوگا اور یہ سمجھا جائے گا کہ رمی بالکل نہیں کی۔

۱۰۔ ترتیب وار تینوں جمرات کی رمی کرنا یہ بعض کے نزدیک شرط ہے اور اکثر کے نزدیک سنت ہے۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ۱: عورت اور مرد کے لئے رمی کے احکام کے برابر ہیں کوئی فرق نہیں البتہ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے۔

مسئلہ۲: عورت کی طرف سے کسی دوسرے کو نائب بن کر ہجوم کی وجہ سے رمی کرنا جائز نہیں۔ اگر ہجوم کے خوف سے عورت نے رمی نہیں کی تو فدیہ واجب ہوگا۔

مسئلہ۳: اگر عورت دسویں تاریخ کو سورج نکلنے سے پہلے اور گیارہویں، بارہویں کو سورج غروب ہونے کے بعد رات میں ہجوم کے خوف سے رمی کرے تو مکروہ نہیں اسی طرح ضعیف اور کمزور کا حکم ہے۔ ان کے علاوہ اور لوگوں کے لئے مکروہ ہے۔

مسئلہ۴: کنکر رمی کے وقت ستون میں نہ مارے بلکہ نیچے جہاں کنکری اکٹھی ہوتی ہیں وہاں مارے۔ اگر ستون میں لگ کر نیچے گر گئی یا اس کے اطراف پر گر گئی تو رمی ہو جائے گی۔[1]

مسئلہ۵: ہر جمرہ پر سات کنکر سے زیادہ قصداً مارنا مکروہ ہے، شک ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مارے تو حرج نہیں۔

مسئلہ۶: ایک کنکری کو سات بار مارنا جائز ہے مگر ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔

مسئلہ۷: منیٰ کے ایام میں اسباب پہلے مکہ مکرمہ بھیجنا اور خود منیٰ میں رہنا اسی طرح اسباب منیٰ میں چھوڑ کر عرفات کو جانا مکروہ ہے، لیکن اگر اسباب کی طرف سے اطمینان ہو اور مکہ مکرمہ بھیجنے اور منیٰ میں چھوڑنے سے تشویش نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

---

[1] اگر ستون پر ٹھہر گئی اور ٹھہرنے کی جگہ جڑ ستون سے تین ہاتھ کے فاصلے سے کم پر ٹھہری ہے تو جائز ہے اور اگر تین ہاتھ یا زیادہ پر ٹھہری تو ناجائز ہے۔ (شیر محمد)

منیٰ سے مکہ مکرمہ کو روانگی:

رمی سے فارغ ہوکر بارہویں کو یا تیرہویں کو مکہ مکرمہ آئے اور محصب میں تھوڑی سی دیر ٹھہر کر دعا کرے خواہ نیچے اتر کر خواہ سواری کے اوپر ہی سواری کو ٹھہرا کر، یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ اعلیٰ درجہ اور پوری سنت یہ ہے کہ بارہویں یا تیرہویں کو رمی کے بعد ظہر، عصر، مغرب، عشا محصب میں پڑھے اور پھر ذرا سو جائے یا لیٹ جائے اور پھر مکہ مکرمہ میں آئے۔ محصب فنائے مکہ مکرمہ میں ہے جس میں سنگریزے بہت ہیں، قبرستان مکہ مکرمہ کے متصل جو منیٰ کی طرف جاتے ہوئے دو پہاڑ ہیں ان کے درمیان میں ہے اور طول اس کا مکہ مکرمہ کے دروازے سے جبل عبرہ تک ہے اور قبرستان محصب سے خارج ہے اس کو ابطح اور بطحا اور حصبا بھی کہتے ہیں، اب اس میں آبادی بھی ہوگئی ہے آج کل اس کو معابدہ کہتے ہیں:

مسئلہ ا: محصب میں تھوڑی دیر اترنا یا ٹھہرنا سنت ہے اس کا ترک برا ہے۔

تنبیہ: اب حج پورا ہوگیا۔ اگر طواف زیارت پورا کرلیا ہو تو عورت بھی حلال ہوگئی جب تک بھی مکہ معظمہ میں قیام رہے غنیمت اور سعادت سمجھو اور حرم شریف میں نمازوں اور نفل طواف کو خدا کی طرف سے انعام سمجھو، اپنے والدین اور عزیز و اقارب کو نفل طواف کر کے ثواب پہنچاتے رہو۔ پھر جب مکہ مکرمہ سے رخصت کا وقت آئے تو رخصتی طواف کرو۔ جس کا نام ''طوائف صدر'' اور ''طواف وداع'' ہے، ایام تشریق یعنی تہریوں کے بعد عمرہ کرو اپنی طرف سے اور والدین و اقارب کی طرف سے اور جس کی طرف سے چاہو کرو۔ عمرہ کا بھی بہت ثواب ہے۔ جیسا عمرہ کے بیان میں آئے گا۔

اور نماز و روزہ، صدقہ اور اعمال خیر کثرت سے کرو۔ حرم میں ایک قران ختم کرنا بھی مستحب ہے۔ اہل مکہ مکرمہ کو بری نظر سے مت دیکھو۔ ان کے حالات پر بلا فائدہ نکتہ چینی مت کرو۔ ان کی تعظیم کرو اور جہاں تک ہوسکے ان کے ساتھ سلوک کرو۔

طواف[1] وداع

طواف وداع کا طریقہ:

حج سے فارغ ہو کر جب مکہ مکرمہ سے سفر کا ارادہ ہو تو طواف وداع کرے اور اس میں رمل نہ کرے اور اس کے بعد سعی نہ کرے۔

طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر قبلہ رخ کھڑا ہو کر خوب پیٹ بھر کر کئی سانس میں آب زم زم پیئے اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف دیکھے اور زم زم چہرہ، سر اور بدن کو ملے اور اپنے اوپر ڈالے۔ پھر بیت اللہ کی دہلیز کو جو زمین سے ابھری ہوئی ہے بوسہ دے۔ پھر ملتزم کو لپٹے، سینہ اور داہنا رخسار ملتزم کو لگا کر داہنا ہاتھ اوپر کو اٹھا کر بیت اللہ کا پردہ پکڑے جیسا کہ کوئی غلام اور خادم اپنے آقا کا دامن پکڑتا ہے، اگر پردہ تک ہاتھ نہ پہنچے تو دونوں ہاتھ سر کے اوپر کو اٹھا کر دیوار پر سیدھے کھڑے کر کے پھیلا دے۔

غرض جس طرح ہو سکے اس وقت خوب روئے، گڑگڑائے، آہ وزاری کرے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت بنالے اور بیت اللہ کی جدائی پر اظہار افسوس دل سے کرے۔ پھر حجر اسود کا استلام کرے اور اگر سہولت ہو تو الٹے پاؤں[2] باب الوداع سے بیت اللہ کی طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھتا اور روتا ہوا مسجد سے باہر نکلے اور دروازہ پر کھڑا ہو کر دعا مانگے اور یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّةَ اِلٰى بَيْتِكَ الْحَرَامِ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمَقْبُوْلِيْنَ عِنْدَكَ، يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ الْحَرَامِ،

---

[1] اس کو طواف صدر اور طواف واجب اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں۔ طواف وداع اس واسطے کہتے ہی کہ اس طواف کے بعد آفاقی یعنی باہر کا رہنے والا رخصت ہوتا ہے۔

[2] الٹے پاؤں چلنا اور بیت اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دینا رسول اللہ ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں لیکن علما مشائخ نے اس کو بیت اللہ کی تعظیم کی وجہ سے مستحسن سمجھا ہے۔ کذا فی الغنية، ص: ۱۰۳ و شرح اللباب، ص: ۱۳۷ ورده صاحب "المدخل". (سعید احمد غفرلہ)

وَاِنْ جَعَلْتَهٗ اٰخِرَ الْعَهْدِ فَعَوِّضْنِیْ عَنْهُ الْجَنَّةَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ!
وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

تمام پاک، بابرکت وافراور کفایت کرنے والی تعریفیں سب اللہ کے لئے ہیں۔ اے اللہ! مجھ کو (حج سے) واپسی کے بعد پھر بیت اللہ کی جانب بار بار آنے کی توفیق عطا فرما اور اے ذوالجلال والاکرام! مجھے اپنے مقبول بندوں میں سے بنالے۔ اے اللہ! تو بیت اللہ کی اس زیارت کو میرے لئے آخری زیارت نہ بنا اور اگر یہ آخری زیارت ہے تو اے ارحم الراحمین! تو مجھے اس کے عوض جنت عطا فرما اور رحمت کاملہ نازل فرما بہترین مخلوق محمد ﷺ پر اور ان کی تمام آل واصحاب پر۔

حیض اور نفاس والی عورت طواف نہ کرے بلکہ باب الوداع پر کھڑی ہو کر دعا مانگ لے۔

مسائل طواف وداع:

مسئلہ۱: طواف وداع باہر کے رہنے والے حاجی پر واجب ہے خواہ حج افراد کیا ہو یا قران یا تمتع، بشرطیکہ عاقل بالغ ہو معذور نہ ہو۔ اہل حرم، اہل حل، اہل میقات اور حائض، نفسا، مجنون اور نابالغ پر واجب نہیں اور فائت الحج یعنی جس شخص کا حج فوت ہوگیا یا محصر یعنی جو حج سے روک لیا گیا اس پر بھی واجب نہیں اور صرف عمرہ کرنے والے پر بھی واجب نہیں۔

مسئلہ۲: طواف وداع مکی، حلی اور میقاتی کے لئے مستحب ہے۔

مسئلہ۳: جو شخص مکہ مکرمہ یا حوالی مکہ مکرمہ کو مستقل طور سے وطن بنالے تو اس سے یہ طواف ساقط ہو جاتا ہے بشرطیکہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے نیت اقامت دائمی کی کرے، اگر بارہویں کے بعد اقامت کی نیت کی تو یہ طواف ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ۴: اگر نیت اقامت کے بعد مکہ مکرمہ سے سفر کرنے کا ارادہ ہوگیا تو بھی طواف وداع واجب نہ ہوگا۔ جیسے مکہ مکرمہ والا اگر کہیں جائے تو اس پر واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ۵: اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کی لیکن مستقل وطن نہیں بنایا تو طواف وداع ساقط نہ ہوگا، اگرچہ سالہا سال رہے۔

مسئلہ۶: اول وقت طواف وداع کا طواف زیارت کے بعد ہے اگر مکہ مکرمہ سے سفر[1] کا

---

[1] یعنی مکہ مکرمہ کو وطن نہ بنایا ہو اپنے وطن جانے کا ارادہ ہے اگرچہ کتنی مدت کے بعد ہو۔

ارادہ ہے۔ اگر کسی نے سفر کا ارادہ کیا اور اس لئے طواف وداع کرلیا اور اس کے بعد پھر قیام ہوگیا تو طواف وداع ادا ہوگیا۔ اور آخر وقت اس کا معین نہیں جس وقت چاہے کرے، اگر سال بھر مکہ مکرمہ میں قیام کرنے کے بعد کرے گا تب بھی ادا ہوگا قضا نہ ہوگا۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ تمام کاموں سے فارغ ہوکر طواف کرے اور اس کے بعد فوراً سفر شروع کرے۔

مسئلہ ۷: طواف وداع کے بعد اگر کچھ قیام ہوگیا تو پھر چلنے کے وقت دوبارہ طواف وداع مستحب ہے۔

مسئلہ ۸: حائضہ عورت اگر مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہوجائے تو اس کو لوٹ کر طواف وداع کرنا واجب ہے اور اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو تو واجب نہیں لیکن اگر میقات سے گزرنے سے پہلے لوٹ آئے گی تو طواف واجب ہوگا۔

بلا طواف وداع کے میقات سے تجاوز کرنا:

مسئلہ ۱: جو شخص بلا طواف وداع کے مکہ مکرمہ سے چل دیا ہے تو جب تک میقات سے نہ نکلا ہو اس کو مکہ مکرمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے احرام کی ضرورت نہیں، اگر میقات سے نکل گیا تو اب اس کو اختیار ہے کہ دم بھیج دے اور یہ بہتر ہے کہ اس میں مساکین کا نفع ہے اور چاہے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور اول عمرہ کرے اس کے بعد طواف وداع کرے پھر چلا آئے اور اس تاخیر کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں لیکن بلا وجہ ایسا کرنا برا ہے۔ میقات سے نکلنے کے بعد طواف وداع کے لئے مکہ مکرمہ واپس آنے کے لئے عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے بلا احرام آنا منع ہے۔

مسئلہ ۲: تنعیم وغیرہ جانے والے کے لئے طواف وداع واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳: طواف قدوم یا طواف وداع یا طواف زیارت کے لئے اس طرح خاص طور سے نیت کرنا شرط نہیں ہے کہ فلاں طواف کرتا ہوں بلکہ ہر طواف کے وقت میں مطلق طواف کی نیت کافی ہے، مثلاً مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت اگر طواف کیا تو طواف قدوم ادا ہوجائے گا۔ اسی طرح ایام نحر میں طواف کرنے سے طواف زیادہ ادا ہوجائے گا اور چلتے وقت طواف کرنے سے طواف وداع ادا ہوجائے گا، گو طواف وداع کی نیت نہ کی ہو۔ چلتے وقت طواف کرنا افضل ہے۔ طواف زیارت کے بعد اگر نفل طواف کرچکا ہے تو وہ بھی طواف وداع کے قائم مقائم ہوجائے گا۔

حج کرنے کا طریقہ

یہاں تک بفضلہٖ تعالیٰ افعال حج کا مفصل بیان ترتیب وار شروع سے آخر تک ہو چکا۔ حاجی کو چاہئے کہ وہ شروع سے آخر تک ان تمام احکام کو کئی مرتبہ غور سے مطالعہ کرے اور جس چیز کا وقت ہو اس وقت خاص طور سے اس کے بیان کو بھی اچھی طرح دیکھ لے، شروع میں بیان ہو چکا ہے کہ حج تین طرح کیا جاتا ہے۔ افراد، قران، تمتع، احکام مذکورہ اکثر تینوں قسم میں مشترک ہیں اور جو احکام کسی قسم کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو اس کے مقام پر ذکر کر دیا گیا ہے اور آئندہ بھی مختصر طور سے انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

اب مختصر طریق سے تینوں قسم کے حج کرنے کی کیفیت اور طریقہ بیان کیا جاتا ہے، جو حقیقت میں احکام سابقہ کا خلاصہ ہے۔

اِفراد یعنی صرف حج کرنے کا مختصر اور مسنون طریقہ:

افراد کے معنی اکیلا کرنا اور اصطلاح میں صرف حج کرنا، اس کے ساتھ عمرہ، قران یا تمتع کی نیت نہ کرنا۔ جو شخص صرف حج کرنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ میقات پر پہنچ کر حجامت بنوائے، زیر ناف کے بال دور کرے، بیوی اگر ساتھ ہو اور کوئی مانع نہ ہو تو اس کے ساتھ صحبت بھی کرے، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرے اور غسل نہ کر سکے تو وضو کرلے۔ یہ غسل صرف صفائی کے لئے ہے اس لئے حیض و نفاس والی عورت اور بچہ کے لئے بھی مسنون ہے۔ اسی لئے اس کے بجائے تیمّم مشروع نہیں۔ غسل کے بعد سلے ہوئے کپڑے بدن سے نکال دے، ایک تہبند باندھ لے اور ایک چادر اوڑھ لے۔ اگر دو کپڑے نہ ہوں تو ایک بھی کافی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ دونوں کپڑے سفید نئے یا دھلے ہوئے ہوں۔ چادر یا لنگی اگر بیچ میں سے سلی ہوئی ہو تو مضائقہ نہیں، البتہ مستحب یہ ہے کہ بالکل سلائی نہ ہو، اس کے بعد بدن اور کپڑوں کو خوشبو لگائے۔ مرد کے لئے بے رنگ کی خوشبو افضل ہے اور عورت کے لئے رنگ دار، لیکن کپڑوں میں ایسی خوشبو نہ لگائے جس کا جسم خوشبو لگانے کے بعد باقی رہے۔ پھر دو رکعت نماز نفل پڑھے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔ فرض نماز کے بعد اگر احرام کی نیت کرلے تو بھی کافی ہے۔ احرام کی نماز میں اول رکعت میں

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور دوسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾ پڑھے اور یہ نماز سر ڈھانک کر بلا اضطباع کے پڑھے۔ سلام کے بعد قبلہ رو بیٹھ کر سر کھول کر احرام کی نیت دل سے کرے۔ کھڑے ہو کر یا سواری میں بیٹھ کر بھی جائز ہے اور زبان سے یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ.

اے اللہ! میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان کیجیے اور قبول فرمائیے۔

اس کے بعد تلبیہ یعنی:

لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ

تین دفعہ پڑھنا مستحب ہے، مرد بلند آواز سے پڑھے اور عورت آہستہ۔ بس! احرام بندھ گیا، اب کثرت سے تلبیہ پڑھتا رہے، بالخصوص حالات بدلنے کے وقت مثلاً: سوار ہوتے ہوئے، سواری سے اترتے ہوئے، اونچی جگہ چڑھتے ہوئے، نیچے میں اترتے ہوئے، صبح کے وقت، رات کو جب آنکھ کھلے، کسی سے ملاقات کے وقت، ہر نماز کے بعد۔ احرام باندھنے کے بعد ممنوعات احرام اور واجبات و مستحبات کا خیال رکھے۔ اس کے بعد کوئی خاص فعل حرم میں داخل ہونے تک نہیں کرنا ہوگا۔ جب حد حرم میں داخل ہو (جو جدہ کی طرف جانے والے کے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر شروع ہوتی ہے اور وہاں دو سفید منارے بنے ہوئے ہیں) تو سواری سے اتر کر ننگے پاؤں چلے۔[1]

اگر زیادہ نہ چل سکے تو تھوڑی دور چلے اور نہایت خشوع و خضوع سے حرم میں داخل ہو اور تلبیہ، تکبیر، تہلیل کثرت سے کرے، جب مکہ مکرمہ کے قریب آجائے تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور قبرستان مکہ مکرمہ باب المعلیٰ کی طرف سے داخل ہو اور یہ پڑھے:

---

[1] اس وقت چونکہ لوگ عام طور سے موٹر سے مکہ مکرمہ جاتے ہیں اور موٹر والے ہر جگہ موٹر نہیں روکتے اس لئے اگر موٹر نہ رکے تو حاجیوں کو پریشان نہ ہونا چاہئے۔ داخلہ بھی موٹروں کا باب المعلیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا، غسل وغیرہ جدہ سے ہی کرلیا جائے راستہ میں دقت ہوتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِيْ بِهَا حَلَالًا.

اور مدعیٰ پر دعا مانگے، پھر اگر سامان کی طرف سے اطمینان ہو تو سیدھا مسجد حرام میں جائے ورنہ سامان کا انتظام کر کے مسجد حرام میں جائے اور مسجد میں باب السلام سے داخل ہو۔ اول داہنا پاؤں رکھے اور نہایت عاجزی سے داخل ہو اور لبیک پڑھ کر اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھے۔ اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہے اور دعا مانگے۔ اس وقت یہ دعا مسنون ہے۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّ تَعْظِيْمًا وَّ بِرًّا.

تلبیہ پڑھتے ہوئے حجر اسود کی طرف آئے اور طواف قدوم کرے بشرطیکہ نماز فرض یا جماعت یا وتر یا سنت مؤکدہ کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو، اگر خوف ہو تو پہلے اسے ادا کرلے۔ طواف کے لئے حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ داہنا مونڈھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل ہو اور سارا حجر اسود دائیں طرف رہے، پھر طواف کی نیت کرے۔ نیت کرنا فرض ہے اور بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ.

اس کے داہنی طرف ذرا سا چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے، پھر حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پھر ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود کا استلام کرے یعنی بوسہ دے اور دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھے اور اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھ کر نرمی سے بوسہ دے، چٹاخ نہ بھرے اور بعض کے نزدیک حجر اسود پر تین مرتبہ سر رکھنا مستحب ہے۔ اگر ہجوم کی وجہ سے بوسہ نہ دے سکے تو چھوڑ دے لوگوں کو تکلیف نہ دے۔ صرف دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر ہاتھوں کو بوسہ دے، اگر ہاتھ بھی نہ رکھ سکے تو کسی لکڑی سے حجر اسود کو چھو کر اس لکڑی کو بوسہ دے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھ

کانوں تک اٹھا کر حجر اسود کی طرف اس طرح کرے کہ ہاتھوں کی پشت چہرے کی طرف ہو اور یہ خیال کرے کہ ہاتھ حجر اسود پر رکھے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ والْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلاَةُ عَلٰى سَيِّدِنَا المصطفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پھر ہاتھوں کو بوسہ دے، اگر اس طواف کے بعد سعی کرنے کا بھی ارادہ ہو تو طواف شروع کرنے سے ذرا پہلے پہلے اضطباع کرے یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے اور اول کے تین پھیروں میں رمل بھی کرے، یعنی ذرا اکڑ کر مونڈھے ہلاتے ہوئے اور قریب قریب قدم رکھتے ہوئے پہلوانوں کی طرح ذرا جلدی جلدی چلے اور اگر اس کے بعد سعی کا ارادہ نہ ہو تو رمل اور اضطباع نہ کرے، طواف شروع کرنے کے بعد تلبیہ نہ پڑھے اور حجر اسود کے استلام کے بعد بیت اللہ کے دروازہ کی طرف یعنی اپنے داہنی جانب کو چلے اور طواف میں حطیم کو شامل کرے، جب رکن یمانی (یعنی بیت اللہ کا مغربی جنوبی کونہ) پر پہنچے تو اس کو صرف دونوں ہاتھ یا داہنا ہاتھ لگائے، بوسہ نہ دے اور ہجوم کے وقت یہاں اشارہ بھی نہ کرے۔ پھر جب حجر اسود تک پہنچ گیا تو ایک چکر پورا ہو گیا، اسی طرح سات چکر پورے کرے۔ ساتویں چکر کے ختم پر آٹھویں مرتبہ حجر اسود کو بوسہ دے بس طواف پورا ہو گیا، پھر مقام ابراہیم (جو بیت اللہ کے مشرق کی جانب مطاف کے کنارے پر ہے) کی طرف ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (بقرہ: ۱۲۵) پڑھتا ہوا چلے اور مقام ابراہیم کو بیت اللہ اور اپنے بیچ میں لے کر دو رکعت پڑھے۔ پہلی رکعت میں "سورۂ کافرون" دوسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد﴾ ﴿اَلْحَمْدُ﴾ کے بعد پڑھے اور اگر وہاں جگہ نہ مل سکے تو بیت اللہ کے اندر یا حطیم میں یا اور جس جگہ ممکن ہو پڑھے۔

نماز طواف کے بعد ملتزم کے پاس آئے اور اس سے لپٹ جائے اور داہنا رخسار کبھی بایاں رخسار اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر خشوع وخضوع سے دعا کرے، پھر چاہ زمزم پر آئے اور قبلہ رخ کھڑے ہو کر خوب سیر ہو کر تین سانس میں آب زم زم پیے اور اپنے اوپر بھی ڈالے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَعَمَلًا صَالِحًا وَ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ.

مفرد کے لئے سعی طواف زیارت کے بعد افضل ہے لیکن اگر سعی کرنے کا ارادہ بھی ہو تو زم زم پینے کے بعد حجر اسود کا استلام کر کے باب الصفا سے نکلے اور پہلے بایاں قدم باہر نکالے اور پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ.

اور صفا کے قریب یہ پڑھے:

أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ، إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ.

اور صفا پر ایک تہائی چڑھائی چڑھے زیادہ اوپر نہ چڑھے، قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے جیسے دعا کے لئے اٹھاتے ہیں اور تکبیر، تہلیل، حمد تین تین مرتبہ پڑھے اور جو دعائیں سعی کے بیان میں گزریں وہ پڑھے۔ اور اگر وہ یاد نہ ہوں تو خود اپنی زبان میں دعا مانگے۔ اور بہت دیر تک ٹھیر کر یہاں دعا کرے، پھر صفا سے اتر کر مروہ کی طرف اطمینان سے چلے اور جب سبز میل (جو مسجد کی دیوار میں لگا ہوا ہے) چھ ہاتھ رہ جائے تو وہاں سے دوسرے سبز میل) تک دوڑ کر چلے لیکن بہت تیز نہ دوڑے اور صفا مروہ کے درمیان یہ دعا پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ الْأَعَزُّ الْكَرَمُ.

اے اللہ بخش دیجیے اور رحم فرمایئے۔ آپ ہی سب سے زیادہ عزت والے اور سب سے بزرگ ہیں

پھر دوسرے میل سے نکل کر اپنی رفتار سے چلے اور مروہ پر کشادہ جگہ تک چڑھ کر تھوڑا سا داہنی طرف کو مائل ہو جائے تا کہ رو بقبلہ ہو جائے اور یہاں بھی ہاتھ اٹھا کر دعا وغیرہ دیر تک اسی طرح کرے جس طرح صفا پر کی تھی۔ صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہو گیا اور مروہ سے صفا تک دوسرا پھیرا ہو جائے گا، اسی طرح سات پھیرے پورے کرے۔ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم کرے اور ہر شوط میں جو دعا تسبیح یاد ہو اور جس میں جی لگے پڑھے۔ سعی کے بعد دو رکعت نفل مطاف کے کنارے پر آ کر پڑھے۔

مفرد جب طواف قدوم اور سعی کر لے تو احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور نفل طواف جس قدر چاہے کرتا رہے اور ممنوعات احرام سے بچتا رہے۔ عمرہ نہ کرے، ساتویں ذی الحجہ کو امام خطبہ پڑھے تو اس کو سنے اور آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد ایسے وقت منیٰ

میں پہنچ جائے کہ ظہر کی نماز مستحب وقت میں وہاں پڑھ سکے۔ رات کو منیٰ میں رہے اور پانچ نمازیں ظہر سے فجر تک وہیں پڑھے۔

نویں تاریخ کی صبح کو نماز فجر کے بعد جب دھوپ پھیل جائے تو عرفات کو ضب کی راہ سے تلبیہ تکبیر کہتے ہوئے چلے، جب جبل رحمت (عرفات میں ایک پہاڑ ہے) پر نظر پڑے تو دعا مانگے، تکبیر، تہلیل، استغفار پڑھے۔

مسجد نمرہ[1] (جو عرفات کے کنارے پر مکہ مکرمہ کی طرف ہے) کے قریب ٹھہرے اور کھانے پینے سے فارغ ہو کر زوال سے پہلے غسل کرے، اس کے بعد مسجد نمرہ میں جا بیٹھے اور امام کا خطبہ سنے اور ظہر وعصر دونوں اکٹھی ظہر کے وقت میں پڑھے، لیکن ان کے اکٹھے پڑھنے کی کچھ شرائط ہیں جو پہلے بیان ہو چکی ہیں ان کو دیکھو۔

نماز سے فارغ ہو کر فوراً عرفات میں اپنے ٹھہرنے کی جگہ جائے، اگر جبل رحمت کے قریب جہاں سیاہ پتھر کا فرش ہے جگہ ملے تو وہاں ٹھہرے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے ٹھہرنے[2] کی جگہ ہے۔ ورنہ جہاں ہو ٹھہر جائے، جبل رحمت کا جس قدر قرب ہو بہتر ہے، جبل رحمت کے اوپر نہ چڑھے، اپنے موقف میں قبلہ رخ کھڑے رہنا بہتر ہے، ورنہ لیٹنا بیٹھنا بھی جائز ہے۔ جب امام خطبہ پڑھے تو اس کو خشوع کے ساتھ سنے اور جو دعائیں یاد ہیں ان کو موقف میں شام تک پڑھتا رہے۔ سیر تماشے میں نہ لگے، تھوڑی تھوڑی دیر میں ''لَبَّیْکَ'' پڑھتا رہے اور توبہ واستغفار کثرت سے کرے۔

عرفہ کے روز روزہ رکھنا حجاج کو جائز ہے مگر نہ رکھنا افضل ہے، بہتر یہ ہے کہ روزہ بھی نہ رکھے اور زیادہ کھائے پیئے بھی نہیں۔

جب آفتاب غروب ہو جائے تو ''لَبَّیْکَ'' اور دعا پڑھتا ہوا امام کے ساتھ یا تنہا جیسا موقع ہو، مزدلفہ کو اس راستہ سے چلے جو دو پہاڑوں کے بیچ میں ہے اور سکون ووقار سے چلے۔ عرفات سے سورج غروب ہونے سے پہلے نکلنا جائز نہیں، اگر پہلے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا، اگر راستہ کشادہ ہو اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو ذرا تیز چلے ورنہ آہستہ چلے، کسی کو تکلیف نہ

---

[1] آج کل ہجوم کی وجہ سے اپنے خیمہ ہی میں قیام کرے اور ظہر کے وقت ظہر کی نماز، عصر کے وقت عصر کی نماز پڑھے۔

[2] اس کو مسجد صخرہ کہتے ہیں، اس پر چھوٹا سا احاطہ بھی دیوار کا لگا ہوا ہے۔ (شیر محمد)

دے، جب مزدلفہ آجائے تو غسل یا وضو کرے اور مسجد مشعر حرام کے قریب راستہ سے داہنی طرف اترنا افضل ہے، راستہ میں نہ ٹھہرے۔ وادیٔ محسر کے علاوہ مزدلفہ میں جس جگہ چاہے ٹھہرے، وادیٔ محسر میں ٹھہرنا جائز نہیں، اسباب اتارنے سے پہلے مغرب اور عشا ایک اذان اور ایک تکبیر سے عشا کے وقت میں پڑھے، بیچ میں سنت نفل کچھ نہ پڑھے بلکہ بعد میں پڑھے۔ ان دونوں نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کی شرائط بھی پہلے گزر چکی ہیں نکال کر دیکھ لینی چاہئیں۔ عرفات یا راستہ میں مغرب وعشا پڑھنا جائز نہیں، اگر کوئی پڑھ لے گا تو لوٹانا واجب ہوگا، اگر عشا سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائے تو جب تک عشا کا وقت نہ ہو جائے اس وقت تک مغرب کی نماز بھی نہ پڑھے۔

مزدلفہ میں شب کو جس قدر ہو سکے عبادت کرے، یہ شب شب قدر سے بھی افضل ہے۔

جب صبح صادق ہو جائے تو اندھیرے میں اول وقت فجر کی نماز امام کے ساتھ یا تنہا جیسا موقع ہو پڑھ کر مشعر حرام کے پاس قبلہ رو ہو کر لبیک یا تسبیح اور تہلیل پڑھتا رہے اور دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر دعا میں مشغول رہے، جب سورج نکلنے میں بقدر دو رکعت کے وقت باقی رہ جائے تو منیٰ کو چل دے جب وادیٔ محسر میں پہنچے تو اس سے دوڑ کر نکل جائے۔ اور مزدلفہ سے چلتے وقت ستر کنکریاں چنے کی برابر اٹھا لے، راستہ یا اور کسی جگہ سے اٹھانا بھی درست ہے، جمرات کے پاس سے نہ اٹھائے۔ جب منیٰ میں آئے تو بیچ کے راستہ جمرۃ الاخریٰ کے پاس آکر نشیب میں پانچ ہاتھ یا اس سے زائد فاصلے پر اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ داہنی جانب اور مکہ مکرمہ بائیں جانب، انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے کنکر پکڑ کر مارے اور تلبیہ پہلی کنکری پر موقوف کر دے اور ہر کنکر پر بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ رَغْماً لِلشَّيْطٰنِ وَرِضىً لِلرَّحْمٰنِ، پڑھے۔

کنکریاں پھینکتے وقت ہاتھ اونچا اٹھائے کہ بغل کھل جائے، رمی سے فارغ ہو کر وہاں نہ ٹھہرے اپنی جگہ پر آجائے۔

دسویں کا رمی کا وقت صبح صادق سے گیارہویں کی صبح صادق سے پہلے تک ہے، مگر طلوع آفتاب سے زوال تک وقت مسنون ہے اس کے بعد سے غروب آفتاب تک وقت مباح ہے۔ اور غروب سے صبح صادق تک مکروہ ہے۔[1]

رمی سے فارغ ہو کر قربانی کرے اور ذبح کرنا جانتا ہو تو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اپنی

---

[1] مگر ہجوم کی وجہ سے مستورات، مریض، کمزور مرد جو ہجوم کی وجہ سے گھبراتے ہوں ان کے لئے مکروہ نہیں۔

قربانی کا گوشت کھانا چونکہ مستحب ہے اس لئے ہو سکے تو تھوڑا سا گوشت یا جس قدر ضرورت ہو لے لے اگر ممکن ہو، باقی صدقہ کر دے۔

مفرد کے لئے حج کے شکریہ میں قربانی مستحب ہے واجب نہیں، قربانی سے فارغ ہو کر قبلہ رخ بیٹھ کر سر منڈائے یا کتروائے، لیکن منڈانا افضل ہے اور داہنی جانب سے شروع کرائے اور حجامت کے شروع میں اور بعد میں تکبیر کہے، عورت کو بال منڈانا چونکہ ناجائز ہے اس لئے ساری چوٹی پکڑ کر ایک انگلی کے ایک پور کے برابر ترشوالے یا خود تراش دے، نامحرم سے نہ کٹوائے۔ مرد بال منڈانے یا کتروانے کے بعد مونچھیں کتروائے اور بغل کے بال صاف کرائے، سر کے بال کٹانے یا منڈانے سے پہلے ان چیزوں کو کٹانا درست نہیں، حجامت کے بعد ناخن وغیرہ کو دفن کرنا افضل ہے، حجامت کے بعد جو چیزیں احرام کی وجہ سے منع تھیں وہ سب حلال ہوگئیں، صرف عورت حلال نہیں ہوئی، یعنی اس سے صحبت اور بوس و کنار کرنا حلال نہیں ہوا۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ آ کر طواف زیارت کرنا چاہئے، دسویں ذی الحجہ کو طواف زیارت کرنا افضل ہے ورنہ بارہویں کے سورج کے غروب ہونے تک اس طرح طواف کا وقت ہے، اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی ہے تو اس طواف میں رمل بھی کرے اور اگر کپڑے احرام کے اتار کر سلے ہوئے پہن لئے ہیں تو اضطباع نہ کرے، ورنہ اضطباع بھی کرے۔

طواف زیارت کے بعد نماز طواف پڑھ کر حجر اسود کا استلام کر کے باب الصفا سے نکل کر سعی کرے اور اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی کر چکا ہے تو اس طواف میں رمل و اضطباع کچھ نہ کرے اور سعی بھی نہ کرے بلکہ طواف کے بعد منیٰ واپس آ جائے اور رات کو منیٰ میں قیام کرے، طواف زیارت کے بعد عورت سے صحبت وغیرہ حلال ہوگئی۔

گیارہویں تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے، سنت یہ ہے کہ پہلے جمرہ اولیٰ کی (جو مسجد خیف کے قریب ہے) رمی کرے، پھر جمرہ وسطیٰ یعنی بیچ والے کی پھر جمرہ اخریٰ یعنی تیسرے کی رمی کرے۔ جمرہ اولیٰ کی رمی کر کے ذرا آگے بڑھ کر زمین میں قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور اتنی دیر تک دعا، تسبیح، تہلیل اور استغفار وغیرہ میں بکثرت مشغول رہے جتنی دیر تین پاؤ پارہ پڑھنے میں لگتی ہے، اگر اتنا نہ ہو سکے تو بقدر بیس آیات کے دعا وغیرہ کرے۔ اسی طرح جمرۂ وسطیٰ کی رمی کے بعد بھی دعا کرے اور جمرۂ اخریٰ کی رمی کے بعد دعا نہ کرے بلکہ رمی

کر کے فوراً اپنے ٹھکانے پر چلا آئے، پھر بارہویں تاریخ کو بھی زوال کے بعد اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کرے۔ بارہویں کی رمی کر کے مکہ مکرمہ جاسکتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ تیرہویں کو زوال کے بعد رمی کر کے مکہ مکرمہ آئے۔

جب منیٰ سے بارہویں یا تیرہویں کو مکہ مکرمہ آئے تو نہایت عاجزی سے مکہ مکرمہ کی طرف چلے اور وادیٔ محصب میں جو منیٰ کے راستہ میں مکہ مکرمہ کے قریب ہے ظہر، عصر، مغرب، عشا پڑھے، پھر ذرا لیٹ جائے اس کے بعد مکہ مکرمہ آئے، اگر اتنی دیر نہ ٹھہر سکے تو تھوڑی ہی دیر وہاں ٹھہر جائے، خواہ نیچے اتر کر یا سواری پر بشرطیکہ سہولت ہو۔

بس اب حج ہو چکا جب تک جی چاہے مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور خوب طواف اور عمرہ کرے مگر عمرہ تیرہویں کے بعد کرے۔ (۹/ سے ۱۳/ ذی الحجہ تک عمرہ کرنا منع ہے)

جب مکہ سے روانگی کا ارادہ ہو تو طواف وداع (رخصتی کا طواف) کرے، یہ طوف واجب ہے، اگر بلا کئے چلا جائے گا تو میقات سے نکلنے سے پہلے پہلے لوٹ کر آنا واجب ہوگا اور میقات سے نکل جانے کے بعد اختیار ہے کہ دم دیدے یا احرام باندھ کر اول عمرہ کرے اس کے بعد طوف وداع کرے، لیکن طواف زیارت کے بعد اگر کسی نے کوئی نفل طواف کرلیا تو اس کا طواف وداع ہوگیا گو نیت نہ ہو، لیکن افضل یہ ہے کہ عین چلنے کے وقت کرے، پھر طواف وداع کے دوگانہ طواف مقام ابراہیم کے پاس پڑھ کر چاہ زم زم پر آئے اور قبلہ رخ کھڑا ہو کر پانی پیٹ بھر کر تین سانس میں پیئے اور ہر سانس میں بیت اللہ کی طرف نظر کرے اور پیتے وقت یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور آخری دفعہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَعَمَلًا صَالِحًا وَ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ.

اور باقی پانی سر اور چہرہ اور بدن پر ڈالے، پھر ملتزم پر آئے اور اپنا سینہ اور داہنا گال دیوار کعبہ پر رکھے اور داہنا ہاتھ دروازہ کی چوکھٹ کی طرف اٹھائے اور جس طرح غلام اپنے آقا کا دامن پکڑ کر اپنی خطائیں بخشواتا ہے اس طرح کعبہ کا پردہ پکڑ کر روتے ہوئے استغفار، تسبیح تہلیل،

دعا ودرود میں دیر تک مشغول رہے، اگر رونا نہ آئے تو رونے والے کی صورت بنائے، پھر چوکھٹ کو بوسہ دے اور یہ دعا مانگے، پھر حجر اسود کا استلام کر کے کعبہ کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہوا اور اس کی جدائی پر افسوس کرتا ہوا الٹے پاؤں باب وداع سے نکلے اور مساکین کو صدقہ دے اور دعا مانگے۔ حیض نفاس والی عورت اگر اس وقت پاک نہ ہو تو اس سے طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے، اس کو چاہئے کہ باب الوداع پر مسجد سے باہر کھڑی ہو کر دعا مانگ لے مسجد میں نہ جائے۔

عمرہ

عمرہ کے معنی لغت[1] میں مطلق زیارت کے ہیں اور اصطلاح میں میقات یا حل سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کرنے کے ہیں، عمرہ کو حج اصغر بھی کہتے ہیں، عمرہ تمام عمرہ میں ایک مرتبہ بشرط استطاعت وقدرت سنت موکدہ[2] ہے۔

عمرہ کرنے کا طریقہ:

عمرہ کے لئے میقات سے مثل احرام حج کے عمرہ کا احرام باندھے اور احرام کے محرمات و مکروہات سے بچے اور مکہ مکرمہ میں ان آداب کو ملحوظ رکھ کر داخل ہو جو پہلے گزر چکے ہیں اور مسجد حرام میں باب السلام سے داخل ہو اور بعض نے کہا ہے کہ باب العمرہ سے داخل ہو۔

اور پھر رمل واضطباع کے ساتھ طواف کرے اور جب اول استلام حجر اسود کا کرے، تلبیہ موقوف کر دے اور طواف کے بعد دوگانہ طواف پڑھ کر حجر اسود کا استلام کر کے باب الصفا سے نکل

---

[1] العمرة الزيارة (قاموس). وقال الطحاوی نقلاً عن العرب: العمرة اسم من الاعتمار، وهی لغة: القصد الی مکان عامر:

[2] هذا ما اختاره صاحب "اللباب" و "الغنية" و "الزبدة" وغيرهم، وقال القاری فی "الشرح" علی قوله: العمرة سنة موکدة ای علی المختار، وقيل: هی واجبة، قال المحبوبی وصححه قاضی خان وبه جزم صاحب "البدائع" حيث قال: انها واجبة کصدقة الفطر والاضحية والوتر، ومنهم من قال: اطلق اسم السنة وهو لا ينافی الوجوب، و عن بعض اصحابنا انها فرض کفاية، منهم محمد بن الفضل من مشايخ بخاری. (سعيد احمد)

کر مثل حج کے سعی کرے اور سعی ختم کر کے مروہ پر حجامت بنوا کر حلال ہو جائے اور سعی کے بعد دو رکعت مطاف کے کنارے پر پڑھے بس عمرہ ہو گیا۔

عمرہ اور حج میں کیا فرق ہے؟

مسئلہ ۱: عمرہ[1] کے شرائط مثل شرائط حج کے ہیں اور اس کے احرام کے احکام بھی مثل احرام حج کے ہیں جو چیزیں وہاں حرام و مکروہ اور مسنون و مباح ہیں وہ یہاں بھی ہیں، البتہ ان امور میں حج اور عمرہ میں فرق ہے:

حج کے لئے ایک خاص وقت معین ہے، عمرہ تمام سال ہو سکتا ہے، صرف پانچ روز یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہ تک مکروہ تحریمی ہے۔ حج فرض ہے، عمرہ فرض نہیں، حج فوت ہو جاتا ہے عمرہ فوت نہیں ہوتا۔ حج میں وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور نمازوں کو اکٹھا پڑھنا اور خطبہ ہے، عمرہ میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔ حج میں طواف قدوم اور طواف وداع ہوتا ہے عمرہ میں دونوں نہیں ہوتے، عمرہ فاسد کرنے سے یا جنابت کی حالت میں کرنے سے بکری ذبح کرنا کافی ہے اور حج میں کافی نہیں۔ عمرہ کی میقات تمام لوگوں کے لئے حل ہے، بخلاف حج کے کہ اہل مکہ مکرمہ کو حج کا احرام حرم سے باندھنا ہوتا ہے، البتہ آفاقی شخص جب باہر سے آئے اور عمرہ کا ارادہ ہو تو اپنی میقات سے احرام باندھ کر آئے۔ عمرہ میں طواف شروع کرنے کے وقت تلبیہ موقوف کیا جاتا ہے اور حج میں جمرۂ اخریٰ کی رمی شروع کرنے کے وقت موقوف کیا جاتا ہے۔

فرائض عمرہ:

عمرہ میں دو فرض ہیں: ایک احرام، دوسرا طواف اور احرام کے لئے تلبیہ اور نیت دونوں فرض ہیں اور طواف کے لئے صرف نیت فرض ہے۔

واجبات عمرہ:

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، سر کے بال منڈانا یا بالوں کو کٹانا۔

---

[1] یعنی سنت یا واجب ہونے کے

مسائل عمرہ

مسئلہ ۱: عمرہ تمام سال میں کرنا جائز ہے۔ صرف پانچ روز یعنی (۹ ذی الحجہ سے ۱۳ تک) میں عمرہ کا احرام باندھنا[۱] مکروہ تحریمی ہے۔

اگر ان ایام میں احرام نہیں باندھنا بلکہ پہلے سے احرام بندھا ہوا تھا تو پھر مکروہ نہیں، مثلاً کوئی شخص پہلے سے احرام باندھ کر آیا اور اس کو حج نہیں ملا اور اس نے ان ایام میں عمرہ کرلیا تو مکروہ نہیں، لیکن اس کے لئے بھی مستحب یہ ہے کہ ان پانچ روز کے بعد عمرہ کرے۔

مسئلہ ۲: اگر کسی شخص نے ان پانچ روز میں عمرہ کا احرام باندھ لیا تو احرام باندھنے کی وجہ سے اس پر عمرہ کرنا لازم ہوگیا، مگر چونکہ ان ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے اس پر عمرہ کا ترک کرنا[۲] واجب ہے، تاکہ گناہ سے بچ جائے اور ان ایام کے گزرنے کے بعد عمرہ کی قضا اور ایک دم واجب ہوگا۔ اور اگر عمرہ ترک نہیں کیا اور ان ہی ایام میں کرلیا تو عمرہ ہوگیا لیکن

---

[۱] فی "الدر المختار": کرهت تحريما يوم عرفة و اربعة بعده ای کره انشاؤها بالاحرام حتى يلزمه، وان رفضها لاوانها فيها بالاحرام السابق، قال الطحطاوی علی قوله: کرهت ای فی حق المحرم للحج وهو اظهر وقال العلامه ابن عابدين فی "رد المختار" وما نقله عن "الشرنبلالية" من تقييده کراهية العمرة فی الايام الخمسة بقوله: ای فی حق المحرم او مريد الحج يقتضی انه لا يکره فی حق غيرهما، ولم ارمن صرح، فليرجع، وقال صاحب "الغنية" ومافی "الشرنبلالية" من تقييد الکراهية بقوله ای فی حق المحرم للحج او مريد الحج وهو الاظهر فليس بظاهر عندنا، وانما هو مذهب مالک والشافعی. وفيها ايضًا: وتصح فی کل النسة ولکن يکره تحريما انشاؤها بالاحرام فی خمسة ايام يوم عرفة و يوم النحر و ايام التشريق للنهی عنها فيها ولان هذه ايام الحج فتعينت له کذا فی "الهداية" "والتبيين" وظاهره. فتعينت له وان لم يحج فيها، وکذا هو ظاهر اطلاق النهی عنها، فشملت الکراهة للحاج وغيره تعظيما الامر الحج، الانه لا ضرورة له الی فعلها فی وقت الحج بجوازها قبله و بعده فی جمع النسة، مختصرا. (سعید احمد غفرلہ)

[۲] یہ جب ہے کہ حج کی کوئی نسک رہ جائے تو اس وقت احرام توڑنا اور بعد میں قضا کرنا اور دم رفض لازم ہوگا=

ایک دم[۱] ارتکاب مکروہ کی وجہ سے واجب ہوگا اور اگر ان ایام میں احرام تو عمرہ کا باندھا مگر عمرہ کے افعال ان ایام میں نہیں کئے، بلکہ ایام تشریق کے بعد کئے تو عمرہ ہو گیا اور دم واجب نہیں ہوگا۔ مگر ایسا کرنا برا ہے کیونکہ احرام کھولنا ایسی صورت میں واجب تھا۔

مسئلہ ۳: رمضان میں عمرہ کرنا مستحب اور افضل ہے، رمضان کا عمرہ ایک حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے عمرہ کا ثواب اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہو۔

مسئلہ ۴: شعبان میں عمرہ شروع کیا اور رمضان میں اس کو پورا کیا، تو اگر اکثر پھیرے طواف کے رمضان میں کئے تو یہ عمرہ رمضانی شمار ہوگا ورنہ شعبانی ہوگا، اسی طرح اگر رمضان میں شروع کیا اور شوال میں ختم کیا تو اکثر پھیرے رمضان میں کئے تو رمضانی ہوگا ورنہ شوالی ہوگا۔

مسئلہ ۵: مکہ مکرمہ سے عمرہ کرنے والوں کے لئے عمرہ کے احرام کی میقات حل ہے، اس لئے حل میں جا کر جس جگہ چاہے احرام باندھے لیکن افضل تنعیم ہے اور اس کے بعد جعرانہ سے احرام باندھنا ہے۔

مسئلہ ۶: کثرت سے عمرہ کرنا مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ ۷: طواف کثرت سے کرنا بمقابلہ عمرہ کرنے کے افضل ہے۔

مسئلہ ۸: آفاقی شخص اگر عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ آئے تو اپنی میقات سے عمرہ کا احرام باندھے۔

فضائل عمرہ

عمرہ کی فضیلت بہت سی احادیث میں بیان کی گئی ہے، ہم صرف تین روایتیں ذکر کرتے ہیں:

۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْد رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ

= اور اگر کوئی نسک حج نہ رہا ہو تو محض ایام تشریق کی وجہ سے رفض کرنا مختلف فیہ ہے، کیونکہ اب اعمال حج کا جامع نہیں ہے اس کی تحقیق ''غنیۃ المناسک'' میں ہے۔ اور اس صورت میں رفض کا طریقہ یہ ہے کہ اگر قبل حلق کے احرام عمرہ باندھا ہے تو حج کے وقت احرام عمرہ کی رفض کی نیت کرے اور بعد حلق کے ادنیٰ محظور احرام مثل خوشبو لگانے یا قلم اظفار سے رفض کرے۔ (شیر محمد) [۱] یہ عبارت طبع دوم میں بڑھائی گئی ہے۔

خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ (رواہ الترمذی وغیرہ)

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ ایک ساتھ کرو کیونکہ وہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں جیسا کہ بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج وعمرہ سے نہ صرف گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ انسان سے ان دونوں کی برکت سے فقر وفاقہ بھی دور ہو جاتا ہے اور ظاہر و باطن دنیا وآخرت کی دولتوں سے حج اور عمرہ کرنے والا مال مال ہو جاتا ہے۔ لیکن اخلاص شرط ہے۔

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عُمْرَةٌ فِيْ رَمْضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً (رواہ الشیخان)

وفی روایة مسلم: حَجَّةً مَعِيْ.

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: رمضان میں عمرہ کا (ثواب) ایک حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہو۔

۳۔ اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ وَإِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ (رواہ ابن ماجہ)

حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتے ہیں تو وہ قبول فرماتے ہیں اور اگر خطا معاف کراتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی خطا معاف کرتے ہیں۔

قران[1] یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ ادا کرنا

قران کے معنی لغت میں دو چیزوں کو ملانے کے ہیں اور اصطلاح میں حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر ایک ساتھ حج اور عمرہ کرنے کو قران کہتے ہیں کیونکہ اس صورت میں حج اور عمرہ دونوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔

---

[1] القران: بکسر القاف: مصدر بمعنی المقارنة، وهو فی اللغة: الجمع بین الشیئین. (شرح لباب)

قِران کا طریقہ

قران کا طریقہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات پر پہنچ کر یا اس سے پہلے غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر احرام کے کپڑے پہن کر دو رکعت نماز سر ڈھانک کر پڑھو۔ سلام کے بعد سر کھولو اور قبلہ رخ بیٹھ کر دل میں حج اور عمرہ دونوں کے احرام کی نیت کرو اور زبان سے کہو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّی. اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ.

پھر دوسری دفعہ لَبَّیْکَ بِحَجَّةٍ وَ عُمْرَةٍ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ الخ پڑھو۔

اور باقی احکام احرام عمرہ کے سب وہی ہیں جو مفرد کے لئے ہیں، ہر چیز کو اس کے بیان میں دیکھ لو۔ جو احکام قران کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو ہم آگے بیان کریں گے۔

جب مکہ مکرمہ پہنچو تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے آداب کا لحاظ رکھو، اس کے بعد مسجد حرام میں مسجد کے آداب کے مطابق باب السلام سے داخل ہوکر اول عمرہ کا طواف مع اضطباع اور رمل کے کرو، طواف سے فارغ ہوکر نماز طواف اور آب زم زم وغیرہ سے فارغ ہوکر حجر اسود کا استلام کر کے باب الصفا سے نکل کر عمرہ کی سعی کرو، سعی کے بعد عمرہ کے افعال پورے ہو گئے، لیکن عمرہ کی سعی کے بعد حجامت نہ بنواؤ، کیونکہ تم نے حج کا احرام بھی باندھا ہے، سعی کے بعد فوراً یا ٹھہر کر، مگر جہاں تک ہو سکے طواف قدوم جلدی کرلو ورنہ وقوف عرفہ سے پہلے پہلے طواف قدوم سے فارغ ہو جاؤ، طواف قدوم کے بعد اگر حج کی سعی بھی کرنی ہو تو اس میں رمل اور اضطباع کرو، ورنہ مت کرو، لیکن طواف قدوم کے بعد قارن کو سعی کرنی افضل ہے۔ اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہ کی تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی۔

عمرہ اور طواف قدوم سے فارغ ہوکر احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام کرو، اس کے بعد آٹھویں تاریخ کو منیٰ جاؤ اور نویں کو عرفات جاؤ۔ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے احکام میں قران اور افراد میں کچھ فرق نہیں اس لئے سب افعال اسی طرح کرو جس طرح مفرد کرتا ہے۔ پھر دسویں کو منیٰ آ کر صرف جمرۂ اخریٰ کی رمی کرو، اس کے بعد قران کے شکریہ میں قربانی کرو، اس کے بعد سر کے بال منڈ واؤ یا کٹواؤ۔ بس حجامت کے بعد تم حلال ہو گئے اور علاوہ عورت سے صحبت و بوس و

کنارہ کے وہ سب چیزیں جو احرام کی وجہ سے منع تھیں جائز ہوگئیں۔

اس کے بعد اگر ۱۰/ ذی الحجہ کو طواف زیارت کر سکتے ہو تو مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرو، دسویں کو کرنا افضل ہے ورنہ ۱۲/ ذی الحجہ کے غروب سے پہلے پہلے کر لینا ضروری ہے اور طواف زیارت کے بعد منیٰ واپس آ کر گیارہ بارہ کو تینوں جمرات کو رمی زوال کے بعد کرو اور اگر تیرہ کو بھی منیٰ میں ٹھہرنا ہو تو پھر تینوں جمرات کے رمی زوال کے بعد کرو اور اگر بارہ کو مکہ جانا چاہو تو جا سکتے ہو، رمی حجامت اور قربانی کے احکام ہر ایک کے بیان میں مفصل لکھے جا چکے ہیں۔

جب منیٰ سے مکہ آؤ تو راستہ میں وادیٔ محصب میں اگر ہو سکے تو ظہر، عصر، مغرب اور عشا پڑھو اور ذرا لیٹ کر مکہ مکرمہ آؤ، ورنہ جس قدر ہو سکے گو ایک لحظہ بھی وہاں ٹھہر جاؤ، یہاں ٹھہرنا سنت ہے، اس کے بعد مثل مفرد کے طواف وداع وغیرہ کرو، بس حج قران ہو گیا۔

شرائطِ قران:

قران شرعی کے لئے پانچ شرطیں ہیں:[1]

۱۔ عمرہ کا پورا طواف یا اکثر (یعنی چار پھیرے) حج کے مہینوں میں کرنا، اگر حج کے مہینوں سے پہلے کر لیا تو قران شرعی نہ ہوگا۔

۲۔ عمرہ کا پورا طواف یا اکثر وقوف عرفہ سے پہلے کرنا، اگر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے وقوف عرفہ کر لیا تو عمرہ چھوٹ گیا، اس کی قضا ایام تشریق کے بعد کرے، اور ایک دم سے اور عمرہ چھوٹ جانے کی وجہ سے قران باطل ہو گیا اور دم قرآن بھی ساقط ہو گیا۔

۳۔ حج کا احرام عمرہ کا پورا طواف یا اکثر طواف کرنے سے پہلے باندھنا، اگر حج کا احرام طواف عمرہ کے اکثر چکر کرنے کے بعد باندھا تو قارن نہ ہوگا متمتع ہو جائے گا، بشرطیکہ اکثر حصہ طواف عمرہ کا حج کے مہینوں میں کر لیا ہو اور اگر حج کے مہینوں سے پہلے کیا ہے،

---

[1] ذکر صاحب "الغنية" هذه الشرائط الخمسة فقط وذكر في "اللباب" بعد هذه الخمسة شرطا سادساً: هو ان يكون الحاج آفاقياً ولو حكماً. وقال القاري: وفيه ان اشتراط الآفاقي انما هو للقران المسنون لا لصحته وقبل الحج والعمرة، ثم ذكر شرطاً سابعاً وهو عدم فوات الحج، وقال القاري: وفي عده شرط صحة القران مسامحة: فلهذا اخترنا ما في "الغنية".

تو متمتع بھی نہ ہوگا، مفرد ہو جائے گا۔

۴۔ عمرہ فاسد کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھنا اگر عمرہ فاسد ہونے کے بعد حج کا احرام باندھا تو قران نہ ہوگا بلکہ افراد ہوگا۔

۵۔ حج اور عمرہ کو جماع اور ردّت (مرتد ہونا) سے فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ کا اکثر طواف کرنے سے پہلے جماع کر کے عمرہ کو فاسد کر دیا، یا وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر کے حج کو فاسد کر دیا تو قران باطل ہو گیا اور دم قران ساقط ہو گیا۔

تنبیہ: قران کے لئے حج اور عمرہ دونوں کا احرام میقات سے باندھنا شرط نہیں بلکہ میقات پر صرف ایک احرام کا باندھنا ضروری[1] ہے، اگر میقات پر عمرہ کا احرام باندھا تھا اور پھر قران کا ارادہ ہو گیا تو عمرہ کے طواف کے چار چکر کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھ کر قران ہو سکتا ہے، اسی طرح اگر میقات پر حج کا احرام باندھا تھا تو پھر قران کا ارادہ ہو گیا تو وقوف عرفہ سے پہلے پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر قارن ہو سکتا ہے، لیکن ایسا کرنا برا ہے، میقات سے دونوں کا احرام باندھنا مسنون ہے۔

مسئلہ ۱: اگر طواف عمرہ کے کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا یا وقوف عرفہ کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو قارن نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲: قارن احرام کے بعد یا عمرہ سے فارغ ہو کر بلا احرام کھولے وطن چلا جائے تو قران باطل نہ ہوگا، قران کے لئے وطن نہ جانا شرط نہیں ہے۔

مسائل قران

مسئلہ ۱: قارن پر جمرۂ اخریٰ کی رمی کے بعد ایک دم (قربانی) قران کے شکریہ میں واجب ہے، اس کو دم قران اور دم شکر کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲: ایک بکری یا بھیڑ یا دنبہ یا ساتواں حصہ گائے یا اونٹ کا قران میں جائز ہے، ساتویں حصہ سے کم جائز نہیں۔

مسئلہ ۳: دم قران کے شرائط مثل اضحیہ (قربانی) کے ہیں۔

[1] ضروری سے مراد واجب ہے کہ بغیر احرام کے تجاوز میقات سے جائز نہیں۔

مسئلہ۴: دم قران سے قارن کو کھانا جائز ہے، اور مستحب یہ ہے کہ مثل قربانی کے ایک تہائی فقرا کو دیدے اور ایک تہائی احباب میں تقسیم کردے اور ایک تہائی خود کام میں لائے، یا جیسا موقع ہو ویسا کرے، اس کا گوشت صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۵: دم قران کی نیت کرنا ضروری ہے تاکہ دم جنایت سے ممتاز ہو جائے، بلا نیت کے دم قران ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ۶: اگر چند آدمی ایک اونٹ یا گائے میں شریک ہوں تو ہر ایک کو قربت اور ثواب کی نیت کرنا ضروری ہے اگرچہ قربات مختلف ہوں، مثلاً: کوئی دم قران کا حصہ لے، کوئی نذر کا، کوئی قربانی کا، کوئی نفل کا۔ اگر کسی شریک نے محض گوشت کھانے کو حصہ لیا قربت کی نیت نہیں کی تو کسی کی طرف سے بھی دم ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ۷: دم قران واجب ہونے کے لئے قران کا صحیح ہونا اور جانور یا اس کی قیمت پر قادر ہونا اور حاجی قارن کا عاقل بالغ آزاد ہونا شرط ہے، غلام اور نابالغ پر واجب نہیں، غلام پر اس کے بجائے روزے واجب ہوں گے۔

مسئلہ۸: دم قران صرف ذبح کرنے سے ادا ہو جاتا ہے، اس کا گوشت صدقہ کرنا واجب نہیں۔ اس لئے اگر ذبح کے بعد کسی نے اس کو چرالیا تو اس کے بجائے دوسرا دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۹: دم قران کو حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، حرم کے علاوہ اگر ذبح کیا جائے گا تو ادا نہ ہوگا۔ اسی طرح ایام نحر (یعنی دس ذی الحجہ سے بارہ تک) میں ذبح کرنا واجب ہے، ان ایام سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں، بعد میں جائز ہے، لیکن ترک واجب ہوگا۔

مسئلہ۱۰: ذبح کا اول وقت گو دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے شروع ہو جاتا ہے، مگر وقت مسنون سورج نکلنے کے بعد ہے اور قارن کے لئے رمی اور حجامت کے درمیان ذبح کرنا واجب ہے۔

مسئلہ۱۱: مکہ مکرمہ اور حرم میں جس جگہ چاہے ذبح کرے، لیکن منیٰ میں ذبح کرنا مسنون ہے۔[1]

مسئلہ۱۲: اگر قارن یا متمتع ہدی کے ذبح کرنے سے پہلے مرجائے تو اس پر ذبح کی وصیت

---

[1] منیٰ میں اس وقت مسنون ہے جب کہ ایام نحر میں کرے، اس کے بعد مکہ مکرمہ میں افضل ہے اور سارے حرم میں جائز ہے۔ (شیر محمد)

واجب ہے، اگر وصیت کر جائے تو تہائی مال سے پوری کی جائے، اگر وصیت نہیں کی تو ورثا پر ذبح کرنا واجب نہیں، لیکن اگر ورثا خود اس کی طرف سے ذبح کریں تو جائز ہے تا کہ میت کے ذمہ سے دم ساقط ہو جائے۔

مسئلہ ۱۳: قارن کے لئے رمی، ذبح اور حجامت کو ترتیب وار کرنا واجب ہے، اول رمی کرے پھر ذبح پھر حجامت بنوائے، طواف زیارت میں ترتیب واجب نہیں، اگر ان تینوں سے پہلے یا بعد میں یا بیچ میں کرے تو جائز ہے، مگر سنت یہ ہے کہ حجامت بعد طواف کرے اور مفرد پر ذبح واجب نہیں ہے، لیکن رمی اور حجامت میں اس کے لئے بھی ترتیب واجب ہے۔

مسئلہ ۱۴: دم قران یا تمتع کے قائم مقام عید کی قربانی نہ ہوگی اور عید کی قربانی مقیم پر واجب ہے مسافروں پر واجب نہیں، جو لوگ مکہ مکرمہ میں حج سے پہلے پہنچ کر پندرہ روز قیام کی نیت کر چکے ہوں ان پر عید کی قربانی بھی واجب ہے۔

دم قران اور تمتع کا بدل:

مسئلہ ۱: اگر قارن یا متمتع کے پاس اتنا خرچ نہیں ہے کہ دم خرید کر گھر تک پہنچنے کے لئے بچ رہے اور جانور بھی اس کے پاس نہیں ہے تو اس کے بدلے دس روزے رکھے، تین روزے اس میں سے دسویں ذی الحجہ سے پہلے رکھے، ان کو متفرق طور سے رکھنا جائز ہے، لیکن پے در پے افضل ہے اور ساتویں آٹھویں کو رکھنا بہتر ہے، لیکن اگر اندیشہ ہو کہ روزہ سے ضعف ہو جائے گا اور وقوف عرفہ میں قصور آئے گا تو نویں سے پہلے ہی فارغ ہونا افضل ہے، بلکہ ایسے شخص کے لئے عرفہ کا روزہ مکروہ ہے اور باقی سات روزے ایام تشریق گزرنے کے بعد جہاں چاہے رکھے، خواہ مکہ مکرمہ میں یا اور کسی جگہ، لیکن گھر آ کر رکھنا افضل ہے۔ ان کو بھی متفرقاً رکھ سکتا ہے اور پے در پے لگا تار رکھنا افضل ہے لیکن ایام تشریق میں رکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲: ان تین روزوں کے صحیح ہونے کے لئے پانچ شرطیں ہیں:

۱۔ یہ روزے قارن کو احرام حج و عمرہ کے بعد اور متمتع کو احرام عمرہ کے بعد رکھنا چاہئے۔[1]

---

[1] اگرچہ احرام حج سے پہلے ہوں لیکن دونوں احراموں کے بعد افضل ہے۔ (شیر محمد)

۲۔ یہ روزے حج کے مہینوں میں ہوں۔ ۳۔ دسویں ذی الحجہ سے پہلے ہوں۔

۴۔ ان روزوں کی نیت رات سے ہو۔ ۵۔ ایام نحر تک قربانی سے عاجز رہنا۔

مسئلہ۳: اگر تین روزے اول کے دسویں تک نہ رکھ سکا اور نویں تاریخ گزر گئی تو روزے نہیں رکھ سکتا بلکہ دم متعین ہوگیا، اگر دم کی قدرت اس وقت نہ ہو تو حجامت کرا کے حلال ہو جائے[1] اور دو دم دے، ایک قران کا اور دوسرا ذبح سے پہلے حلال ہونے کا۔

مسئلہ۴: کسی نے دم پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے روزے رکھنے شروع کئے، تو اگر ایام نہر سے پہلے یا ایام نحر میں سر منڈانے سے پہلے دم پر قادر ہوگیا تو روزہ کا حکم باطل ہوگیا، اب روزہ رکھنا کافی نہیں بلکہ ذبح کرنا واجب ہوگیا۔ اور اگر ایام نحر کے بعد یا ایام نحر میں سر منڈوانے کے بعد قادر ہوا تو باقی سات روزے رکھے، ذبح واجب نہیں۔ اسی طرح اگر اول تین روزے رکھے اور حلال نہیں ہوا، یہاں تک کہ ایام نحر گزر گئے اور پھر دم پر قادر ہوگیا تب بھی دم واجب نہ ہوگا، روزے رکھنے کافی ہوں گے۔

مسئلہ۵: اگر[2] باوجود دم پر قادر ہونے کے اول تین روزے رکھے، تو اگر دم یوم نحر (۱۰/ ذی الحجہ) تک باقی رہے تو دم ہی وجب ہوگا اور ذبح کے وقت سے پہلے دم ہلاک ہوگیا تو یہ تین روزے معتبر ہو جائیں گے، سات روزے ایام تشریق بعد اور رکھے۔

مسئلہ۶: سات روزوں کے صحیح ہونے کے لئے رات سے نیت کرنا اور دس روزوں میں سے تین روزوں کا دسویں سے پہلے ہونا شرط ہے۔

مسئلہ۷: اہل مکہ مکرمہ،[3] اہل میقات اور اہل حل کے لئے قران کرنا منع ہے، اسی طرح جو شخص مکہ مکرمہ میں مقیم ہو اس کے لئے قران جائز نہیں۔ ہاں! اگر یہ لوگ حج کے مہینوں سے پہلے میقات سے باہر کہیں جائیں اور پھر واپسی میں قران کریں تو جائز ہے۔

---

[1] اگر ایام نحر کے بعد ذبح کیا تو تیسرا دم ایام نحر سے مؤخر کرنے کا بھی لازم ہوگا۔ (شیر محمد)

[2] كذا في رد المختار، ص: ۳۱۵

[3] مسئلہ: جو حاجی مکہ مکرمہ میں شرعی طریق سے مکیوں کے حکم میں ہو جائیں اور مکہ مکرمہ میں اس پر حج کے مہینے شروع ہو جاویں، ان میں مدینہ منورہ جاویں تو وہاں سے واپسی میں حج کو آتے وقت قران نہ کریں، اکثر حاجی اس میں غلطی کرتے ہیں۔

مسئلہ ۸: قران تمتع اورافراد سے افضل ہے، بشرطیکہ احرام کی طوالت کی وجہ سے ممنوعات احرام کا اندیشہ نہ ہو۔

تمتع یعنی اول عمرہ اور اس کے بعد حج کرنا:

تمتع کے معنیٰ لغت میں نفع اٹھانا اور شرعاً تمتع یہ ہے کہ عمرہ یا اکثر طواف عمرہ کا حج کے مہینوں میں کر کے وطن جانے سے پہلے بغیر احرام کھولے اگر ہدی دم تمتع ساتھ لے گیا ہو یا احرام کھول کر اگر ہدی ساتھ نہ ہو، حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

اس کو تمتع اس واسطے کہتے ہیں کہ تمتع کرنے والا احرام عمرہ اور حج کے درمیان ان چیزوں سے جو احرام کی وجہ سے منع ہیں، فائدہ اٹھا سکتا ہے، بخلاف قارن کے کہ وہ عمرہ سے فارغ ہو کر بھی محرم رہتا ہے، اور ان چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا، تمتع قران سے افضل نہیں لیکن افراد سے افضل ہے۔

تمتع کا طریقہ

تمتع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا جائے، عمرہ سے فارغ ہو کر سر منڈا کر حلال ہو جائے (اگر ہدی تمتع ساتھ نہ ہو) اور حلال ہو کر مکہ مکرمہ میں قیام کرے یا اور کسی جگہ، مگر وطن نہ جائے، جب حج کا وقت آجائے حج کا احرام باندھ کر حج کرے۔ آٹھویں کو منیٰ جائے اور ظہر، عصر، مغرب، عشا، فجر منیٰ میں پڑھے، رات کو وہیں رہے۔ نویں کو سورج نکلنے کے بعد عرفات جائے اور وقوف عرفہ زوال سے غروب تک کرے۔ دسویں کی شب میں مزدلفہ رہے، دسویں کی صبح کو نماز اول وقت پڑھ کر دعا کرتا رہے اور جب بقدر دو رکعت کے سورج نکلنے میں وقت رہ جائے تو مزدلفہ سے منیٰ کو چل دے اور ستر کنکری یہاں سے چن لے اور وادیٔ محسر سے دوڑ کر نکل جائے۔ منیٰ میں آکر جمرۂ اخریٰ کی رمی کرے، پھر دم تمتع ذبح کرے، اس کے بعد سر منڈائے یا کتروائے پھر طواف زیارت کرے اور اول کے تین پھیروں میں رمل کرے اضطباع نہ کرے، طواف کے بعد سعی کرے، پھر ۱۲/ یا ۱۳/ ذی الحجہ تک منیٰ میں قیام کرے اور ہر روز زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے، پھر منیٰ سے واپسی میں اگر ممکن ہو

محصب میں ظہر، عصر، مغرب، عشا پڑھے۔ پھر ذرا لیٹ کر مکہ مکرمہ آئے، اگر اتنا ہو سکے تو تھوڑی دیر ٹھہر جائے پھر مکہ مکرمہ سے چلتے وقت طواف وداع کرے۔ پوری تفصیل ان سب احکام حج کی حج افراد کے بیان میں اور عمرہ کی عمرہ کے بیان میں دیکھو۔

سب آداب وسنن کا لحاظ رکھا جائے اور ہر چیز کا بیان اچھی طرح سے دیکھ لیا جائے۔ اگر متمتع کے ساتھ ہدیٔ تمتع بھی ہو تو عمرہ کرنے کے بعد سر منڈائے، اسی طرح احرام میں رہے، آٹھویں کو حج کا احرام باندھے، یعنی حج کی نیت کرے اور عمرہ کے اور افعال کے بعد کوئی جنایت نہ کرے، ورنہ دم واجب ہوگا۔

شرائط تمتع:

۱۔ تمتع کے لئے آفاقی (میقات سے باہر رہنے والا) ہونا شرط ہے، مکہ مکرمہ میں رہنے والے اور میقات کے اندر رہنے والے کو تمتع جائز نہیں۔

۲۔ پورا عمرہ یا اکثر پھیرے عمرہ کے طواف کے حج کے مہینوں میں کیے ہوں، اگرچہ احرام عمرہ حج کے مہینوں سے پہلے باندھا ہو۔ مثلاً تیسویں رمضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور دو تین پھیرے طواف کے کیے تھے کہ سورج غروب ہو گیا اور باقی پھیرے عمرہ کے طواف کے شوال کی پہلی رات میں کیے تو اس صورت میں تمتع صحیح ہو جائے گا۔ اور اگر چار پھیرے کرنے کے بعد سورج غروب ہوا تو تمتع صحیح نہ ہوگا کیونکہ اکثر طواف کا رمضان میں ہوا حج کے مہینوں میں نہیں ہوا۔

۳۔ حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا سارا طواف یا اکثر کرنا، اگر پورا طواف یا اکثر پھیرے کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھا تو تمتع نہ ہوگا، قران ہو جائے گا۔

۴۔ حج اور عمرہ کو ایک ہی سال میں کرنا، اگر طواف عمرہ حج کے مہینوں میں ایک سال میں کیا اور حج دوسرے سال میں کیا تو تمتع نہ ہوگا، اگرچہ اپنے وطن میں بھی نہ گیا ہو۔

۵۔ حج اور عمرہ دونوں کو ایک سفر میں کرنا، اگر عمرہ حج کے مہینوں میں کرے اور احرام کھول کر وطن چلا گیا اور پھر حج کیا تو تمتع نہ ہوگا اور اگر طواف عمرہ سے پہلے یا طواف عمرہ کے بعد سر منڈوانے سے پہلے وطن چلا گیا اور پھر واپس آ کر حج کیا تو تمتع ہو جائے گا، اسی

طرح اگر سر منڈانے کے بعد حرم سے نکل گیا لیکن میقات سے نہیں نکلا اور واپس آ کر حج کیا تو تمتع ہو جائے گا۔[1]

۶۔ عمرہ کو فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ کو فاسد کر کے عمرہ کے بعد حج کیا تو تمتع نہ ہوگا۔

۷۔ حج کو فاسد نہ کرنا، اگر عمرہ فاسد نہ کیا لیکن حج کو فاسد کر دیا تو تمتع نہ ہوگا۔

۸۔ حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مکہ مکرمہ کو دائمی طور سے مستقل وطن نہ بنانا، اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کے بعد مکہ مکرمہ کو دائمی طور سے رہنے کا ارادہ کر کے وطن بنالیا اور پھر حج کرلیا تو تمتع نہ ہوگا اور عارضی طور سے ایک دو ماہ عمرہ کے بعد قیام کیا اور پھر حج کیا تو تمتع ہو جائے گا۔

۹۔ مکہ مکرمہ یا اس کے آس پاس کی جگہ قیام کرتے ہوئے حلال ہونے کی حالت میں حج کے مہینے شروع نہ ہونا،[2] اسی طرح احرام باندھ کر عمرہ کا طواف حج کے مہینوں سے پہلے کرنے کے بعد بھی حج کے مہینے شروع نہ ہونا، اگر مکہ مکرمہ میں حلال ہونے کی حالت میں حج کے مہینے شروع ہو گئے یا احرام کے بعد عمرہ کا اکثر طواف کرنے کے بعد حج کے مہینے شروع ہو گئے اور پھر حج کیا، یا دوسرے عمرہ کا احرام باندھا اور اس کے بعد حج کیا تو تمتع نہ ہوگا، البتہ اگر وطن چلا گیا اور پھر لوٹ کر آیا اور عمرہ کا احرام باندھا اس کے بعد حج کیا تو تمتع ہو جائے گا۔

تتمہ: عمرہ کا احرام تمتع کے لئے میقات سے باندھنا شرط نہیں، اگر میقات سے گزر کر یا مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو تمتع صحیح ہو جائے گا لیکن میقات سے بالا احرام باندھے گزر جانا چونکہ منع ہے اس لئے میقات سے بلا احرام گزرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ اسی طرح

---

[1] ایسا ہی عمرہ کر کے میقات سے بھی باہر مثلاً مدینہ طیبہ چلا گیا، پھر وہاں سے واپسی کے وقت فقط حج کا احرام باندھ کر آیا اور حج کیا تو تمتع صحیح ہوگا، یہ امام صاحب کے نزدیک ہے، بخلاف صاحبین کے ان کے نزدیک پہلا تمتع باطل ہو گیا، ہاں! اگر پھر مدینہ منورہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر آ دے اور پھر حج کرے تو ان کے نزدیک تمتع ہو جائے گا مگر امام صاحب کے نزدیک ایسا نہ کرے۔ (شیر محمد)

[2] یعنی جب کہ کسی مشروع طریق سے آ کر وہاں کے حکم میں آ چکا ہو، جیسے آگے کی صورت میں لکھا ہے، ورنہ آفاقی کے حکم میں ہوگا کیونکہ بطریق مشروع مکی ہوا ہے۔ (شیر محمد)

حج کا احرام بھی تمتع کرنے والے کے لئے حرم سے باندھنا شرط نہیں اگر حل سے یا عرفہ ہی سے حج کا احرام باندھ لے گا تب بھی تمتع ہو جائے گا، لیکن دم اس صورت میں واجب ہوگا کیونکہ مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھنے والوں کے لئے حرم میقات ہے اور میقات سے بلا احرام گزر جانے سے دم یا پھر میقات پر لوٹ کر آنا واجب ہوتا ہے جیسا کہ میقات کے بیان میں گزر چکا۔

تمتع صحیح ہونے کے لئے عمرہ کا احرام حج کے مہینوں میں باندھنا شرط نہیں بلکہ صرف یہ شرط یہ ہے کہ عمرہ کا اکثر طواف حج کے مہینوں میں واقع ہو اگرچہ احرام پہلے باندھا ہو۔ صحت تمع کے لئے یہ بھی شرط نہیں کہ حج اور عمرہ دونوں ایک ہی شخص کی طرف سے ہوں بلکہ اگر ایک چیز اپنی طرف سے اور دوسری کسی دوسرے کی طرف سے کرے تو جائز ہے، بلکہ اگر ایک شخص نے عمرہ کے لئے اپنی طرف سے کسی کو حکم دیا اور کسی دوسرے شخص نے اس شخص کو حج کا حکم کیا اور دونوں نے تمتع کی اجازت دیدی اور مامور نے تمتع کرلیا تو جائز ہے، لیکن دم تمتع مامور کے مال میں ہوگا، اگر فقیر ہو تو اس کے بدلے روزے رکھے، تمتع کے لئے نیت کرنا شرط نہیں بلکہ بلا نیت بھی اگر حج و عمرہ تمتع کے شرائط کے مطابق حج کے مہینوں میں ہو گئے تو تمتع صحیح ہو جائے گا۔

متمتع کے اقسام:

تمتع کرنے والے کی دو قسم ہیں، ایک متمتع ہدی، یعنی تمتع کی قربانی کو ساتھ[1] لانے والا، دوسرا جو ہدی ساتھ نہ لائے، ہر دو قسم متمتع حج کے مہینوں میں اول عمرہ کریں گے، اس کے بعد ہدی ساتھ لانے والا عمرہ کا احرام نہیں کھولے گا، اسی طرح احرام میں رہے گا اور حج کے وقت حج کا احرام باندھ کر حج کے افعال مثل مفرد کے ادا کرے گا اور جو ہدی نہیں لایا، عمرہ کے بعد سر منڈا کر حلال ہو جائے گا اور پھر حج کے وقت حج کا احرام باندھ کر مثل مفرد حج کرے گا۔

---

[1] پاکستانی اور ہندوستانی لوگ چونکہ اکثر ہدی ساتھ نہیں لے جاتے اس لئے اس قسم کے مسائل کو زیادہ تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا۔

مسائل تمتع

مسئلہ۱: متمتع پر مثل قارن کے دم تمتع واجب ہے رمی جمرۂ اخریٰ کے بعد ذبح کرے، اگر دم پر قادر نہ ہو تو دس روزہ رکھے، جیسا کہ قران کے بیان میں گزر چکا اور دیگر احکام بھی وہاں بیان ہو چکے۔

مسئلہ۲: متمتع کو ہدی ساتھ لانا افضل ہے، اگر ہدی ساتھ لے جانے کا ارادہ ہو تو اوّل عمرہ کا احرام باندھے، پھر ہدی کو ہانکے اور ساتھ لے چلے۔ اور ہدی کو آگے سے رسی پکڑ کر کھینچنا اور چلانا جائز ہے مگر افضل پیچھے سے ہانکنا ہے، البتہ اگر پیچھے سے ہانکنے سے نہ چلے تو آگے سے رسی پکڑ کر لے جانے میں مضائقہ نہیں۔

مسئلہ۳: اگر ہدی گائے یا اونٹ ہو تو اس کے گلے میں قلادہ بھی ڈالے، قلادہ سے مراد یہ ہے کہ جوتی یا زنبیل یا درخت کی چھال رسی میں باندھ کر جانور کے گلے میں ڈال دے۔

مسئلہ۴: اشعار کرنا مستحب ہے بشرطیکہ اشعار کرنا جانتا ہو ورنہ مکروہ ہے۔ اشعار یہ ہے کہ اونٹ کے کوہان کے نیچے کے حصے میں اتنا ہلکا شگاف دے کہ جس سے صرف کھال چر جائے، گوشت اور ہڈی تک نہ پہنچے اور جو خون اس زخم سے نکلے اس سے جانور کا کوہان رنگ دے۔ اس سے مقصود ہدی پر نشان لگانا ہے کہ دیکھنے والا اس نشان کو دیکھ کر سمجھ لے کہ یہ ہدی ہے اور گائے[1]، بکری وغیرہ کا اشعار کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۵: ہدی ساتھ لانے والا عمرہ کے بعد سر نہ منڈائے گا، احرام میں رہے گا، اگر سر منڈا لے گا یا اور کوئی فعل ممنوعات احرام سے کرلے گا تو اس کی جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ۶: ہدی ساتھ لانے والا رمی کے بعد دم تمتع ذبح کر کے جب سر منڈائے گا تو دونوں احراموں سے نکلے گا، اس سے پہلے دونوں احرام باقی رہیں گے۔

مسئلہ۷: متمتع[2] ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کرسکتا ہے۔

---

[1] غنیہ ص ۱۲۵ [2] قال فی "اللباب": ولا یعتمر قبل الحج، وقال القاری فی الشرح: وھذا بناء علی ان الملکی ممنوع من العمرة المفردة ایضا و قد سبق انه غیر صحیح بل انه ممنوع من التمتع والقران، وھذا المتمتع آفاقی غیر ممنوع من العمرة فجازله تکرارھا، لانھا عبادة مستقلة کالواف، ص: ۱۵۶ . (سعید احمد)

مسئلہ ۸: متمتع آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھے اور اس سے پہلے باندھنا افضل ہے اور حرم میں جس جگہ احرام باندھ سکتا ہے لیکن مسجد حرام اور مسجد حرام سے بھی حطیم میں باندھنا افضل ہے۔

مسئلہ ۹: متمتع اگر آٹھویں تاریخ کو احرام باندھ کر حج کی سعی پہلے ہی کرنی چاہے تو ایک نفلی طواف رمل واضطباع سے کرنے کے بعد سعی کرے، ورنہ طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔

مسئلہ ۱۰: متمتع پر طواف قدوم واجب نہیں، عمرہ کے بعد جس قدر چاہے نفل طواف کرے۔

نقشہ افعال عمرہ اور افعال حج

عمرہ اور افراد و تمتع و قران کے جملہ مناسک مختصر طریقہ سے فہرست کے طور پر ترتیب وار علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہیں، حاجی کو چاہئے کہ اس فہرست کو عمرہ اور حج کے وقت ساتھ رکھے اور ہر چیز کے احکام اس کے کرتے وقت اس کے بیان میں دیکھ لے۔

اس فہرست میں طواف قدوم کے علاوہ باقی افعال صرف وہ شمار کئے گئے ہیں جو شرط یا رکن یا واجب ہیں، باقی سنن اور مستحبات کو شمار نہیں کیا گیا، کیونکہ ان کی فہرست بہت طویل ہے، ان کا ذکر ہر چیز کے بیان میں ہو چکا ہے۔

افعال عمرہ			افعال حج افراد		
۱	احرام عمرہ[1]	شرط	۱	احرام[2]	شرط
۲	طواف مع رمل[3]	رکن	۲	طواف قدوم	سنت
۳	سعی	واجب	۳	وقوف عرفہ	رکن
۴	سر منڈایا یا کتروانا	واجب	۴	وقوف مزدلفہ	واجب
			۵	رمی جمرۂ عقبہ	واجب
			۶	قربانی	اختیاری
			۷	سر منڈانا	واجب
			۸	طواف زیارت	رکن

[1]، [2] یعنی نیت کر کے احرام باندھیں، [3] رمل سنت ہے۔

۹	سعی	واجب
۱۰	رمی جمار	واجب
۱۱	طواف وداع	واجب

تنبیہ۱: قارن کے لئے سعی طواف قدوم کے بعد افضل ہے، اگر اس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ نہ ہو تو رمل اور اضطباع بھی نہ کرے اور سعی طواف زیارت کے بعد کرے۔

تنبیہ۲: طواف وداع اہل مکہ پر واجب نہیں۔

تنبیہ۳: اکثر لوگ چونکہ ہدی ساتھ نہی لے جاتے، اس لئے ہم نے تمتع کی اسی صورت کے احکام لکھے ہیں، اگر کسی کے ساتھ ہدی ہو تو اس کو عمرہ کی سعی کے بعد سر منڈانا نہ ہوگا، بلکہ اسی طرح احرام رہے گا اور آٹھویں کو دوسرا احرام حج کا باندھنا ہوگا۔

تنبیہ۴۔ افراد کرنے والا اگر سعی طواف قدوم کے بعد کرے تو طواف قدوم میں رمل اور اضطباع بھی کرے، مگر افضل یہ ہے کہ سعی طواف زیارت کے بعد کرے۔

۱	احرام حج و عمرہ	شرط	۱	احرام عمرہ	شرط
۲	طواف عمرہ مع رمل اور اضطباع[۱]	رکن	۲	طواف عمرہ مع رمل اور اضطباع	رکن
۳	سعی عمرہ	واجب	۳	سعی عمرہ	واجب
۴	طواف قدوم مع رمل	سنت	۴	سر منڈانا	واجب
۵	سعی	واجب	۵	آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط
۶	وقوف عرفہ	رکن	۶	وقوف عرفہ	رکن
۷	وقوف مزدلفہ	واجب	۷	وقوف مزدلفہ	واجب
۸	رمی جمرۂ عقبہ	واجب	۸	رمی جمرۂ عقبہ	واجب
۹	قربانی	واجب	۹	قربانی	واجب

[۱] رمل سنت ہے۔

۱۰	سر منڈانا	واجب	۱۰	سر منڈانا	واجب
۱۱	طواف زیارت	رکن	۱۱	طواف زیارت	رکن
۱۲	رمی جمار	واجب	۱۲	سعی	واجب
۱۳	طواف وداع	واجب	۱۳	رمی جمار	واجب
			۱۴	طواف وداع	واجب

جنایات یعنی ممنوعات احرام وحرم اور اُن کی جزا

جنایات:

جنایت کی جمع ہے، جنایت لغت میں تقصیر اور خطا کو کہتے ہیں اور حج کے بیان میں ہر اس فعل کا ارتکاب جنایت ہے، جس کا کرنا احرام یا حرم کی وجہ سے ممنوع ہو۔

احرام کی جنایات آٹھ ہیں:

۱۔خوشبو استعمال کرنا۔ ۲۔سلا ہوا کپڑا پہننا

۳۔سر اور چہرہ ڈھانکنا ۴۔بال دور کرنا[1]

۵۔ناخن کاٹنا۔ ۶۔جماع کرنا۔

۷۔واجبات حج سے کسی واجب کو ترک کرنا۔

حرم کے جنایات دو ہیں:

۱۔حرم کے جانور کو چھیڑنا، یعنی شکار کرنا اور تکلیف پہنچانا۔

۲۔حرم کا درخت اور گھاس کاٹنا۔

ان سب چیزوں کو ترتیب وار مع ان کی جزا کے انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

قواعد کلیہ:

اول چند قاعدے سمجھ لینے چاہئیں، جنایات کے بیان میں ان سے بہت مدد ملے گی بلکہ ان کو زبانی یاد رکھنا چاہئے۔

---

[1] اپنے بدن سے جوں مارنا یا جدا کرنا۔ (شیر محمد)

قاعدہ ۱: جنایات کا ارتکاب اگر بلا عذر کیا جائے اور اس فعل کو کامل طور سے کیا جائے تو دم کا وجوب حتمی طور سے متعین ہے اور اگر بلا عذر ناقص طریق سے کیا جائے تو صدقہ کا وجوب حتمی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ارتکاب کیا اور کامل طور سے کیا تو دم یا تین روزے یا صدقہ، بطور تخییر واجب ہوتا ہے یعنی تینوں میں سے جو چاہے ادا کر سکتا ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ناقص طور سے کیا ہے تو ایک روزہ یا صدقہ واجب ہوگا اور دونوں میں اختیار ہوگا کہ جو چاہے اختیار کرے۔

قاعدہ ۲: جنایات حرم اور خشکی کے شکار کی جزا میں اختیار ہے کہ اس کی قیمت کا جانور ذبح کر دے اگر اتنے میں جانور آ سکتا ہو، یا اس کی قیمت صدقہ کر دے یا اس کے بجائے روزے رکھے۔

قاعدہ ۳: جنایت احرام میں قارن پر عمرہ ادا کرنے سے پہلے دو جزا ہوتی ہیں، کیونکہ اس کے دو احرام ہوتے ہیں اور مفرد پر ایک، البتہ قارن اگر میقات سے بلا احرام کے گزر جائے تو صرف ایک ہی دم واجب ہوگا۔

قاعدہ ۴: جس جگہ جزا میں مطلق دم بولا جائے اس سے مراد ایک بکری یا بھیڑ یا یا دنبہ ہوتا ہے اور گائے اونٹ کا ساتواں حصہ بھی اس کے قائم مقام ہو سکتا ہے اور دم میں قربانی کے تمام شرائط کا اعتبار ہے۔ سالم اونٹ یا گائے صرف دو جگہ واجب ہوتی ہے: ایک تو جنایت یا حیض یا نفاس کی حالت میں طواف زیارت کرنا، دوسرے وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے عورت سے ہم بستر ہونا۔

قاعدہ ۵: جس جگہ مطلق صدقہ بولا جائے اس سے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو مراد ہوتا ہے اور جس جگہ صدقہ کی مقدار متعین کر دی جائے اس سے مراد خاص وہی مقدار ہوتی ہے، صاع اسّی روپے کے سیر سے ساڑھے تین سیر ہوتا ہے۔

قاعدہ ۶: ممنوعات احرام اگر چہ عذر کی حالت میں کئے جائیں تب بھی جزا واجب ہوتی ہے۔

قاعدہ ۷: واجبات حج اگر بلا عذر چھوٹ جائیں تو جزا واجب ہوتی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو جزا واجب نہیں ہوتی۔

شرائط وجوب جزا:

جزا واجب ہونے کے لئے اسلام، عقل اور بلوغ شرط ہے۔ کافر، نابالغ اور مجنون پر جزا واجب نہیں ہوتی اور ان کی طرف سے ان کے ولی پر بھی واجب نہیں ہوتی، البتہ اگر احرام کے بعد مجنون ہوا اور پھر بعد میں ہوش آ گیا اگرچہ چند سال کے بعد ہو تو ممنوعات احرام کی جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱: جزائے جنایات اور کفارات فوراً ادا کرنی واجب نہیں، لیکن اخیر عمر میں جب ظن غالب فوت ہونے کا ہو تو اس وقت ادا کرنا واجب ہے، اگر تاخیر کی تو گناہ ہوگا اور وصیت کرنی واجب ہوگی۔ اگر وارث بلا وصیت کے جزا ادا کریں تو ادا ہو جاتی ہے، البتہ وارث کو جزا میں میت کی طرف سے روزہ رکھنا جائز نہیں، کفارات کو جلد ادا کرنا افضل ہے۔

مسئلہ ۲: جنایت قصداً کرے یا بھول کر یا خطأ، مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، اپنی خوشی سے کرے یا کسی کی زبردستی سے، سوتے کرے یا جاگتے، نشہ میں ہو یا بیہوش، مالدار ہو یا تنگدست، خود کرے یا کسی کے کہنے سے معذور ہو یا غیر معذور، سب صورتوں میں جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۳: قصداً جنایت کرنا سخت گناہ ہے اور اس کی جزا دینے سے گناہ معاف نہیں ہوتا، گناہ کے معاف ہونے کے لئے توبہ کرنی ضروری ہے اور ارتکاب جنایت سے حج مبرور[1] نہیں ہوتا۔

خوشبو اور تیل استعمال کرنا:

خوشبو[2] ہر وہ چیز ہے کہ جس میں اچھی بو آتی ہو اور اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو اور اس سے خوشبو تیار کی جاتی ہو اور اہل عقل اس کو خوشبو شمار کرتے ہوں۔ جیسے: مشک، کافور، عنبر، صندل، گلاب، ورس، زعفران، کسم، حنا، لوبان، بنفشہ، چنبیلی، بیلا، نرگس، تل کا تیل، زیتون کا تیل، خطمی، عود، ایسنس اور دیگر عطریات وخوشبودار چیزیں۔

---

[1] یعنی حج مبرور کا ثواب نہیں ملتا۔

[2] عالمگیری، صب ۲۵۵ وغنیۃ، ص ۱۳۔

خوشبو[۱] لگانے سے مراد بدن یا کپڑے پر خوشبو کا اس طرح لگ جانا ہے کہ بدن اور کپڑے سے خوشبو آنے لگے اگرچہ کوئی جزو خوشبو کا نہ لگے۔

مسئلہ ا: پھول اور خوشبودار پھل سونگھنے سے کوئی جزا واجب نہیں ہوتی، لیکن سونگھنا مکروہ ہے۔

---

[۱] یہ عبارت اس کی موہم ہے کہ محض خوشبو بدن یا کپڑے پر سے آنے لگے اگرچہ خوشبو کا الصاق بدن و کپڑے سے نہ ہوا ہو، مثلاً کوئی شخص کسی مکان میں جائے جہاں تجمیر ہو رہی ہو تو فقط وہاں جانے سے اس کے بدن و کپڑے سے خوشبو آئے تو بھی ممنوع ہو۔ ''معلم الحجاج'' میں ''غنیۃ'' کی اس عبارت سے لیا گیا ہے:

المراد بالالصاق اللصوق والتعلق بحسب الريح لا بالتصاق جزء الطيب:

مخدوم صاحب محمد ہاشم رحمۃ اللہ یہ فرماتے ہیں:

مراد بطیب آن است کہ الصاق کند طیب را ببدن خود یا ثوب خود، اما اگر شم کرد طیب را جائز باشد مع کراہت، و ہمچنیں اگر مس کرد طیب را پس ملتزق نگشت، چیزے از طیب، بدن وے یا آنکہ متعلق گشت۔ بوئے رائحہ او فقط بجرم او، پس ایں فعل مکروہ است ولیکن لازم نمی شود کفارہ آں۔

آگے ''غنیۃ'' میں لکھتے ہیں:

ولهذا لو ربط بثوبه مسكا او نحوه يجب الجزاء، ولو ربط العود لم يجب لوجود الالصاق في الاول دون الثاني، ایضاً صفحہ ۱۳۱ پر ہے: **وان ربط العود فلاشیء عليه و ان وجد رائحة، ولو اجمر ثوبه فعلق به كثير فعليه دم او قليل فصدقة، وان لم يعلق به شيء فلاشيء عليه، مختصراً صفحه ۱۳۰ لا فرق بين ان يلتزق بثوبه عينه او رائحته.** اس سے معلوم ہوا کہ خوشبو کی ذات چپٹ جائے یا رائحہ (یعنی ایسی چیز کی خوشبو جو کہ بدن یا کپڑے میں حلول کرتی ہے۔ جیسے: مشک، کافور وغیرہ بخلاف عود کے کہ اس کی بو دوسری چیز کو چپٹتی نہیں اگرچہ اس کے الصاق سے کپڑے یا بدن سے خوشبو آنے لگے۔ **ان وجد رائحته.** اور جس کی خوشبو چپٹ جاتی ہے اس میں بھی ذات خوشبو سے الصاق شرط ہے **كذا لو بخر ثوبه بالبخور فتعلق به فعليه دم: لانه انتفاع بالطيب، "بحر" لأن الرائحة ههنا متعلقة بالعين الخ بخلاف ما اذا دخل بيتاً قد اجمر فيه فعلق شيًا عليه، لانه غير منتفع بعينه، لأن الرائحة ههنا ليست متعلقة بالعين و مجرد الرائحة لا يمنع منه "غنية" صفحه ۱۳۰.**

میرے خیال ناقص میں یہ آتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ایسی خوشبو کا بدن یا کپڑے کو لگ جانا کہ اس کے لگنے سے بدن اور کپڑے پر اس کی ریح چپٹ جاوے، نہ یہ کہ ایسی قسم کی خوشبو جو بدن اور کپڑے کے ساتھ ملصق تو ہو جائے لیکن اس کی خوشبو مشک اور کافور کی طرح نہ چپٹے بو اور رائحہ محسوس ہو، عود کی طرح، تب بھی جزا لازم ہو، ہرگز نہیں۔ (شیر محمد)

مسئلہ۲: قصداً خوشبو لگائی جائے یا بھول کر، ارادہ سے یا بلا ارادہ، زبردستی سے یا خوشی سے، بہرصورت جزا واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ۳: خوشبو کا استعمال بدن، لنگی، چادر، بستر اور سب کپڑوں میں ممنوع ہے، اسی طرح خوشبودار خضاب یا دوا، تیل لگانا یا کسی خوشبودار چیز سے بدن اور بالوں کو دھونا یا کھانا پینا سب ممنوع ہے۔

مسئلہ۴: مرد اور عورت دونوں کے لئے خوشبو کا استعمال احرام کی حالت میں ناجائز ہے۔

مسئلہ۵: عاقل بالغ محرم نے کسی سارے بڑے عضو جیسے: سر، پنڈلی، چہرہ، داڑھی، ران، ہاتھ، ہتھیلی وغیرہ پر خوشبو لگائی یا ایک عضو سے زیادہ پر لگائی تو دم واجب ہوگیا، اگرچہ لگاتے ہی فوراً دور کردی ہو یا دھودی ہو اور اگر بڑے عضو پر نہیں لگائی بلکہ تھوڑے یا اکثر حصہ پر لگائی یا کسی چھوٹے عضو جیسے ناک، کان، آنکھ، انگلی، پہنچے،[1] وغیرہ پر لگائی تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ۶: عضو کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار اس وقت ہے جب خوشبو تھوڑی ہو، اگر خوشبو زیادہ ہو تو پھر اگر بڑے عضو کے تھوڑے حصہ یا چھوٹے عضو پر لگائے گا تو دم واجب ہوگا اور تھوڑی اور زیادہ ہونے میں عرف پر مدار ہوگا، جس کو عرف میں زیادہ سمجھا جائے وہ زیادہ ہوگی اور جس کو تھوڑا سمجھا جائے وہ تھوڑی ہوگی، اگر کوئی عرف ہو نہ، ورنہ جس کو دیکھنے والا یا خود لگانے والا زیادہ سمجھے وہ زیادہ ہے اور جس کو وہ کم سمجھے کم ہے۔

مسئلہ۷: احرام کی نیت سے پہلے خوشبو لگائی اور پھر کسی دوسرے عضو پر لگ گئی، تو کوئی جزا واجب نہ ہوگی اور اس کا سونگھنا بھی مکروہ نہیں۔

مسئلہ۸: احرام باندھنے سے پہلے عطر لگایا اور احرام کے بعد اس کی خوشبو باقی ہے، تو کچھ حرج نہیں چاہے کتنی ہی مدت تک باقی رہے۔

مسئلہ۹: ایک جگہ بیٹھ کر سارے بدن کو خوشبو لگائی تو صرف ایک ہی دم واجب ہوگا اور اگر مختلف جگہ لگائی تو ہر جگہ کا مستقل دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۱۰: بدن پر متفرق طور سے خوشبو لگائی، اگر سب کو جمع کرنے کے بعد ایک بڑے عضو

---

[1] الشارب عضو صغير وهو بعض اللحية فلا يبلغ ربعها كما صرحوا به مسئلة اخذ الشارب فعده في الاعضاء الكبيرة ههنا لما وقع في اللباب لا يظهر له' وجه. (غنية)

کے برابر ہو جائے تو دم وجب ہوگا، ورنہ صدقہ۔

مسئلہ ۱۱: عورت اگر ہتھیلی پر مہندی لگائے گی تو دم واجب ہوگا، کیونکہ ہتھیلی خود ایک چیز ہے۔

مسئلہ ۱۲: عطر والے کی دکان پر بیٹھنے میں مضائقہ نہیں، البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۳: اگر ایک محرم دوسرے محرم کے خوشبو لگائے، تو لگانے والے پر کوئی جزا نہیں لگوانے والے پر جزا ہے، لیکن دوسرے کو بھی لگانا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۴: کپڑے پر خوشبو لگائی یا خوشبو لگایا ہوا کپڑا پہن لیا، تو اگر ایک بالشت مربع (یعنی ایک بالشت مربع طول وعرض) میں یا اس سے زیادہ میں خوشبو لگی ہوئی ہے اور اس کو ایک دن کامل یا ایک رات کامل پہنا ہے تو دم واجب ہوگا اور اگر ایک بالشت سے کم میں لگی ہوئی ہے یا پورا ایک دن یا ایک رات میں نہیں پہنا تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۵: اگر خوشبو لگا ہوا کپڑا ایسا سلا ہوا تھا جو محرم کو پہننا منع ہے تو اس صورت میں دو جنایت شمار ہوں گی، ایک خوشبو کی اور ایک سلائی کی، اس لئے دو جزا واجب ہوں گی۔

مسئلہ ۱۶: چادر یا تہبند کے پلہ میں کافور، عنبر، مشک وغیرہ کوئی خوشبو باندھی اور خوشبو زیادہ تھی تو اگر ایک دن رات باندھے رہا تو دم واجب ہے اور اگر تھوڑی تھی یا ایک پورا دن یا ایک رات پوری نہیں باندھی تو صدقہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷: زعفران یا کسم کا رنگا ہوا کپڑا، ایک دن یا ایک رات کامل پہنا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پہنا تو صدقہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸: کپڑے کو دھونی دی اور بہت سی خوشبو کپڑے کو لگ گئی اور ایک دن یا رات اس کو پہنا تو دم دے اور اگر تھوڑی لگی ہو یا پورا دن یا رات نہ پہنا ہو تو صدقہ دے اور اگر خوشبو بالکل نہیں لگی تو کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۹: ایسے مکان میں داخل ہوا جس میں کسی چیز کی دھونی دی گئی تھی اور کپڑوں میں خوشبو آنے لگی اور خوشبو کپڑوں پر بالکل نہیں لگی تو کچھ واجب نہیں ہوا۔

مسئلہ ۲۰: احرام سے پہلے کپڑوں کو دھونی دی اور ان کو پہن کر احرام باندھا تو کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۱: زعفران یا کسم میں رنگا ہوا تکیہ محرم کو لگانا مکروہ ہے۔

تنبیہ: خوشبو کی وجہ سے جب جزا واجب ہو تو خوشبو کو فوراً بدن اور کپڑے سے دور کرنا واجب ہے، اگر اس کا کفارہ دے دیا اور اس کو دور نہیں کیا تو دوسری جزا پھر واجب ہو جائے گی اور اس خوشبو کو اگر کوئی غیر محرم شخص موجود ہو تو اس سے دھلوائے، خود نہ دھوئے، یا خود پانی بہائے اور اس کو ہاتھ نہ لگائے تاکہ دھوتے ہوئے خوشبو کا استعمال لازم نہ آئے۔[1]

مسئلہ ۲۲: اگر بہت سی خوشبو کھائی یعنی اتنی کہ منہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم واجب ہے اور اگر تھوڑی کھائی یعنی منہ کے اکثر حصہ میں نہیں لگی تو صدقہ واجب ہے۔ یہ اس وقت ہے جب کہ خالص خوشبو کھائے اور اگر اس کو کسی کھانے میں ڈال کر پکایا تو کچھ واجب نہیں اگرچہ خوشبو کی چیز غالب ہو۔ اور اگر پکا ہوا کھانا نہ ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر خوشبو کی چیز غالب ہے تو دم واجب ہے اگرچہ خوشبو بھی نہ آتی ہو اور اگر مغلوب ہے تو دم یا صدقہ نہیں اگرچہ خوشبو خوب آتی ہو، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۳: دار چینی، گرم مصالحہ وغیرہ کھانے میں ڈال کر پکانا اور کھانا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۴: پینے کی چیز میں مثلاً چائے، قہوہ وغیرہ میں خوشبو ملائی، تو اگر خوشبو غالب ہے تو دم ہے اور اگر مغلوب ہے تو صدقہ ہے، لیکن اگر کئی مرتبہ پیا تو دم واجب ہوگا اور پینے کی چیز میں خوشبو ملا کر پکانے کی وجہ سے کچھ فرق نہیں آتا، پینے کی چیز میں خوشبو ڈال کر خواہ پکایا جائے یا نہ پکایا جائے، بہر صورت جزا ہے۔

مسئلہ ۲۵: لیمن، سوڈا یا اور کوئی پانی کی بوتل یا شربت جس میں خوشبو نہ ملائی گئی ہو، احرام کی حالت میں پینی جائز ہے اور جس بوتل میں خوشبو ملی ہوئی ہو اگرچہ برائے نام ہو وہ اگر پی جائے گی تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ ۲۶: اشنان (ایک گھاس ہے) میں اگر اتنی خوشبو ملی ہو کہ دیکھنے والا اس کو اشنان یا صابون سمجھتا ہے اور کہتا ہے تو صدقہ ہے، لیکن اگر کئی مرتبہ اس کو استعمال کیا یا دیکھنے والا اس کو خوشبو کہتا ہے تو دم ہے اور خالص صابون[2] سے دھونے میں کوئی چیز واجب نہیں لیکن محرم کو میل دور کرنا مکروہ ہے۔

---

[1] اگر کپڑے میں خوشبو لگتے ہی کپڑا بدن سے جدا کر دیا یا دھو ڈالا تو کچھ لازم نہیں بخلاف بدن پر لگنے کے کہ اس پر لگتے ہی جزا لازم ہوتی ہے۔ (شیر محمد)

[2] ولو غسل راسه او يده باشنان فيه الطيب، فان كان من راه سماه اشناناً فعليه صدقة، الا ان=

مسئلہ ۲۷: خبیص اصفر یعنی حلوا مزعفر کھانا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸: پان میں لونگ الائچی کھانا مکروہ ہے، کھانے سے کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ ۲۹: اگر خوشبو کو دوا کے طور پر لگایا یا ایسی دوائی لگائی جس میں خوشبو غالب ہے اور پکی ہوئی نہیں ہے، تو اگر زخم ایک بڑے عضو کے برابر یا اس سے زیادہ نہیں تو صدقہ واجب ہے اور اگر ایک بڑے عضو یا زیادہ کے برابر ہے تو دم واجب ہے۔

مسئلہ ۳۰: ایک زخم پر کئی مرتبہ خوشبو دار دوا لگائی یا اسی جگہ دوسرا زخم اور ہو گیا اور اس پر بھی دوا لگائی، یا اور دوسری جگہ زخم ہو گیا اور پہلا زخم اچھا نہیں ہوا تھا اور دونوں پر دوا لگائی تو دونوں کے لئے ایک جزا کافی ہے، اگر پہلا زخم اچھا ہونے کے بعد دوسرا زخم ہوا اور اس پر دوا لگائی تو اس کے لئے دوسری جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۳۱: زیتون یا تل کا خالص تیل، اگر ایک بڑے عضو یا اس سے زیادہ پر خوشبو کے طور پر لگایا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پر لگایا تو صداقہ واجب ہے، اور اگر اس کو کھالیا یا دوا کے طور پر لگایا تو کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۲: زیتون یا تل کا تیل، زخم پر یا ہاتھ یا پاؤں کی بوائیوں میں لگایا، یا ناک کان میں ٹپکایا تو نہ دم نہ صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ ۳۳: تل کے یا زیتون کے تیل میں اگر خوشبو ملی ہوئی ہے جیسے گلاب یا چنبیلی وغیرہ کے پھول ڈال دیئے جاتے ہیں اور اس کو روغن گلاب اور چنبلی کہتے ہیں، یا اور کوئی خوشبو دار تیل اگر ایک عضو کامل پر لگایا جائے تو دم ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ ہے۔

مسئلہ ۳۴: چربی، گھی، روغن بادام، کڑوا تیل کھانا، لگانا جائز ہے اور مشک و کافور عنبر جو چیزیں خود خوشبو ہیں ان کے استعمال سے جزا واجب ہوتی ہے اگر چہ دوا کے طور پر ہو۔

مسئلہ ۳۵: بلا خوشبو کا سرمہ لگانا جائز ہے اور اگر خوشبو دار ہو تو صدقہ ہے، لیکن اگر دو مرتبہ سے زیادہ لگایا تو دم واجب ہوگا۔

= يغسل مرار فدم، ولو غسل راسه بالحرض الصابون لا رواية فيه، وقالوا: لا شيء فيه: لانه ليس بطيب ولا يقتل الهوام، كذا في "الغنية" و"اللباب" قلت: ولينظر حكم الصابون الذى يلين الشعر و يقتل الهوام و فيه الطيب، والظاهر مما ذكر ان فيه صدقة ولم اره صريحا. (س)

مسئلہ ۳۶: اگر سارے سر یا چوتھائی سر کا مہندی سے خضاب کیا اور مہندی پتلی پتلی لگائی، خوب گاڑی نہیں لگائی تو دم واجب ہے اور اگر گاڑھی گاڑھی لگائی تو دو دم واجب ہوں گے، اگر سارے دن یا ساری رات لگائے رکھا اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم لگایا تو ایک دم اور ایک صداقہ واجب ہوگا، ایک دم خوشبو کی وجہ سے اور ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے، یہ مرد کا حکم ہے، عورت پر ایک ہی دم واجب ہوگا۔ کیونکہ اس کے لئے سر ڈھانکنا ممنوع نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷: ساری داڑھی یا پوری ہتھیلی پر مہندی لگانے سے بھی دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۳۸: وسمہ یعنی نیل کا خضاب اگر اتنا گاڑھا کیا کہ سر ڈھک گیا ایک دن یا رات لگا رہا تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا اور اگر پتلا تھا تو کچھ واجب نہیں ہوگا لیکن صدقہ کر دینا اچھا ہے۔

مسئلہ ۳۹: دردِ سر کی وجہ سے اگر خضاب کیا تو جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۴۰: احرام سے پہلے سر پر گوند یا اور کوئی چیز اتنی گاڑھی لگائی کہ سر ڈھکنے کے حکم میں ہوگیا تو احرام کی حالت میں اس کو باقی رکھنا جائز نہیں، ہاں اتنی تھوڑی سی کوئی چیز پتلی پتلی سر میں ابتدائے احرام کے وقت لگانا جائز ہے جس سے سر نہ ڈھکے اور احرام باندھنے کے بعد اتنی تھوڑی لگانی بھی مکروہ ہے۔

سلا ہوا کپڑا پہننا:

مرد کے لئے احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، اس سے مراد ہر وہ کپڑا ہے جو پورے بدن کے برابر یا کسی عضو کے برابر بنایا جائے اور بدن کا یا عضو کا احاطہ کر لے، خواہ سلائی کے ذریعہ سے یہ صورت پیدا ہو یا کسی اور چیز سے چپکا کر یا بنائی کے ذریعہ یا کسی اور طریق سے اور اس کپڑے کو معمول اور عادت کے مطابق استعمال کیا جائے۔

مسئلہ ۱: مرد نے احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہنا، اسی طرح پہنا جس طرح اس کو عام طور سے پہنا جاتا ہے تو اگر ایک دن یا ایک رات کامل پہنا ہے تو دم واجب ہے اور اس سے کم میں اگر ایک گھنٹہ پہنا ہو تو نصف صاع صدقہ ہے اور گھنٹہ سے کم میں ایک مٹھی گیہوں دیدیے۔ اور اگر ایک روز سے زیادہ پہنا ہے تب بھی ایک دم واجب ہے، اگرچہ کتنے ہی روز پہنے رہے اور اگر

رات کو اس نیت سے نکالا کہ صبح کو پھر پہن لوں گا، روز اسی طرح نکالتا اور صبح کو پہنتا رہا تو ایک ہی دم واجب ہوگا، جب تک کہ اس نیت سے نہ نکالے کہ اب نہیں پہنوں گا، اگر اس نیت سے نکالا کہ اب پھر نہیں پہنوں گا اس کے بعد پہن لیا تو دوسرا کفارہ واجب ہوگا، پہلا کفارہ دیا ہو یا نہ دیا ہو۔

مسئلہ۲: ایک دن یا ایک رات سے مراد ایک دن یا رات کی مقدار ہے چاہے پورا دن یا پوری رات نہ ہو، مثلاً اگر کسی نے آدھے دن سے آدھی رات تک یا آدھی رات سے آدھے دن تک پہنا تب بھی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۳: سارے دن یا رات کپڑا پہن کر دم دے دیا اور کپڑا نکالا نہیں بلکہ پہنے رہا تو دوسرا دم دینا ہوگا اور اگر دم نہیں دیا اور کئی روز پہن کر نکالا تو ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۴: اگر کئی کپڑے مثلاً کرتا، پاجامہ، عمامہ وغیرہ ایک ہی ضرورت[1] کی وجہ سے یا سارے بلاضرورت ایک ہی مجلس میں یا کئی مجلسوں میں ایک دن یا ایک رات پہنے تو ایک ہی جزا واجب ہوگی اور اگر ایک کپڑا ضرورت سے پہنا اور ایک بے ضرورت پہنا تو دو جزا ہوں گی۔

مسئلہ۵: ایک کرتہ پہننے کی ضرورت تھی اور دو کرتے پہن[2] لئے یا ٹوپی کی ضرورت تھی لیکن عمامہ بھی باندھ لیا تو ایک ہی کفارہ ہوگا، یا کسی کو ایک مجلس میں عمامہ کی بھی ضرورت ہوئی اور کرتے کی بھی اور دونوں کو اسی وقت پہن لیا تو ایک ہی کفارہ ہوگا اور اگر کرتے کی ضرورت تھی عمامہ کی ضرورت نہیں تھی تو دو کفارے ہونگے، ایک کفارہ ضرورت کی وجہ سے ایک بلاضرورت استعمال کی وجہ سے۔

مسئلہ۶: سلے ہوئے کپڑے پہن کر احرام باندھا اور ایک دن یا رات پہنے رہا تو دم واجب ہے اور کم میں صدقہ۔

مسئلہ۷: ابخار[3] کی وجہ سے کپڑا پہنا پھر بخار اتر گیا اور کپڑا نہیں اتارا، اس کے بعد اور بخار

---

[1] ایک ہی ضرورت سے مراد ایک وقت میں جو جو ضرورت ہے چاہے مختلف قسم کی ضرورتیں ہوں، مثلاً: عمامہ دردسر کی وجہ سے باندھا جائے اور کرتہ سردی کی وجہ سے اور موزہ پھنسیوں کی وجہ سے پہنا جائے، اور ایک ہی دن میں یہ تینوں چیزیں استعمال کی جائیں تو اس صورت میں ایک ہی جزا واجب ہوگی، ہاں اگر ایک ضرورت ختم ہوگئی اور اس کے بعد دوسری ضرورت کے دوسرا کپڑا پہنا جائے گا تو دو جزا واجب ہوں گی۔ (سعید احمد غفرلہ)

[2] لیکن بلاضرورت دو کرتے پہننا گناہ ہے۔

[3] بخار کے اتر جانے کے بعد فوراً دوسرا مرض پیدا نہ ہوا بلکہ تھوڑے وقت کے بعد ہوا اور کپڑا نہیں اتارتا تو تین =

آ گیا یا کوئی اور مرض پیدا ہو گیا تو دوسرا کفارہ واجب ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ ہر مرض کو علیحدہ سبب شمار کیا جائے گا اور ہر ایک کے لئے کپڑا استعمال کرنے سے مستقل کفارہ ہوگا۔

مسئلہ ۸: ضرورت کی وجہ سے کپڑا پہنا پھر یقین ہو گیا کہ اب ضرورت نہیں رہی لیکن پہنے رہا نکالا نہیں تو اگر ایک رات یا ایک دن پہنے رہا تو دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ اور اگر یقین نہیں تھا شک تھا، تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔

مسئلہ ۹: تیسرے دن بخار جاڑا آتا ہے یا کوئی دشمن مقابلہ میں ہے اور اس کی وجہ سے روز کپڑا پہننا اور نکالنا پڑتا ہے تو یہ ایک[1] ہی سبب شمار ہوگا اور ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ اور اگر کوئی دوسرا بخار[2] دوسرا دشمن آ گیا تو دوسرا سبب[3] شمار ہوگا اور اس کی وجہ سے دوسرا کفارہ دینا ہوگا۔

مسئلہ ۱۰: اگر کرتہ کو چادر کی طرح لپیٹ لیا یا لنگی کی طرح باندھ لیا یا شلوار کو لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ سلے ہوئے کپڑے پہننے کا جو طریقہ ہے اس کے خلاف پہننے سے جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۱: چوغہ یا قبا مونڈھوں پر ڈال لی اور بٹن نہیں لگائے اور نہ ہاتھ آستینوں میں ڈالے تو کچھ واجب نہیں ہوگا، لیکن اس طرح پہننا مکروہ ہے اور اگر بٹن لگا لئے یا ہاتھ آستینوں میں ڈال لئے تو ایک دن یا رات پہننے کی صورت میں دم واجب ہوگا اور کم میں صدقہ۔

مسئلہ ۱۲: چادر کو رسی سے باندھنے سے کچھ واجب نہ ہوگا لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۳: اگر صرف شلوار یا پاجامہ ہی پاس ہے اور کوئی کپڑا نہیں اس وجہ سے اس کو بلا

= جزائیں ہوں گی، اور پہلی اور پچھلی مخیرّ اور بیچ کی حتمی غیر مخیرّہ، اور اگر بخار اتر جانے کے بعد معاً دوسرا مرض پیدا ہوا تو دو جزائیں مخیرّہ لازم ہوں گی، اور اگر بخار کے اتر جانے کے بعد فوراً کپڑا اتار دیا اور اس کے بعد دوسرا عذر پیدا ہوا اور پھر کپڑا پہنا تو دو جزائیں مخیرّہ دینی ہوں گی۔ حسب مدت ان مسائل میں اکثر حجاج مبتلا ہوتے ہیں خیال رکھنا چاہئے۔ (شیر محمد)

[1] ایک سبب کی وجہ یہ ہے کہ گویا یہ پہلا سبب کئی روز تک مستمر چلا جا رہا ہے اور بیچ میں یہ عارضی افاقہ ہے یعنی بالکل چھوڑ کر نہیں گیا ہے۔ (شیر محمد)

[2] اگر پہلا عذر بالکل چلا گیا اس کے بعد دوسرا عذر پیدا ہوا تو علیحدہ سبب شمار ہوگا۔ (شیر محمد)

[3] بشرطیکہ پہلا سبب جاتا رہا ہو۔ (شیر محمد)

پھاڑے حسب معمول پہن لیا تو اگر شلوار یا پاجامہ اتنا بڑا ہے کہ اس کو پھاڑ کر تہبند بنا سکتا ہے تو دم[1] واجب ہوگا ورنہ فدیہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۴: عورت کو سلا ہوا کپڑا پہننا جائز ہے، اس پر کوئی جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۵: اگر ایک محرم نے دوسرا محرم کو کپڑا پہنا دیا تو پہنانے والے پر جزا نہیں لیکن گناہ ہے اور پہننے والے پر جزا ہے۔

مسئلہ ۱۶: عورت کو سلا ہوا کپڑا پہننا چونکہ احرام میں جائز ہے اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۷: موزے یا بوٹ جوتا پہننا احرام میں منع ہے، اگر جوتا نہ ہو تو اس کو بیچ قدم کی ابھری[2] ہوئی ہڈی کے نیچے سے کاٹ کر پہننا جائز ہے اور کوئی جزا واجب نہیں، بلا کاٹے ایسا جوتا یا موزہ پہنا جو بیچ قدم کی ہڈی تک کو ڈھانک لے تو ایک دن یا ایک رات پہننے سے دم واجب ہوگا اور اس سے کم میں صدقہ۔

مسئلہ ۱۸: اگر موزہ کاٹ کر پہننے کے بعد چپل[3] ایسا جوتا مل گیا کہ جو بیچ ہڈی کو نہیں[4]

---

[1] دم تب لازم ہوگا جب کہ پورا دن پہنے، ورنہ پہلی صورت میں بھی صدقہ حتمی اور ثانی صورت میں صدقہ مخیّرہ ہوگا، اکثر آدمی فدیہ سے مراد صدقہ سمجھتے ہیں حالانکہ فدیہ سے مراد مطلق جزا ہے۔ مراده الدم المحتم لغير الضرورة، والفدية والمخيرة في الضرورة۔ (شیر محمد)

[2] اس کو اوپر ساق موزہ سے لے کر بیچ قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے تک کاٹ کر پہننا جائز ہوگا ورنہ اوپر کی ہڈی کا انکشاف مراد ہوگا، اس مسئلہ میں بھی مدت تک مغالطہ میں رہا اور علی العموم لوگ بھی یہی سمجھتے رہے کہ محض اس ہڈی کا کھلا رکھنا ضروری ہے اگرچہ اور سارا پاؤں موزہ وغیرہ میں مستور رہے تو حرج نہیں ہے، بعد میں یہ عبارتیں ملیں اور علماء نے بھی تصحیح فرمائی۔

الذی فی الحدیث: ویقطعهما حتیٰ یکون اسفل من العکب وهو اضح مما قال ابن کمال، والمراد قطعهما بحیث یصیر الکعبان وما فوقهما م نالساق مکشوفا لا قطع موضعین الکعبین فقط کما لا یخفی. (رد المختار) (شیر محمد)

[3] چپل بھی ایسی ہو جو قدم کی پشت کو نہ ڈھانپتی ہو ورنہ وہ بھی جوتے کے حکم میں ہوگی۔

[4] فقط قدم کے بیچ کی ہڈی کو کھلا رکھنا نہیں ہے، بلکہ اس کے اوپر کے کعبین سے لے کر اس ہڈی سے نیچے تک کھلا رکھنا ضروری ہے۔ الاحتیاط۔ شیر محمد۔

ڈھانپتا تو ان کٹے ہوئے موزوں کو نکالنا ضروری نہیں، اگر ان کو پہنے رہا تو کچھ جزا واجب نہ ہوگی، لیکن چپل کے ہوتے ان کا پہننا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۹: بنیان زردہ، بارانی ٹوپ والی اوورکوٹ پہننا بھی ناجائز ہے۔

سر اور چہرہ کو ڈھانکنا:

مسئلہ ۱: مرد کو احرام میں سر اور منہ دونوں کو ڈھانکنا منع ہے اور عورت کے لیے صرف چہرہ ڈھانکنا منع ہے، تو اگر مرد نے احرام کی حالت میں سارا سر یا چہرہ، یا چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ کسی ایسی چیز سے ڈھانکا جس سے عادتاً ڈھانکتے جیسے عمامہ، ٹوپی یا اور کوئی کپڑا سلا ہوا یا بغیر سلا، سوتے یا جاگتے، قصداً ہو یا بھول کر، رضا سے ہو یا زبردستی سے، خود ڈھانکا ہو یا کسی دوسرے نے ڈھانک دیا ہو، عذر سے ہو یا بلا عذر، بہرصورت جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۲: اگر ایک دن یا رات کامل یا اس سے زیادہ سر یا چہرہ یا ان کا چوتھائی حصہ کسی کپڑے سے ڈھانکا یا عورت نے صرف چہرے کو ڈھانکا تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر چوتھائی حصہ سے کم ڈھانکا یا ایک دن یا رات سے کم ڈھانکا تو صدقہ واجب ہوگا۔

مسئلہ ۳: اگر سر کو ایسی چیز سے چھپایا کہ عادت اور معمول اس سے چھپانے کا نہیں (جیسے طشت پیالہ، ٹوکرا، پتھر، ڈھیلا، لوہا، تانبا، پیتل، چاندی، سونا، لکڑی، شیشہ وغیرہ) سارا چھپایا یا تھوڑا تو اس سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۴: اگر کیچڑ سر کو لگائی تو جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۵: محرم کے سونے کی حالت میں کسی نے اسکا سر ڈھانک دیا یا کپڑا پہنا دیا تو اگر بلا عذر کے ایسا ہوا تو دم کا وجوب حتمی ہوگا اور عذر کی وجہ سے کیا تو اختیاری اور یہ دم محرم پر ہوگا۔

بال مونڈنا اور کترنا:

مسئلہ ۱: بال مونڈنا، کترنا، اکھاڑنا، نورہ یا باصفا سے دور کرنا، جلانا، سب کا ایک حکم ہے جزا میں کچھ فرق نہیں۔

مسئلہ ۲: خود بال مونڈے یا منڈوائے، زبردستی سے یا خوشی سے، قصداً یا بھول کر، سب

صورتوں میں جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ۳: اگر چوتھائی سر یا داڑھی یا اس سے زیادہ کے بال احرام کھولنے کے وقت سے پہلے دور کیے یا کرائے تو دم واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ۔

مسئلہ۴: عورت نے اگر حلال ہونے کے وقت سے پہلے ایک انگل کے برابر چوتھائی سر یا اس سے زیادہ کے بال کتروائے تو دم واجب ہے اور چوتھائی سے کم میں صدقہ۔

مسئلہ۵: تمام گردن یا ایک پوری بغل یا زیر ناف کے بال دور کرنے سے دم واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ ہے۔

مسئلہ۶: تمام سینہ یا تمام ران یا ساری پنڈلی کے بال مونڈے یا دونوں لبیں کتروائیں تو صدقہ ہے۔

مسئلہ۷: اگر پچھنے لگوانے کی جگہ مونڈ کر پچھنے لگوائے تو دم واجب ہے اور اگر صرف منڈوایا پچھنے نہیں لگوائے تو صدقہ ہے۔

مسئلہ۸: اگر گنجے کے سر میں بقدر چوتھائی سر کے بال ہوں اور اس کو منڈوائے تو دم واجب ہے اور کم ہوں تو صدقہ ہے۔

مسئلہ۹: ایک مجلس میں سر، داڑھی دونوں بغل اور تمام بدن کے بال منڈائے تو ایک ہی دم ہوگا اور اگر مختلف مجلسوں میں منڈائے تو ہر ایک مجلس کا علیحدہ حکم ہوگا اور ہر ایک جزا کا مستقل اعتبار ہوگا۔

مسئلہ۱۰: سر منڈایا اور دم دے دیا اور اس کے بعد (خدانخواستہ) داڑھی منڈائی تو دوسرا دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۱۱: اگر چار مجلسوں میں چوتھائی چوتھائی سر منڈایا اور بیچ میں کفارہ نہیں دیا تو ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۱۲: متفرق جگہ سے تھوڑا تھوڑا سر منڈایا تو اگر سب جگہ کا مجموعہ چوتھائی سر کے برابر ہو جائے تو دم ہے ورنہ صدقہ۔

مسئلہ۱۳: روٹی پکاتے ہوئے کچھ بال جل گئے تو صدقہ دے اور اگر مرض کی وجہ سے گر گئے یا سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ۱۴: اگر وضو کرتے ہوئے یا اور کسی طرح سر یا داڑھی کے تین بال گر گئے تو ایک مٹھی گیہوں دیدے اور اگر خود اکھاڑے تو ہر بال کے بدلہ میں ایک مٹھی دے اور اگر تین بال سے زائد اکھاڑے تو آدھا صاع صدقہ کرے۔

مسئلہ۱۵: محرم نے اگر دوسرے محرم کا چوتھائی سر مونڈ دیا تو مونڈنے پر صدقہ اور منڈانے والے پر دم ہے۔

مسئلہ۱۶: اگر[1] محرم حلال کا سر مونڈے تو حلال پر کچھ نہیں، محرم کچھ تھوڑا سا صدقہ کر دے اور اگر حلال نے محرم کا سر مونڈا تو محرم پر دم ہے اور حلال پر صدقہ کامل (نصف صاع) گیہوں ہے۔

مسئلہ۱۷: پڑبال آنکھ سے دور کرنا جائز ہے، اس کے دور کرنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۱۸: محرم نے اگر محرم یا حلال کی مونچھ مونڈی یا کتری یا ناخن کاٹا تو جو چاہے صدقہ کر دے۔[2]

ناخن کاٹنا:

مسئلہ۱: اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں یا دونوں ہاتھ یا دونوں پاؤں یا چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹے تو ایک دم لازم ہوگا اور اگر چاروں اعضا کے چار مجلسوں میں کاٹے تو دو دم لازم ہوں گے۔ اسی طرح اگر ایک مجلس میں ایک ہاتھ کے ناخن کاٹے اور دوسری مجلس میں دوسرے ہاتھ کے، تو دو دم لازم ہوں گے۔

---

[1] وكذا عليه صدقة ان حلق راس حلال وقيل: تصدق بماشاء، وجزم به في "البحر" و "النهر" و كذا اذا حلق حلال راس محرم فعلى الحالق صدقة كما لو حلق نبات الحرم و قيل لا شيء عليه، والاول ذهب اليه الزيلعي و السروجي وصاحب "الفتح" والشمني وتبعهم في "البحر" و "النهر" والشافي صرح به و في "البدائع" و "مناسك الفارسي" و "العناية" واعتمده في "اللباب" و شرحه "غنية" واختار الاول العلامة الجنجوهي في "مناسكة"

[2] وفي "اللباب": و ان اخذ المحرم من شارب محرم او حلال فعليه صدقة فلا يصح: لان المحرم اذا حلق شاربه و جبت عليه الصدقة، فاذا حلق شارب غيره اطعم ماشاء كسرة خبز او كفاً من طعام، لقصور الجناية، وتمامه في البحر. (غنية)

مسئلہ۲: اگر پانچ ناخن سے کم کاٹے یا پانچ ناخن متفرق کاٹے، مثلاً: دو ایک ہاتھ کے اور تین دوسرے کے، یا سولہ ناخن متفرق چار چار، چاروں ہاتھ پاؤں کے کاٹے تو تینوں صورتوں میں ہر ناخن کے بدلے پورا صدقہ (نصف صاع) واجب ہوگا، لیکن اگر سب ناخنوں کا صدقہ دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دینا چاہیے، تاکہ دم کی قیمت سے کم ہو جائے اور قلیل کثیر کا ایک حکم نہ ہو جائے۔

مسئلہ۳: ٹوٹے ہوئے ناخن کو توڑنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۴: اگر اپنا ہاتھ مع انگلیوں کے ناخن سمیت کاٹ ڈالا تو نہ دم نہ صدقہ۔

تنبیہات:

۱۔ اگر عذر کی وجہ سے کوئی جنایت کی اور دم واجب ہوا تو اختیار ہے کہ دم دے یا تین صاع گیہوں چھ مسکینوں کو دیدے یا تین روزے رکھے[۱] اگرچہ مالدار ہو اور اگر صدقہ واجب ہے تو روزہ اور صدقہ میں اختیار ہوگا اور بلا عذر جنایت کی وجہ سے جس جگہ دم یا صدقہ واجب ہوتا ہے وہ متعین طور سے واجب ہوتا ہے اس میں روزے رکھنے کا اختیار نہیں۔

۲۔ جس جگہ متعین طور سے دم واجب ہو اس جگہ دم کے عوض طعام اور روزے جائز نہ ہوں گے۔

۳۔ شرعی عذر یہ ہیں:

۱۔ ہر قسم کا بخار
۲۔ سخت سردی
۳۔ سخت گرمی
۴۔ زخم، پھنسی کا ہو یا ہتھیار کا
۵۔ درد تمام سر کا یا آدھے سر کا
۶۔ سر میں جوئیں کثرت سے ہو جانا
۶۔ پچھنے لگوانا
۸۔ مرض یا سردی سے ہلاک ہونے کا ظن غالب ہونا
۹۔ جنگ کے لیے ہتھیار لگانا
۱۰۔ دم کو جنایت سے پہلے ذبح کرنا کافی نہیں بعد میں ذبح کرنا شرط ہے۔

---

[۱] یہ تین روزوں کی تخصیص احرام میں لباس پہننے یا خوشبو لگانے، یا حلق کرانے، یا ناخن کٹوانے ان چاروں محظورات کے ساتھ مخصوص ہے بخلاف شکار کی جنایت کے۔ (شیر محمد)

۱۱۔صدقہ، گیہوں یا گیہوں کے آٹے سے نصف صاع یعنی دو سیر آدھی چھٹانک انگریزی سیر سے اور جو یا جو کا آٹا، کھجور اور کشمش سے پورا ایک ساع قیمت دینا بھی جائز بلکہ افضل ہے۔

جماع وغیرہ کرنا:

مسئلہ۱: شہوت سے عورت یا کسی لڑکے کا بوسہ لیا یا لپٹایا ہاتھ لگایا یا صحبت قُبل اور دبر کے علاوہ اور کسی جگہ کی، یا شرمگاہ سے شرمگاہ ملائی، تو دم واجب ہوگا، انزال ہو یا نہ ہو اور حج فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ۲: اگر عورت کی طرف شہوت سے دیکھا، یا دل میں تصور کیا اور انزال ہو گیا یا احتلام ہو گیا تو کچھ لازم نہ ہوگا لیکن غسل واجب ہوگا۔

مسئلہ۳: ہاتھ سے منی نکالی یا جانور سے جماع کیا یا مردہ عورت سے یا ایسی چھوٹی لڑکی سے جو قابل شہوت نہیں ہے، جماع کیا، تو اگر انزال ہو گیا تو دم واجب ہے ورنہ کچھ واجب نہ ہوگا اور حج فاسد نہ ہوگا۔[۱]

مسئلہ۴: اگر آدمی سے قبل یا دبر میں جماع کیا اور حشفہ غائب ہو گیا، سونے کی حالت میں یا جاگنے کی اور خوشی سے یا زبردستی سے، عذر سے ہو یا بلا عذر سے، قصداً ہو یا بھول کر، انزال ہو یا نہ ہو، یا عورت نے آدمی یا گدھے وغیرہ کا ذکر کٹا ہوا اپنی فرج میں داخل کر لیا اور وقوف عرفہ سے پہلے یہ فعل کیا تو حج فاسد ہو گیا اور دم واجب ہوگا۔ اگر عورت اور مرد دونوں محرم تھے تو دونوں پر ایک ایک دم واجب ہوگا اور بکری کافی ہوگی اور باقی افعال حج مثل حج صحیح کے ادا کرنے ہوں گے اور ممنوعات احرام سے بچنا ضروری ہوگا۔ اگر کوئی جنایت ہو جائے گی تو اس کا کفارہ واجب ہوگا اور آئندہ سال حج کی قضا واجب ہوگی، اگرچہ حج نفل ہی ہو اور بلا افعال حج کے ادا کیے احرام سے نہیں نکلے گا، آئندہ سال قضا میں زوجہ سے جدا ہونا واجب نہیں لیکن جماع میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو احرام کے وقت سے علیحدہ ہو جانا مستحب ہے۔

مسئلہ۵: اگر وقوف عرفات کے بعد سر منڈانے اور طواف زیارت کرنے سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد نہیں ہوا، لیکن اس پر بُدنہ (یعنی ایک اونٹ یا گائے) کی قربانی واجب ہوگی، بکری کافی نہ ہوگی۔

۱؎ البتہ بعض صورتیں ان میں چونکہ ناجائز ہیں اس لئے گناہ ہوگا، مگر جنایت کامل نہ ہونے کی وجہ سے حج فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ ۶: اگر سر منڈانے کے بعد طواف زیارت[1] سے پہلے، یا طواف زیارت کے بعد سر منڈانے سے پہلے جماع کیا تو بکری واجب ہوگی اور حج فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ ۷: طواف اور سر منڈانے کے بعد جماع کرنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۸: سر منڈانے اور طواف کرنے سے پہلے جماع کیا اس کے بعد پھر دوبارہ جماع کیا اور دوسرے جماع سے احرام سے حلال ہونے کی نیت نہیں تھی، تو اگر ایک ہی مجلس میں دوبارہ جماع کیا ہے تو ایک بُدنہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر دو مجلسوں میں کیا ہے تو اول جماع کی وجہ سے ایک بُدنہ اور دوسرے کے لیے ایک بکری واجب ہوگی اور اگر دوسرا جماع احرام سے نکلنے کے لیے کیا تھا تو صرف ایک بُدنہ واجب ہوگا اگرچہ مختلف مجالس میں جماع[2] کیا ہو۔

مسئلہ ۹: اگر وقوف عرفہ سے پہلے ایک مجلس میں ایک عورت یا چند عورتوں سے جماع کیا تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر کئی مجلس میں ایک عورت یا کئی عورتوں سے جماع کیا تو ہر مجلس کے لیے ایک (علیحدہ) دم واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱۰: اگر قارن نے طواف عمرہ اور وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج اور عمرہ دونوں فاسد ہوگئے اور دم قران ساقط ہوگیا اور حج وعمرہ کی قضا اور دو دم حج وعمرہ کے فاسد ہونے کی وجہ سے لازم ہوگئے۔

مسئلہ ۱۱: اگر قارن نے طواف عمرہ اور وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طواف زیارت کرنے سے پہلے جماع کیا تو حج اور عمرہ فاسد نہیں ہوا لیکن ایک بُدنہ اور ایک بکری واجب ہوگئی اور دم قران بھی دینا ہوگا۔

مسئلہ ۱۲: اگر قارن نے وقوف عرفہ سے پہلے اور طواف عمرہ پورا یا اکثر کرنے کے بعد جماع کیا تو صرف حج فاسد ہوا، عمرہ فاسد نہیں ہوا۔ حج کی قضا اور دو بکری واجب ہوگئیں، ایک حج

---

[1] یہ عند الجمہور ہے لیکن محققین کے قول میں طواف وحلق سے پہلے ہو یا حلق کے بعد اور طواف سے پہلے بھی بُدنہ ہے۔ (شیر محمد)

[2] یہ جب ہے جب کہ فاعل اپنے زعم میں یہ جانتا ہو کہ اس قصد سے میں احرام سے خارج ہو چکا ہوں ورنہ دم ہی لازم ہوگا۔ انما تعتبر ممن زعم انه خرج منه بهذا القصد لجهله مسالة عدم الخروج، اما من علم انه لایخرج منه بهذا القصد فانها لا تعتبر منه. (ارشاد الساری) (شیر محمد)

فاسد ہونے کی وجہ سے ایک عمرہ کے احرام میں جماع کرنے کی وجہ سے اور دم قران ساقط ہوگیا۔
اور اگر سر منڈانے کے بعد پورا یا اکثر طواف زیارہ کرنے سے پہلے جماع کیا تو دو بکری لازم ہوں گی اور بعض کہتے ہیں کہ حج کے لئے بُدنہ ہوگا اور عمرہ کے لیے کچھ نہ ہوگا شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی تصویب کی ہے اور اگر بلا سر منڈائے طواف زیارت کے چار پھیرے کیے اور بلا سر منڈائے ہی جماع کرلیا تو دو بکری واجب ہوں گی۔

مسئلہ ۱۳: اگر مجنون یا قریب البلوغ لڑکے نے جماع کرلیا تو حج اور عمرہ فاسد ہوگیا، لیکن ان پر جزا اور قضا واجب نہیں اور افعال کا پورا کرنا بھی لازم نہیں، لیکن استحباباً ان سے افعال پورے کرانے چاہئیں۔

مسئلہ ۱۴: عورت اور مرد، غلام اور آزاد کا حکم احرام کی حالت میں جماع کرنے کا یکساں ہے۔

مسئلہ ۱۵: اگر جماع کی حالت میں احرام باندھا تو احرام صحیح ہوجائے گا لیکن حج فاسد ہوگا اور افعال کا پورا کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ ۱۶: مفرد کا حج اگر فاسد ہوجائے تو اس پر صرف حج کی قضا ہے عمرہ کی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷: عمرہ میں اگر طواف کے چار پھیرے کرنے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد ہوگیا اور ایک بکری واجب ہوگئی، تمام افعال پورے کرکے حلال ہو اور عمرہ کی قضا کرے اور اگر چار پھیرے پورے کرنے کے بعد کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوا لیکن ایک بکری واجب ہوگئی۔

مسئلہ ۱۸: عمرہ کرنے والے نے طواف کے بعد اور سعی سے پہلے، یا طواف اور سعی سے فارغ ہوکر سر منڈانے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوا، لیکن ایک بکری واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۹: عمرہ کرنے والے نے اگر دوسری مرتبہ مجلس میں جماع کیا تو ایک بکری دوسری مرتبہ بھی واجب ہوگی۔

مسئلہ ۲۰: عمرہ کرنے والے نے طواف کے بعد اور سعی سے پہلے یا طواف اور سعی سے فارغ ہوکر سر منڈانے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوا، لیکن ایک بکری واجب ہوگئی اور سر منڈانے کے بعد جماع کرنے سے کچھ واجب نہیں۔

واجبات حج میں سے کسی واجب کو ترک کرنا:

مسئلہ ۱: اگر پورا یا اکثر طواف[1] زیارت بے وضو کیا تو دم دے، اور اگر طواف قدوم یا طواف وداع یا طواف نفل یا نصف سے کم طواف زیارت بلا وضو کیا تو ہر پھیرے کے لیے آدھا صاع صدقہ دے، اور اگر تمام پھیروں کا صدقہ دم کے برابر ہو جائے تو کچھ تھوڑا سا کم کر دے، اور اگر ان تمام صورتوں میں وضو کر کے طواف کا اعادہ کر لیا تو کفارہ اور دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲: اگر بدن یا کپڑے پر طواف فرض یا واجب یا نفل کرتے وقت نجاست لگی ہوئی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ ۳: اگر[2] پورا یا اکثر طواف زیارت جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا تو بُدنہ یعنی ایک اونٹ یا ایک گائے سالم واجب ہوگی اور اگر طواف قدوم یا طواف وِداع یا طواف نفل ان حالتوں میں کیا تو ایک بکری واجب ہوگی اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ طواف کا اعادہ کر لینے سے کفارہ[3] ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ ۴: جو طواف جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا ہو اس کا اعادہ واجب ہے اور جو بے وضو کیا ہے اس کا اعادہ مستحب ہے۔

مسئلہ ۵: اگر سعی پہلے طواف کے بعد کر چکا ہو تو سعی کا اعادہ نہ کرے، کیونکہ پہلا طواف معتبر ہو گیا لیکن ناقص ہونے کی وجہ سے اعادہ کیا گیا ہے اور دوسرا طواف صرف اس نقصان کی تلافی کے لیے ہے۔

مسئلہ ۶: اگر طواف زیارت جنابت کی حالت میں کیا اور طواف وداع طہارت سے کیا تو اگر طواف وداع ایام نحر (۱۰ ر ذی الحجہ سے بارہ تک) میں کیا ہے تو یہ طواف طواف زیارت بن جائے گا اور طواف وداع چھوڑنے کا دم لازم ہوگا، لکن اگر پھر طواف کر لیا تو یہ طواف وداع ہو جائے گا اور دم ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر طواف وداع ایام نحر گزرنے کے بعد کیا تب بھی یہ طواف زیارت ہو جائے گا، لیکن دو دم واجب ہونگے۔ ایک طواف زیارت کی تاخیر کی وجہ سے

---

[1] طواف بلا وضو کرنا [2] جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں طواف کرنا۔

[3] اگر نصف سے کم طواف زیارت جنابت سے کیا تو بھی قربانی ہے۔ (شیر محمد)

دوسرا طواف وداع چھوڑنے کی وجہ سے، ہاں! اگر اسکے بعد اور طواف کر لیا تو یہ طواف وداع ہوجائے گا اور دوسرا دم جو طواف وداع چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوا تھا ساقط ہوجائے گا۔

مسئلہ ۷: طواف زیارت ایام نحر میں بے وضو کیا تو اگر اس کے بعد طواف وداع ایام نحر میں ہی باوضو کرلیا تو یہ طواف زیارت بن جائے گا اور اگر ایام نحر کے بعد کیا تو طواف زیارت کے قائم مقام نہ ہوگا بلکہ دم واجب ہوگا۔

مسئلہ ۸: طواف[1] عمرہ پورا یا اکثر یا اقل اگر چہ ایک ہی چکر ہو، اگر جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں یا بے وضو کیا تو دم واجب ہوگا۔

مسئلہ ۹: طواف عمرہ میں بدنہ اور صدقہ واجب نہیں ہوتا اور حدث وجنابت اور قلیل وکثیر کے احکام میں بھی کچھ فرق نہیں۔

مسئلہ ۱۰: عمرہ کے کسی واجب کے ترک کرنے سے بدنہ یا صدقہ واجب نہیں ہوتا بلکہ صرف دم (یعنی صرف ایک بکری یا ساتواں حصہ گائے یا اونٹ کا) واجب ہوتا ہے، لیکن عمرہ کے احرام میں ممنوعات احرام کے ارتکاب سے مثل احرام حج کے صدقہ واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۱: طواف[2] زیارت کے ایک یا دو، تین چکر چھوڑنے سے دم واجب ہوگا، لیکن اگر طواف وداع ایام نحر میں کر لیا تو طواف زیارت کو طواف وداع سے پورا کریں گے اور دم ساقط ہوجائے گا اور طواف وداع کے نقصان کو پورا کرنے لیے ہر پھیرے کے بدلے میں پورا صدقہ یعنی صاع دینا ہوگا۔ اور اگر ایام نحر کے بعد طواف وداع کیا تو بھی طواف زیارت کو پورا کریں گے لیکن طواف فرض کے چکروں کو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی وجہ سے ہر پھیرے کے بدلے میں پورا صدقہ دینا ہوگا اور طواف وداع کے چکر چھوٹ جانے کی وجہ سے دوسرا صدقہ اور دینا ہوگا۔

مسئلہ ۱۲: اگر طواف زیارت کے چار چکر یا پورا طواف چھوڑ دیا تو ساری عمر عورت حلال نہ ہوگی اور عورت کے حق میں احرام باقی رہے گا اور اسی احرام سے آ کر طواف کرنا واجب ہوگا، بدل دینا کافی نہ ہوگا، جب ادا کرے گا اس وقت عورت حلال ہوگی اور اس حالت میں اگر جماع کرلے گا تو ہر جماع کے بدلے مجلس مختلف ہونے کی صورت میں ایک دم واجب ہوگا۔

---

[1] طواف عمرہ جنابت وغیرہ کرنا۔ [2] طواف زیارت وغیرہ کے کچھ چکر چھوڑ دینا یا سارا چھوڑنا۔

مسئلہ ۱۳: اگر طواف قدوم یا طواف وداع کا ایک چکر یا دو تین چکر ترک کیے تو ہر چکر کے بدلے پورا صدقہ واجب ہوگا اور اگر چار چکر یا زیادہ چھوڑ دیئے تو دم واجب ہوگا اور طواف قدوم بالکل چھوڑنے کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن چھوڑنا مکروہ اور برا ہے۔

مسئلہ ۱۴: اگر[1] پوری سعی یا اکثر چکر سعی کے بلا عذر ترک کیے یا بلا عذر سوار ہو کر کیے تو حج ہو گیا لیکن دم واجب ہوگا اور پیدل اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ترک کیا یا سوار ہو کر کیا تو کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر بلا عذر ایک یا دو یا تین چکر سعی کے چھوڑ دیے یا سوار ہو کر کیے تو ہر چکر کے بدلے صدقہ لازم ہوگا۔

مسئلہ ۱۵: اگر[2] عرفہ سے غروب سے پہلے نکل گیا تو دم واجب ہوگا اگر چہ بھاگے ہوئے اونٹ کو پکڑنے کے لیے نکلا ہو، البتہ غروب سے پہلے عرفہ میں واپس آ گیا تو دم ساقط ہو جائے گا اور اگر غروب کے بعد آیا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۶: اگر وقوف مزدلفہ بلا عذر ترک کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر عذر کی وجہ سے ترک کیا یا عورت نے ہجوم کے خوف سے ترک کیا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۷: اگر[3] چاروں دن کی رمی بالکل ترک کر دے یا ایک روز کی رمی ساری ترک کر دے، اگر چہ دسویں تاریخ ہی کی ہو، یا اکثر کنکریاں ایک روز کی رمی کی ترک کرے، مثلاً دسویں کی رمی سے چار کنکریاں یا گیارہ کنکریاں اور دنوں کی رمی سے ترک کر دیں تو سب صورتوں میں دم واجب ہوگا اور اگر ایک دن کی رمی سے تھوڑی کنکریاں ترک کر دیں، جیسا کہ تین یا اس سے کم دسویں کو اور دس یا اس سے کم اور دونوں میں، تو ہر کنکر کے بدلے پورا صدقہ واجب ہوگا۔ البتہ اگر مجموعہ دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کر دے۔

مسئلہ ۱۸: اگر عمرہ[4] کے احرام سے حلال ہونے کے لیے حرم سے باہر سر منڈوایا یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لیے حرم سے باہر ایام نحر میں سر منڈوایا تو دم واجب ہوگا اور اگر حج میں خارج حرم ایام نحر کے بعد سر منڈایا تو دو[5] دم واجب ہوں گے، ایک حرم سے خارج سر منڈانے کا، دوسرا تاخیر کا۔

---

[1] واجبات سعی کو چھوڑنا [2] عرفہ سے غروب سے پہلے نکلنا، وقوف مزدلفہ ترک کرنا

[3] واجبات رمی ترک کرنا۔ [4] حرم سے باہر سر منڈانا [5] هذا عند الامام مفرداً كان الحاج او غيره و دم واحده عند محمد رحمہ اللہ ولا شيء عليه عند ابي يوسف رحمہ اللہ كذا في "الغنية". (س)

مسئلہ۱۹: عمرہ کرنے والا یا حج کرنے والا اگر حد حرم سے نکل جائے اور پھر حرم میں واپس آکر سر منڈوائے تو کچھ واجب نہ ہوگا، لیکن اگر حاجی ایام نحر کے بعد حرم میں آکر سر منڈائے تو ایک دم تاخیر کا واجب ہوگا۔

مسئلہ۲۰: اگر مفرد یا قارن نے یا متمتع نے رمی سے پہلے سر منڈایا، یا قارن اور متمتع نے ذبح سے پہلے سر منڈایا، یا قارن اور متمتع نے رمی سے پہلے ذبح کیا تو دم واجب ہوگا، کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے، مفرد کے لیے صرف رمی اور سر منڈانے میں ترتیب واجب ہے کیونکہ ذبح اس پر واجب نہیں ہے اور قارن و متمتع کو تینوں (یعنی رمی اور ذبح اور سر منڈانا) میں ترتیب واجب ہے، اول رمی کریں اس کے بعد ذبح کریں اس کے بعد سر منڈائیں، اگر تقدیم و تاخیر کی تو دم واجب ہوگا۔

خشکی کے جانور کا شکار کرنا اور اس کو ایذا دینا:

مسئلہ۱: خشکی کے جانور سے مراد وہ جانور ہے جس کی پیدائش خشکی میں ہو اگرچہ بعد میں دریا میں رہنے لگا ہو اور دریائی جانور سے وہ مراد ہے جس کی پیدائش پانی میں ہو اگرچہ بعد میں خشکی میں رہنے لگا ہو، اعتبار اصل پیدائش کا ہے، بعد میں دریا یا خشکی میں رہنے سے اصلیت نہ بدلے گی۔

مسئلہ۲: خشکی کا شکار محرم کے لیے حرام ہے، اس کے شکار سے جزا واجب ہوگی، مگر جو جانور اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ان کے شکار سے جزا واجب نہ ہوگی۔ اور دریائی جانور کا شکار محرم کے لیے جائز ہے، اس کے شکار سے کچھ واجب نہ ہوگا اگرچہ حد حرم کا ہو۔

مسئلہ۳: محرم کے لیے کسی دوسرے شخص کو دلالت یا اشارہ شکار کی طرف کرنا بھی حرام ہے، اگر دلالت یا اشارہ کرے گا خواہ اول مرتبہ یا دوسری مرتبہ اور سہواً ہو یا قصداً، شکار مباح ہو یا مملوک بہر صورت جزا واجب ہوگی۔ دلالت سے مراد زبان سے بتا دینا ہے کہ فلاں جگہ شکار ہے، لیکن دلالت اور اشارہ[1] سے جزا واجب ہونے کی پانچ شرطیں ہیں:

۱۔ قائل، دلالت کرنے والے کی تصدیق کرے، تصدیق کے لیے یہ کہنا ضروری نہیں کہ تو دلالت میں سچا ہے بلکہ اس کی تکذیب نہ کرے اور اس کی تکذیب کے بعد شکار مارا تو اس پر جزا واجب نہ ہوگی۔

---

[1] والاشارة كالدلالة في جميع ما ذكرنا، كما في "الغنية".

۲۔ شکار کرنے والے کو اس کے بتلانے سے پہلے شکار کا علم نہ ہو اور شکار اس کو نظر بھی نہ آرہا ہو، اگر شکار کرنے والے کو اس کا علم تھا یا شکار کو وہ دیکھ رہا تھا تو محرم پر دلالت کی وجہ سے جزا لازم نہ ہوگی۔

۳۔ شکار کو دلالت اور اشارہ کے متصل مارنا، اگر متصل نہیں مارا بلکہ دیر کے بعد مارا تو بتانے والے اور اشارہ کرنے والے پر جزا نہ ہوگی۔

۴۔ محرم دلالت اور اشارہ کرنے کے وقت سے شکار کے وقت تک محرم رہے، اگر دلالت یا اشارہ کر کے حلال ہو گیا اور پھر اس شخص نے شکار کیا تو بتانے والے پر جزا نہ ہوگی۔

۵۔ شکار کرنے والے نے شکار کو اسی جگہ مارا یا پکڑا ہو جہاں محرم نے بتایا تھا، اگر اس جگہ ہاتھ نہ آیا بلکہ دوسری جگہ ملا تو بتانے والے پر جزا نہ ہوگی۔

مسئلہ۴: شکار کرنے والے کا محرم ہونا شرط نہیں، اگر محرم نے حلال کو شکار بتایا یا اشارہ کیا اور اس نے شکار شرائط مذکورہ کے موافق مارا تب بھی بتانے والے پر جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ۵: محرم سے شکاری نے ذبح کرنے کے لیے چھری، چاقو، تیر، نیزہ وغیرہ مانگا یا محرم نے شکاری کو شکار کا حکم کیا تو محرم پر جزا واجب ہوگی، لیکن اگر بلا اس کے تیر، چھری، چاقو وغیرہ دینے کے بھی وہ اس کو کسی چیز سے ذبح کر سکتا تھا تو دینے والے پر جزا واجب نہ ہوگی، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ۶: جو جانور دریا میں پیدا ہو اور خشکی میں رہتا ہے جیسے: دریائی کتا، مینڈک، کیکڑا، ناکو، کچھوا وغیرہ اس کا شکار جائز ہے، لیکن مچھلی کے علاوہ اور دریائی جانوروں کا کھانا حرام ہے۔

مسئلہ۷: خشکی کا شکار اگرچہ حرام ہو اس کے مارنے سے جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ۸: بھیڑیا، کتا، عقعق کے علاوہ چیل، بچھو، سانپ، چوہا، کتا اگرچہ وحشی ہو، شہری بلی، چیونٹی، مچھر، پسو، چچڑی، پروانہ، گوہ، گرگٹ، مکھی، چھپکلی، بھڑ، نیولا اور سب حشرات الارض اور زہریلے جانوروں کے مارنے سے بھی جزا واجب نہ ہوگی، خواہ حرم میں مارے یا حل میں لیکن جو چیز ایذا نہ دے اس کا قتل کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ۹: کسی درندے نے محرم پر حرم میں یا خارج حرم یا حلال پر حرم میں حملہ کیا اور محرم یا حلال نے اس کو قتل کر دیا، تو اگر بلا اس کے قتل کیے اس سے بچنا ممکن نہیں تھا تو اس کے قتل سے کچھ

واجب نہ ہوگا اور اگر بدون قتل اس سے بچنا ممکن تھا یا اس نے حملہ نہیں کیا اور پھر بھی قتل کر دیا تو جزا واجب ہوگی اور اس کی جزا بکری کی قیمت سے زیادہ نہ ہوگی اگر چہ ہاتھی ہو اور اگر وہ درندہ کسی کا مملوک ہو یا اونٹ وغیرہ حلال[1] جانور ہو تو مالک کو اس کی قیمت بھی دینی ہوگی اور اس کی کوئی حد نہیں، جس قدر ہو ادا کرنی ہوگی اور اگر کسی ایسے جانور نے حملہ کیا کہ جس کا کھانا حلال ہے جیسے نیل گائے وغیرہ اور محرم نے اس کو قتل کر دیا تو بہر صورت جزا واجب ہوگی۔ درندہ سے مراد وہ جانور ہے جس کا کھانا حلال نہ ہو اور ان جانوروں میں سے بھی نہ ہو جن کا مارنا محرم کے لیے حلال ہے۔

مسئلہ ۱۰: پاموز کبوتر (جسکی ٹانگوں پر پر ہوتے ہیں) کے مارنے سے بھی جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۱: محرم کو بکری گائے، اونٹ، بھینس[2] مرغی گھریلو جانوروں کا ذبح کرنا اور کھانا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲: جنگلی بط کا ذبح کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ شکار ہے اس کے مارنے سے جزا واجب ہوگی، شہری بط کا ذبح کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳: ایسی بکری کا ذبح کرنا اور کھانا محرم کے لیے جائز ہے جس کا باپ ہرن ہو۔

مسئلہ ۱۴: اگر حلال شخص نے حرم سے باہر شکار کیا اور ذبح بھی اس کو حرم سے باہر حلال ہی نے کیا تو اس کا کھانا محرم کے لیے جائز ہے، اگر چہ محرم کی نیت سے اس نے شکار کیا ہو، لیکن شرط یہ ہے کہ محرم نے دلالت یا اعانت واشارہ یا حکم حلال کو نہ کیا ہو، اگر ان میں سے کوئی چیز محرم کی طرف سے پائی گئی تو اس کا کھانا محرم کو جائز نہ ہوگا، حلال کو جائز ہوگا۔

مسئلہ ۱۵: ہرن یا اور کوئی وحشی جانور پلا ہوا ہو تو وہ شکار ہی کے حکم میں ہے، اس کے مارنے سے جزا واجب ہوگی اور مالک کو اس کی قیمت بھی دینی ہوگی، اور اونٹ یا اور کوئی غیر وحشی جانور اگر متوحش ہو کر بھاگ جائے تو وہ شکار کے حکم میں نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۶: کسی نے اپنے لیے خیمہ لگایا اور اس میں شکار الجھ کر مر گیا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۷: اگر شکار کو زخمی کیا یا اس کے پر یا بال اکھاڑ دیئے اور جانور مرا نہیں تو جتنا نقصان ہوا دینا ہوگا۔ مثلاً: صحیح سالم ہونے کی صورت میں اس کی قیمت دو روپے ہوتی اور اب اس نقصان کے بعد وہ ڈیڑھ روپے کا رہ گیا، تو آٹھ آنے نقصان کے دینے ہوں گے۔

---

[1] اونٹ کی قیمت مالک کو دی جائے گی، باقی جزا وغیرہ کچھ نہیں کیونکہ اونٹ شکار نہیں ہے۔ (شیر محمد)

[2] جس ملک میں بھینس وغیرہ وحشی ہوں وہ بھی وہاں شکار کے حکم میں ہونگی، جیسے سوڈان میں کذا فی "الغنیة".

مسئلہ۱۸: شکار کرنا مقصود نہ تھا بلکہ جانور کی خیر خواہی مقصود تھی لیکن اس سے زخمی ہو گیا، مثلاً: کبوتر وغیرہ کو بلی سے چھڑاتے ہوئے یا جال سے نکالتے ہوئے زخم ہو گیا یا پر ٹوٹ گیا تو کچھ واجب نہ ہوگا اگر چہ جانور مر جائے۔

مسئلہ۱۹: اگر شکار کے بازو یا ٹانگ ایسی طرح توڑ دی کہ اب وہ اڑ کر یا بھاگ کر اپنی جان نہیں بچا سکتا تو اس کی پوری قیمت واجب ہوگی اگر چہ مرا نہ ہو اور اس کی جزا دینے کے بعد اس کو مار ڈالا تو پھر دوسری جزا واجب ہوگی۔ اور اگر پہلے جزا دینے سے پیشتر مار دیا تو دوسری جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ۲۰: زخم کھا کر شکار غائب ہو گیا اور مرنے جینے کا کوئی پتہ نہیں، تو احتیاطاً پوری قیمت ادا کرے۔

مسئلہ۲۱: شکار کو زخمی کیا اور وہ مر گیا تو جزا واجب ہوگی اور اگر مرا نہیں بلکہ زخم بالکل اچھا ہو گیا تو بھی جزا ساقط نہ ہوگی[1] اور جو نقصان زخم کی وجہ سے واقع ہوگا وہ دینا ہوگا۔

مسئلہ۲۲: اگر زخم کی وجہ سے جانور زخم کی جزا ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو پوری قیمت واجب ہوگی اور اگر زخم کی جزا ادا کرنے کے بعد مرا تو صرف زخمی کی قیمت واجب ہوگی، سالم جانور کی قیمت واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ۲۳: شکار زخمی ہونے کے بعد غائب ہو گیا یا شکاری زخمی کر کے چلا گیا، اس کے بعد شکار کو مردہ پایا اور یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور وجہ سے مرا، تو جس قدر زخمی کرنے کی وجہ سے جزا واجب ہوتی تھی صرف وہی دینی ہوگی پوری جزا واجب نہ ہوگی۔ اور اگر زخم کی وجہ سے مرا ہو تو پوری قیمت واجب ہوگی اور اگر کچھ حال معلوم نہ ہو کہ زخم کی وجہ سے مرا یا کسی اور سبب سے تو احتیاطاً پوری قیمت واجب ہوگی۔

مسئلہ۲۴: حلال شخص نے شکار کو زخمی کیا پھر شکار زخم کھا کر حرم میں داخل ہو گیا، پھر حرم میں

---

[1] اس میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ اگر بالکل اچھا ہو جائے تو جزا ساقط ہو جائے گی اور بعض کہتے ہیں کہ جزا ساقط نہ ہوگی، صاحب ''بحر'' نے سقوط کو ظاہر کیا اور علامہ گنگوہی رحمہ اللہ نے بھی ''زبدۃ'' میں اسی کو اختیار کیا ہے:

ولو برئ من الجرح ولم يبق له اثر لا يسقط الجزاء "بدائع" و فى "المحيط" خلافه، واستظهر فى "البحر" الاول و مشى فى "اللباب" على الثانى، وقواه فى "النهر" و فى "الدر المختار". (سعید احمد)

اس کو دوبارہ محرم یا غیر محرم نے زخمی کیا اور دونوں زخموں کی وجہ سے وہ مر گیا تو زخمی کی قیمت واجب ہوگی۔ کیونکہ اوّل زخم حلال نے حرم سے خارج کیا تھا اس کی وجہ سے کچھ واجب نہیں ہوا۔

مسئلہ ۲۵: شکار کا انڈا توڑنے سے انڈے کی قیمت واجب ہوگی، بشرطیکہ گندا نہ ہو، اگر گندا ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۶: شکار کا انڈا توڑا اور اس میں مرا ہوا بچہ نکلا تو اگر یہ توڑنے کی وجہ سے مرا ہے تو صرف زندہ بچہ کی قیمت واجب ہوگی، انڈے کے بدلے میں کچھ نہ ہوگا اور اگر توڑنے سے پہلے ہی مرا ہوا تھا، تو انڈا اور بچہ دونوں میں سے کسی کی بھی جزا واجب نہ ہوگی اور اگر یہ پتہ نہیں چلا کہ توڑنے کی وجہ سے مرا ہے یا پہلے سے مرا ہوا تھا، تو زندہ بچہ کی قیمت احتیاطاً ادا کرے۔

مسئلہ ۲۷: شکار کا انڈا اٹھا کر مرغی کے نیچے بچہ نکالنے کے لیے رکھا، لیکن اس میں سے بچہ نہیں نکلا بلکہ انڈا خراب ہو گیا تو جزا واجب ہوگی اور اگر وہ خراب نہیں ہوا، زندہ بچہ نکل آیا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۸: شکار کو انڈوں سے بھگا دیا اور انڈے خراب ہو گئے تو جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۲۹: شکار کی اون کاٹی یا دودھ نکالا اور خود پی لیا تو اون اور دودھ کی قیمت واجب ہوگی۔

شکار کی جزا:

مسئلہ ۱: شکار کی جزا یہ ہے کہ دو مسلمان عادل، شکاری کے علاوہ اس کی قیمت کا اندازہ لگائیں ایک عادل شخص بھی قیمت کے اندازے کے لیے کافی ہے۔

قیمت کی تشخیص میں امور ذیل کا لحاظ ضروری ہے:

۱۔ قیمت کا اندازہ اسی مقام کے لحاظ سے کیا جائے گا جس جگہ شکار مارا ہے، اگر وہ جنگل ہے اس جگہ اس کی قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا تو قریب کی آبادی کے لحاظ سے قیمت لگائی جائے گی، جس جگہ شکار فروخت ہو سکتا ہو۔

۲۔ قیمت کی تشخیص میں جگہ اور قتل کے زمانے کا لحاظ ضروری ہوگا کیونکہ جگہ اور زمانے کے تبدیل سے قیمت میں فرق ہو جاتا ہے۔

۳۔ قیمت لگانے میں پیدائشی حسن وخوبی کا اعتبار ہوگا، تعلیم کا اعتبار جزا میں نہ ہوگا، لیکن

مملوک ہونے کی صورت میں مالک کو اس کی قیمت تعلیم یافتہ ہونے کے لحاظ سے دلائی جائے گی۔

مسئلہ۲: قیمت کا اندازہ کرانے کے بعد قاتل کو اختیار ہے کہ اس کی قیمت سے ہدی خرید کر حرم میں ذبح کرے یا گندم خرید کر ہر مسکین کو فطرہ کی مقدار جہاں چاہے دیدیے، ہر مسکین کو فطرہ سے کم دینا جائز نہ ہوگا، یا ہر مسکین کو غلّہ دینے کے عوض ایک ایک روزہ جس جگہ چاہے اور اگر غلہ مقدار فطرہ سے کم بچے یا کسی جانور کی جزا میں ابتداً اس قدر کم واجب ہو کہ فطرہ کی مقدار سے کم ہو، مثلاً: چڑیا کی قیمت تو اس کو یا تو ایک مسکین کو مستقل دیدے یا ایک روزہ رکھے۔ اور جزا میں اباحت کے طور پر کھانا کھلا دینا بھی جائز ہے اور قیمت بھی دینی جائز ہے، لیکن ہر مسکین کی قیمت فطرہ سے کم یا زیادہ دینا جائز نہیں، اگر کم یا زیادہ دیا تو نفل سے ادا ہوگا، واجب سے ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ۳: ہر روز ایک ہی مسکین کو بقدر فطرہ دینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ۴: جزا میں غلّہ یا اس کی قیمت اپنے اصول وفروغ (یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، اور اپنی اولاد) کو دینا جائز نہیں۔

مسئلہ۵: اگر ہدی ذبح کرے تو اس کے لیے تمام شرائط قربانی کی ضروری ہیں اور اختیار ہے کہ اس کا سارا گوشت ایک مسکین کو دے یا مختلف مساکین کو۔

مسئلہ۶: ہدی یا غلّہ پر قادر ہونے کے باوجود بھی روزہ جزا میں رکھنا جائز ہے اور شکار کی جزا میں ہدی غلّہ اور روزہ تینوں کو جمع کرنا بھی جائز ہے۔ مثلاً ایک شکار کی قیمت اتنی ہے کہ اس میں تین ہدی خریدی جاسکتی ہیں تو جائز ہے کہ ایک ہدی ذبح کرے اور ایک ہدی کے بدلے گندم مساکین کو دیدے اور ایک ہدی کے بدلے روزے رکھے، اسی طرح اسکی قیمت دو ہدی کے برابر ہے تو اختیار ہے کہ دو ہدی ذبح کرے یا دونوں کے بدلے روزہ رکھے، یا ایک ہدی ذبح کرے اور ایک ہدی کے عوض روزے رکھے یا غلّہ تقسیم کرے، یا تینوں کو جمع کرے یا قیمت دیدے۔

مسئلہ۷: غلّہ میں شکار کی قیمت کا اعتبار ہے اور روزہ میں غلّہ کی قیمت کا اعتبار ہے۔

مسئلہ۸: اگر دو محرموں نے یا دو سے زیادہ نے مل کر شکار کو قتل کیا تو ہر ایک کے ذمے پوری جزا واجب ہوگی اور صحیح سالم جانور کی قیمت ہر ایک کو ادا کرنی ہوگی اور اگر سب قارن ہوں تو ہر ایک پر دو جزا قران کی وجہ سے واجب ہوں گی۔

مسئلہ ۹: اگر ایک شخص نے ایک ضرب لگائی اور اس کے بعد دوسرے شخص نے دوسری ضرب ماری تو ہر شخص پر اتنی ہی جزا واجب ہوگی جو اس کی ضرب کی وجہ سے جانور کی قیمت میں کمی ہوتی ہے اور دونوں کے ذمہ ان دونوں جزاؤں کے علاوہ جو قیمت جانور کی باقی رہ گئی ہے اس کا نصف نصف بھی ہوگا۔

مسئلہ ۱۰: اگر محرم کے ساتھ شکار کے قتل میں کوئی نابالغ لڑکا یا مجنون یا کافر شریک ہوگیا تو محرم پر پوری جزا واجب ہوگی، لڑکے یا مجنون یا کافر کے ذمے کچھ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۱: حرم کے شکار میں اگر محرم کے ساتھ کوئی حلال شخص شکار کے قتل میں شریک ہوگیا اور ایک ضرب سے دونوں نے شکار کو مار ڈالا تو محرم پر پوری قیمت واجب ہوگی اور حلال پر نصف واجب ہوگی۔ اور اگر ہر ایک نے ایک ایک ضرب لگائی اور دونوں ضربیں ایک ساتھ لگیں تو ہر ایک پر اتنی ہی جزا واجب ہوگی جس قدر ضرب کی وجہ سے اس میں ایک نقصان ہوا ہے۔ اور ان جزاؤں کو ادا کرنے کے بعد حلال پر اس کی نصف قیمت دو ضرب کھانے کے بعد کی واجب ہوگی یعنی مجروح کی قیمت لگائی جائے گی، سالم کی قیمت نہ لگائی جائے گی۔ اور محرم پر پوری قیمت دو ضرب کے بعد مجروح واجب ہوگی۔

اور اگر دونوں کی ضرب ایک ساتھ نہیں لگی بلکہ اول حلال نے اس کو زخمی کیا پھر محرم نے زخمی کیا تو حلال کے ذمہ دار نقصان ہوگا جو اس کی ضرب کی وجہ سے صحیح وسالم جانور میں پیدا ہوا ہے۔ اور نصف قیمت حلال پر واجب ہوگی لیکن قیمت دو زخم کھانے کے بعد کی ہوگی اور محرم کے ذمہ وہ نقصان ہوگا جو حلال کے زخم کے بعد اس کی ضرب سے بحالت زخم اوّل ہوا ہے اور محرم پر پوری قیمت دو زخم کے کھانے کے بعد کی واجب ہوگی صحیح سالم جانور کی واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۲: اگر کسی محرم نے چند شکار قتل کیے تو ہر ایک کے عوض مستقل جزا واجب ہوگی، لیکن اگر اوّل شکار حلال ہونے اور احرام سے نکلنے کی نیت سے کیا اور پھر شکار کیے تو صرف ایک ہی جزا واجب ہوگی۔

جانور کو زخمی کرنے کے بعد قیمت میں کمی زیادتی ہو جانا:

مسئلہ ۱: حلال شخص نے حرم کے شکار کو زخمی کیا اور اس کے بدن میں زیادتی ہونے کی وجہ

سے یا نرخ تیز ہونے کی وجہ سے قیمت زیادہ ہوگئی، مثلاً: جب زخمی کیا تھا تو اس وقت اس کی قیمت دوروپے تھی، لیکن بعد میں اون یا کھال کے نرخ تیز ہو جانے کی وجہ سے قیمت چار روپے ہوگئی اور جانور زخم کی وجہ سے مرگیا تو مرنے کے دن جانور کی جو قیمت ہوگی وہ دینی ہوگی، اور زخمی کرنے کی وجہ سے جو نقصان اصل قیمت یعنی زخمی کرنے کے وقت کے اعتبار سے ہوا ہے وہ بھی دینا ہوگا۔ اور اگر زخمی کرنے کے بعد قیمت کم ہوگئی اور جانور زخمی کی وجہ سے مرگیا تو اگر کمی نرخ گھٹ جانے کی وجہ سے یا بدن میں زخم کے علاوہ اور کسی وجہ سے کمی ہو جانے کی وجہ سے ہوئی ہے تو زخمی کرنے کے دن کی قیمت واجب ہوگی اور جو نقصان کا ضمان دے چکا ہے وہ اس قیمت سے کم کردیا جائے گا۔

مسئلہ ۲: محرم نے حرم کا شکار زخمی کا اور اس کا کفارہ دے دیا اس کے بعد شکار مرگیا اور قیمت نرخ یا بدن بڑھ جانے کی وجہ سے زیادہ ہوگئی تو زیادتی دینی ہوگی۔

مسئلہ ۳: اگر محرم نے حل کا شکار زخمی کیا اور اس کے بعد احرام کھول دیا اور شکار کی قیمت بڑھ گئی اور شکار کفارہ دینے سے پہلے مرگیا تو زخم کی وجہ سے جو نقصان ہوا ہے اس کا ضمان اور مرنے کے دن کی پوری قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر حلال ہونے اور کفارہ دینے کے بعد جانور مرگیا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

جوں اور ٹڈی کو مارنا:

مسئلہ ۱: اگر ایک جوں ماری یا کپڑا دھوپ میں ڈالا تاکہ جوئیں مرجاویں یا کپڑا جوں مارنے کے لیے دھویا، تو ایک جوں کے عوض روٹی کا ٹکڑا یا ایک کھجور دیدے اور دو تین کے بدلے میں ایک مٹھی گیہوں دیدے اور تین سے زیادہ کے عوض اگرچہ کتنی ہی ہوں پورا صدقہ یعنی نصف صاع دے۔

مسئلہ ۲: اگر کپڑا دھوپ میں ڈالا، یا دھویا اور جوئیں مرگئیں لیکن جوئیں مارنے کی نیت نہیں تھی تو کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ ۳: جوں کو کسی دوسرے سے مروانا پڑک کر زمین پر زندہ ڈال دینا یا خود پکڑ کر کسی دوسرے کو مارنے کے لیے دے دینا، سب برابر ہے۔ سب صورتوں میں جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ۴: جوں کی طرف اشارہ کرنا یا زبان سے بتانا بھی منع ہے، اگر اشارہ کیا یا بتایا اور جوں ماری گئی تو جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ۵: اگر محرم نے غیر محرم کی جوں ماری، یا جوں زمین وغیرہ پر پھر رہی تھی، بدن پر نہیں تھی اور اس کو محرم نے مارا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۶: حلال شخص اگر حرم میں جوں مارے تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۷: ٹڈی بھی شکار کے حکم میں ہے، احرام یا حرم میں ٹڈی مارنے سے بھی جزا واجب ہوتی ہے اور ٹڈی کی جزا بھی جوں کی جزا کے موافق ہے۔

مسئلہ۸: ٹڈی کو قصداً مارا ہو یا بے خبری میں پاؤں کے نیچے آ گئی ہو بہر صورت جزا واجب ہوگی۔ ہاں! اگر تمام راستہ ٹڈیوں سے بھرا ہوا تھا اور کہیں نکلنے کی جگہ نہ تھی اور پاؤں سے دب کر ٹڈیاں مر گئیں تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

شکار بیچنا، ذبح کرنا وغیرہ:

مسئلہ۱: اگر محرم شکار پکڑ کر فروخت کرے تو بیع باطل ہے اگرچہ خریدنے والا حلال ہو، اسی طرح محرم کے لیے شکار کو خریدنا بھی باطل ہے اگرچہ بیچنے والا حلال ہو۔

مسئلہ۲: احرام کی حالت میں شکار کا ہبہ کرنا، یا وصیّت کرنا، یا مہر یا بدل خلع قرار دینا بھی باطل ہے، خواہ شکار زندہ ہو[1] یا ذبح کیا ہوا ہو۔

مسئلہ۳: حلال شخص اگر حرم کا شکار پکڑ کر بیچے گا تو بیع باطل ہوگی، خواہ حرم میں بیچے یا حرم سے باہر نکل کر، محرم کے ہاتھ بیچے یا حلال کے ہاتھ، اسی طرح حرم میں شکار کا خریدنا بھی باطل ہے۔

مسئلہ۴: اگر فروخت کرنے کے بعد شکار مر جائے تو اگر خریدنے والا اور بیچنے والا دونوں محرم ہیں تو دونوں پر جزا واجب ہوگی اور اگر ایک ان دونوں میں حلال ہے اور حرم میں یہ معاملہ نہیں ہوا تو صرف محرم پر جزا ہوگی اور خریدنے والا بیچنے والے کو ضمان بھی دے گا اور اگر دونوں حلال ہیں لیکن حرم میں خریدا اور بیچا ہے تو دونوں پر جزا واجب ہوگی۔

---

[1] یعنی جب کہ صید کو محرم نے احرام کی حالت میں ذبح کیا ہو اور جس کو حلال نے حل میں ذبح کیا ہو، اس کے بعد احرام باندھا ہو، اس کو خود کھانا اور دوسرے کو دینا جائز ہے۔ (شیر محمد)

مسئلہ ۵: اگر محرم احرام کے بعد یا حلال حرم میں شکار کی بیع کرے گا تو بیع کو رد کیا جائے گا اور شکار اگر ہلاک ہو جائے یا خریدنے والا شکار خریدنے کے بعد غائب ہو جائے تو بیچنے والا جزا دے گا۔

مسئلہ ۶: محرم کا ذبح کیا ہو شکار مردار ہے، اس کا کھانا حرام ہے، نہ خود محرم کو کھانا جائز ہے نہ کسی اور محرم یا حلال کو، اسی طرح حرم کا شکار بھی حرام ہے، خواہ محرم ذبح کرے یا حلال، لیکن بعض[1] کے نزدیک حلال شخص اگر حرم کا شکار ذبح کرے گا تو حلال ہے مگر کفارہ واجب ہے، اور جزا ادا کرنے کے بعد اس میں سے جس قدر کھایا ہے اس کا بدلہ واجب نہیں، البتہ توبہ واستغفار ضروری ہے۔

مسئلہ ۷: محرم نے اگر شکار ذبح کیا اور اس میں سے کچھ کھا لیا، تو اگر شکار کی جزا دینے سے پہلے کھایا تو صرف شکار کی جزا ہی واجب ہوگی اور جو کچھ کھایا اس کا بدلہ واجب نہ ہوگا، اور اگر جزا دینے کے بعد کھایا تو جو کچھ کھایا ہے شکار کی جزا کے علاوہ اس کی قیمت علیحدہ واجب ہوگی، اور خود کھانا یا اپنے کتے کو کھلانا برابر ہے، دونوں صورتوں میں جزا کا ایک حکم ہے۔ لیکن اگر اس محرم کے ذبح کیے ہوئے شکار سے کوئی دوسرا محرم یا حلال شخص کھالے تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، البتہ توبہ و استغفار سب پر ضروری ہوگا کیونکہ مردار جانور کا گوشت کھایا ہے۔

مسئلہ ۸: اگر محرم نے شکار کا انڈا یا ٹڈی بھونی، یا شکار کا دودھ نکالا، تو اس کی جزا واجب ہوگی اور جزا دینے کے بعد اگر ان چیزوں کو کھائے پیے گا تو کھانے کی وجہ سے صرف توبہ واستغفار واجب ہوگا کچھ بدلہ واجب نہ ہوگا، اور محرم کو شکار کا دودھ یا انڈا کھانا مکروہ ہے اور حلال کے لیے بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ ۹: اگر حلال شخص نے شکار کیا اور محرم نے ذبح کیا، یا محرم نے شکار کیا اور حلال نے ذبح کیا، تو دونوں صورتوں میں جانور مردار ہو گیا اور اس کا کھانا حرام ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے حلال ہونے کی صورت میں شکار کیا اور اس کے بعد احرام باندھا اور پھر اس شکار کو ذبح کیا، یا محرم ہونے کے وقت شکار کیا اور حلال ہو کر ذبح کیا تو بھی وہ حرام ہو گیا۔

مسئلہ ۱۰: اگر محرم[2] کو احرام کی حالت میں کھانے کو شکار اور مردار کے سوا کچھ نہ ملے اور

---

[1] كذا في "رد المحتار" عن "شرح القاري" و "زبدة المناسك".

[2] قال في "الدر المختار" و يقدم الميتة على الصيد والصيد على مال الغير لحم الانسان، قيل :=

مجبور و مضطر ہو جائے تو مردہ جانور کھانا شکار پر مقدم ہے، اور شکار کا کھانا غیر کے مال اور مردہ انسان کے گوشت پر مقدم ہے اور ذبح کیا ہوا شکار کھانا مردار کھانے سے بہتر ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شکار کھانا مردار پر مقدم ہے اور اختلاف بظاہر اولویت میں ہے، لیکن شکار کھانے کی صورت میں جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۱: مجبوری کی وجہ سے شکار کرنے سے بھی جزا واجب ہوتی ہے۔

حرم کا شکار:

مسئلہ ۱: حرم کے جانور کا شکار محرم اور حلال دونوں پر حرام ہے، البتہ ان جانوروں کو مارنا جائز ہے جن کے مارنے کی شریعت نے اجازت دی ہے اور ان کا بیان پہلے ہو چکا۔

مسئلہ ۲: اگر محرم نے حرم کا شکار قتل کیا تو صرف ایک ہی جزا احرام کی وجہ سے واجب ہوگی، حرم کی وجہ سے دوسری جزا واجب نہ ہوگی، حرم کی جزا اسی میں متداخل ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳: اگر تعلیم یافتہ جانور (مثل باز، طوطی وغیرہ کے) کسی کا مملوک تھا اور اس کو کسی نے مار ڈالا تو مالک کو تعلیم یافتہ کی قیمت دلائی جائے گی اور حرم کی جزا میں تعلیم یافتہ ہونے کا لحاظ نہ ہوگا، محض جانور کی قیمت واجب ہوگی۔

مسئلہ ۴: اگر محرم یا حلال نے حل کے شکار کو حرم میں داخل کیا تو وہ بھی حرم کے شکار میں شمار ہوگا اور اس کا چھوڑنا واجب ہوگا اور مارنے سے جزا واجب ہوگی۔

= والخنزير. ولو الميت نبياً لم يحل بحال، كمالا ياكل طعام مضطر آخر، وفي "البزازية": الصيد المذبوح اولى اتفاقا "اشباه"، ويغرم ايضاً ما اكله لو بعد الجزاء. وقال في "رد المختار" قوله: ويقدم الميته اى في قول ابي حنفة و محمد رحمهما الله وقال ابو يوسف والحسن رحمهما الله يذبح الصيد، و الفتوىٰ على الاول. كما في "الشر نبلالية"، قلت: ورجحه في "البحر" ايضاً بان في اكل الصيد ارتكاب حرمتين: الاكل والقتل، و في اكل الميتة ارتكاب حرمة الاكل فقط، الخلاف في الاولوية كما هو طاهر قول "البحر" عن "الخانية" فالميتته اولى والمراد بالحرمة والحرمتين ماهو في الاصل قبل الاضطرار، اذ لا حرمة بعده. (شامي، ص ۳۴۸)

مسئلہ۵: اگر جانور کھڑا ہوا ہے اور اس کے سارے پاؤں یا ایک پاؤں حرم میں ہے اور باقی حل میں تو وہ حرم کا جانور سمجھا جائے گا، اور اگر سارے پاؤں حل میں ہیں اور سر حرم میں تو اس کے مارنے سے کچھ واجب نہ ہوگا، اور اگر جانور حل میں لیٹا ہوا ہے اور کوئی جز اس کا حرم میں ہے تو وہ بھی حرم کا شکار ہوگا۔

مسئلہ۶: جانور حرم کے درخت کی شاخ پر بیٹھا ہے تو اگر وہ اس طرح بیٹھا ہے کہ اگر وہ گرے تو حل میں گرے تو وہ حل کا شکار ہے، اگر ایسا بیٹھا ہے کہ وہ گرے تو حرم میں گرے تو وہ حرم کا شکار ہے۔

مسئلہ۷: حرم کی ہوا کا حکم بھی حرم کا ہے، لہٰذا اگر کوئی اڑتے ہوئے جانور کو مار کر اوپر اوپر سے ہی پکڑ لے تب بھی جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ۸: اگر ہرنی کو حرم سے بھڑکا کر نکال دیا اور حرم سے باہر نکل کر ہرنی نے بچہ دیا اور پھر ہرنی اور بچہ دونوں مر گئے تو دونوں کا ضمان دینا ہوگا، اور اگر ہرنی کا ضمان دینے کے بعد ہرنی نے بچہ دیا تو بچہ کا ضمان واجب نہ ہوگا، اور حرم میں اس کو واپس کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ۹: اگر جانور حرم سے نکل کر حل میں آ جائے تو اس کا پکڑنا جائز ہے، اور اگر کسی نے اس کو حرم سے نکالا ہے خود نہیں نکلا تو اس کا پکڑنا حلال نہیں۔

مسئلہ۱۰: اگر کوئی حل کا جانور حرم میں خود داخل ہو گیا یا کسی محرم یا حلال نے داخل کر دیا تو وہ بھی حرم کا جانور ہو گیا خواہ وہ کسی کی مملوک ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ۱۱: اگر حلال نے حرم کا شکار پکڑ کر کسی دوسرے حلال کو دیدیا پھر اس نے کسی دوسرے کو دے دیا اور اس نے اس کو ذبح کر دیا تو ہر ایک پر پوری قیمت واجب ہوگی۔

مسئلہ۱۲: کسی نے حرم میں کتے کو بھیڑیے پر چھوڑا اور اس نے کوئی شکار مار ڈالا، یا بھیڑیے کے لیے جال لگایا اور اس میں جانور پھنس کر مر گیا تو کوئی جزا واجب نہ ہوگی، اسی طرح خیمہ لگایا اور اس کی رسی میں کوئی شکار الجھ گیا، یا پانی کے لیے اپنی زمین میں کنواں کھودا اور کوئی شکار اس میں گر گیا تو جزا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ۱۳: کسی شکار کے بچے حرم میں تھے اور شکار حل میں تھا اور شکار کو حلال نے حل میں پکڑ لیا اور شکار حل ہی میں مر گیا اور بچے حرم میں مر گئے، تو صرف بچوں کا ضمان ہوگا، بچوں کی ماں کا

ضمان نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۴: کسی محرم کے گھر میں کچھ پرندے تھے اور وہ دروازہ بند کر کے منٰی میں یا کسی اور جگہ چلا گیا اور پرندے بند ہو گئے اور پیاسے مر گئے تو جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۵: اگر حرم کا شکار دو حلال شخصوں نے مل کر کھایا تو دونوں پر صرف ایک ہی جانور کی قیمت واجب ہوگی۔

شکار پکڑنا اور چھوڑنا:

مسئلہ ۱: شکار کو تین طرح امن حاصل ہوتا ہے اور اس کا شکار کرنا ممنوع ہو جاتا ہے:

۱۔ شکاری کا محرم ہونا ۲۔ شکاری کا حرم میں داخل ہونا ۳۔ شکار کا حرم میں ہونا۔

مسئلہ ۲: اگر شکار کو محرم احرام کی حالت میں حل کے اندر یا حلال حرم میں پکڑے گا تو مالک نہ ہوگا، اور اس کو چھوڑنا واجب ہوگا خواہ شکار ہاتھ میں ہو یا پنجرے میں یا گھر میں، اگر نہ چھوڑے یہاں تک کہ وہ مر گیا تو جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۳: ایک محرم نے شکار پکڑا اور دوسرے محرم نے اس کو چھڑوا دیا تو دونوں پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر دوسرے نے اس کو قتل کر دیا تو ہر ایک پر پوری جزا واجب ہوگی اور پکڑنے والا قتل کرنے والے سے اپنی جزا وصول کر سکتا ہے اگر جزا قیمت سے ادا کی ہے۔ اور اگر روزہ سے ادا کی ہے تو اس سے نہیں لے سکتا اور اگر قتل کرنے والا نابالغ یا مجنون یا کافر ہے تو صرف پکڑنے والے پر جزا ہوگی قاتل پر نہ ہوگی اور پکڑنے والا قاتل سے اس کی قیمت وصول کرے گا۔ اور کسی جانور کو پکڑنے کے بعد مار ڈالا تو پکڑنے والے پر جزا واجب ہوگی اور کسی سے اس کی قیمت نہیں لے سکے گا۔

مسئلہ ۴: حلال ہونے کی حالت میں حل کے اندر شکار پکڑا اور پھر احرام باندھا تو وہ شکار پکڑنے والے کی ملک میں رہے گا، احرام کی وجہ سے ملک سے نہ نکلے گا، لیکن اگر ہاتھ میں ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ضائع نہ ہو اور ملک میں رہے تو کسی مکان میں محفوظ کر دے، اگر اس کو نہ چھوڑا اور مر گیا تو جزا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۵: محرم یا حلال جب حرم میں داخل ہو اور اس کے ہاتھ میں شکار ہو تو اس کا چھوڑنا

واجب ہوگا اور اگر محرم کے گھر شکار موجود ہے یا قفس میں ہے تو چھوڑنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۶: کسی کے پاس باز یا کوئی شکاری جانور تھا اور حرم میں داخل ہونے کے وقت اس کو چھوڑ دیا اور اس نے حرم کا کبوتر مار ڈالا تو چھوڑنے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا، ہاں! اگر حرم کے شکار کو مارنے ہی کے لیے چھوڑا تھا تو اس کی جزا واجب ہوگی۔

حرم کے درخت اور گھاس کاٹنا:

مسئلہ ۱: حرم کے درخت اور نباتات[۱] بلحاظ جنایت چار قسم پر ہیں:

اول: وہ نباتات جن کو لوگ عام طور سے بوتے ہیں اور کسی شخص نے اس کو حرم میں بویا یا لگایا ہو، جیسے: ''گیہوں'' یا ''جو'' وغیرہ۔

دوسرے: وہ کہ اس کو کسی نے بویا ہو لیکن عام طور سے لوگ اس کو بوتے نہیں، جیسے: پیلو وغیرہ۔

تیسرے: وہ جو خود جما ہو اور اس جنس سے ہو جس کو لوگ بوتے ہیں۔

چوتھے: وہ کہ جو خود جما ہو اور لوگ عام طور سے اس کو نہ بوتے ہوں جیسے کیکر وغیرہ۔

اول تینوں قسموں کے درخت کاٹنے سے حرم کی وجہ سے کوئی جزا واجب نہیں ہوتی، انکا کاٹنا اکھاڑنا اور کام میں لانا جائز ہے، لیکن اگر کسی کی ملک ہو تو اسکی قیمت مالک کو دینی واجب ہوگی۔

چوتھی قسم کے درختوں کا کاٹنا اکھاڑنا محرم اور حلال دونوں پر حرام ہے خواہ اس قسم کے درخت کسی کی مملوکہ زمین میں ہوں یا غیر مملوک میں، البتہ خشک درخت کا کاٹنا جائز ہے۔ اذخر کا کاٹنا بھی اس قسم میں سے جائز ہے۔ اذخر ایک خوشبودار گھاس ہے جو چھت اور قبر کے کام آتی ہے۔

مسئلہ ۲: حرم کی گھاس کاٹنے سے اس کی قیمت واجب ہوگی۔

مسئلہ ۳: کماۃ یعنی کھمبی (جس کو سانپ کی چھتری بھی کہتے ہیں) اور خشک گھاس یا خشک درخت جو ہرا نہ ہوسکتا ہو، یا ٹوٹا ہوا درخت یا گھاس اور اذخر[۲] خواہ تر ہو یا خشک، کاٹنا جائز ہے۔

مسئلہ ۴: کسی درخت کے پتے توڑنے سے اگر درخت کو نقصان نہ ہو تو پتے توڑنا جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔

---

[۱] جمع نبات یعنی گھاس

[۲] ہندی میں اس کو گندھیس اور گندھیل اور بھڑ رائچ کی گھاس کہتے ہیں۔ (غایۃ الاوطار)

مسئلہ ۵: جس قسم میں جزا واجب ہے، اگر وہ درخت کسی کی ملک ہو یعنی اس کی زمین میں جما ہو تو دو قیمت واجب ہوں گی: ایک حرم کی وجہ سے اور دوسری مالک کو دینی ہوگی اور مالک خود کاٹے گا تو اس پر صرف ایک قیمت حرم کی وجہ سے واجب ہوگی۔

مسئلہ ۶: پھل دار درخت اگرچہ خودرو ہو، کاٹنا جائز ہے۔ مگر مملوک میں مالک کی اجازت شرط ہے۔

مسئلہ ۷: خیمہ لگانے یا تنور یا چولہا وغیرہ کھودنے سے یا سواری یا خود چلنے سے، گھاس یا لکڑی ٹوٹ جائے تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۸: درخت کی جڑ کا اعتبار ہے، اگر جڑ حرم میں ہے اور شاخ حل میں تو حرم کا درخت ہے اور اگر جڑ حل میں ہے اور شاخ حرم میں تو حل کا درخت ہے اور اگر آدھی جڑ حل میں اور آدھی حرم میں ہے تو بھی حرم ہی کا شمار ہوگا۔

مسئلہ ۹: درخت یا گھاس کی قیمت سے غلّہ خرید کر صدقہ کردے اور مسکین کو نصف صاع گیہوں جہاں چاہے دیدے، یا اگر ہدی اس قیمت سے آسکتی ہے تو ہدی ذبح کرے۔ اور ضمان ادا کرنے کے بعد گھاس اور لکڑی کاٹنے والے کی ملک ہوجائے گی اس کا استعمال جائز ہوگا لیکن بیچنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ خریدنے والے کے لیے مکروہ نہیں، اگر بیچ دیا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۰: حرم کے تر درخت سے مسواک بنانا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۱: محرم اور حلال کے لیے حرم کی گھاس اور تر درخت اکھاڑنا یکساں حرام ہے اس لیے دونوں پر جزا ہے اور اگر دو محرم مل کر ایک درخت کاٹیں تو دونوں پر ایک ہی قیمت واجب ہوگی، ایسے ہی قارن پر بھی ایک ہی جزا ہوگی اور حرم کے درخت پر دلالت کرنے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۲: درخت کی جزا میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۳: گھاس کاٹنے کے بعد پھر پھوٹ کر پہلے جیسی بڑھ گئی تو جزا ساقط ہوجائے گی، اور پہلے سے کچھ کم رہی تو نقصان کا ضمان دینا ہوگا اور اگر بالکل اس کی جڑ خشک ہوگئی تو اس کی قیمت واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۴: کانٹوں کو کاٹنا بھی حرام ہے لیکن ان کے کاٹنے سے کچھ ضمان واجب نہیں۔

شرائط کفارات:

جنایات کی جزا اور کفارہ میں تین چیزیں واجب ہوتی ہیں: دم یا صدقہ یا روزہ، اس لیے ہر ایک کے ادا ہونے کے شرائط بیان کیے جاتے ہیں۔

شرائط جواز دم:

دم کے ادا ہونے کی یہ شرطیں ہیں:

۱۔ جانور کا مملوک ہونا، اگر کسی دوسرے کی بکری ذبح کی اور اس کے مالک نے بعد میں اجازت دے دی، یا اس کا ضمان دے دیا اور ذبح کے بعد مالک ہوا، تو دم ادا نہ ہوگا۔

۲۔ جانور کا قربانی کے انواع (یعنی گائے، بھینس، اونٹ، بکری، بھیڑ دنبہ) سے ہونا، اگر دوسری نوع سے ہوگا تو جائز نہ ہوگا۔

۳۔ ان عیوب سے خالی ہونا جو قربانی کے لیے مانع ہیں۔

۴۔ اونٹ پورے پانچ سال اور گائے بھینس دو سال اور بکری ایک سال کی ہونی شرط ہے اور دنبہ یا بھیڑ کا بچہ چھ ماہ کا ایسا موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے والے کو سال بھر کے بھیڑ دنبہ کی مثل معلوم ہو تو جائز ہے۔

۵۔ بسم اللہ پڑھنا۔

۶۔ ذبح کرنا، اگر زندہ ہی صدقہ کر دیا تو ادا نہ ہوگا۔ ہاں! اگر کسی فقیر[1] کو دے دیا اور ذبح کے لیے وکیل بنا دیا تو جائز ہے۔

۷۔ جنایت کے بعد ذبح کرنا۔

۸۔ حرم میں ذبح کرنا۔

۹۔ ذبح کرنے والے کا مسلمان یا کتابی ہونا۔

۱۰۔ اگر فقیر موجود ہو تو صدقہ کا گوشت اس کو دے دینا، خود نہ کھانا، اگر فقیر موجود نہ ہو تو ذبح کر کے چھوڑ دینا کافی ہے۔

---

[1] فقیر کو ذبح کیلئے وکیل بنا دیا اور کہا کہ بعد ذبح مذبوح تمہارا ہے اگر قبل ذبح تملیک کر دی جائز نہ ہوگا۔ (شیر محمد)

۱۱۔ ذبح کرنے کے بعد گوشت خود ضائع نہ کرنا، اگر ضائع کر دیا یا بیچ دیا تو قیمت کا ضمان ہوگا اور فقرا پر اس کا تصدق واجب ہوگا اور اگر ذبح کے بعد خود ہلاک ہوگیا، مثلاً چوری ہوگیا، تو ضمان نہ ہوگا اور اگر ذبح سے پہلے خود ہلاک ہوگیا، تو اس کے بدلے دوسرا واجب ہوگا، البتہ دم قران یا تمتع اور نفلی ہدی کا گوشت اگر ذبح کے بعد اگر خود ہلاک کر دے گا تو کچھ واجب نہ ہوگا۔

۱۲۔ فقیروں کے موجود ہوتے ہوئے ایسے فقیروں کو گوشت دینا جو مستحق صدقہ ہوں اگر اپنے اصول یا فروع یا غلام یا شوہر یا بیوی یا ہاشمی کو دے گا تو اس کی قیمت دینی ہوگی اور کافر کو بھی دم کا گوشت (اگرچہ ذمی ہو) دینا جائز نہیں۔

۱۳۔ دم کی نیت کرنا۔

۱۴۔ کسی ایسے شخص کا شریک نہ ہونا جس کی نیت قربت اور ثواب کی نہ ہو۔

۱۵۔ دم تمتع اور قران کے لیے ایام نحر بھی شرط ہیں اور دموں کے لیے شرط نہیں۔

تتمہ: دم کے ادا ہونے کے لیے مساکین کا عدد شرط نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ ساتھ مسکینوں کو دیا جائے گا، اگر ایک مسکین کو سارا گوشت ایک ہی دفعہ دے دیا تب بھی جائز ہے۔ دم کا گوشت ہر فقیر کو دینا جائز ہے، حرم کا فقیر ہونا شرط نہیں اور حرم میں صدقہ کرنا بھی شرط نہیں۔

اس لیے اگر حرم سے نکل کر فقرا کو دے دیا تو بھی جائز ہے، صرف حرم میں ذبح کرنا شرط ہے، البتہ حرم کے فقرا کو دینا افضل ہے، لیکن اگر دوسرے فقرا حرم کے فقرا سے زیادہ محتاج ہوں تو پھر ان کو دینا افضل ہے۔

مسئلہ ۱: دم کے بدلہ قیمت دینا جائز نہیں، البتہ اگر کسی ایسے دم سے کھا لیا کہ جس سے کھانا جائز نہیں تھا یا اس کو تلف کر دیا تو اس کے کھائے ہوئے اور تلف کیے ہوئے کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

قاعدہ: حج کے مسائل میں جہاں کہیں مطلق دم بولا جائے اس سے مراد بکری ہوتی ہے۔

شرائط جوازِ صدقہ:

صدقہ کے جواز کی نو شرطیں ہیں:

۱۔ مقدار یعنی نصف صاع گیہوں کا آٹا یا ستو یا ایک صاع جو یا جو کا آٹا یا جو کا ستو، یا ایک صاع کھجور یا کشمش، اس سے کم اگر ہوگا تو جائز نہیں ہوگا۔ صاع انگریزی سیر سے ساڑھے تین سیر کے قریب ہوتا ہے۔

۲۔ جنس یعنی گیہوں، جو، کھجور، کشمش ان چار قسموں سے ہونا شرط ہے، ان میں وزن مذکورہ کا اعتبار ہے۔ باقی اور جس قدر اجناس ہیں۔ ان سے وزن کے اعتبار سے دینا جائز نہیں، بلکہ قیمت کا اعتبار ہوگا، مثلاً چاول اتنے دینے واجب ہوں گے جو نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کی قیمت ہو جائیں، اسی طرح جوار، باجرہ، چنا وغیرہ کا حکم ہے۔ روٹی (اگرچہ گیہوں کی ہو) اور پنیر میں قیمت کا اعتبار ہوگا اور روپیہ پیسہ وغیرہ بھی قیمت لگا کر دینا جائز بلکہ افضل ہے۔

۳۔ ایک فقیر کو نصف صاع گیہوں سے کم نہ دینا، بخلاف فطرہ کے کہ اس میں نصف صاع کو چند فقیروں پر تقسیم کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر قیمت دے تو اس میں بھی نصف صاع کی قیمت سے کم کسی فقیر کو نہ دے، البتہ اگر وہ صدقہ نصف صاع سے کم ہی واجب ہوا ہے تو اس کا دینا ایک فقیر کو جائز ہے۔

۴۔ ایسے شخص کو دینا جو مستحق صدقہ ہو، صاحب نصاب اور اپنا غلام یا ہاشمی، یا کافر، حربی، یا ذمی[۱] نہ ہو۔ مسافر اور جہاد وحج سے رہ جانے والے کو دینا جائز ہے، اپنے اصول و فروع اور بیوی اور شوہر کو دینا جائز نہیں۔ بھائی، بہن، چچا، تایا، پھوپھی، خالہ، ماموں کو دینا جائز ہے۔ اگر کسی کو مصرف سمجھ کر دیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مصرف نہیں تھا تو صحیح قول کی بنا پر ادا ہوگیا، ہاں! اگر وہ دینے والے کا غلام نکلا تو ادا نہ ہوگا۔

۵۔ اگر کھانا اباحت کے طور پر کھلائے تو فقیر کا دو وقت پیٹ بھر کر کھانے پر فی الجملہ قادر ہونا کافی ہے۔ جو بچہ قریب البلوغ ہے اس کو بھی کھلانا کافی ہے اور جو بہت چھوٹا ہے قریب البلوغ نہیں اس کو کھلانا کافی نہیں۔

۶۔ اگر اباحت کے طور پر کھلائے تو یہ بھی شرط ہے کہ دو وقت صبح وشام کھلائے، یا دو روز صبح کو یا دو روز شام کو کھلائے، یعنی دو وقت کھلانا ضروری ہے، صرف ایک وقت کھلانا جائز نہیں۔

---

[۱] فی "الغنیة" ولا کافرا ولو ذمیا علی المفتی به.

۷۔ دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے، اگر کسی کا پہلے سے پیٹ بھرا ہوا تھا اور کھانے میں شریک ہوگیا تو اس کا کھالینا کافی[1] نہ ہوگا۔ مقدار کا اعتبار نہیں، پیٹ بھرنے کا اعتبار ہے، اگر کھانا مقدار واجب سے کم تھا اور سب کا پیٹ بھر گیا تو جائز ہے اور اگر سب کا پیٹ نہیں بھرا تو جائز نہیں اگر چہ مقدار[2] واجب ہی کا کھانا پکایا گیا ہو، بلکہ اتنا اور کھلانا ضروری ہوگا کہ ان کا پیٹ بھر جائے۔ اگر ایک وقت پیٹ بھر کر کھلایا اور ایک وقت کی قیمت یا چوتھائی صاع دیدیا تو جائز ہے۔

۸۔ کفارہ کی نیت کا کفارہ دینے کے وقت ہونا، اگر دیتے وقت نہیں تھی بلکہ دینے سے پہلے یا پیچھے نیت کی، کفارہ ادا نہ ہوگا۔

تکمیل: گیہوں کی روٹی کے ساتھ سالن ہونا شرط نہیں، ہاں مستحب ہے، جو وغیرہ کی روٹی کے ساتھ سالن شرط ہونے میں اختلاف ہے، اس لیے احتیاط یہ ہے کہ جو وغیرہ کی روٹی کے ساتھ سالن دے۔ مسکین کا مختلف ہونا شرط نہیں، اگر ایک ہی مسکین کو چھ مسکینوں کا طعام چھ روز میں دیا، یعنی ہر روز نصف صاع دیتا رہا تو جائز ہے اور اگر ایک ہی روز میں تمام مسکینوں کا طعام یعنی تین صاع ایک ہی فقیر کو دے دیا تو صرف ایک روز کا ادا ہوگا اور اگر تمام دو کو دیا تو صرف دو مسکینوں کا ادا ہوگا باقی اور ادا کرنا ہوگا۔

قاعدہ: مسائل حج میں جس جگہ مطلق صدقہ بولا جائے اس سے مراد نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو وغیرہ یا اسکی قیمت ہوگی اور مطلق نہ بولا جائے تو جتنا بیان کیا گیا ہے وہی واجب ہوگا۔

روزہ کے شرائط:

اگر جزا میں روزے رکھے تو اس کے جائز ہونے کی پانچ شرطیں ہیں:

۱۔ جزا کی خاص طور سے نیت کرنا۔

---

[1] ولو كان فيهم شبعان اختلف المشايخ فيه، قيل: لا يجوز، واليه مال شمس الائمة الحلوانى، و قيل يجوز، الاول اصح. (شرح لباب)

[2] قال العلامة ابن عابدين: وانظر لو لم يستوفوا الاكلتين بما صنع لهم من القدر الواجب هل يلزمه ان يزد الى ان يشبعوا؟ والظاهر نعم، تامل. (رد المختار)

۲۔ رات سے روزہ کی نیت کرنا، اگر صبح صادق کے بعد نیت کی تو روزہ جزا سے کافی نہ ہوگا۔

۳۔ خاص طور سے کفارہ کی تعیین نیت میں کرنا، اگر صرف روزہ کی نیت کی یا نفل روزہ یا کسی اور واجب کی نیت کی تو ادا نہ ہوگا۔

۴۔ جس چیز کے بدلہ میں روزہ رکھتا ہے اس کی تعیین کرنا، مثلاً: یہ کہ دم تمتع یا بال منڈانے وغیرہ وغیرہ کے بدلہ میں رکھتا ہوں۔

۵۔ رمضان اور عید الفطر اور ایام تشریق (یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳/ ذی الحجہ) کے علاوہ رکھنا، اگر ان ایام میں رکھے گا تو دوبارہ رکھنا واجب ہوگا۔

تمتہ: جزا کے روزوں کو پے در پے رکھنا شرط نہیں، البتہ پے در پے رکھنا افضل ہے۔ حرم میں یا احرام کی حالت میں رکھنا بھی شرط نہیں، البتہ قران کے تین روزے حج کے مہینوں میں احرام حج اور عمرہ کے بعد اور تمتع کے تین روزے عمرہ کے احرام کے بعد رکھنے شرط ہیں جیسا کہ پہلے قران و تمتع کے بیان میں گزر چکا۔

دو حج یا دو عمروں کو جمع کرنا

مسئلہ ۱: دو حج یا دو عمروں کو احرام یا افعال کے اعتبار سے جمع کرنا منع ہے، لیکن اگر کسی نے دو حج یا دو عمروں کو جمع کر لیا تو دونوں اس کے ذمہ لازم ہو جائیں گے مگر دونوں کے افعال ایک ساتھ کرنا جائز نہیں بلکہ ایک کو ترک کرنا واجب ہوگا اور حج کی قضا آئندہ سال اور عمرہ کی قضا عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد واجب ہوگی اور ترک کی وجہ سے دم بھی واجب ہوگا جیسا کہ ابھی ہر ایک کا مفصّل بیان آتا ہے۔

دو حج کا احرام باندھنا:

مسئلہ ۱: اگر کسی نے دو حج[1] کا احرام اکٹھا باندھا، یا اول ایک حج کا احرام باندھا اور اس کے بعد دوسرے کا بھی باندھ لیا اور ابھی وقوف عرفہ کا وقت باقی ہے تو دونوں احرام لازم ہو گئے، لیکن پہلی صورت میں (یعنی جب دونوں احرام اکٹھے باندھے ہوں) غیر معین طور پر ایک احرام اور

---

[1] دو سے زیادہ کا بھی یہی حکم ہے اور یہ احرام کے اعتبار سے جمع ہے۔

دوسری صورت میں (یعنی جب ایک کے بعد دوسرا احرام باندھا ہو) تو دوسرا احرام متروک ہوگا اور متروک ہونے کا حکم اس وقت لگایا جائے گا جب کہ مکہ مکرمہ کی طرف چل دے گا اور اگر مکہ مکرمہ کی طرف نہیں چلا بلکہ احرام باندھ کر کچھ روز ٹھہرا رہا تو مکہ مکرمہ کی طرف چلنے سے پہلے اگر کوئی جنایت ہوگئی یا حج کرنے سے روک دیا گیا تو دو دم واجب ہوں گے کیونکہ اس کے دو احرام ہیں اور اگر مکہ مکرمہ کی طرف جانے سے پہلے عورت سے صحبت کر لی تو تین دم واجب ہوں گے: ایک احرام ترک کرنے کی وجہ سے اور دو صحبت کرنے کی وجہ سے اور اس صورت میں ایک احرام کے ترک کرنے کی نیت بھی ضروری نہیں بلکہ جب مکہ مکرمہ کی طرف چلے گا بلا نیت بھی ترک کا حکم کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲: جس حج کا احرام ترک ہوا ہے آئندہ سال اس کی قضا اور ایک عمرہ اور ایک دم اس کے ترک کی وجہ سے واجب ہوگا۔

مسئلہ ۳: کسی نے حج کا احرام باندھا اور وقوف عرفہ کیا پھر یوم النحر یعنی دسویں تاریخ کو سر منڈانے کے بعد دوسرے حج کا احرام[1] باندھا تو دوسرا حج لازم ہوگیا، اب آئندہ سال تک محرم رہے اور آئندہ سال حج کرے اور اس صورت میں کوئی دم دو احرام جمع کرنے کی وجہ سے یا ترک کی وجہ سے واجب نہ ہوگا کیونکہ یہاں جمع اور ترک نہیں پایا گیا۔ اور اگر سر منڈانے سے پہلے دوسرے حج کا احرام باندھا تو دوسرا حج لازم ہوگیا، اب آئندہ سال دوسرا حج کرے لیکن اس صورت میں دو دم واجب ہوں گے: ایک دو احرام جمع کرنے کی وجہ سے اور ایک دوسرے احرام پر جنایت ہونے کی وجہ سے، اگر پہلے احرام کے لیے سر منڈائے گا اور اگر دوسرے حج تک سر نہ منڈائے گا تو تاخیر واجب کی وجہ سے اور اگر ایام نحر کے بعد منڈایا تو تین دم واجب ہوں گے: ایک احرام جمع کرنے کی وجہ سے اور ایک دوسرے احرام پر جنایت کی وجہ سے اور ایک سر منڈانے کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے کی وجہ سے۔

مسئلہ ۴: حج کا احرام باندھا مگر حج فوت ہوگیا پھر دوسرے حج کا احرام باندھ لیا، تو دوسرے احرام کو ترک کرنا لازم ہے اور ترک کی وجہ سے ایک دم لازم ہوگا اور دو حج اور ایک عمرہ کرنا واجب ہوگا اور پہلے حج کے احرام سے عمرہ کے افعال کر کے حلال[2] ہو جائے۔

---

[1] یہ افعال کے اعتبار سے دو احرام جمع کرنے کی صورت ہے۔

[2] یعنی عمرہ کے حلق میں حج کے احرام کے ترک کی نیت کرے۔ (شیر محمد)

دو عمروں کا احرام باندھنا:

مسئلہ ۱: عمرہ کے دو احرام جمع کرنے کی صورتیں اور احکام (یعنی لزوم اور ترک اور وقت ترک وغیرہ جو احکام عمرہ میں ہو سکتے ہیں ان میں) مثل دو حج کے احرام ہیں۔

مسئلہ ۲: دو عمروں کا احرام اکٹھا باندھا، یا اول ایک کا احرام باندھا اس کے بعد پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ ہونے سے پیشتر دوسرے عمرہ کا احرام باندھا، تو دونوں عمرے لازم ہو گئے۔ پہلی صورت میں غیر معین طور پر ایک ترک ہوگا اور دوسری صورت[1] میں بعد والا اور ترک کرنے کی وجہ سے ایک دم اور متروک کی قضا لازم ہوگی جس وقت چاہے کر لے۔ اور اگر پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ ہونے کے بعد سر منڈانے سے پہلے دوسرے عمرہ کا احرام باندھا، تو دوسرا عمرہ لازم ہو گیا اور دونوں میں سے کسی کو نہ چھوڑے اور جمع کرنے کی وجہ سے ایک دم واجب ہوگا اور اگر دوسرے عمرہ سے فارغ ہونے سے پیشتر پہلے احرام سے حلال ہونے کیلئے سر منڈائے گا تو دوسرا دم دوسرے احرام پر جنایت ہونے کی وجہ واجب ہوگا۔ اور اگر دوسرے عمرہ سے فارغ ہو کر پہلے عمرہ کے لیے سر منڈائے گا تو دوسرا دم واجب نہ ہوگا۔ فقط ایک دم جمع لازم ہوگا۔

حج اور عمرہ کا جمع کرنا

مسئلہ ۱: حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھنا یعنی قران کرنا، آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے کے لیے) مسنون بلکہ افراد اور تمتع سے افضل ہے اور اہل مکہ مکرمہ اور اہل میقات کے لیے مکروہ ہے، اگر مکی یا میقاتی نے دونوں کو جمع کر لیا تو عمرہ کو چھوڑ دے اور حج کرے۔

مسئلہ ۲: حج اور عمرہ کرنے کی دو صورتیں ہیں:

ایک تو یہ کہ اول عمرہ کا احرام باندھا اور پھر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے یا بعد میں حلال ہونے سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا۔

---

[1] اور ترک کی صورت یہ ہوگی کہ معاً اور تعاقب کی صورت میں قبل طواف مکہ مکرمہ کی طرف چلنے سے بلا نیت اور بعد طواف قبل سعی صفا کی طرف چلنے سے بلا نیت دوسرا ترک ہو جائے گا۔ (شیر محمد)

دوسرا یہ کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور پھر طواف قدوم سے پہلے یا بعد میں حج کا احرام بھی باندھ لیا، پہلی صورت آفاقی کے لیے بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے اور اہل مکہ مکرمہ کے لیے مکروہ ہے اور دوسری دونوں کے لیے مکروہ ہے لیکن مکی کے لیے بہت ہی بری ہے۔

عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا:

مسئلہ ا: آفاقی نے عمرہ کا احرام باندھا: اور عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا تو قران ہو گیا اور اس پر دم قران واجب ہوگا۔ اور اگر عمرہ کے طواف کے اکثر پھیرے حج کے مہینوں میں کرنے کے بعد اسی سال بلا وطن جائے حج کیا تو تمتع ہو جائے گا اور اگر اس سال حج نہیں کیا، یا کیا لیکن وطن جا کر پھر لوٹ کر گیا تو افراد[1] ہوگا۔ اور مکی شخص اگر عمرہ کے طواف سے پہلے حج کا احرام باندھ لے تو عمرہ[2] کو چھوڑ دے اور چھوڑنے کا دم دے اور اگر دونوں کر لیے تو ہو جائیں گے لیکن جمع کرنے کی وجہ سے ایک دم واجب ہوگا۔ اور اگر مکی طواف عمرہ کے چار یا چار سے کم چکر کرنے کے بعد حج کا احرام باندھے تو حج کو چھوڑ دے[3] اور ایک دم اور حج و عمرہ اس پر واجب ہوگا اور اگر عمرہ سے فارغ ہو کر اسی سال حج کر لیا تو عمرہ کی قضا واجب نہ ہوگی اور اگر دونوں کے افعال کر لے گا تو جائز ہے لیکن ایسا کرنا برا ہے اور جمع کی وجہ سے دم[4] واجب ہوگا۔

حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا:

مسئلہ ا: مکی نے اول حج کا احرام باندھا، اس کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا، تو اس کو عمرہ ترک کرنا واجب ہے اور اگر عمرہ ترک نہیں کیا بلکہ اسی طرح کر لیا تو ہو جائے گا لیکن ایک دم واجب ہوگا۔

---

[1] افراد تب ہوگا جبکہ عمرہ کے احرام سے بالکل حلال ہو کر وطن کو گیا ہو، ورنہ تمتع صحیح ہو جائے گا۔ مثلاً عمرہ تو کیا لیکن حلق نہیں کرایا تو تمتع باطل نہ ہوگا۔

[2] اس کے چھوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ عمرہ کے افعال کرنا مطلق چھوڑ دے، جب بعد زوال عرفات پر وقوف کرے گا تو عمرہ بلا نیت ٹوٹ جائے گا۔

[3] اس کے چھوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ عمرہ کا جب حلق کرے اس وقت حج کے توڑنے کی نیت بھی کر لے بغیر ان طریقوں کے احرام سے خارج نہ ہوگا۔ (شیر محمد)   [4] یہ دم جبر ہے نہ کہ تمتع۔ (شیر محمد)

مسئلہ۲: آفاقی نے اول حج کا احرام باندھا اس کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا، تو اگر طواف قدوم شروع کرنے سے پہلے باندھا ہے تو وہ قارن ہوگیا اور اس پر دم قران واجب ہوگا لیکن اس طرح احرام باندھنا برا ہے اور اگر طواف قدوم شروع کرنے کے بعد یا پورا کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھا تو بھی قارن ہوگیا، لیکن ایسا کرنا بہت ہی برا ہے، اس کے لیے عمرہ کو ترک کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ۳: اگر عمرہ کا احرام ایام نحر اور ایام تشریق میں حج کے احرام سے سر منڈانے سے پہلے یا بعد میں باندھ لیا تو عمرہ کو ترک کرنا واجب ہوگا اور دم اور قضا واجب ہوگی اور ترک نہیں کیا تو دونوں صورتوں میں عمرہ ہوجائے گا لیکن جمع کرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔

مسئلہ۴: حج یا عمرہ کے ترک کرنے کا جن مسائل میں حکم کیا گیا وہاں ترک کی نیت ضروری ہے۔ البتہ دو جگہ نیت ضروری نہیں، بلا نیت بھی ترک ہوجائے گا: ایک تو جس شخص نے دو حج کا احرام وقوف عرفہ کے فوت ہونے سے پہلے باندھا ہو، دوسرے جس نے دوسرے عمرہ کا احرام پہلے عمرہ کی سعی سے پہلے باندھا ہو، ان دونوں صورتوں میں جب محرم مکہ مکرمہ کی طرف چل دے گا بلا نیت بھی ایک احرام ترک ہوجائے گا۔

حج اور عمرہ کے احرام کو فسخ کرنا:

مسئلہ۱: حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد احرام کو فسخ کرنا اور بدلنا جائز نہیں، فسخ کا مطلب یہ ہے کہ حج کا احرام باندھنے کے بعد حج کا ارادہ ملتوی کردینا اور حج کے افعال چھوڑ کر عمرہ کے افعال کرنا اور اس احرام کو عمرہ کا احرام بنا دینا، یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ کا ارادہ فسخ کردینا اور اس احرام کو حج کا احرام کردینا اور عمرہ کے افعال نہ کرنا۔

اِحصار

یعنی دشمن یا درندہ یا مرض کی وجہ سے حج سے رک جانا

احصار کے معنی لغت میں منع کرنے اور قید کرنے کے ہیں اور شرعاً حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی دشمن یا درندہ یا مرض وغیرہ کی وجہ سے یا عرفات اور طواف (دونوں سے) یا رکن عمرہ (یعنی صرف طواف) سے رک جانا، جس شخص کو روکا جائے اس کو محصر کہتے ہیں، محصر کے معنی: روکا گیا۔

مسئلہ ۱: اگر قارن یا مفرد طواف یا وقوف دونوں میں سے کسی ایک پر قادر ہے تو وہ محصر نہ ہوگا، اگر وقوف عرفہ کرلیا اور طواف زیارت سے روک دیا گیا تو اس کا حج ہوگیا، بال منڈا کر احرام کھول دے، لیکن جب تک طواف نہ کرے گا عورت حلال نہ ہوگی اور طواف زیارت جب چاہے کرسکتا ہے، لیکن اگر ایام نحر گزرنے کے بعد کرے گا تو ایک دم تاخیر کا واجب ہوگا۔

اور اگر صرف وقوف سے روکا گیا تو جب تک حج کا وقت باقی ہے انتظار کرنا چاہیے۔ جب حج فوت ہوجائے تو عمرہ کے افعال کر کے حلال ہوجائے۔

مسئلہ ۲: اگر مکہ مکرمہ میں ہی محرم کو کوئی ایسا مانع پیش آجائے کہ وقوف عرفات اور طواف زیارت دونوں نہ کرسکے تو وہ بھی محصر ہے، اگر صرف ایک سے رکا تو محصر نہ ہوگا کیونکہ اگر وقوف سے رکا ہے تو عمرہ کر کے حلال ہوجائے اور اگر طواف زیارت سے رکا ہے تو یہ طواف ساری عمر میں ہوسکتا ہے، البتہ ایام نحر کے بعد کرنے سے دم واجب ہوگا۔

مسئلہ ۳: احصار کے اسباب یہ ہیں، ان میں سے اگر کوئی امر پیش آگیا تو اسکو محصر کہا جائے گا:

۱۔ کسی دشمن کا روکنا، مسلمان ہو یا کافر۔

۲۔ کسی ایسے درندہ کا ہونا جس کے دفع کرنے سے عاجز ہو۔

۳۔ قید ہونا یا بادشاہ کا منع کرنا۔

۴۔ ہڈی ٹوٹ جانا یا اتنا لنگڑا ہوجانا کہ چل نہ سکے۔

۵۔ سفر کی وجہ سے مرض کی زیادتی کا خوف ہونا، اپنے غلبۂ ظن سے یا کسی مسلمان دین دار طبیب کے کہنے سے۔

۶۔ عورت کے محرم یا شوہر کا راستہ میں مکہ مکرمہ سے مدت سفر کی مسافت پر مرجانا، یا ابتداء ہی احرام باندھنے کے بعد محرم یا شوہر کا موجود نہ ہونا جبکہ مکہ مکرمہ سے تین دن یا زیادہ کے فاصلے پر ہو۔

۷۔ سفر خرچ کا ختم ہوجانا۔

۸۔ سواری کا ہلاک ہوجانا، لیکن اگر پیدل چلنے پر قادر ہو تو محصر نہ ہوگا، یا قادر ہے لیکن ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

۹۔ پیدل چلنے سے عاجز ہونا اور سواری پر قدرت نہ ہو صرف سفر خرچ پر قدرت ہونا۔

۱۰۔ مکہ مکرمہ یا عرفات کا راستہ بھول جانا۔

۱۱۔ شوہر کا زوجہ کو حج نفل یا عمرہ سے روکنا، جب کہ بلا اجازت شوہر کے احرام باندھا ہو۔ اسی طرح مولیٰ کا اپنے غلام اور باندی کو روکنا۔

۱۲۔ احرام کے بعد عورت پر عدت واجب ہونا، اگرچہ محرم موجود ہو۔

جس کسی مرد یا عورت کو ان امور مذکورہ میں سے کوئی امر احرام باندھنے کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے پیش آ جائے تو وہ محصر ہو جائے گا اور اگر وقوف عرفہ کے بعد پیش آئے تو وہ شرعاً محصر نہ ہوگا۔

محصر کا حکم:

مسئلہ ۱: جب کوئی شخص امور مذکورہ کی وجہ سے شرعاً محصر ہو جائے تو یا تو اس امر کے زوال کا انتظار کرے اور مانع کے دور ہونے کے بعد اگر حج مل سکے تو حج کرے ورنہ عمرہ کر کے حلال ہو جائے، اگر انتظار میں دقت ہو اور جلدی حلال ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ اگر اس نے صرف حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہے تو کسی شخص کو ایک دم یا دم کی قیمت دے کر حرم میں بھیجے تا کہ وہ اس کی طرف سے دم حرم میں جا کر ذبح کرے اور تاریخ اور وقت ذبح کا متعین کر دے اور اختیار ہے کہ چاہے جس جگہ روکا گیا ہے وہاں ہی ٹھہرا رہے یا اپنے مکان واپس آ جائے یا اور کہیں چلا جائے۔

مسئلہ ۲: محصر کے لیے احرام کھولنے کے واسطے بال کٹانے یا منڈانے شرط نہیں جس روز ذبح کا وقت مقرر کیا ہے اس روز کے وقت مقررہ پر صرف ذبح [1] سے حلال ہو جائے گا، لیکن سر منڈانا مستحسن ہے۔ محصر اگر قارن ہے تو اس کو دو دم ذبح کرانے واجب ہیں، ایک احرام حج کا اور ایک احرام عمرہ کا، ہر ایک کے لیے دم کی تعیین شرط نہیں البتہ افضل ہے، اگر قارن نے صرف ایک دم ذبح کرایا تو قارن کا احرام اس وقت تک نہ کھلے گا جب تک دوسرا دم ذبح نہ کرائے گا کیونکہ قارن دونوں احراموں سے ایک ہی دفعہ حلال ہوتا ہے۔

---

[1] عام فقہا نے یہی لکھا ہے کہ صرف ذبح سے حلال ہو جائے گا لیکن صاحب ''لباب'' نے لکھا ہے کہ محض ذبح سے احرام سے نہ نکلے گا جب تک کہ کوئی فعل ممنوعات سے نہ کرے گا اگرچہ بال منڈانے کے علاوہ کوئی فعل =

مسئلہ۳: اگر وقت مقررہ سے پہلے سے حلال ہو گیا یعنی کوئی فعل موجب جنایت کرلیا، یا یہ معلوم ہوا کہ ذبح حرم میں نہیں ہوا بلکہ حل میں ہوا تو کفارہ جنایت کا واجب ہوگا، اگر جنایت مکرر ہوگی کفارہ بھی مکرر ہوگا۔

مسئلہ۴: ذبح کرنے والے سے جس وقت ذبح کا وعدہ کیا ہے اگر اس وقت سے اس نے ایک دو روز پہلے ذبح کردیا تو محصر کا حلال ہونا اس دم سے جائز ہوگا اور اگر اس سے بعد کیا اگرچہ تھوڑی ہی دیر بعد ہو تو حلال ہونا جائز نہ ہوگا۔

مسئلہ۵: دم احصار کے لیے ایام نحر میں ذبح کرنا شرط نہیں، حرم میں ذبح ہونا شرط ہے، اگر بعد ذبح کے یہ معلوم ہوا کہ حرم میں ذبح نہیں ہوا بلکہ حل میں ہوا ہے تو دوسرا دم دوبارہ حرم لیں ذبح کرنا ضروری ہوگا۔

= ہو، مگر ''ردالمحتار'' اور ''غنیۃ'' میں چونکہ صاحب ''اللباب'' کی تردید کی ہے، ''زبدۃ المناسک'' میں بھی صرف ذبح سے حلال ہونے کو اختیار کیا اس لئے یہ راجح ہے کہ ذبح سے حلال ہو جائیگا۔ فی "الدر المختار": وبذبحه يحل. في "اللباب": ولا يخرج من الاحرام بمجرد الذبح حتىٰ يتحلل بفعل. اى من محظورات الاحرام ولو بغير حلق. (قارى) قلت: وهذا مخالف لكلام المصنف وغيره مع انه لا تظهر ثمرة، تامل. (رد المختار)، (سعید احمد)

[1] البتہ کہیں ایسی جگہ محصور ہو جہاں تک دم پہنچانا ممکن نہ ہو، جیسا کہ جہاز میں حکام نے جہاز روک کر واپس کردیا، پس ایسی حالت میں حرم سے باہر ہی ہدی ذبح کرکے حلال ہونے کی گنجائش ذیل کی عبارت سے معلوم ہوتی ہے۔ ''عین الہدایہ'' ترجمہ ''ہدایہ'' میں ہے: علمائے حنفیہ نے جواب دیا کہ حدیبیہ نصف حل میں ہے اور نصف حرم میں ہے تو شاید آپ ﷺ نے حصہ حرم میں ذبح کیا ہو، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مشرکین نے ہدی کو ہی روکا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْىَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّه﴾ (فتح:۲۵) تو ہدی کو اپنے محل میں جانے نہیں دیا۔ اور مبسوط میں کہا کہ آپ نے حل میں ذبح کیا، اس واسطے کہ اس وقت آپ کو ایسا آدمی نہیں ملتا تھا جس کے ہاتھ حرم بھیجتے تو آپ کے واسطے یہ امر خاص تھا۔ (مترجم ہدایہ کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس قول کے موافق جس کسی کو آدمی میسر نہ ہو تو اس کو جائز ہوگا کہ مقام احصار میں ذبح کردے اور شک نہیں کہ اگر لے جانا ممکن نہ ہو یا آدمی میسر نہ ہو تو اس کے سوا چارہ نہیں۔ یہ ہمارے نزدیک تو ضرورت یا تنگی کی وجہ سے جواز کی گنجائش نکلی اور امام شافعی کے مذہب =

احصار زائل ہونے کے بعد حج یا عمرہ کی قضا واجب ہونا:

مسئلہ ۱: جب محصر حرم میں دم ذبح کرانے کے بعد حلال ہوگیا تو جس چیز کے احرام سے حلال ہوا ہے احصار دور ہونے کے بعد اس کی قضا واجب ہوگی، اگر احرام حج سے حلال ہوا تو قضا میں ایک حج اور ایک عمرہ کرنا واجب ہوگا بشرطیکہ حج کا وقت نکل گیا ہو اور احصار کے سال حج نہ کر سکا ہو اور اگر ابھی اس سال کا حج نہیں ہوا اور اسی سال دوبارہ احرام باندھ کر حج کر لیا تو قضا کی نیت کی ضرورت نہ ہوگی اور عمرہ کرنا بھی واجب نہ ہوگا۔ اور اگر قران کے احرام سے حلال ہوا تو اس پر قضا میں ایک حج اور دو عمرے واجب ہوں گے اور اس کو اختیار ہوگا کہ قران کرے اور ایک عمرہ بعد میں کرے یا حج علیحدہ اور دو عمرے علیحدہ علیحدہ کرے، یہ بھی اسی وقت ہے جب احصار کے ساتھ قران نہ کر سکے، اگر اسی سال کر لیا تو عمرۂ قران[1] ہی واجب ہوگا دوسرا عمرہ قضا کا واجب نہ ہوگا۔ اور اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہوا تھا تو صرف ایک عمرہ ہی کرنا ہوگا اور جس وقت چاہے عمرہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲: اگر ایسے احرام سے حلال ہو جس میں نہ حج کی نیت کی تھی نہ عمرہ کی، تو استحساناً ایک عمرہ کرے۔ اور اگر احرام کے وقت متعین کیا تھا لیکن بعد میں بھول گیا کہ حج کا تھا یا عمرہ کا تو اسکو صرف ایک ہی دم حلال ہونے کیلئے بھیجنا کافی ہوگا، لیکن بعد میں ایک حج اور عمرہ کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۳: اگر حج نفل سے احصار کی وجہ سے حلال ہوا تھا تو اگر احصار کے سال ہی حج کر لیا تو قضا کی نیت ضروری نہیں اور اگر اس سال نہیں کیا بعد میں کیا تو قضا نیت واجب ہوگی۔

مسئلہ ۴: اگر حج فرض سے محصر حلال ہوا تھا تو اس کے لیے قضا کی نیت واجب نہیں، خواہ احصار کے سال حج کرے یا بعد میں اور عمرہ بھی حج کے ساتھ جب ہی واجب ہوگا جب احصار کے سال حج نہ کیا ہو اور صرف ہدی ذبح کرا کے حلال ہوا ہو، اگر عمرہ کے افعال کر کے حلال ہوا تھا تو قضا میں عمرہ واجب نہ ہوگا۔

= میں مطلق جواز ہے۔ پس اس توافق سے بھی تائید ہوئی۔ اس سے جہاز وغیرہ میں محصر کے لئے بھی گنجائش ہے۔ اصل مذہب تو وہی ہے کہ یہ اشتراط الاحلال عند الاحرام کچھ مفید نہیں لیکن اس زمانہ میں اگر ایسی اشد ضرورت پیش آوے تو گنجائش ہے، وہ بھی جب جبکہ اہل علم اس کو مناسب سمجھ کر اس کتاب میں داخل کرنا چاہیں۔ (شیر محمد)

[1] یعنی وہ عمرہ جو حج کے ساتھ ملا کر قران کیا جاوے۔ (شیر محمد)

مسئلہ ۵: وجوب قضا ہر محصر پر ہوتا ہے خواہ حج فرض ہو یا نفل، اپنا حج ہو یا بدل، حج صحیح ہو یا فاسد، حر ہو یا غلام، البتہ غلام پر قضا کا ادا کرنا آزاد ہونے کے بعد واجب ہوگا۔

دم احصار بھیجنے کے بعد احصار کا دور ہو جانا:

مسئلہ ۱: اگر دم احصار بھیجنے سے پہلے احصار زائل ہو گیا اور حج مل سکتا ہے تو جانا واجب ہے اور اگر دم احصار روانہ کرنے کے بعد احصار زائل ہوا تو اب اگر اتنا وقت ہے کہ دم احصار اور حج دونوں مل سکتے ہیں تو حج کو جانا واجب ہے اور ہدی یعنی دم احصار کا اختیار ہے کہ جو چاہے کرے، اب اس کا ذبح کرنا واجب نہیں۔ اور اگر حج اور ہدی دونوں نہیں مل سکتے یا صرف ہدی مل سکتی ہے، حج نہیں مل سکتا تو جانا ضروری نہیں، اختیار ہے کہ جائے یا نہ جائے اور اگر ہدی تو نہیں مل سکتی لیکن حج مل سکتا ہے، تو حلال ہونا جائز ہے مگر حج کو جانا افضل ہے، اگر نہ گیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۲: اگر قارن کا احصار ہدی روانہ کرنے کے بعد زائل ہوا اور اب اس کو نہ حج مل سکتا ہے نہ ہدی، تو جانا واجب نہیں بلکہ اختیار ہے کہ چاہے یہیں ہدی کے ذبح ہونے کا انتظار کرے اور حلال ہو جائے اور چاہے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ کر کے حلال ہو جائے، اگر جا کر کرلے گا تو قضا میں دوسرا عمرہ واجب نہ ہوگا، ورنہ واجب ہوگا۔

مسئلہ ۳: عمرہ والے کا احصار اگر ہدی روانہ کرنے سے پہلے یا بعد روانہ کرنے کے ایسے وقت زائل ہو گیا کہ ہدی مل سکتی ہے تو اس کو جانا واجب ہے اور اگر ہدی نہیں مل سکتی تو جانا واجب نہیں اور عمرہ جب چاہے کر سکتا ہے، چونکہ اس کا کوئی خاص وقت مثل حج کے نہیں ہے۔

ایک احصار کے بعد دوسرا احصار:

مسئلہ ۱: اگر محصر نے ہدی روانہ کر دی اور اس کے بعد وہ احصار دور ہو گیا، لیکن دوسرا احصار پیش آ گیا، تو اگر محصر یہ جانتا ہے کہ اگر وہ دوسرا احصار پیش نہ آتا تو وہ ہدی احصار کو زندہ پا سکتا تھا تو اگر دوسرے احصار کے لیے پہلی ہدی کی نیت کر لی تو وہی دوسرے احصار کے لیے ہو جائے گی اور اگر دوسرے احصار کی نیت نہیں کی اور وہ ہدی ذبح ہو گئی تو اب اس کے ذبح پر دوسرے احصار سے حلال ہونا جائز نہیں، دوسری ہدی بھیجنی ضروری ہوگی۔

دم احصار پر قادر نہ ہونا:

مسئلہ ۱: اگر محصر کے پاس نہ ہدی کا جانور ہے اور نہ اتنا روپیہ ہے کہ اس سے جانور خریدا جاسکے، یا جانور اور روپیہ موجود ہے لیکن کوئی ایسا آدمی موجود نہیں جس کے ذریعے سے جانور یا قیمت بھیج کر دم ذبح کرائے، تو وہ اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک کہ حرم میں ذبح نہ کرائے یا مکہ مکرمہ جا کر عمرہ نہ کرے، جب تک ان دونوں کاموں میں سے ایک کام نہ کرے گا ہمیشہ محرم رہے گا۔

مسئلہ ۲: دم احصار کے عوض میں روزہ رکھنا یا صدقہ[1] دینا کافی نہیں، مذہب مشہور یہی ہے، لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ اگر ہدی نہ ملے تو اس کی قیمت لگا کر ہر مسکین کو نصف صاع صدقہ دے دیا جائے، اگر صدقہ بھی نہ دے سکتا ہو تو نصف صاع کے بدلے ایک روزہ رکھے اور پھر حلال ہو جائے، ضرورت کے وقت اس پر عمل کی گنجائش ہے۔

مسئلہ ۳: اگر کسی نے احرام کے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ اگر محصر ہو گیا تو دم احصار نہیں بھیجوں گا تب بھی دم احصار بھیجنا واجب ہے۔

مسئلہ ۴: قارن نے دو دم کی کچھ قیمت بھیجی، مگر اس سے صرف ایک ہی دم خریدا گیا اور ذبح کیا گیا، تو جب تک دوسرا دم ذبح نہ کیا جائے گا حلال نہ ہوگا۔

مسئلہ ۵: اگر عورت نے بلا اجازت شوہر کے حج نفل کا احرام باندھا اور محرم ساتھ موجود تھا، لیکن شوہر نے عورت کو جانے سے روک دیا تو وہ محصر ہو گئی اور شوہر کو حق ہے کہ فی الحال اس کا احرام[2] کھلوا دے، دم احصار کے ذبح کرنے تک انتظار نہ کرے لیکن عورت پر ایک دم اور ایک حج

---

[1] قلت: هذا هو المذهب المعروف، وروی عن ابی یوسف رحمہ اللہ فی المحصر: ان لم یجد هدیا قوم الهدی طعاما فیتصدق به علی کل مسکین نصف صاع، وان لم یکن عنده طعام صام لکل نصف صاع یوما فیتحلل به. قال فی "الامالی": وهذا احب الی، لان فیه مخلصا عما فیه الحرج العظیم واید القاری روایة ابی یوسف رحمہ اللہ هذه ان شئت الاطلاع علیه فارجع الی "شرح اللباب".

[2] اس صورت میں طریقہ احرام کھلوانے کا یہ ہے کہ شوہر زوجہ کو حلال کرے بادنیٰ محظور، مثل ناخن تراشنے یا بوسہ لینے یا خوشبو لگانے سے، ان باتوں سے حلال کرنا افضل ہے، بہ نسبت جماع کے، بلکہ جماع سے حلال کرنا مکروہ لکھتے ہیں۔ (اللباب، غنیۃ) (شیر محمد)

اور عمرہ واجب ہوگا، بخلاف حج فرض کے کہ اگر محرم ساتھ نہ ہو اور شوہر روک دے تو بلا ہدی ذبح کیے حلال نہ ہوگی۔

حج فوت ہوجانا

مسئلہ ۱: جس شخص نے حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوف عرفہ دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک بالکل نہیں کیا تو اس کا حج فوت ہو گیا اور اگر نو ذی الحجہ کے زوال سے دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک کسی وقت تھوڑی سی دیر بھی وقوف کر لیا تو حج پورا ہو گیا۔

مسئلہ ۲: جب حج فوت ہو جائے عذر سے یا بلا عذر، تو حج کے باقی افعال ترک کر دے اور واجب ہے کہ اسی احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کر کے حجامت بنوا کر احرام کھول دے۔

مسئلہ ۳: اگر مفرد تھا اور حج نہیں ملا اور عمرہ کر کے حلال ہو گیا تو اس پر صرف حج کی قضا واجب ہے اور عمرہ اور دم واجب نہیں اور نہ طواف صدر واجب ہے۔ اور اگر قارن تھا، تو اگر حج فوت ہونے سے پہلے عمرہ نہیں کیا تھا تو اس کو اول ایک طواف اور سعی عمرہ کے لیے کرنی چاہیے، اس کے بعد ایک طواف اور سعی حج فوت ہونے کی کر کے بال منڈا کر حلال ہو جائے اور اس پر صرف حج کی قضا واجب ہوگی، دم قران ساقط ہو جائے گا اور قضا میں عمرہ واجب نہ ہوگا اور قارن تلبیہ اس وقت موقوف کرے جس وقت وہ طواف کرے جس سے احرام کھولے گا۔ اور اگر متمتع تھا تو تمتع حج فوت ہونے سے باطل ہو جائے گا اور دم تمتع ساقط ہو جائے گا، عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور آئندہ حج کی قضا کرے۔

مسئلہ ۴: جس کا حج فوت ہو جائے اس پر طواف صدر اور قربانی واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۵: حج نفل ہو یا فرض یا نذر، اور شروع سے فاسد ہو یا بعد میں فاسد ہو گیا ہو، سب کے فوت ہو جانے کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ ۶: اگر متمتع کی ساتھ ہدی ہو تو حج فوت ہونے کے بعد اختیار ہے کہ اسکو جو چاہے کرلے۔

مسئلہ ۷: عمرہ فوت نہیں ہوتا کیونکہ یوم عرفہ اور عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے علاوہ ہر وقت

جائز ہے ان ایام میں مکروہ تحریمی ہے، اگر کوئی ان ایام میں کرلے گا تو صحیح ہو جائے گا مگر گناہ ہوگا۔

قضائے حج کے اسباب:

مسئلہ ۱: حج کی قضا واجب ہونے کے چار سبب ہیں:

۱۔ وقوف عرفہ کا فوت ہو جانا۔

۲۔ احصار یعنی وقوف عرفہ سے رک جانا۔

۳۔ جماع سے حج کو فاسد کرنا۔

۴۔ حج کا احرام باندھنے کے بعد احرام کو چھوڑنا۔

حج بدل یعنی دوسرے شخص سے حج کرانا:

حج کرانے والے کو ''آمر'' (یعنی حکم کرنے والا) کہتے ہیں اور جو دوسرے کے حکم سے حج بدل کرتا ہے اس کو ''مامور'' کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: ہر شخص اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کو (خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ) بخش سکتا ہے، وہ عمل چاہے روزہ یا نماز یا حج یا صدقہ یا اور کوئی عبادت ہو۔

مسئلہ ۲: عبادات کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ عبادت مالی، جیسے زکوٰۃ، صدقۂ فطر، یہ نائب کے ذریعے ادا کی جاسکتی ہیں، چاہے ضرورت کی وجہ سے نائب مقرر کرے یا بلا ضرورت۔

۲۔ عبادت بدنی، جیسے نماز روزہ۔ یہ نائب کے ذریعہ ادا نہیں کی جاسکتیں۔

۳۔ عبادت مالی اور بدنی دونوں سے مرکب، جیسے حج۔ یہ نائب کے ذریعہ سے صرف اس وقت ادا کرائی جاسکتی ہے کہ خود جس پر حج فرض ہو وہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ اگر خود قادر ہو تو پھر دوسرے سے نہیں کرا سکتا۔

مسئلہ ۳: حج نفل اور عمرۂ نفل دوسرے سے بہر صورت کرانا جائز ہے، یعنی چاہے کرانے والا خود قادر ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۴: جس شخص پر حج فرض ہو گیا اور ادا کرنے کا وقت ملا لیکن ادا نہیں کیا اور بعد میں ادا

کرنے پر قدرت نہیں رہی عاجز ہو گیا، تو اس پر کسی دوسرے سے حج کرانا فرض ہے، خواہ اپنی زندگی میں کرائے یا مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیّت کر جائے، اس پر وصیت واجب ہے۔ اور اگر شرائط وجوب حج تو پائے گئے لیکن ادا کرنے کا وقت نہیں ملا، یا حج کو جاتے ہوئے راستہ[1] میں مر گیا تو اس کے اوپر سے حج ساقط ہو گیا اور اس پر حج کرانیکی وصیت واجب نہیں۔

مسئلہ ۵: عاجز ہونے کے اسباب یہ ہیں: موت، قید، ایسا مرض کہ جس کے دور ہونے کی امید نہ ہو جیسے فالج، اندھا ہونا، لنگڑا ہونا، اتنا بوڑھا ہونا کہ سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رہے۔

عورت کے لیے محرم نہ ہونا، راستہ مامون نہ ہونا۔

ان تمام اعذار کا موت تک باقی رہنا تحقیق عجز کے لیے شرط ہے۔

حج بدل کی شرائط

حج نفل دوسرے شخص سے کرانے کے لیے حج کرنے والے میں صرف اہلیت یعنی اسلام عقل اور تمیز ہونا کافی ہے اور کوئی شرط نہیں، البتہ حج فرض کسی دوسرے سے کرانے کے لیے بیس شرطیں ہیں بغیر ان شرائط کے حج فرض اگر دوسرے سے کرایا جائے گا تو ادا نہیں ہوگا:

شرائط فرض بصورت بدل:

۱۔ جو شخص اپنا حج کرائے اس پر حج فرض ہونا، یعنی حج کرنے کے لائق مال ہو اور صحیح و تندرست بھی ہو، پس اگر کسی نے حج فرض ہونے سے پہلے حج کرا دیا اور بعد میں مالدار ہو گیا تو پھر دوبارہ حج کرانا فرض ہے پہلا حج نفل ہوگا فرض نہ ہوگا۔

۲۔ حج فرض ہونے کے بعد خود حج کرنے سے تنگدست ہو جانے کی وجہ سے یا کسی مرض کی وجہ سے عاجز ہو جانا، اگر کسی نے حج فرض ہونے کے بعد عاجز ہونے سے پہلے حج کرایا اور پھر عاجز ہو گیا تو حج فرض ادا نہیں ہوا، دوبارہ کرانا واجب ہے۔

۳۔ موت کے وقت تک عاجز رہنا، اگر مرنے سے پہلے عذر جاتا رہا اور خود قادر ہو گیا تو خود

[1] یعنی یہ اس وقت ہے جب کہ وہ وجوب حج کے سال میں گیا اور مرا ہو، اگر دوسرے تیسرے سال گیا ہو تو وصیت واجب ہوگی۔ (شیر محمد)

حج کرنا واجب ہوگا۔ البتہ اگر ایسا عذر ہو کہ جو اکثر دور نہیں ہوتا جیسے اندھا ہونا، تو ایسے عذر کی حالت میں حج کرانے کے بعد اگر آنکھیں قدرتاً اچھی ہو جائیں تو حج کرنا پھر واجب[1] نہ ہوگا۔

۴۔ دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم کرنا اگر خود موجود ہو اور اگر مر گیا ہو اور حج کرانے کی وصیت کر گیا ہو تو وصی یا وارث کا حکم کرنا شرط ہے، البتہ وارث اپنے مورث کی طرف سے یا اولاد اپنے والدین کی طرف سے ان کے مرنے کے بعد بلا اجازت حج کرے تو جائز ہے، اگر میت نے وصیت نہیں کی اور پھر وارث یا اجنبی نے اس کی طرف سے حج کر دیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ فرض ادا ہو جائے گا۔

۵۔ مصارف سفر میں حج کرانے والے کا روپیہ صرف ہونا، اگر حج کرنے والے نے اپنا روپیہ خرچ کیا تو خود اس کا حج ہوگا۔ حج کرانے والے کا نہ ہوگا۔ البتہ اگر زیادہ روپیہ حج کرانے والے کا صرف ہوا اور کچھ تھوڑا سا روپیہ حج کرنے والے نے اپنے صرف کیا، یا سارا روپیہ اپنا خرچ کیا اور جو مال اس کو حج کرنے کے لیے دیا گیا تھا وہ مصارف حج کے لیے کافی تھا اور بعد میں حج کرانے والے کے مال سے لے لیا تو حج کرانے والے کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ اور اگر اتنا مال نہیں تھا کہ مصارف حج کے لیے کافی ہو تو پھر اکثر کا اعتبار ہوگا، اگر اکثر مصارف حج کرنے والے کے مال سے کیے ہوں تو اس کا حج ہو گیا ورنہ نہیں۔

۶۔ احرام کے وقت آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا، اگر احرام کے وقت صرف حج کی نیت کی اور حج کے افعال شروع کرنے سے پہلے آمر کی طرف سے تعیین کر لی تب بھی درست ہے، اگر افعال حج شروع کرنے کے بعد اس کی طرف سے نیت کی تو حج فرض آمر کا نہ ہوگا اور خرچہ آمر کا واپس کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ ا: زبان سے یہ کہنا کہ فلاں کی طرف سے احرام باندھتا ہوں، افضل ہے ضروری نہیں، دل سے نیت کرنا کافی ہے۔

---

[1] یہ حکم اس شخص کا ہے جو اس طرح اندھا ہو گیا ہو کہ اس کی آنکھیں بن نہ سکتی ہوں، اگر موتیا بند وغیرہ سے اندھا ہوا ہے اور آنکھیں بن سکتی ہوں تو یہ عذر نہ ہوگا۔ (شیر محمد)

مسئلہ۲: اگر آمر کا نام بھول گیا تو صرف آمر کی طرف سے نیت کر لینا کافی ہے۔

مسئلہ۳: کسی شخص پر حج فرض تھا اور اسکے حکم سے کسی نے اسکی طرف سے حج کیا اور فرض یا نفل کی کچھ نیت نہیں کی تو آمر کا حج فرض ادا ہو جائیگا اور اگر نفل کی نیت کی تو حج فرض ادا نہ ہوگا۔

۷۔ صرف ایک شخص کی طرف سے حج کا احرام باندھنا، اگر دو شخصوں کی طرف سے احرام باندھ کر حج کیا تو دونوں میں سے کسی کا بھی حج نہ ہوگا حج کرنے والے کا ہوگا اور ان دونوں کا روپیہ واپس کرنا پڑے گا اور حج کرنے کے بعد یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس حج کو کسی ایک کی طرف سے متعین کر دے۔

مسئلہ۴: اگر کسی شخص نے تبرعاً بدون حکم کے دو اجنبی آدمیوں کی طرف سے یا اپنے والدین کی طرف سے ایک احرام میں نیت کی، تو احرام کے بعد افعال کرنے سے پہلے یا بعد فراغت کے اگر کسی ایک کے لیے اس حج کو کر دے تو درست ہے، کیونکہ یہ حج ادا کرنے والے کا ہوا ہے اس کو اختیار ہے جس کو چاہے ثواب بخش دے، خواہ ایک کو خواہ[1] دونوں کو۔

۸۔ صرف ایک حج کا احرام باندھنا، اگر اول کسی شخص کی طرف سے احرام باندھا اور پھر دوسرا احرام اپنی طرف سے باندھ لیا تو آمر کا حج نہ ہوگا جب تک کہ دوسرے احرام کو ترک نہ کرے گا۔

۹۔ خود مامور کا آمر کی طرف سے حج کرنا جب کہ آمر نے کسی خاص شخص کو متعین کیا ہو، اگر مامور کسی عذر کی وجہ سے دوسرے شخص سے حج کرائے گا تو حج نہ ہوگا اور دونوں ضامن ہونگے، ہاں اگر آمر نے اختیار دیا ہو کہ خود کرنا یا کسی سے کرا دینا تو ہو جائیگا۔ اور آمر کیلئے مناسب یہی ہے کہ مامور کو اختیار دیدے تا کہ عذر کے وقت دوسرے سے کرا سکے۔

۱۰۔ مامور معین کا متعین ہونا، اگر آمر نے اس طرح متعین کیا ہے کہ فلاں شخص حج کرے دوسرا نہ کرے، اگر وہ فلاں شخص مر گیا تو کسی دوسرے کا حج کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور اگر فقط فلاں کا نام لیا اور دوسرے کی نفی نہیں کی اور فلاں مر گیا اور کسی دوسرے سے حج کرا دیا تو جائز ہے۔

---

[1] اس سے والدین کا فرض حج ساقط نہ ہوگا بلکہ با شرائط کرانا ہوگا۔ (شیر محمد)

مسئلہ۵: اگر کسی نے وصیت کی کہ فلاں حج کرے اور فلاں نے حج کرنے سے انکار کیا اور وصی نے کسی دوسرے سے حج کرایا تو جائز ہے اور اگر انکار نہیں کیا اور پھر بھی کسی دوسرے سے کرایا تب بھی جائز ہے۔

۱۱۔ آمر کے وطن سے حج کرنا، اگر تہائی مال میں گنجائش ہو، ورنہ جس جگہ سے میقات سے پہلے سے ہو سکے وہاں سے کرا دیا جائے، اگر اتنا بھی نہ ہو تو وصیت باطل ہے۔

۱۲۔ سواری پر حج کرنا اگر تہائی مال میں گنجائش ہو، اگر کسی نے پیدل حج کیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا اور مامور پر روپے کی واپسی[۱] واجب ہوگی، ہاں اگر خرچ کم پڑ گیا اور پھر پیدل چلا تو جائز ہے۔

مسئلہ۶: خرچ میں اور سواری پر چلنے میں اکثر کا اعتبار ہے، اگر اکثر روپیہ آمر کا خرچ کیا یا اکثر راستہ سواری پر چلا تو فرض ادا ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

۱۳۔ حج یا عمرہ جس چیز کا حکم کیا ہے اس کیلئے سفر کرنا، اگر حج کا حکم کیا تھا لیکن مامور نے اول عمرہ کیا پھر میقات پر لوٹ کر اسی سال یا آئندہ سال حج کا احرام باندھا تو آمر کا حج نہ ہوگا۔

۱۴۔ آمر کا میقات سے احرام باندھنا، اگر مامور نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ معظمہ جا کر حج کا احرام باندھا اور حج کر دیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

۱۵۔ آمر کی مخالفت نہ کرنا، اگر آمر نے افراد یعنی صرف حج کا حکم کیا تھا اور مامور نے تمتع کیا تو مخالف ہوگا اور ضمان واجب ہوگا اور حج مامور کا ہوگا۔ اسی طرح اگر قران کیا تو بھی مخالف ہوگا اور ضمان دینا ہوگا۔ البتہ قران آمر کی اجازت سے کرنا جائز ہے، لیکن دم قران اپنے پاس سے دینا ہوگا۔ آمر کے روپے سے دینا جائز نہیں اور تمتع[۲] کرنا اجازت سے بھی جائز نہیں اگر اجازت سے تمتع کرے گا تو گو مامور پر ضمان نہ ہوگا لیکن آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

---

[۱] روپیہ کی واپسی تب لازم ہے جب کہ مطلق حج کا امر کیا ہو، اور اگر پیدل چلنے کی اجازت دی ہو تو وہ حج آمر کا نفلی ہوگا اور نفقہ کی ضمانت لازم ہوگی کیونکہ اس کے امر سے پیدل حج کیا ہے "تحریر المختار" و "رد المختار" و "ارشاد الساری" الی مناسک الاملا علی القاری و "غنیة الناسک" (شیر محمد)

[۲] حج بدل کرنے والے کو آمر کی بلا اجازت تو تمتع کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں، لیکن اگر آمر تمتع کی =

۱۶۔ مامور کا حج کو فاسد کرنا، اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر کے حج فاسد کر دیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا اور ضمان واجب ہوگا اور فاسد کی قضا اپنے مال سے واجب ہوگی اور حج قضا بھی مامور سے ہی واقع ہوگا آمر کا حج اس سے ادا نہ ہوگا۔ اور آمر کے لیے اگر حج کرنا چاہے تو اور حج کرنا ہوگا حج قضا کافی نہ ہوگا۔

۱۷۔ حج کا فوت نہ ہونا، اگر حج فوت ہوگیا تو آمر کا حج نہ ہوگا۔ اور اگر مامور کی سستی یا کام کی وجہ سے حج فوت ہوا ہے تو ضمان واجب ہوگا اور اگر کسی آسمانی آفت کی وجہ سے فوت ہوگیا تو ضمان نہ ہوگا۔

۱۸۔ آمر اور مامور کا مسلمان ہونا، وصی کا مسلمان ہونا شرط نہیں۔

۱۹۔ آمر اور مامور کا عاقل ہونا، اگر وصی ہو تو وصی کا عاقل ہونا بھی شرط ہے۔

۲۰۔ مامور کو اتنی تمیز ہونا کہ حج کے افعال کو سمجھتا ہو۔

مسئلہ ۷: اجرت پر حج کرنا کرانا جائز نہیں، اس لیے ایسے الفاظ حج کا حکم نہ کرے کہ جس سے اجارہ سمجھا جائے، لیکن اگر کسی نے اجرت پر حج کیا تو حج[1] آمر کا ہی ہوگا اور مامور سے اجرت واپس لی جائے گی اور بقدر خرچ حج کرنے والے کو روپیہ دلایا جائے گا۔

= اجازت دیدے تو بعض علما جائز کہتے ہیں، مگر محققین کی رائے یہی ہے کہ حج بدل والے کو آمر کی اجازت سے بھی تمتع کرنا جائز نہیں، اگر تمتع اجازت سے کرے گا تو گو ضمان نہ ہوگا لیکن آمر کا حج ادا نہ ہوگا، امام الناسکین ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح ''لباب'' میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (رحمہ اللہ) نے ''زبدۃ المناسک'' میں عدم جواز ہی کو اختیار رہے، اور حضرت الاستاذ مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی رحمہ اللہ شارح سنن ابی داوٗد (برد اللہ مضجعہ) بھی عدم جواز ہی کا فتویٰ دیتے تھے۔ اس لئے حج بدل والوں کو محض سہولت اور احرام کی طوالت سے بچنے کے لئے تمتع کر کے آمر کے حج کو خراب نہ کرنا چاہئے۔ اور آمر کو چاہئے کہ بدل کرنے والے کو خاص طور سے ہدایت کر دے کہ تمتع نہ کرے۔ (سعید احمد غفرلہ)

[1] قال فی "رد المختار" وانما جاز الحج عن المحجوع عنه، لانه لما بطلت الاجارة بقی الامر بالحج فتكون له نفقة مثله، وليس هذه النفقة يستحقها بطريق العوض بل بطريق الكفاية، لانه فرغ نفسه لعمل منتفع به المستاجر، هذا وما فی "اللباب" و "الدر" : لايجوز حجه عنه، فخلاف ظاهر الرواية وفی شرح "اللباب" للقاری بعد ماتكلم علی المسالة: وفی=

مسئلہ ۸: جس شخص نے اپنا حج نہیں کیا اگر وہ کسی دوسرے کی طرف سے حج کرے تو حج ہو جائے گا لیکن مکروہ ہے۔[۱]

مسئلہ ۹: عورت کو مرد کی طرف سے یا عورت کی طرف سے حج کرنا جائز ہے اگر محرم ساتھ ہو اور شوہر اجازت دے، مگر مرد سے کرانا افضل ہے۔

مسئلہ ۱۰: ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے جو عالم باعمل اور مسائل سے خوب واقف ہو اور اپنا حج فرض پہلے کر چکا ہو۔

مسئلہ ۱۱: مراہق (یعنی جو قریب البلوغ ہو) سے حج کرانا جائز ہے بشرطیکہ ہوشیار ہو اور مسائل و احکام کو سمجھتا ہو، لیکن مراہق سے حج کرانے میں بعض فقہا کا اختلاف ہے، اس لیے احتیاط یہ ہے کہ مراہق سے حج نہ کرایا جائے۔

مسئلہ ۱۲: غلام اور باندی سے مولیٰ کی اجازت سے حج کرانا جائز ہے، لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۳: اگر مامور سے حج اپنی کوتاہی سے فوت ہو گیا تو مامور پر ضمان واجب ہوگا، لیکن اگر آئندہ سال اپنے روپے سے آمر کا حج ادا کر دیگا تو آمر کا حج[۲] ادا ہو جائیگا اور اگر مامور نے کوئی کوتاہی نہیں کی تو ضمان واجب نہ ہوگا پھر دوسرے سال آمر کی طرف[۳] سے حج کر دے۔

مسئلہ ۱۴: دم احصار آمر کے مال سے دے سکتا ہے۔

= "الكفاية" لو استاجر للحج عنه من الميقات وقع الحج عن المحجوج عنه في رواية الاصل عن ابي حنيفة رحمه الله وبه كان يقول شمس الائمة السرخسي وهو المذهب. والله اعلم.

[۱] علما کہتے ہیں کہ اس پر مکہ مکرمہ پہنچ کر اپنا حج بھی فرض ہو جائے گا اور اس کو وہاں ٹھہر کر آئندہ سال اپنا حج کرنا واجب ہوگا اور یہ مشکل ہے، اس احتیاط یہ ہے کہ ایسے شخص سے حج نہ کرایا جاوے۔

[۲] تقصیر کی صورت میں پہلے فوت شدہ کی قضا کرے، پھر آمر کا حج کرے، یعنی آئندہ سال تو فوت شدہ حج کی قضا کرنی ہوگی، اس کے بعد آمر کا حج کرے اور مامور پر دونوں باتوں میں ہی ایک لازم ہے یا تو آمر کا حج کرنا یا اس کا روپیہ واپس کرنا ہوگا۔

[۳] چونکہ اس پر ضمان نہیں ہے تو حج کرنا بھی اس پر لازم نہیں ہے۔ رہا یہ کہ اسی سے پھر حج کرایا جائے یا اور کسی سے؟ یہ ورثا کی رائے پر ہے۔ وعليه قضا ما فاته ويستانف الحج عن الميت، وحاصله ان على الورثة الاحجاج عن الميت من ماله، وعلى المامور حج آخر عن الميت بماله، قضاء لما لزمه بالشروع.

مسئلہ ۱۵: میت کی طرف سے گدھے پر سوار ہو کر حج کرنا مکروہ ہے جبکہ مسافت اور مشقت زیادہ ہو اور اونٹ پر کرنا گھوڑے اور خچر سے افضل ہے۔

مسئلہ ۱۶: ریل، موٹر، ہوائی جہاز، بحری جہاز پر حج کے لیے سفر کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۷: جس سال آمر نے حج کا حکم کیا اس سال نہیں کیا بلکہ دوسرے سال کیا تو آمر کا حج ہو جائے گا اور مامور پر ضمان واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۸: حج کے بعد مامور کو آمر کے وطن لوٹ کر آنا افضل ہے، اگر مکہ مکرمہ میں رہ گیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔

حج بدل کرنے والے کے لیے سفر خرچ:

مسئلہ ۱: حج بدل کرنے والے کو اتنا خرچ ملنا چاہیے کہ آمر کے وطن سے مکہ مکرمہ تک جانے اور واپس آنے کو متوسط طریق سے کافی ہو، کہ نہ تنگی ہو اور نہ فضول خرچی۔

مسئلہ ۲: مصارف میں سواری، روٹی، گوشت، سالن، گھی، چراغ کا تیل، احرام، احرام کا لباس، پانی کا سامان، سفر کے کپڑے، کپڑے دھونے اور نہانے کے لیے صابون، حمالی وغیرہ کی مزدوری، حجام کی مزدوری، مکان کا کرایہ، حفاظت کا کرایہ اور جس شے کی ضرورت ہو، مامور کی حیثیت کے مطابق سب داخل ہیں اور آمر کے مال سے بلا تنگی و فضول خرچی کے مذکورہ اخراجات میں خرچ کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۳: مامور کو آمر کے مال سے کسی کی دعوت کرنی یا کھانے میں شریک کر لینا یا صدقہ دینا یا قرض دینا جائز نہیں۔ ہاں اگر آمر نے ان سب چیزوں کی اجازت دی ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ ۴: اگر مامور کے پاس اپنا مال نہ ہو تو آمر کے مال سے وضو اور غسل جنابت کے لیے پانی خریدنا جائز نہیں بلکہ تیمم کرے، اسی طرح آمر کے مال سے پچھنے لگوانا یا دوا کرنا بھی جائز نہیں، مگر فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے ہر اس چیز میں آمر کا مال صرف کرنے کو جائز کہا ہے جس کو عام طور سے حجاج کرتے ہوں۔ اور ''ذخیرہ'' میں اسی کو مختار لکھا ہے۔ مگر پھر بھی احتیاط یہ ہے کہ آمر سے ہر چیز میں صرف کرنے کی اجازت لے لے، تاکہ تنگی اور مواخذہ نہ ہو۔[1]

---

[1] بلکہ آمر کو چاہئے کہ مامور کو نفقہ حج کا دے اور جو اس سے زائد رقم دے اس کو ہبہ کر دے تاکہ اس کو ہر طرح کے خرچ =

مسئلہ ۵: راستہ میں کسی جگہ اگر قافلہ یا جہاز کے انتظار میں قیام کرے تو خرچہ آمر کے مال میں ہوگا اور اگر اپنی کسی ضرورت سے قیام کرے گا تو خرچہ مامور پر ہوگا۔ اسی طرح واپسی میں اگر جہاز یا قافلہ کی وجہ سے کہیں قیام کرے گا تو خرچہ آمر پر ہے اور اگر اپنی ضرورت سے قیام کرے گا تو اپنے پاس سے خرچ کرنا ہوگا۔ جب وہاں سے چل دے تو پھر آمر کے مال سے خرچ کرے۔

مسئلہ ۶: کسی نے حج کے بعد مکہ مکرمہ کو وطن بنانے کا ارادہ کرلیا اور آمر کے وطن واپس جانے کا ارادہ نہیں رہا، تو اب آمر کے مال سے بلا اجازت آمر کے مال سے خرچ کرنا جائز نہیں۔ اگر ایک دو روز کے بعد پھر ارادہ بدل گیا اور واپسی کا ارادہ ہوگیا تو بھی آمر کے مال سے خرچ نہیں کرسکتا۔ اور اگر بلا نیت اقامت کے کچھ روز مکہ مکرمہ میں اتنا قیام کیا کہ عام طور پر قافلہ والوں کے نزدیک اتنی مدت معتاد ہے، تو خرچہ آمر ہی کے مال میں ہوگا اور اگر مدت معتاد سے زیادہ قیام کیا تو آمر کے مال سے نہ ہوگا۔

مسئلہ ۷: اگر ذی الحجہ[1] سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو بلا اجازت آمر کے مال سے خرچ کرنا جائز نہیں، بلکہ ذی الحجہ شروع ہونے کے وقت تک اپنے پاس سے خرچ کرے۔ جب ذی الحجہ شروع ہوجائے تو آمر کے مال سے خرچ کرے۔

مسئلہ ۸: اگر قریب راستہ چھوڑ کر بعید راستہ سے گیا، جس میں خرچہ زیادہ ہوا تو اگر اس راستہ سے بھی حجاج جاتے ہیں گو کبھی کبھی جاتے ہوں تو مضائقہ نہیں، سب خرچہ آمر کے مال میں ہوگا اور اگر روپیہ ضائع ہوجائے تو ضمان بھی نہ ہوگا۔ اور اگر اس راستہ سے کوئی نہیں جاتا تو آمر کی بلا اجازت جانا جائز نہ ہوگا۔

مسئلہ ۹: مامور سے اگر کوئی جنایت جائے تو دم جنایت اپنے مال سے دے، آمر کے مال سے بلا اجازت دینا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر مامور نے قران یا تمتع کیا تو دم قران و تمتع اپنے مال سے دے، حج بدل والے کی طرف سے اگر قران یا تمتع بلا اجازت کرے گا تو ضمان واجب ہوگا۔

= کرنے میں سہولت ہو اور حساب و کتاب رکھنے کی تکلیف نہ ہو، البتہ یہ ضرور خیال رہے کہ جو نفقہ حج کے لئے ہو وہ مامور کو بخشش نہ کرے، کیونکہ وہ مامور کی ملک ہوجائے گا تو اس سے حج آمر کا جائز نہ ہوگا، خوب یاد رکھیں۔ (شیر محمد)

[1] مگر جیسا کہ پاکستان میں حج کے جانا اپنے اختیار کی بات نہیں، تو اس صورت میں خرچہ آمر کے ذمہ ہے، جیسا کہ بعد والے مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۰: اگر مامور حج سے فارغ ہونے کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کرے تو جائز ہے، اس سے آمر کے حج میں کچھ نقص نہیں آتا۔ لیکن عمرہ میں خرچ اپنے پاس سے کرے آمر کے مال سے خرچ کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۱: جب تک مامور نے احرام نہ باندھا ہو، آمر اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے۔ احرام باندھنے کے بعد واپس نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۱۲: حج سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ نقد یا جنس، کپڑے اور سامان آمر کے مال سے بچے، وہ آمر یا اسکے ورثہ کو واپس کرنا لازم ہے۔ اگر وہ اسکو ہبہ کر دیں تو لینا درست ہے اور آمر کیلئے مناسب ہے کہ مامور کو عام اجازت دیدے کہ جس طرح اور جس جگہ چاہے صرف کرے۔

مسئلہ ۱۳: حج بدل، حج نفل سے افضل ہے۔

مسئلہ ۱۴: اگر کسی حاجی کی امداد کرنا چاہے تو ایسے شخص کی امداد کرنا اولیٰ ہے جس نے پہلے حج نہ کیا ہو، بمقابلہ اس شخص کے جو پہلے حج کر چکا ہو۔ کیونکہ جس نے حج نہیں کیا اس کا حج فرض ہوگا اور جو حج کر چکا ہے اس کا نفل اور فرض کا درجہ نفل سے زیادہ ہے تو فرض کی اعانت کا درجہ بھی نفل کی اعانت سے زیادہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۵: حج بدل کرنے والا اگر راستہ میں بیمار ہو جائے تو اس کے لیے کسی دوسرے کو آمر کا روپیہ دے کر آمر کی طرف سے حج کے لیے بھیجنا جائز نہیں، ہاں! اگر آمر نے اجازت دی ہو کہ جس طرح چاہے کرنا، خود کرنا یا کسی دوسرے سے کرانا تو جائز ہے اور اجازت کی صورت میں دوسرے سے حج کرانے لے لیے اس پہلے مامور کا مریض ہونا بھی شرط نہیں، بلا مرض کے بھی دوسرے کو بھیجنا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶: حج بدل کرنے والے نے اگر خادم اپنی خدمت کے لیے رکھا ہے تو اگر اس جیسی حیثیت والے لوگ اپنا کام خود کرتے ہیں تب تو آمر کے مال سے خادم کی اجرت لینا جائز نہیں اور اگر خود نہیں کرتے بلکہ خادم رکھتے ہیں، تو آمر کے مال سے خادم کی اجرت لینا جائز ہے۔

حج کی وصیّت

جس شخص پر حج فرض ہو چکا اور ادا کرنے کا وقت ملا ہے لیکن ادا نہیں کیا اس پر حج کرانے کی وصیّت کرنی واجب ہے، اگر بلا وصیّت مر جائے گا تو گناہ گار ہوگا، لیکن اگر حج فرض ہونے کے بعد اسی سال حج کو گیا اور راستہ میں مر گیا تو اس پر حج کرانے کی وصیّت واجب نہیں۔

مسئلہ ۱: اگر میت نے وصیّت نہیں کی وارث نے یا اجنبی نے اس کی طرف سے حج کرا دیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو امید ہے ان شاء اللہ میت کا حج ادا ہو جائے گا۔ لیکن میت نے وصیّت کی تھی تو بلا اجازت وارث کے حج فرض میت کا ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲: اگر آمر عاجز نے یا وارث نے مردہ کی طرف سے حج کرنے کا امر تو کیا لیکن روپیہ نہیں دیا تو بھی حج فرض ادا نہ ہوگا۔ ہاں اگر مامور نے اپنے پاس سے روپیہ خرچ کیا اور پھر آمر سے وصول کر لیا تو ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳: جو شرائط حج بدل کے ہیں وہ وصیّت کے مطابق حج کرنے والے کے لیے بھی ضروری ہیں۔

مسئلہ ۴: وصیّت صرف تہائی مال میں نافذ ہوتی ہے، اس لیے تہائی مال سے حج کرایا جائیگا، چاہے وصیّت کرنے والے نے تہائی کی قید لگائی ہو یا نہ لگائی ہو۔ البتہ وارث اگر تہائی سے زیادہ دے تو اسے اختیار ہے۔

مسئلہ ۵: اگر تہائی ترکہ حج کے مصارف سے زیادہ یا حج کے بعد کچھ بچا ہے تو ورثہ کو واپس کرنا واجب ہے، ان کی بلا اجازت حج کرنے والے کو رکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۶: اگر تہائی مال میں گنجائش ہے تو میت کے وطن سے حج کرانا چاہیے، یا اگر میت نے کسی مقام کو معین کر دیا تو وہاں سے حج کرایا جائے، چاہے وہ مقام مکہ مکرمہ سے قریب ہو یا بعید، ورنہ جس جگہ سے تہائی مال سے ہو سکتا ہو وہاں سے کرا دیا جائے۔

مسئلہ ۷: اگر میت کا کوئی وطن نہ ہو تو جس جگہ مرا ہے وہیں سے حج کرائے۔

مسئلہ ۸: اگر میت کے کئی وطن تھے تو جو وطن مکہ مکرمہ سے زیادہ قریب ہو وہاں سے حج کرایا جائے، جو زیادہ دور ہو اس سے نہ کرایا جائے۔

مسئلہ ۹: وصی نے میت کے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے حج کرایا حالانکہ تہائی مال سے وطن سے حج ہوسکتا تھا تو وصی ضامن ہوگا اور یہ حج وصی کا ہوگا اور میت کی طرف سے دوبارہ حج کرانا ہوگا، لیکن اگر یہ جگہ جہاں سے حج کرایا ہے میت کے وطن سے اس قدر قریب ہے کہ وہاں جاکر آدمی رات سے پہلے ہی واپس آسکتا ہے تو میت کا حج ہوجائیگا اور وصی پر ضمان نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۰: میت نے وصی سے کہا کہ جو شخص میری طرف سے حج کرے اس کو اتنا مال دینا، تو وصی کو خود حج کرنا جائز نہیں۔ اور اگر صرف یہ کہا کہ میری طرف سے حج کرایا جائے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا، تو وصی کو اختیار ہے کہ خود حج کرے یا کرائے، البتہ اگر وصی میت کا وارث ہے یا اس نے مال وارثوں کے حوالہ کردیا کہ وہ جس سے چاہیں حج کرائیں تو اگر سب وارث بالغ ہوں اور اجازت دیں تو وصی حج کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱۱: میت نے وصیّت کی کہ اس کے مال سے حج کرایا جائے اور جو مال حج کے بعد بچ رہے وہ حج کرنے والے کو دیدیا جائے تو یہ وصیّت جائز ہے اور حج کرنے والے کو وصیّت کی رو سے وہ مال اُصح قول کی بنا پر لینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲: اگر میت کی طرف سے حج کرنے والا بیمار ہوگیا اور سارا روپیہ خرچ ہوگیا تو وصی پر اس کی واپسی کے لیے روپیہ بھیجنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۳: میت کی طرف سے حج کرنیوالا اگر وقوف عرفہ کے بعد مرجائے تو میت کا حج ہوجائیگا۔[1]

اگر مرا نہیں لیکن بلا طواف زیارت کے واپس آگیا تو جب تک مکہ مکرمہ جاکر طواف زیارت نہ کریگا اس پر عورت حلال نہ ہوگی اور واپس جاکر بلا احرام اپنے مال سے طواف کی قضا کرنی ہوگی۔

مسئلہ ۱۴: اگر آمر نے اجازت دی کہ ضرورت کے وقت قرض لے لینا میں ادا کردوں گا، تو قرض لے لینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵: اگر مکہ مکرمہ میں یا مکہ مکرمہ کے قریب روپیہ ضائع ہوگیا اور مامور نے اپنے پاس سے خرچ کیا تو میت کے مال سے لے سکتا ہے۔

---

[1] لیکن اہتمام کے لئے اگر مال ہے تو ترک طواف فرض کی وجہ سے بدنہ بھیجنا ہوگا۔ (شرح لباب) (شیر محمد)

حج اور عمرہ کی نذر کرنا:

مسئلہ ۱: حج یا عمرہ کی نذر کرنے سے بھی حج یا عمرہ واجب ہو جاتا ہے، مثلاً کسی نے کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر حج ہے، یا صرف یہ کہا کہ مجھ پر حج ہے، تو ان الفاظ سے نذر ہو جائے گی اور پورا کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ ۲: اگر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مرض سے شفا دی، یا میرے مریض کو شفا دی، تو مجھ پر حج یا عمرہ ہے، تو شفا ہونے پر حج یا عمرہ جس کی نذر مانی ہو، کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ ۳: کسی نے کہا اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام ہے، یا احرام حج ہے، تو حج یا عمرہ کرنا لازم ہے اور یہ اختیار ہے کہ حج کرے یا عمرہ کرے۔

تنبیہ: چونکہ عام طور پر حج یا عمرہ کی نذر کے مسائل کی ضرورت بہت کم پیش آتی ہے اس لیے ہم باقی مسائل کو چھوڑتے ہیں بوقت ضرورت علما سے دریافت کر لیے جائیں۔

ہدی کے احکام

ہدی: [1] ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جس کو حرم میں ذبح کرنے کے لیے ہدیہ کے طور حاجی ساتھ لے جاتا ہے تاکہ حرم میں اس کو ذبح کر کے حق تعالیٰ کی رضامندی اور ثواب حاصل ہو۔

بدنہ: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اونٹ یا گائے اور بھینس کو کہتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف اونٹ ہی کو کہتے ہیں۔

ہدی کے جانور:

مسئلہ ۱: ہدی صرف بکری، اونٹ، گائے یا بھینس کی قسم سے ہوتی ہے اور کسی دوسری قسم کے جانوروں سے نہیں ہوتی۔ سب سے افضل اونٹ ہے پھر گائے، بیل، بھینس پھر دنبہ، بھیڑ، بکری۔

---

[1] آج کل ہندوستانی و پاکستانی حجاج ہدی ساتھ نہیں لے جاتے ہیں، اس ہدی کے اکثر احکام کی ان کو ضرورت نہیں ہوگی، مگر بعض احکام ضروری ہیں اور ان کی سب کو ضرورت ہوتی ہے اس مختصر طور سے ہم نے ہدی کے سب احکام ذکر کر دیئے ہیں۔ منیٰ میں، ایام نحر میں، مذبح کے قریب، بکری اونٹ گائے سب فروخت ہوتے ہیں، جس قدر ضرورت ہوتی ہے حجاج وہیں سے خرید لیتے ہیں۔

مسئلہ۲: بھیڑ بکری دنبہ صرف ایک آدمی کی طرف سے جائز ہے اور گائے، بھینس، اونٹ میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ۳: ہدی کے لیے اونٹ پانچ سال کا اور گائے، بھینس دو سال کی اور بھیڑ، بکری ایک سال کی ہونی شرط ہے۔ اس سے کم عمر والی جائز نہیں، البتہ مینڈھا یا دنبہ اگر چھ ماہ سے زیادہ کا ہو اور اتنا فربہ ہو کہ سال بھر والوں میں اگر چھوڑ دیا جائے تو دیکھنے والوں کو اس میں اور سال بھر والوں میں فرق معلوم نہ ہو تو جائز ہے، اگر اتنا فربہ نہ ہو تو جائز نہیں۔

مسئلہ۴: اگر ایک بکری کی قیمت گائے کے گوشت کے ساتویں حصّہ کے برابر ہو تو ایک بکری افضل ہے اور گائے کے ساتویں حصّہ کا گوشت ایک بکری سے زیادہ ہو تو گائے کا ساتواں حصّہ افضل ہے۔

ہدی اور اس کی کسی چیز کو کام میں لانا:

مسئلہ۱: ہدی پر سوار نہ ہونا چاہیے، البتہ اگر مجبور ہو اور دوسری سواری نہ ہو تو سوار ہونا جائز ہے۔

مسئلہ۲: ہدی پر بوجھ بھی نہ لادے، البتہ مجبوری کی حالت میں لادنا جائز ہے۔

مسئلہ۳: اگر مجبوری کی حالت میں سوار ہونے یا بوجھ لادنے کی وجہ سے ہدی میں کچھ نقصان آ گیا تو اس نقصان کے برابر فقرا کو صدقہ دینا ہوگا، مالدار کو دینا کافی نہ ہوگا۔

مسئلہ۴: ہدی کا دودھ نہ نکالے، اگر ذبح کا وقت قریب ہو اور دودھ کثرت سے ٹپکتا ہو تو سرد پانی تھنوں پر چھڑک دے تاکہ دودھ ٹپکنا بند ہو جائے۔ اور اگر ذبح کا زمانہ دور ہو اور دودھ نہ نکالنے سے نقصان ہو تو دودھ نکال کر فقرا پر خیرات کر دے، اگر خود پیوے گا یا غنی کو دے گا تو اس کی قیمت کا تصدیق واجب ہوگا۔

مسئلہ۵: اگر ہدی کے بچہ پیدا ہو تو اس کو خیرات کر دے یا اس کے ساتھ ذبح کر دے، لیکن بچہ کا گوشت خود نہ کھائے بلکہ فقیر پر صدقہ کر دے اور اگر کھا لیا تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرے۔ اور مستحب یہ ہے کہ اس کو زندہ ہی صدقہ کر دے یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دے یا اس کی قیمت سے ہدی خرید کر ذبح کر دے اور اگر بچہ اپنے ہاتھ سے مر جائے تو اس کی قیمت خیرات کر دے۔

ہدی کو کس طرح لے جائے؟

مسئلہ۱: ہدی کو پیچھے سے ہانکنے کو ’’سوق‘‘ کہتے ہیں اور آگے سے رسی پکڑ کر کھینچ کر لے چلنے کو ’’قود‘‘ کہتے ہیں اور سوق، قود سے افضل ہے۔

مسئلہ۲: ہدی اگر اونٹ، گائے ہو اور قران یا تمتع یا نذر یا نفل کی ہو تو اس کے گلے میں قلاوہ (یعنی جوتے کا ہار ڈالنا، یا چمڑہ کا ٹکڑا، یا درخت کی چھال کا پٹہ باندھنا) اس پر جھول ڈالنے سے افضل ہے۔

مسئلہ۳: بکری کے گلے میں قلاوہ نہ ڈالے، کیونکہ بکری کے گلے میں قلاوہ ڈالنا مسنون نہیں۔

مسئلہ۴: دم احصار اور دم جنایت کے گلے میں بھی پٹہ باندھنا مسنون نہیں، لیکن اگر باندھ دے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ۵: اشعار یعنی اونٹ کے کوہان میں اتنا ہلکا شگاف دینا کہ صرف کھال میں شگاف آئے اور خون نکل آئے اور زیادہ زخم نہ ہو جائز بلکہ مستحسن ہے، لیکن اگر زخم کی سرایت کا اندیشہ ہو یا اشعار کرنا نہ آتا ہو تو امام صاحب کے نزدیک اشعار مکروہ ہے۔

مسئلہ۶: ہدیٔ قرآن اور تمتع اور نفل اور نذر کو عرفات میں ساتھ لے جانا مستحسن ہے۔

ذبح اور نحر کرنا:

مسئلہ۱: اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے اور گائے، بکری کو ذبح کرنا افضل ہے۔ نحر کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا بایاں پاؤں باندھ دیا جائے اور پھر اس کی گردن پر برچھی ماری جائے اور چاہے لٹا کر برچھی مارے، مگر پہلا طریقہ مسنون ہے۔ گائے بکری وغیرہ کو کھڑا کر کے ذبح نہ کرنا چاہیے، ان کو لٹا کر ہی ذبح کرنا مسنون ہے۔

مسئلہ۲: ہدی والے کو خود اپنی ہدی کو ذبح یا نحر کرنا مسنون ہے، ہاں! اگر خود نہیں کر سکتا تو کسی دوسرے سے کرائے۔

مسئلہ۳: دم قران اور تمتع کو ایام نحر کے علاوہ اور کسی دن ذبح کرنا جائز نہیں، اگر پہلے کر دے گا تو معتبر نہ ہوگا۔ اور اگر ایام نحر کے بعد کرے گا تو ہو جائے گا لیکن دم تاخیر واجب ہوگا۔ نفلی ہدی کو

ایام نحر میں ذبح کرنا شرط نہیں، البتہ افضل ہے۔

مسئلہ ۴: نذر کی ہدی کو تمام سال میں ہر وقت ذبح کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۵: ہدی کے سب اقسام کے لئے حرم میں ذبح کرنا شرط ہے، حرم سے خارج ذبح کرنا جائز نہیں اور منیٰ کی خصوصیت نہیں، حرم میں جس جگہ چاہے ذبح کرے۔

ہدی کے گوشت کی تقسیم اور خود کھانا:

مسئلہ ۱: دم قران اور تمتع میں سے کھانا مستحب ہے اور نفلی ہدی اگر حرم میں پہنچ کر ذبح ہو تو اس سے بھی کھانا جائز ہے اور دم جنایات اور دم احصار اور دم نذر سے نہ خود کھانا جائز اور نہ مالداروں کو کھلانا جائز اور نفلی ہدی بھی اگر حرم تک نہ پہنچی ہو اور راستہ میں ذبح کی گئی ہو تو اس میں سے ہدی والے کو اور مالداروں کو کھانا جائز نہیں، اگر کھائے گا تو ضمان دینا ہوگا۔

مسئلہ ۲: ہدی کا گوشت مساکین پر قربانی کے گوشت کی طرح تقسیم کرنا چاہئے اور مساکین حرم ہی کو دینا ضروری نہیں غیر حرم کے مساکین کو بھی دینا جائز ہے، مگر حرم کے فقیروں کو دینا افضل ہے۔

مسئلہ ۳: جس ہدی کا گوشت کھانا مالک کو جائز ہے اس کا تہائی گوشت فقیروں کو دینا مستحب ہے اور جس کا گوشت مالک کو کھانا جائز نہیں اس کا سارا گوشت تصدق کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۴: ہدی کی کھال، جھول، مہار اور نکیل وغیرہ سب صدقہ کر دے قصاب کی اجرت میں ہدی کا گوشت یا کھال وغیرہ دینا جائز نہیں۔ قصاب کو ہدیہ کے طور پر گوشت دینا جائز ہے۔

مسئلہ ۵: کھال کو بیچے نہیں، یا تو کسی کو دیدے [1] یا اپنے کام میں لائے۔ اور اگر بیچ دی تو اس کی قیمت صدقہ کرنی واجب ہے۔

جن عیوب کی وجہ سے ہدی جائز نہیں:

مسئلہ ۱: جس جانور کی قربانی جائز نہیں، اس کی ہدی بھی جائز نہیں۔

مسئلہ ۲: جو جانور اندھا یا کانا ہو، یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا

---

[1] اپنے کام میں لانا اس ہدی کی کھال کو جائز ہے جو کہ قران یا تمتع یا نفل کا ہو، نہ دم جنایت و منذور۔ (شیر محمد)

ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو، یا تہائی دُم یا ناک یا چکدی (دنبے کی دم کی چربی) کٹ گئی ہو، تو اس کی ہدی جائز نہیں۔

مسئلہ۳: اگر اتنا لنگڑا جانور ہے کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھا پاؤں زمین پر نہیں رکھا جاتا، یا رکھا جاتا ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی بھی ہدی جائز نہیں۔ اور اگر چوتھے پاؤں سے بھی سہارا لگا کر چلتا ہے گو لنگڑا کر چلتا ہے تو وہ جائز ہے۔

مسئلہ۴: جس جانور کے دانت نہ ہوں اور چارہ کھاتا ہو تو اس کی ہدی جائز ہے[1] اور اگر چارہ نہ کھاتا ہو تو جائز نہیں۔

مسئلہ۵: جس جانور کے پیدائش ہی سے دونوں یا ایک کان نہیں ہے اس کی ہدی جائز نہیں اور اگر کان تو ہیں لیکن چھوٹے ہیں تو اس کی ہدی جائز ہے۔

مسئلہ۶: جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں، یا سینگ تھے لیکن ٹوٹ گئے ہیں تو اس کی ہدی جائز ہے، لیکن اگر گودے تک ٹوٹ گئے تو جائز نہیں۔

مسئلہ۷: خصی کی ہدی جائز بلکہ افضل ہے۔

مسئلہ۸: بالکل دبلا اور مریل جانور کہ جس کی ہڈیوں میں بالکل مغز (گودا) نہ رہا ہو اس کی ہدی جائز نہیں اور اگر اتنا زیادہ دبلا نہ ہو تو جائز ہے۔

مسئلہ۹: خنثیٰ جس میں نر اور مادہ دونوں علامتیں موجود ہوں اور بھینگا اور خالص پلیدی کھانے والا جانور ہدی میں جائز نہیں۔

مسئلہ۱۰: پاگل اور خارش والے جانور کی ہدی جائز ہے جب کہ موٹا تازہ ہو اور چارہ کھاتا ہو اور اگر دبلا ہے یا چارہ نہیں کھاتا تو جائز نہیں۔

مسئلہ۱۱: ایسا مریض جانور کہ چارہ کھاتا ہو اور جو جانور گابھن ہو اس کی ہدی جائز ہے، لیکن اگر جلدی بچہ پیدا ہونے والا ہو تو مکروہ ہے۔

---

[1] قال فی "الغنية": واما الهتماء وهی اللتی اسنان لها فان كانت ترعى و تعتلف جاز والا فلا كذا فی "البدائع" وهو الصحيح كذا فی "محيط" السرخسی ذكره فی "الهندية" وغيره. وقال فی "اللباب": ولا يجوز المريضة التی لا تعتلف واللتی لااسنان لها، وقال القاری فی شرحه: ای سواء تعتلف اولا، و فی رواية يجوز اذا كانت تعتلف وهو الاصح. (سعید احمد)

مسئلہ۱۲: اگر بکری کا ایک تھن نہ ہو یا کسی وجہ سے مارا گیا ہو اور ایک موجود ہو تو اس کی ہدی جائز نہیں اور گائے، بھینس اور اونٹنی کا ایک تھن نہ ہو تو جائز ہے اور اگر دو تھن نہیں ہیں تو جائز نہیں۔

مسئلہ۱۳: جس جانور کا ایک ہاتھ یا پاؤں کٹا ہوا ہو اور جو جانور بچے کو دودھ نہ پلا سکتا ہو اور جس بکری کے ایک تھن کا دودھ خشک ہو گیا اور جس اونٹنی اور گائے کے دو تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا ہو اس کی ہدی جائز نہیں۔

مسئلہ۱۴: جو جانور جماع (جفتی) سے عاجز ہو اور جو بچہ دینے سے بوجہ زیادہ عمر ہونے کے عاجز ہو اور جس کے بلا کسی وجہ کے دودھ نہ اترتا ہو، اس کی ہدی جائز ہے۔

مسئلہ۱۵: جس جانور کا کان چرا ہوا ہو، یا کان میں سوراخ ہو، اس کی ہدی جائز ہے۔

مسئلہ۱۶: ان عیوب کی وجہ سے ان جانوروں کی ہدی اس وقت جائز نہیں ہے جب کہ یہ عیوب اس جانور میں ذبح سے پہلے ہو، اگر ذبح کے وقت ان میں کوئی عیب پیدا ہو جائے مثلاً ذبح کرتے وقت پاؤں ٹوٹ گیا یا آنکھ میں چھری لگ گئی تو جائز ہے۔

مسئلہ۱۷: عیب دار جانور ہدی کے لئے خریدا اور پھر وہ عیب جاتا رہا تو اس کی ہدی جائز ہے۔

مسئلہ۱۸: اگر صحیح سالم جانور خریدا تھا لیکن بعد میں ذبح سے پہلے کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے ہدی جائز نہیں، تو اگر یہ ہدی واجب ہے تو اس کے بدلہ دوسری ہدی واجب ہوگی اور عیب دار کو اپنے کام میں لانا جائز ہوگا۔ اور اگر نفلی ہدی ہے یا کسی جانور کو معین کر کے نذر مانی تھی تو وہ عیب دار بھی جائز ہے چاہے اس کو عیب ہی کی حالت میں خریدا ہو یا بعد میں پیدا ہو گیا ہو دونوں صورتیں برابر ہیں اور نقصان کا ضمان بھی واجب نہ ہوگا۔

جوازِ ذبح کی شرائط:

ہدی کے ادا ہونے کے لئے یہ شرطیں ہیں:

۱۔ قربت اور ثواب کی نیت سے ذبح کرنا، اگر محض گوشت کھانے کی نیت سے ذبح کرے گا تو ہدی کا ثواب نہ ہوگا اور ہدی ادا بھی نہ ہوگی۔

۲۔ ہدی کی نیت سے ذبح کرنا، تاکہ قربانی سے ممتاز ہو جائے، بلکہ خاص طور سے جس قسم کی ہدی ہے اس کی نیت کرنا بھی شرط ہے، کیونکہ ہدی کی بہت سی قسمیں ہیں اس لئے

ذبح کے وقت متعین کرے کہ یہ ہدیٔ قران ہے یا تمتع وغیرہ ہے۔ اگر بلا متعین کئے ذبح کرے گا تو کافی نہ ہوگا۔ اور اعتبار نیت کا ہے زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں اور ذبح کے وقت نیت ہونا شرط ہے، بعد کی نیت کافی نہیں۔ ہاں! اگر خریدنے کے وقت اسی نیت سے خریدا تھا اور ذبح کے وقت نیت نہیں کی تو پہلی نیت بھی کافی ہے۔

۳۔ ذبح کے وقت یا ذبح سے پہلے بلا فصل کثیر بسم اللہ پڑھنا، ذبح کرنے والا اور جو شخص چھری پر[1] ہاتھ رکھے دونوں کیلئے بسم اللہ پڑھنا شرط ہے۔ اور اگر ان دونوں میں سے کوئی بسم اللہ چھوڑ دے گا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا اگر چہ یہ سمجھ کر چھوڑا ہو کہ ایک کا پڑھنا کافی ہے۔

مسئلہ۱: اگر بسم اللہ پڑھی اور جانور چھوٹ کر بھاگ گیا اور پھر دوبارہ پکڑ کر ذبح کرنے کے لئے لٹایا، تو دوبارہ بسم اللہ پڑھنی ضروری ہے، پہلی بسم اللہ کافی نہیں ہوگی۔

مسئلہ۲: جانور کو لٹایا اور بسم اللہ پڑھی اور جو چھری اس وقت ہاتھ میں تھی اس کو پھینک دیا اور دوسری چھری سے ذبح کیا تو جائز ہے۔

مسئلہ۳: اگر بسم اللہ پڑھ کر کوئی عمل قلیل (تھوڑا سا کام) کیا، مثلاً: تھوڑی سی بات چیت کر لی یا ایک لقمہ کھایا اور اس کے بعد ذبح کیا، تو پہلی بسم اللہ کافی ہے، دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ۴: بسم اللہ پڑھنے سے مراد ایسا ذکر ہے جو دعا سے خالی ہو اس لئے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ پڑھنے سے حلال نہیں ہوگا۔ اور الحمد للہ اور سبحان اللہ، اگر تسمیہ کی نیت سے پڑھے گا تو جائز ہے، بلا نیت تسمیہ کے پڑھ کر اگر ذبح کرے گا تو جائز نہ ہوگا اور ذبح کے وقت مستحب یہ الفاظ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.

۴۔ جانور کا مملوک ہونا بھی شرط ہے، اگر کسی کی بکری بلا اجازت یا چوری سے ذبح کر دی تو اگر اس کی زندہ ہونے کی حالت میں جو قیمت تھی وہ مالک کو دیدی تو جائز ہے گو گناہ گار ہوگا اور اگر ذبح کے بعد کی قیمت لگائی تو جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی بکری خریدی اور ذبح کر دی، اس کے بعد کسی دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ بکری تو میری تھی بیچنے والے کی نہ تھی، تو اگر وہ اس بیع کو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر وہ جائز نہ رکھے تو جائز نہیں۔

---

[1] اور جو شخص چھری پر ہاتھ نہ رکھے فقط جانور کو لٹانے اور پکڑنے میں مدد کرے تو وہ اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو کچھ حرج نہیں۔ (شیر محمد)

مسئلہ۵: کسی کا جانور تمہارے پاس امانت تھا یا مانگا ہوا تھا یا کرایہ پر تھا اور اس کو ہدی میں ذبح کر دیا اور اس کی قیمت دیدی تو جائز نہیں۔

مسئلہ۶: اگر دو آدمیوں نے غلطی سے ایک دوسرے کی ہدی کو اپنی طرف سے ذبح کر دیا تو ہر ایک کی ہدی اس کی طرف سے ہوگئی اور دونوں پر ضمان بھی نہیں، ہر ایک اپنی اپنی ہدی کو ذبح کے بعد لے لے۔ اور اگر دونوں کو کھانے کے بعد معلوم ہوا تو ہر ایک دوسرے سے معاف کرائے، اگر دونوں معاف نہیں کرتے تو ہر ایک دوسرے کو گوشت کی قیمت دیدے اور اس کو صدقہ کر دیا جائے۔

ہدی کا ضائع اور ہلاک ہو جانا:

مسئلہ۱: اگر ہدی راستے میں حرم میں داخل ہونے سے پہلے یا وقت معین سے پہلے مرنے کے قریب ہو جائے تو اگر نفلی ہدی ہے اور اونٹ ہے تو اس کو نحر کرے اور اگر گائے وغیرہ ہے تو ذبح کرے اور گوشت کو فقرا کو دیدے، خود مالک اور امیر آدمی نہ کھائے، اگر خود کھائے گا یا کسی امیر کو کھلائے گا تو قیمت کا صدقہ واجب ہوگا اور اس کے بدلہ میں دوسری ہدی واجب نہیں۔ اگر فقرا وہاں موجود نہ ہوں تو اونٹ کے قلادہ (پٹہ) کو اور کوہان کو خون لگا دے اور گائے وغیرہ کو بھی ذبح کر کے اسی طرح خون لگا دے۔ یہ اس بات کی علامت اور نشانی ہے کہ یہ ایسی ہدی ہے جس کا کھانا صرف فقرا کو جائز ہے، مالدار کو جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر واجب معین ہو یعنی کسی معین جانور کی نذر کی ہو تو اس کے بدلہ میں دوسری ہدی واجب نہیں اور اگر ہدی واجب ہے تو ذبح کر کے جو چاہے کرے اور اس کے بدلہ میں دوسری ہدی واجب ہوگی۔

مسئلہ۲: اگر ہدی میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے ہدی جائز نہ ہو، مثلاً: تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹ گئی، تو اگر نفلی ہدی ہو تو اس کے قائم مقام دوسری ہدی واجب نہیں اسی کو ذبح کر دے اور اگر واجب ہو تو اس کے قائم مقام دوسری ہدی کرے اور پہلی کو جو چاہے کرے۔

مسئلہ۳: اگر ہدی حرم میں پہنچ کر ایام نحر سے پہلے ہلاک ہو جائے تو اگر نفلی ہدی ہے اور نقصان بہت آ گیا ہے تو اس کو ذبح کر کے گوشت فقرا پر تقسیم کر دے، خود اس سے نہ کھائے اور اگر تھوڑا سا عیب ہے تو اس کو ذبح کر کے فقرا کو دیدے اور خود بھی کھا سکتا ہے۔

مسئلہ۴: اگر ہدی چوری ہوگئی یا گم ہوگئی اور اس کے بجائے دوسری ہدی خرید لی اور اس کے

گلے میں قلاوہ (پٹہ) ڈال کر حرم کی طرف متوجہ کیا، اس کے بعد پہلی ہدی مل گئی تو دونوں کو ذبح کرنا افضل ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ پہلی ذبح کرے اور دوسری فروخت کردے یا دوسری کو ذبح کردے اور پہلی کو فروخت کردے۔ لیکن اگر دوسری کو ذبح کیا اور پہلی کو فروخت کیا تو اگر دونوں کی قیمت برابر ہے تب تو اس پر کچھ واجب نہیں اور اگر دوسری کی قیمت کم ہے تو جس قدر پہلی کی قیمت زیادہ ہے وہ صدقہ کرے۔

ہدی کی نذر کرنا:

مسئلہ ۱: نذر اور منت ماننے سے بھی ہدی واجب ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲: اگر کسی نے کہا میرے اوپر ہدی ہے، یا اللہ کے واسطے میرے اوپر ہدی ہے، تو نذر ہوگئی۔ یا نذر کی نیت سے یہ کہا کہ اگر فلاں کام کروں تو ہدی دوں گا، تو نذر ہو جائے گی۔ اور اگر کسی خاص جانور کی نیت نہیں تھی تو ایک بکری لازم ہوگی اور اگر اونٹ یا گائے کی نیت تھی تو جس چیز کی نیت کی ہے وہی واجب ہوگی۔

مسئلہ ۳: نذر کی ہدی سے مالک کو خود کھانا اور امیر کو کھلانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۴: نذر کی ہدی کو حرم کے علاوہ اور کسی جگہ ذبح کرنا جائز نہیں، حرم میں جس جگہ چاہے ذبح کرے، البتہ اگر ایام نحر ہوں تو منیٰ میں ذبح کرنا مسنون ہے۔

متفرقات

تبرکات:

حرم کی مٹی، پتھر، خشک لکڑی وراذخر[1] کا حرم سے باہر نکالنا اور اپنے گھر لانا جائز ہے، بشرطیکہ حرم کی زمین میں کسی قسم کا نقصان نہ ہو۔ البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہے۔ اور بیت اللہ میں سے تھوری مٹی تبرکاً لانا جائز ہے، بشرطیکہ کسی قسم کا مٹی اٹھانے سے نقصان نہ ہو۔ اور علامہ ابن وہبان رحمۃ اللہ علیہ نے بیت اللہ سے مٹی اٹھانے کو منع کیا ہے، کیونکہ جاہل لوگ اگر ذرا ذرا سی بھی مٹی اٹھائیں گے تو نقصان کا اندیشہ ہے، اس لئے یہ نہ اٹھانا ہی بہتر ہے۔

مسئلہ ۱: بیت اللہ کا پرانا غلاف جو لوگ تبرک کے طور پر لاتے ہیں اس کا یہ حکم ہے کہ اگر بیت المال سے بنایا جاتا ہے تو اس کا اختیار بادشاہ وقت کو ہے، چاہے اس کو بیچ کر بیت اللہ کی ضروریات میں صرف کرے، یا فقرا کو دیدے یا کسی خاص شخص کو مالک بنادے اور ان لوگوں سے پھر دوسرے لوگوں کو خریدنا جائز ہے۔ اور اگر اوقات سے بنایا جاتا ہے تو واقف کے شرائط کے مطابق اس کا مصرف ہوگا اور جس کے لئے واقف نے معین کیا ہوگا اس کو ملے گا اور اس سے پھر دوسروں کو لینا جائز ہوگا۔ اور اگر شرائط واقف کی معلوم نہ ہوں تو حسب دستور قدیم اس کو صرف کیا جائے گا۔

بیت اللہ کے جدید غلاف میں سے خود کوئی ٹکڑا کاٹنا یا خدام سے خریدنا جائز نہیں۔ خریدنے والے کے لئے غلاف کا کپڑا پہننا اور استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ جنبی ہو یا عورت حائضہ ہو، البتہ اگر ریشم کا ہو تو مرد کو پہننا جائز نہیں۔ اور پہننا اسی وقت جائز ہے جب کہ اس پر کچھ لکھا ہوا نہ ہو، اگر کوئی آیت یا کلمہ توحید لکھا ہوا ہو تو اس کو ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲: کعبہ کی خوشبو کو تبرک کے طور پر لینا جائز نہیں، چاہے اس پر لگی ہوئی ہو یا علیحدہ ہو۔ اور اگر کسی نے لے لی ہو تو اس کو واپس کرنا چاہئے۔ اگر تبرک کے طور پر لینا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اگر اپنی خوشبو کعبہ کو لگائے اور اس میں سے جس قدر جی چاہے لے لے، خدام کعبہ کو ایسا کرنے سے روکنے کا حق نہیں ہے، اسی طرح بیت اللہ کے موم کا لینا بھی جائز نہیں، اگر تبرک

---

[1] ایک گھاس کا نام ہے

کے لئے لینا چاہے تو اپنی موم بتی لا کر بیت اللہ کے دروازے پر جلائے اور پھر باقی کو اٹھالے۔ خدام کعبہ سے بیت اللہ کی بتی یا تیل خریدنا جائز نہیں۔

آب زم زم کے فضائل

زم زم[1] ایک کنواں ہے، جو مسجد حرام میں بیت اللہ سے شرقی جانب ۳۸ ہاتھ کے فاصلہ پر مطاف کے کنارہ کے متصل ہے۔ زم زم کے معنی کثیر (یعنی بہت کے ہیں) کہا جاتا ہے کہ ماء زم زم ای کثیر.

چونکہ[2] اس میں پانی بہت زیادہ ہے اس لئے اس کو ''زم زم'' کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے اور بھی بہت سے نام ہیں، مثلاً: طیبہ، سیدہ، سالمہ، کافیہ، مونسہ وغیرہ۔ آب زم زم کے نکلنے کا قصہ مشہور ہے اس لئے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ علما کا اجماع ہے کہ آب زم زم دنیا کے تمام پانیوں سے افضل اور عمدہ اور تمام پانیوں کا سردار ہے، البتہ جو پانی حضور ﷺ کی انگلیوں سے بطور معجزہ جاری ہوا تھا وہ آب زم زم سے افضل تھا۔ اس میں علما کا اختلاف ہے کہ زم زم کا پانی افضل ہے یا کوثر کا؟ محققین کی رائے یہ ہے کہ زم زم کا پانی کوثر کے پانی سے افضل ہے۔ زم زم کی خوبیاں اور فضائل بہت سی احادیث میں مذکور ہیں، ہم صرف دو روایتیں ذکر کرتے ہیں جن سے اجمالی طور سے بہت سی خوبیاں اور فوائد ظاہر ہوتے ہیں:[3]

۱. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَيْرُ مَاءٍ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيْهِ طَعَامُ طُعْمٍ وَ شِفَاءُ سُقْمٍ. (رواه اطبرانی فی "الکبیر" وقال المحقق ابن الهمام: رواته ثقات، و رواه ابن جان ایضا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روئے زمین پر بہترین پانی آب زم زم ہے کہ جس میں مثل طعام کے غذائیت (بھی) ہے اور مرض کے لئے شفا (بھی) ہے۔

---

[1] مقدمہ ''ہدایہ'' ص:۹ [2] وقیل: سمیت بذلک الانها زمت اطرافها من اعلیٰ، ای حوط علی اطرافها بالتراب، ولا لا ذلک لسالت حتیٰ ملأت الوادی، قاله الحنفی.

[3] شیخ ابن ہمام نے ''فتح القدیر'' میں زم زم کی روایات پر محققانہ تبصرہ فرمایا ہے اور توثیق وتائید فرمائی ہے۔

۲. مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ، مَنْ شَرِبَ لِمَرَضٍ شِفَاهُ اللّٰهُ، أَوْ لِجُوْعٍ أَشْبَعَهُ اللّٰهُ، أَوْ لِحَاجَةٍ قَضَاهَا اللّٰهُ. رواہ المستغفری فی "الطب" عن جابر رضی اللہ عنہ (الجامع الصغیر للسیوطی رحمہ اللہ)

زم زم کا پانی ہر اس کام کے لئے ہے جس کے لئے پیا جائے، جو شخص کسی مرض سے شفا حاصل ہونے کے لئے پیے اللہ تعالیٰ اس کو شفا دیتے ہیں اور جو بھوک کی وجہ سے پیے اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ بھر دیتے ہیں اور جو کسی اور ضرورت کے لئے پیے اللہ تعالیٰ اس کی وہ ضرورت پوری فرماتے ہیں۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ زم زم غذا و دوا اور ہر مقصد کے حاصل کرنے کے لئے بے نظیر چیز ہے، مگر اخلاص اور اعتقاد شرط ہے، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے "زاد المعاد" میں لکھا ہے کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے نصف ماہ بلکہ اس سے زیادہ موت تک صرف زم زم کے پانی کو غذا کے طور پر استعمال کیا اور اس کو بھوک نہ لگتی تھی اور مثل اور لوگوں کے طواف کرتا تھا۔ اور لکھتے ہیں کہ اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بعض مرتبہ چالیس روز تک صرف آب زم زم پر اکتفا کیا اور قوت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ روزہ بھی رکھتا طواف اور جماع بھی کرتا تھا۔ شفا اور قضائے حاجت کے لئے تو ہزاروں نے تجربہ کیا ہے بندۂ ناچیز نے بھی تجربہ کیا ہے اور حضور اقدس صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی وابی وامی) کے ارشاد کے مطابق شفا اور قبولیت دعا، دونوں حاصل ہوئیں اور علم الیقین سے عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگیا۔

مسائل آب زم زم:

مسئلہ ۱: آب زم زم کو کثرت سے پینا مستحب اور ایمان کی علامت ہے۔

مسئلہ ۲: زم زم کو قربت کی نیت سے دیکھنا عبادت ہے، جیسے کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

مسئلہ ۳: آب زم زم سے تبرکاً غسل اور وضو کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۴: کسی ناپاک چیز کو آب زم زم سے نہ دھویا جائے، کپڑا ہو یا اور کوئی ناپاک چیز ہو اور جنبی کو اس سے غسل بھی نہ کرنا چاہئے۔ (شرح لباب[1])

لیکن "در مختار" اور "رد المختار" سے معلوم ہوتا ہے کہ آب زم زم سے رفع حدث (خواہ

---

[1] ولا یستعمل الا علی شیء طاهر، فلا ینبغی ان یغسل به ثوب نجس ولا حدث ولا فی مکان =

حدث اصغر ہو یا حدث اکبر) بلا کراہت جائز ہے اور ناپاکی کو دور کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۵: آب زم زم سے استنجا کرنا مکروہ ہے اور بعض علما نے حرام کہا ہے اور نقل کیا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے آب زم زم سے استنجا کیا تو ان کو بواسیر ہوگئی۔

مسئلہ ۶: آب زم زم کو دوسرے شہروں کی طرف تبرکاً لے جانا اور لوگوں کو پلانا مستحب ہے اور مریضوں پر ڈالنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۷: زم زم کا پانی کنستر یا زمزمیوں میں بھرا ہوا حاجی کے ساتھ ہے اور دوسرا پانی وضو اور غسل کے لئے موجود نہیں، تو آب زم زم سے وضو اور غسل واجب ہے، تیمّم کرنا جائز نہیں۔ بعض فقہا نے یہ حیلہ لکھا ہے کہ اگر آب زم زم ساتھ ہے اور دوسرا پانی موجود نہیں اور آب زم زم کو خرچ کرنا نہیں چاہتا، تو اس کو کسی دوسرے شخص کو ہبہ کردے اور دوسرا شخص اس کو وضو کے لئے نہ دے۔ یا اتنا عرق گلاب وغیرہ ملادے کہ زم زم پر غالب آجائے اور مائے مطلق نہ رہے، مگر حیلہ کرنا بہتر نہیں، قاضی خان وغیرہ نے ان حیلوں کو رد کیا ہے۔

مسئلہ ۸: چاہ زم زم مسجد کے اندر ہے اور اس کے چاروں طرف کی زمین[۱] مسجد ہے، اس لئے اس میں وضو یا غسل جنابت کرنا جائز نہیں، اسی طرح تھوکنا، ناک کی ریزش ڈالنا، یا جنابت کی حالت میں داخل ہونا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۹: آب زم زم لانا جائز ہے۔

مسجد حرام میں آب زم زم کی خرید و فروخت:

آب زم زم کی خرید و فروخت جائز ہے، لیکن مسجد میں معاملہ کرنا، خرید نا اور بیچنا جائز نہیں، اسی طرح آج کل جو عام طور سے رواج ہوگیا ہے کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ میں لوگ پانی پلاتے ہیں اور پینے والے ان کو پیسہ دھیلا دے دیتے ہیں اور عام طور پر پانی پلانے والوں کی

= نجس، ویکره الاستنجاء به. (لباب مع الشرح) و فی "میاه الدر": ویرفع الحدث بماء زمزم بلاکراهة: وعن احمد یکره، وفیه فی آخر کتاب الحج انه یکره الاستنجاء بماء زم زم لا الاغتسال، فاستفید منه ان نفی الکراهة خاص فی رفع الحدیث بخلاف الخبث (رد المختار) وفی "السعایة": ولیعلم ان میاه الابار کلها متساویة فی جواز الطهارة بها بلا کراهة حتی بئر زم زم عند الجمهور، فانه یجوز الوضوء والغسل بها بلاکرهة عندها (سعید احمد غفرلہ)

[۱] رد المختار: ۱/ ۶۶۱

عادت یہی ہے کہ وہ معاوضہ کے طالب ہوتے ہیں اور پینے والے دیتے ہیں، یہ بھی بیع وشرا ہے، گو الفاظ بیع وشرا کے نہ ہوں۔ لیکن حنفیہ کے نزدیک اس طرح پانی پلانا اور اس کا معاوضہ دینا بیع تعاطی میں داخل ہے۔ اس لئے بقاعدہ اَلْمَعْرُوْفُ كَالْمَشْرُوْطِ اس طرح مسجد میں پانی پلانا اور پینا جائز نہ ہوگا، اس سے حجاج کو احتیاط کرنی چاہئے۔ اس کے مقابلہ میں سبیل کی صراحیوں سے پانی پینا بہتر ہے۔ گو مجھے کتب حنفیہ میں خاص طور سے اس مسئلہ کی تصریح نہیں ملی لیکن اصول و قواعد سے عدم جواز بالکل ظاہر ہے۔ البتہ علامہ ابن الحجاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے مدخل[1] میں اس مسئلہ پر مفصل بحث کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایسے پانی پلانے والوں کو مسجد میں داخل ہونے سے منع کیا جائے جو کہ مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور اس طرح پانی پلا کر معاوضہ لیتے ہیں اور دعا دیتے ہیں، کیونکہ یہ طریقہ بدعت ہے اور اس میں چند خرابیاں ہیں:

اول تو یہ کہ وہ کٹوریوں کو ناقوس کی طرح بجاتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ بلا ضرورت شرعی مسجد میں آواز بلند کرتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ مسجد میں خرید وفروخت کرتے ہیں اور صفوف کو چیرتے پھاڑتے پھرتے ہیں اور جس کو پیاس لگتی ہے وہ ان کو بلا کر پانی پیتا ہے اس کو عوض دیتا ہے اور یہ بلاشبہ بیع ہے، کیونکہ اس طرح دینا لینا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان کے متبعین کے نزدیک بیع (تعاطی میں داخل) ہے۔

چوتھے یہ کہ لوگوں کے اوپر کو پھلانگتے ہیں اور اس طرح لوگوں کے اوپر پھلانگنا موجب تکلیف ہے۔

پانچویں یہ کہ اس سے مسجد کی تلویث لازم آتی ہے، کیونکہ کچھ نہ کچھ پانی ضرور گرتا ہے اور گو یہ پانی پاک ہے مگر اس طرح سے پانی گرانا مسجد میں ممنوع ہے۔

چھٹے بعضے ننگے پیر ہوتے ہیں اور مسجد میں بلا پاؤں دھوئے ناپاک پیروں سے داخل ہو کر مسجد کے فرش اور نمازیوں کے کپڑوں کو ناپاک کرتے ہیں۔

آج کل یہ بدعت بیت اللہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جگہ ہے، تعجب ہے کہ حکومت کی طرف سے اس کا کوئی معقول انتظام نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ حاجی اپنے ہمراہ کوئی برتن رکھے اور زم زم سے بھر کر لے آئے۔

---

[1] احکام المسجد ۳: ۸۹۰

مقامات قبولیت دعا:

یوں تو مکہ مکرمہ میں ہر جگہ دعا قبول ہوتی ہے لیکن بعض خاص خاص مقامات پر خصوصیت سے دعا مقبول ہوتی ہے، اس لئے ان مقامات پر خاص طور سے دعا مانگنی چاہئے:

۱۔ مطاف: یعنی طواف کرنے کی جگہ میں۔
۲۔ ملتزم: یعنی بیت اللہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان میں جو بیت اللہ کی دیوار ہے۔
۳۔ میزاب رحمت: بیت اللہ کے پرنالے کے نیچے۔
۴۔ بیت اللہ شریف کے اندر۔ ۵۔ چاہ زمزم کے پاس
۶۔ مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے
۷۔ صفا پر۔ ۸۔ مروہ پر۔
۹۔ مسعیٰ: یعنی سعی کرنے کی جگہ میں، بالخصوص میلین اخضرین کے درمیان میں۔
۱۰۔ عرفات میں ۱۱۔ مزدلفہ میں بالخصوص مشعر حرام میں۔
۱۲۔ منیٰ میں ۱۳۔ جمرات کے پاس۔
۱۴۔ بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت ۱۵۔ حطیم کے اندر۔
۱۶۔ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں۔

اور بعض علما نے دار ارقم: مولد نبی ﷺ، بیت خدیجہ رضی اللہ عنہا مستجار (یعنی رکن یمانی) اور خانہ کعبہ کے اس بند دروازہ کے درمیان جو موجودہ دروازہ کی پشت پر یعنی غربی جانب پر تھا، غار ثور، غار حرا وغیرہ کو بھی مقامات قبولیت دعا میں شمار کیا ہے۔

مکہ مکرمہ کے مشاہد و مقابر

مکانات:

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وہ مکان[۱] جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں اور ہجرت کے

---

[۱] اب اس جگہ مسجد ہے جس کا نام مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے۔

زمانہ تک حضور ﷺ کا اس میں قیام رہا۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ یہ مکان مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے سوا تمام مقامات سے افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی جگہ جو شعب علی میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مکان، جس میں[1] دو پتھر تھے: ایک متکلم[2] اور دوسرا متکا،[3] زقاق صواغین میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جائے پیدائش، شعب بنی ہاشم میں، دارارقم میں (اب اس جگہ مسجد بنی ہوئی) جو صفا کے قریب ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس میں ایمان لائے تھے، اب یہ جگہ صفا مروہ میں شامل کرلی گئی ہے۔

جنت المعلیٰ کی زیارت

جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے اور بقیع یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان کے سوا باقی تمام قبرستانوں سے افضل ہے اس کی زیارت بھی مستحب ہے۔ جنت المعلیٰ میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور صلحا رحمہم اللہ کی زیارت کی نیت کر کے جائے اور کوئی بات خلاف سنت وہاں پر نہ کرے۔

زیارت قبور کا طریقہ:

جب کسی کی قبر پر جائے تو اگر جگہ ہو تو پیروں کی جانب سے قبلہ کی طرف آئے۔ اس کے سر کی جانب سے قبر کے سامنے نہ آئے اور ان الفاظ سے سلام پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

اس کے بعد کچھ دیر تک کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر دعا مانگے اور میت کے ساتھ قرب اور بعد کے اعتبار سے کھڑا ہونے اور بیٹھنے میں وہی معاملہ کرے جو اس کی زندگی میں کرتا اور سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرۃ کا اول و آخر سورۂ یٰس، سورۂ تکاثر اور سورۂ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین مرتبہ پڑھ کر اس طرح ثواب پہنچائے کہ یا اللہ! جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں شخص کو پہنچے۔ قبر کے اوپر نہ بیٹھے، نہ قبروں کے اوپر چلے۔

---

[1] اب اس جگہ مسجد ہے جس کا نام مسجد ابوبکر ہے۔

[2] اس پتھر نے حضور ﷺ کو سلام کیا تھا۔ [3] آپ ﷺ نے تکیہ لگایا تھا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مستقل طور سے قیام کرنا:

مسئلہ ۱: مکہ مکرمہ میں قیام کرنے میں علما کا اختلاف ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک مستحب ہے، اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ مکروہ فرماتے ہیں، کیونکہ مکہ مکرمہ میں رہ کر جیسی تعظیم وتوقیر ہونی چاہئے ویسی نہیں کرسکتا اور اس کے احترام وآداب کما حقہ باقی نہیں رکھ سکتا اور یوں تو گناہ کرنا ہر مقام میں برا ہے لیکن حرم محترم میں نہایت ہی قبیح ہے اسی وجہ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے طائف میں قیام کیا اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں طائف میں پچاس گناہ کروں وہ مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کرنے سے میرے نزدیک اچھے ہیں۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شہر میں صرف ارادہ پر عمل کرنے سے پہلے مواخذہ نہیں ہوتا لیکن مکہ مکرمہ میں ارادہ پر بھی مواخذہ ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَمَنۡ يُرِدۡ فِيۡهِ بِالۡحَادٍ بِظُلۡمٍ نُذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِيۡمٍ﴾ (حج:۲۵)
وہ شخص اس میں کجروی کرنے کا ارادہ کرے شرارت سے تو ہم چکھائیں گے اس کو دردناک عذاب۔

اس لئے مکہ مکرمہ کا قیام گو برکات اور تضاعف حسنات کا سبب ہے لیکن جب ایسے بڑے بڑے لوگ اس کے آداب کی رعایت سے گھبراتے تھے تو ہم جیسوں کا تو کہنا ہی کیا ہے؟ جو شخص وہاں رہ کر پورا احترام کرسکتا ہو اس کے لئے بلا نزاع قیام مکہ مکرمہ افضل ہے، مگر اس زمانہ میں یہ بہت مشکل ہے اور مدینہ منورہ میں گو تضاعف سیئات کا خوف نہیں لیکن قلت ادب کا خوف ہے اور ایسی صورت میں وہاں کا قیام مکروہ ہے، البتہ ادب و احترام کا خیال رکھتے ہوئے مدینہ منورہ کا قیام اور وہاں مرنا بڑی سعادت اور وسیلۂ شفاعت ونجات ہے۔

''صحیح مسلم'' میں ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی تکلیف اور سختی پر صبر کرے گا میں قیامت کے روز اس کا شفیع ہوں گا۔ اور ''ترمذی'' میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ہوسکے مدینہ منورہ میں مرے، وہاں کے مرنے والوں کی میں ضرور شفاعت کروں گا۔

مساجد مکہ مکرمہ ومنیٰ وغیرہ:

مسجد حرام کے علاوہ مکہ مکرمہ میں اور مکہ مکرمہ کے آس پاس اور بہت سی مساجد قابل زیارت ہیں جن میں مشہور یہ ہیں۔

۱۔ مسجد رایہ: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ مکرمہ کے روز اس جگہ اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا، جنت المعلیٰ کے راستہ میں ہے۔

۲۔ مسجد جن: جس جگہ جنوں نے حاضر ہو کر قرآن شریف سنا تھا۔

۳۔ مسجد تنعیم: جس جگہ عمرہ کا احرام باندھتے ہیں، مکہ مکرمہ سے تین میل شمال کی جانب ہے اس کو مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کہتے ہیں:۔

۴۔ مسجد غنم یا مسجد اجابہ: وادی محصب کے پاس محلہ معابدہ میں واقع ہے۔

۵۔ مسجد ذی طویٰ: تنعیم کے راستہ میں ہے، رسول اللہ ﷺ حالت احرام میں اس جگہ اترے تھے۔

۶۔ مسجد خیف: منیٰ میں بڑی مسجد ہے، کہتے ہیں کہ اس میں ستر نبی علیہم السلام مدفون ہیں۔

۷۔ مسجد نمرہ: عرفات کے کنارے پر ہے۔

۸۔ مسجد مشعر الحرام: مزدلفہ میں ہے۔

۹۔ مسجد جبل ابی قبیس[۱] جبل ابی قبیس پر ہے۔

۱۰۔ مسجد عقبہ: منیٰ کے قریب بائیں جانب راستہ سے ہٹی ہوئی ہے۔

۱۱۔ مسجد دار النحر: منیٰ میں جمرۂ اولیٰ اور وسطی کے درمیان میں ہے۔

۱۲۔ مسجد کبش: یعنی منحر ابراہیم، جس جگہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کے لئے لٹایا تھا۔

۱۳۔ مسجد جعرانہ: طائف کے راستہ میں ہے، یہاں سے بھی عمرہ کا احرام باندھنا مسنون ہے مگر تنعیم سے باندھنا افضل ہے۔

---

[۱] وہاں جہاں اکثر بکری کی سری بھونی ہوئی لے جا کر کھاتے ہیں، اور مشہور کر رکھا ہے کہ جو یہاں سری کھائے گا درد سر وغیرہ اس کو نہ ہوگا اس کی کچھ اصل نہیں صرح به علي القاري۔ (شیر محمد)

جبال مقدسہ یعنی مکہ مکرمہ کے خاص پہاڑ:

۱۔ جبل ثور: مکہ مکرمہ سے تین میل ہے، ہجرت کے وقت اسی پہاڑ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین شب ٹھہرے تھے، اس کی چوٹی کے پاس غار ہے، میل ڈیڑھ میل کی چڑھائی ہے، پہاڑی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔

۲۔ غار حرا: مکہ مکرمہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے، اس غار میں جا کر رسول اللہ ﷺ نبوت سے پیشتر عبادت کیا کرتے تھے، اس کی چڑھائی زیادہ نہیں ہے، دامن کوہ تک سواریاں پہنچ جاتی ہیں، اسی جگہ سب سے اول وحی نازل ہوئی تھی۔

۳۔ جبل ابی قبیس: بیت اللہ کے سامنے ہے، کوہ صفا سے ہوتے ہوئے اوپر چڑھ جاتے ہیں، زیادہ چڑھائی نہیں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ اسی جگہ ہوا تھا، مگر بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ میں ہوا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اس پہاڑ کا نام ''امین'' تھا کیونکہ حجر اسود طوفان نوح کے وقت سے اس جگہ رکھا ہوا تھا۔ ایک شخص ابی قبیس نامی نے جب اس پر مکان بنایا تو لوگ اس کو جبل ابی قبیس کہنے لگے۔ مجاہد نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب پہاڑوں سے پہلے زمین پر اسی پہاڑ کو پیدا فرمایا۔

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ. (مشکاۃ)
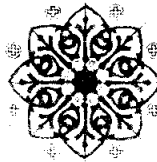
سفرِ مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً)

مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے عین شمال میں ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس کا نام ''یثرب'' یا ''اثرب'' کہتے تھے بعض روایات میں اس نام کی ممانعت آئی ہے۔ یثرب کے نام میں چونکہ ذلت اور خاک آلودگی کے معنی تھے اس لئے حضور اکرم ﷺ نے اس نام کو مدینہ سے بدل دیا۔ قرآن کریم میں اکثر جگہ اسی نام سے ذکر ہے۔ مثلاً:

﴿وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا﴾ (توبہ: ۱۰۱)

اسی کی برکت سے کہ اس کے تمدن سے دنیا کے ہر خطہ نے سبق لیا اور لے رہا ہے، ''وفاء الوفا'' میں مدینہ منورہ کے چورانوے نام ذکر کئے ہیں، جس سے مدینہ منورہ کی بزرگی اور درجہ معلوم ہوتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں، مگر مدینہ منورہ کے شرف ومجد کے لئے یہی کافی ہے وہ سردار دو عالم حبیب خدا ﷺ کا مسکن ومدفن ہے۔

مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ:

یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ (زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً) تمام بلاد (جگہوں) سے افضل ہیں۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں کون افضل ہے؟ ہمارے نزدیک مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ یہی مذہب امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدینہ منورہ افضل ہے۔ لیکن یہ اختلاف حضور اکرم ﷺ کے مرقد مبارک کے ماسوا میں ہے۔ زمین کا وہ حصہ جو سرور دو عالم ﷺ کے جسد اطہر سے ملا ہے وہ بالاتفاق تمام سے افضل ہے حتیٰ کہ مسجد حرام وکعبہ، عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔

حرم مدینہ منورہ:

حنفیہ کے نزدیک مدینہ منورہ کے لئے حرم نہیں ہے اور تینوں اماموں کے نزدیک مدینہ منورہ

کے لئے بھی حرم ہے۔ ان کے نزدیک وہاں کا شکار پکڑنا یا درخت وغیرہ کاٹنا جائز نہیں، کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں مدینہ منورہ کو حرام قرار دیتا ہوں۔ اور ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ مدینہ منورہ جبل عیر اور جبل ثور کے درمیان حرم ہے۔

جبل عیر تو مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے اور جبل ثور جبل اُحد کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کو عام طور پر لوگ نہیں جانتے، مگر صاحب ''قاموس'' اور دوسرے علما کی تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ثور مدینہ منورہ میں جبل احد کی پشت پر ایک چھوٹی سی گول پہاڑی ہے، لیکن دوسری روایات کی بنا پر حنفیہ کے نزدیک حرم مدینہ کا حکم حرم مکہ مکرمہ جیسا حکم نہیں، بلکہ اس سے مراد مدینہ منورہ کی حرمت اور تعظیم ہے اور مطلب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی حدود میں جانوروں کو پکڑنا اور اس کے درختوں کو کاٹنا اگرچہ حرام نہیں مگر آداب کے خلاف ہے۔

مدینہ منورہ کا راستہ:

پہلے مدینہ منورہ لوگ اونٹ اور موٹروں سے سفر کیا کرتے تھے، مگر اب اونٹ کا سفر بالکل بند کر دیا گیا ہے۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک سڑک پختہ ہو جانے کی وجہ سے لاری کے سفر میں بھی آسانی ہوگئی ہے۔ اگر لاری والا ہوشیار ہو تو جلدی مدینہ منورہ پہنچ جاتے ہیں، لاریاں عموماً بہت اچھی ہیں اس لئے راستہ خطرناک ہونے کی باتیں خواب وخیال ہو کر رہ گئی ہیں، اگر اس سے بھی زیادہ جلدی کوئی صاحب مدینہ منورہ جانا چاہیں تو اب جدہ سے ہوائی جہاز بھی آنے جانے لگے ہیں۔ اس لئے اپنی ہمت اور روپیہ اور وقت کو دیکھ کر جس چیز پر سفر کرنا چاہو معلم سے کہہ دو، وہ اس کا انتظام کرا دے گا۔

موٹریں مدینہ منورہ جدہ ہو کر جاتی ہیں۔[۱] جدہ سے مدینہ منورہ ۴۵۰ کلومیٹر یعنی ۲۷۹ میل ہے۔ راستے میں منازل پر چائے اور ضروری خورد ونوش کی چیزیں ملتی ہیں۔ اور آج کل بحمد اللہ راستہ بالکل مامون ہے، کسی قسم کا خطرہ اور تکلیف نہیں ہے۔ جدہ اور مدینہ منورہ کے درمیان میں چند مقام پر موٹر اور حاجیوں کے قیام وآرام کے لئے خاص جگہیں بنی ہوئی ہیں کچھ پیسے دے کر

---

[۱] اب ایک نیا راستہ نکالا ہے جس میں جدہ نہیں آتا۔ یہ مکہ مکرمہ سے وادیٔ فاطمہ ہوتا ہوا جاتا ہے اور جدہ والے راستے سے رابغ سے پہلے مل جاتا ہے۔

حجاج وہاں اچھی طرح آرام کر سکتے ہیں۔ اور بعض منازل میں حکومت کی چوکیاں بنی ہوئی ہیں، اگر کوئی ضرورت پیش آئے یا موٹر وغیرہ خراب ہو جائے تو چوکی پر اطلاع کرنی چاہئے، پولیس افسر حجاج کی ضرورت کا انتظام کرے گا۔

زیارت سید المرسلین رحمت للعالمین ﷺ:

سرور کائنات، فخر موجودات، تاجدار مدینہ، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت بالا جماع اعظم قربات اور افضل طاعات سے ہے اور ترقی درجات کے لئے سب وسائل سے بڑا وسیلہ ہے۔ بعض علما نے اہل وسعت کے لئے قریب واجب کے لکھا ہے۔

خود رسالت مآب، فخر عالم ﷺ نے زیارت کی ترغیب دی ہے اور باوجود قدرت کے زیارت نہ کرنے والوں کو بے مروت اور ظالم فرمایا ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس دولت سے نوازا جائے اور بد بخت ہے وہ شخص کہ جو باوجود قدرت و وسعت کے اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائے۔

۱۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ زَارَنِيْ كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(رواہ البیہقی فی "شعب الایمان" "مشکاۃ")

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مری زیارت کرے گا قیامت کے دن وہ میرے پڑوس میں ہوگا۔

۲۔ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ.

(رواہ البیہقی فی "شعب الایمان" "مشکاۃ")

جس نے حج کیا، پھر میری قبر کی زیارت میرے مرنے کے بعد کی، تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

۳۔ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ.

(رواہ ابن عدی بسند حسن، "شرح اللباب")

جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

۴۔ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ. (رواہ الدارقطنی والبزار "فتح القدیر")

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔

ان روایات میں آقائے نامدار ﷺ نے حد درجہ زیارت کی ترغیب دی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو (جسے حق تعالیٰ اتنی قدرت دے) اس سعادت کبریٰ کو حاصل کرنا چاہئے۔

مسائل وآداب

مسئلہ ۱: جس شخص پر حج فرض ہو اس کو حج سے پہلے زیارت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ حج فوت ہونے کا خوف نہ ہو، مگر بہتر اس کے لئے پہلے حج کرنا ہے۔ اور حج نفل کرنے والے کو اختیار ہے چاہے پہلے حج کرے یا زیارت کرے، اور جس شخص کے راستے میں حج کے لئے آتے ہوئے مدینہ منورہ پڑتا ہو، جیسے شام کی طرف سے آنے والے، ان کو پہلے زیارت کرنی چاہئے۔

مسئلہ ۲: جس[1] پر حج فرض ہو، اگر وہ مکہ مکرمہ میں حج کے مہینوں سے پہلے آجائے تو حج کے مہینوں کے شروع ہونے سے پہلے اس کو مدینہ منورہ جانا جائز ہے اور حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے سفر کی وجہ سے اگر حج فوت ہونے کا خوف ہو تو جانا جائز نہیں۔ اگر حج کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو، سواری قابل اطمینان اور راستہ مامون ہو تو جا سکتا ہے۔[2]

مسئلہ ۳: جب مدینہ منورہ کا سفر شروع کرے تو زیارت کی نیت کے ساتھ مسجد نبوی ﷺ کی بھی نیت کرے۔ مگر شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صرف زیارت روضہ اقدس ﷺ کی نیت کرنا اولیٰ ہے مسجد نبوی ﷺ کی زیارت بھی اس کے ذیل میں حاصل ہو جائے گی۔ یا اگر حق تعالیٰ دوبارہ اس کو توفیق دیں تو پھر دونوں کی نیت سے سفر کرے۔

مسئلہ ۴: جب مدینہ منورہ کو چل دے تو راستہ میں درود شریف کثرت سے پڑھے، بلکہ فرائض اور ضروریات سے جو وقت بچے سب اسی میں صرف کرے اور خوب ذوق وشوق پیدا کرے اور اظہار محبت میں کوئی کمی نہ چھوڑے۔ اگر خود یہ حالات پیدا نہ ہوں تو بتکلف پیدا کرے اور عاشقوں کی صورت بنائے: مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ. ''جو شخص جس قوم کی مشابہت پیدا

---

[1] البتہ وہ متمتع جو عمرہ کے احرام سے فارغ ہو چکا ہے، اس کو بہتر ہے کہ حج کرنے سے پہلے مکہ مکرمہ سے باہر آفاق میں نہ جائے تاکہ تمتع اس کا بالاتفاق صحیح ہو جائے۔ (لا یخرج المتمتع) ای الفارغ من احرام العمرۃ کما یفھم من سوق کلام فی "الکبیر" (الی الافاق) لئلا یبطل تمتعہ علی قول بعض "لباب فصل: فرغ من سعی کی آخر پر (شیر محمد)

[2] اس مرتبہ اس مسئلہ میں ترمیم کی گئی ہے۔ (سعید احمد)

کرتا ہے وہ اسی قوم میں شمار ہوتا ہے۔"

راستہ میں جو مقامات مقدسہ ہیں، ان کی زیارت کرے اور جو مساجد مخصوصہ حضور ﷺ کی طرف یا صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہیں ان میں نماز پڑھے، محض تماشہ اور سیر وتفریح کی نیت سے مساجد میں نہ جائے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ علامات قیامت میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد کے طول وعرض میں گزرے اور نماز نہ پڑھے (جمع الفوائد، الکبیر) اس لئے جب کسی مسجد کی زیارت کرے تو اس میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنی چاہئے، بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔ اور جو متبرک کنوئیں راستہ میں ہیں ان کا پانی تبرکاً پی لینا چاہئے۔

مدینہ اور مکرمہ مکرمہ کے درمیان راستہ کی مسجدیں:

مدینہ کے راستہ میں بہت سی مسجدیں ہیں مگر ان میں سے یہ مشہور ہیں:

۱۔ **مسجد ذوالحلیفہ**: اسے بیر علی بھی کہتے ہیں، یہ اہل مدینہ منورہ کی میقات ہے۔

۲۔ **مسجد معرس**: اس جگہ رسول اللہ ﷺ نے اخیر شب میں آرام فرمایا تھا، مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل پر ہے۔

۳۔ **مسجد عرق الظبیہ**: اس جگہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی، روحا سے دو میل آگے ہے۔ کہتے ہیں کہ اس جگہ ستر (۷۰) نبیوں نے نماز پڑھی ہے۔

۴۔ **مسجد الغزالہ**: وادئ روحا کے آخر میں ہے اس جگہ بھی حضور ﷺ نے نماز پڑھی۔

۵۔ **مسجد الصفرا**: مدینہ منورہ سے تین روز کے فاصلے پر ہے حضرت ابوعبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ صحابی کی قبر صفرا ہی میں ہے۔ غزوہ بدر میں آپ زخمی ہوئے تھے اور صفرا پہنچ کر انتقال فرمایا، اسی جگہ مدفون ہیں۔

۶۔ **مسجد بدر**: وہ جگہ ہے جہاں مشہور غزوہ بدر ہوا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں ان الفاظ میں فرمایا گیا ہے: ﴿وَلَقَدْ نَصَرَ كُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ﴾ (آل عمران: ۱۲۳) شہدائے بدر کی زیارت بھی کرنی چاہئے۔ خدا کا شکر ہے کہ سڑک پختہ ہو جانے کی وجہ سے میدان بدر اور مسجد بدر کی زیارت بہت آسان ہوگئی ہے، اب اس میدان میں کافی دیر قیام کا بھی موقع مل جاتا ہے حاجی حضرات کو چاہئے کہ اگر وہاں لاری رکے تو اس جگہ کی زیارت کر کے اسلام کے اس عظیم الشان

واقعہ[۱] کی یاد تازہ کریں۔

۷۔ مساجد جحفہ: جحفہ میں تین مساجد ہیں ایک جحفہ کے شروع میں، دوسری آخر میں میقات کے نشانوں کے پاس اور تیسری تین میل کے بعد راستہ کے بائیں طرف پڑتی ہے۔

۸۔ مسجد مزالظہران: مکہ مکرمہ سے ایک منزل پر ہے، مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے راستہ کے بائیں طرف پڑتی ہے، اس کو مسجد فتح بھی کہتے ہیں۔

۹۔ مسجد سرف: وادیٔ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تین میل شمال کی طرف پر ہے۔ یہاں پر ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور شب زفاف بھی یہیں ہوئی اور اسی جگہ انتقال فرما کر مدفون ہوئیں۔

۱۰۔ مسجد تنعیم یا مسجد عائشہ: جہاں سے عام طور پر عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے جاتے ہیں۔ مکہ مکرمہ سے تین میل کے قریب شمال کی جانب ہے۔

۱۱۔ مسجد ذی طویٰ: چاہ طویٰ کے قریب ہے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ تشریف لاتے وقت قیام فرمایا تھا۔

راستہ[۲] کے کنویں:

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستہ میں مشہور کنویں یہ ہیں:

۱۔ بیر خلیص	۲۔ بیر قضیمہ	۳۔ بیر مستورہ
۴۔ بیر شیخ	۵۔ بیر غار	۶۔ بیر روحا
۷۔ بیر حسانی	۸۔ بیر الاشہب	۹۔ بیر ماشی۔

مدینہ منورہ کے قریب پہنچنا:

مدینہ منورہ کے قریب پہنچ جائے تو خوب خشوع و خضوع اور ذوق وشوق پیدا کرے اور سواری کو ذرا تیز چلائے اور درود وسلام کثرت سے پڑھے۔

---

[۱] یعنی جنگ بدر کی۔

[۲] مساجد اور کنویں موٹر کے راستہ میں سب نہیں آتے کیونکہ موٹر جدہ ہو کر جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱: جب مدینہ منورہ پر نظر پڑے اور اس کے درخت نظر آنے لگیں تو دعا مانگے اور درود وسلام پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سواری سے اتر جائے اور ننگے پاؤں روتا ہوا چلے اور جس قدر ادب و تعظیم ممکن ہو کرے اور حق تو یہ ہے کہ اگر وہاں سر کے بل بھی چلے تو حق ادا نہیں ہوسکتا، مگر جتنا ہوسکتا ہے اس میں کوتاہی نہ کرتے۔

مسئلہ ۲: جب فصیل مدینہ منورہ آ جائے تو درود کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّکَ فَاجْعَلْهُ لِيْ وِقَايَةً مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَ سُوْءِ الْحِسَابِ.

اے اللہ! یہ آپ کے نبی ﷺ کا حرم ہے، اس کو میری جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بنادے اور امن کا سبب بنادے اور حساب سے بری کردے

اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے اگر ہوسکے تو غسل کرے اور اگر داخل ہونے سے پہلے نہ ہوسکے تو داخل ہونے کے بعد غسل کرے، اگر غسل نہ کرسکے تو وضو کرے، مگر غسل افضل ہے۔ پھر پاک وصاف کپڑے پہنے، نئے کپڑے افضل ہیں۔ خوشبو لگائے اور جب شہر کے دروازہ میں داخل ہو تو یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِکَ مَارَزَقْتَ اَوْلِيَائِکَ وَاَهْلَ طَاعَتِکَ، وَاَنْقِذْنِيْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْؤُوْلٍ! اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْهَا قَرَارًا وَ رِزْقًا حَسَنًا.

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر داخل ہوتا ہوں، جو اللہ نے چاہا وہ ہوگا بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کچھ نہ ہوگا۔ اے اللہ! مجھ کو ایمان کی سلامتی کے ساتھ داخل فرما اور باہر کر اور میرے لئے اپنے رسول ﷺ کی زیارت مقدر کردے، جیسا کہ آپ نے اپنے خاص بندوں کے لئے مقدر کی ہے اور مجھ کو دوزخ کی آگ سے بچا اور میری مغفرت فرمادیجئے اور رحم فرمایئے! اے اللہ! ہمارے لئے اس بستی میں بہترین ٹھکانا اور اچھا رزق مقرر فرمادیجئے۔

مسئلہ ۳: جب قبہ خضرا پر نظر پڑے تو کمال عظمت اور اس کے مجد و مشرف کا استحضار کرے،

کیونکہ یہ بزرگ ترین مقام ہے۔

مسئلہ ۴: شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبوی میں داخل ہونے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی ضرورت ہو تو اس سے فارغ ہو کر مسجد میں آئے اور زیارت کرے۔

مسئلہ ۵: جب مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو تو نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ داہنا پاؤں پہلے داخل کرے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

اے اللہ! صلوٰۃ وسلام بھیج ﷺ محمد اور ان کے اصحاب پر، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جس دروازے سے چاہے داخل ہو مگر باب جبرئیل سے داخل ہونا بہتر اور معمول ہے۔ مسجد میں داخل ہو کر منبر اور قبر شریف کے درمیان روضہ میں کھڑا ہو کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قُلْ یَا اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے۔ جو قطعہ مسجد کا منبر اور حضور ﷺ کی آرام گاہ کے درمیان ہے اس کو روضہ اور ریاض الجنۃ[1] کہتے ہیں۔

اس کے متعلق ﷺ حضور نے فرمایا ہے:

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ.

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے۔

اور روضہ میں محراب نبوی ﷺ میں تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے اور اگر وہاں موقع نہ ہو تو پھر روضہ میں جہاں جگہ ملے پڑھ لے۔ اور سلام پھیر کر خدا کی حمد وثنا اور شکر ادا کرے اور زیارت کے قبول ہونے کی دعا مانگے اور بعض علما نے لکھا ہے کہ سجدہ شکر بھی کرے کہ حق تعالیٰ نے اس نعمت عظمیٰ سے نوازا، مگر بہتر یہ ہے کہ دو رکعت شکرانہ کی نیت سے پڑھ لے، صرف سجدہ نہ کرے، گو جائز ہے۔

---

[1] ریاض الجنۃ بھی کہتے ہیں، اس نام سے زیادہ مشہور ہے۔

مسئلہ۶: اگر فرائض کی جماعت ہو رہی ہو یا نماز قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے فرض نماز پڑھے۔ تحیۃ المسجد بھی اس سے ادا ہو جاتا ہے۔

روضۂ مقدسہ ﷺ پر سلام پڑھنے کا طریقہ:

مسئلہ۱: نماز تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر نہایت ادب کے ساتھ مرقد اطہر ﷺ پر آؤ اور دل کو تمام دنیاوی خیالات سے فارغ کر دو اور سرہانے کی دیوار کے کونے میں جو ستون ہے اس سے چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑے ہو جاؤ اور قبلہ کی طرف پشت کر کے ذرا بائیں طرف مائل ہو جاؤ تا کہ روئے انور کا مقابلہ ہو جائے۔ ادھر ادھر مت دیکھو، نظر نیچی رکھو اور کوئی حرکت خلاف ادب نہ کرو۔ زیادہ قریب بھی نہ کھڑے ہو اور جالی کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ، نہ بوسہ دو، نہ سجدہ کرو، کہ اس قسم کی باتیں خلاف ادب واحترام اور ناجائز ہیں اور سجدہ کرنا شرک ہے۔ اور یہ خیال کرو کہ رسول اللہ ﷺ لحد شریف میں قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے آرام فرما ہیں اور سلام وکلام کو سنتے ہیں اور عظمت وجلال کا لحاظ کرتے ہوئے متوسط آواز سے سلام پڑھو۔ زیادہ زور سے مت چیخو اور بالکل آہستہ سے بھی مت پڑھو، سلام اس طرح پڑھو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خِیَرَۃَ اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ آدَمَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! إِنِّیْ اَشْھَدُ أَنْ لَّآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّکَ عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ، وَأَشْھَدُ أَنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ، وَأَدَّیْتَ الْأَمَانَۃَ، وَنَصَحْتَ الْأُمَّۃَ وَ کَشَفْتَ الْغُمَّۃَ، فَجَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرًا، جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا أَفْضَلَ وَ أَکْمَلَ مَا جَزٰی بِہٖ نَبِیًّا عَنْ أُمَّتِہٖ، اَللّٰھُمَّ آتِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ، إِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ، وَأَنْزِلْہُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ إِنَّکَ سُبْحَانَکَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ.

اس کے بعد وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست ان الفاظ سے کرے:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَأَتَوَسَّلُ بِكَ إِلَى اللّٰهِ فِيْ أَنْ أَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَ سُنَّتِكَ.

سلام کے الفاظ میں جس قدر چاہے اضافہ کرسکتا ہے مگر سلف کا معمول اختصار تھا اور اختصار کو ہی مستحسن سمجھتے تھے۔ اور سلام میں کوئی لفظ ایسا نہ کہے جس سے ناز اور قرب مترشح ہو، کہ یہ بھی سوءِ ادب ہے۔ اور اگر کسی کو یہ الفاظ پورے یاد نہ ہوں یا زیادہ وقت نہ ہو تو جتنا یاد ہو یا کہہ سکتا ہو کہہ لے۔ کم سے کم مقدار **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ** ہے۔

مسئلہ ا: اگر کسی شخص نے تم سے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے کہا ہو تو اس کا سلام بھی اپنے سلام کے بعد اس طرح عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مِنْ فُلَانٍ[1] بْنِ فُلَانٍ. يَسْتَشْفِعُ بِكَ إِلٰى رَبِّكَ.

سلام ہے آپ پر یا رسول اللہ ﷺ! فلاں بن فلاں کی طرف سے کہ وہ آپ سے اپنے رب کے پاس شفاعت کرانے کا طالب ہے۔

اور اگر بہت سے لوگوں نے سلام عرض کرنے کو کہا ہے اور نام یاد نہیں رہے تو سب کی طرف سے اس طرح سلام عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ مَنْ أَوْصَانِيْ بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ.

حضور اقدس ﷺ پر سلام پڑھنے کے بعد ایک ہاتھ داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سلام پڑھو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! وَثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهٗ فِي الْأَسْفَارِ وَأَمِيْنَهٗ عَلَى الْأَسْرَارِ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ، جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا.

---

[1] فلاں بن فلاں کی جگہ جس نے سلام کہلوایا ہے اس کا نام مع اس کے باپ کے نام اس طرح کہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مِنْ سعید بن نور محمد يَسْتَشْفِعُ بِكَ إِلٰى رَبِّكَ.

پھر ایک ہاتھ اور داہنی طرف کو ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے کے مقابل کھڑے ہو کر ان الفاظ سے سلام پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقَ الَّذِيْ أَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْإِسْلَامَ إِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرْضِيًّا حَيًّا وَ مَيِّتًا، جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ان دونوں حضرات پر سلام کے الفاظ میں بھی کمی زیادتی کا اختیار ہے اور اگر کسی نے سلام پہنچانے کے لئے کہا ہو تو اس کا سلام بھی پہنچادو۔ اور بعض علما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھنے کے بعد پھر نصف ہاتھ کے قریب ہٹ کر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر پھر اس طرح سلام پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَوَزِيْرَيْهِ جَزَاكُمَا اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا كُمَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَدْعُوَلَنَا رَبَّنَا أَنْ يُحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهِ وَ سُنَّتِهِ وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهِ وَ جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ. آمين.

اس کے بعد دوبارہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو کر حق تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے اور درود شریف پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا کرے اور شفاعت کی درخواست کرے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے لئے اور اپنے والدین، مشائخ، احباب، اقارب اور سب مسلمانوں کے لئے اور براہ کرم ناشر کتاب ہذا کے لئے بھی دل سے دعا فرمادیں تو بڑا احسان ہو اور بہتر یہ ہے کہ سلام کے بعد یہ کہے:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! قَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ فَجِئْنٰكَ ظَالِمِيْنَ لِأَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ مِنْ ذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا إِلٰى رَبِّنَا وَاسْأَلْهُ أَنْ يُمِيْتَنَا عَلٰى سُنَّتِكَ وَأَنْ يَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِكَ.

اور اس کے بعد اپنے لئے اور سب کے لئے دعا مانگے۔

ناظرین معلم الحجاج سے درخواست ہے کہ اس عاجز اور بے کس کا اور ناشر کتاب کا سلام بھی حضور اقدس ﷺ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دربار عالی میں بصد احترام پہنچا کر خاتمہ بالخیر اور مغفرت کی دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ!

زیارت کے بعد دعا سے فارغ ہو کر اسطوانۂ ابی لبابہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر دو رکعت نفل پڑھے، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ اور روضہ میں نماز، درود اور دعا جس قدر ہو سکے کرے، اس کے بعد منبر کے پاس آ کر ہاتھ رکھ کر دعا، درود پڑھے، پھر ستون حنانہ اور باقی ستونوں کے پاس دعا و استغفار کرے۔

روضۂ جنت میں ستونہائے رحمت:

روضۂ جنت میں قدیم مسجد نبوی ﷺ کے اندر سات ستون ہیں، ان کو اسطوانات رحمت کہا جاتا ہے۔ ان پر سنگ مرمر چڑھا ہوا اور طلائی کام ہے۔ پہلی قطار میں چار ستون سنگ سرخ کے ہیں اور امتیاز کے لئے ان پر ان کا نام کندہ ہے۔

۱۔ اسطوانۂ حنانہ: یہ ستون اس تنہ کھجور کی جگہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے منبر پر منتقل ہونے پر زور زور سے رویا تھا۔

۲۔ اسطوانۂ حرس: جب حضور ﷺ دولت کدہ میں تشریف لے جاتے تو کوئی صحابہ پہرہ دینے کی غرض سے آ بیٹھتے۔

۳۔ اسطوانۂ وفود: باہر سے جو وفود مشرف بہ اسلام ہونے کے لئے آتے تو یہاں بیٹھ کر حضور ﷺ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوتے۔

۴۔ اسطوانۂ ابی لبابہ: حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ صحابی سے بہ تقاضائے بشریت غزوۂ تبوک میں ایک خطا سرزد ہو گئی تھی جس کا قرآن مجید کے پارہ ۱۱ میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہے، اس کی وجہ سے ابو لبالہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو اس ستون سے باندھ دیا اور کہا کہ جب تک حضور ﷺ خود نہیں کھولیں گے بندھا رہوں گا۔ حضور ﷺ نے بھی یہ فرما دیا کہ جب تک مجھے خدا کی طرف سے حکم نہیں ہوگا میں بھی نہیں کھولوں گا، چنانچہ پچاس روز کی طویل مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ

قبول کی اور حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کھولا۔

۵۔اسطوانہ سریر: یہاں حضور ﷺ اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور رات کو آرام کے لئے آپ کا بستر مبارک بچھا دیا جاتا تھا۔

۶۔اسطوانہ جبرئیل: حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں وحی لے کر تشریف لاتے تو اکثر اس جگہ بیٹھتے نظر آتے۔

۷۔اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا: حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت معلوم ہو تو ترجیح کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آئے۔اس وقت سے صحابہ کرام کو اس جگہ کے معلوم کرنے کی جستجو رہی بعد وفات النبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ جگہ بتائی، جہاں اب یہ ستون ہے،ان ستونوں کے قریب جا کر دعا واستغفار کرے، پھر اپنی قیام گاہ پر آجائے اور جب تک جی چاہے مدینہ منورہ میں قیام کرے اور ایام قیام مدینہ منورہ کو غنیمت سمجھے۔

مسجد نبوی ﷺ میں نماز کا ثواب:

اکثر وقت مسجد نبوی ﷺ میں بہ نیت اعتکاف گزارے اور پنج گانہ نماز جماعت سے مسجد نبوی ﷺ میں ادا کرے اور تکبیر اولیٰ اور پہلی صف کا اہتمام کرے، مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز کا ثواب بخاری ومسلم کی روایت کے مطابق ایک ہزار سے زیادہ ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! صَلاةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ فِیْ مَاسِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. (متفق علیه، مشکاة)

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب مذکور ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز اس کی فوت نہ ہو تو اس کے لئے دوزخ سے براءت لکھی جائے گی۔
اس واسطے مسجد نبوی ﷺ میں نماز باجماعت کا خاص اہتمام کرنا چاہئے اور اگر ممکن ہو تو مسجد نبوی ﷺ میں مستقل طور سے اعتکاف بھی کرے اور قرآن شریف ختم کرے اور صدقہ وخیرات

حسب حیثیت کرے، مساکین ومجاورین اور باشندگان مدینہ منورہ کا خاص طور سے خیال رکھے، ان کے ساتھ محبت سے پیش آئے۔ اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہو تو تحمل کرے اور شریفانہ برتاؤ کرے، خرید وفروخت میں بھی ان کی امداد کی نیت کرے تاکہ ثواب ملے۔

مسائل متفرقہ:

مسئلہ ۱: روزانہ پانچوں وقت یا جس وقت موقعہ ہو، روضہ مقدسہ ﷺ پر حاضر ہو کر سلام پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲: زیارت کے وقت روضہ کی دیواروں کو چھونا یا بوسہ دینا یا لپٹنا ناجائز اور بے ادبی ہے۔

مسئلہ ۳: روضہ کا طواف کرنا حرام ہے، روضہ کے سامنے جھکنا اور سجدہ کرنا حرام ہے۔

مسئلہ ۴: روضہ کی طرف بلاضرورت شدید پشت نہ کرے، نہ نماز میں، نہ خارج نماز۔

مسئلہ ۵: جب کبھی روضہ کے برابر سے گزرے، حسب موقعہ تھوڑا بہت ٹھہر کر سلام پڑھے، اگرچہ مسجد سے باہر ہی ہو۔

مسئلہ ۶: مدینہ منورہ کے قیام میں درود وسلام، روزہ، صدقہ اور مسجد کے خاص ستونوں کے پاس نماز ودعا کی کثرت رکھے، بالخصوص حضور ﷺ کے زمانہ کی جو مسجد ہے اس کا خیال رکھے، اگرچہ ثواب ساری مسجد میں برابر ہے۔

مسئلہ ۷: روضۂ شریف کی طرف دیکھنا ثواب ہے اور اگر مسجد کے باہر ہو تو قبہ کو بھی دیکھنا ثواب ہے۔

مسئلہ ۸: زیارت کے وقت مثل نماز کے ہاتھ باندھنے میں علما کا اختلاف ہے، علامہ کرمانی حنفی، ملا رحمت اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے جائز لکھا ہے، ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا ہے مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سعایہ'' میں اس مسئلہ پر مفصل کلام کیا ہے اور علما کی گفتگو نقل کرنے کے بعد جواز کو ترجیح دی ہے اور لکھا[1] ہے کہ حضور ﷺ کی زیارت کے وقت تو اس طرح ہاتھ باندھنا

---

[1] والحق الحقیق بالقول هو انه لا باس بهذه الهیئة عند زیارة قبر النبی ﷺ، بل هو الاولیٰ للمتادب، وما عند قبر زیارة غیره فهو خلاف الاولیٰ، خصوصا عند زیاده قبر العوام. (سعایه: ۲/ ۱۶۰)

اولیٰ ہے، مگر دوسرے لوگوں کی زیارت کے وقت بالخصوص عوام کی قبروں پر ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔

بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے کہ زیارت نبوی ﷺ کے وقت گو ہاتھ باندھنے ان مشائخ کے قول کی بنا پر جائز ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ باندھے۔ ہاں! جس قدر خشوع وخضوع اور ادب ممکن ہو ضرور کرے، ہاتھ باندھنے میں اول تو علما کا اختلاف ہے، دوسرے عوام کے فساد وعقیدہ کا بھی اندیشہ ہے۔ **کما لا یخفی علی من له خبرة باحوالهم.**

مسئلہ۹: حجرۂ مقدسہ ﷺ کے پیچھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے آنا جائز ہے۔ بعض علما نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اسی جگہ لکھی ہے۔

مسئلہ۱۰: بعضے ناواقف روضۂ مقدس ﷺ میں بیٹھ کر تمر صیحانی کھانے کو ثواب سمجھتے ہیں اور اپنے بال کاٹ کر قندیل میں ڈالتے ہیں اور بھی اس قسم کی خرافات کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں بے اصل اور قبیح ہیں اور بے ادبی میں داخل ہیں، ان سے خود بھی بچنا چاہیے اور ایسا کرنے والوں کو نرمی سے روکنا چاہیے۔

مدینہ منورہ کے قابل زیارت مقامات متبرکہ

مسئلہ۱: اہل بقیع اور دیگر مشاہد ومقامات مقدسہ اور حضور ﷺ کی مساجد اور کنوؤں کی زیارت کرنا مستحب ہے۔

زیارت اہل بقیع[1]:

بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جو شہر سے متصل شرقی جانب ہے اس میں بیشمار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ حضور ﷺ اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت بھی روزانہ، بالخصوص جمعہ کے روز مستحب ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی بقیع کے شرقی شمالی گوشہ کے قریب مدفون ہیں۔ از واج مطہرات (حضرت خدیجہ[2] ومیمونہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ) حضرت ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ، عثمان بن مظعون، رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ، فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علی، عبدالرحمن

---

[1] اس قطعہ زمین میں دس ہزار سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدفون ہیں۔

[2] حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں اور میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ کے قریب سرف میں مدفون ہیں۔ (سعید)

بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، خنیس بن حذافہ، اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہم وغیرہ اسی میں مدفون ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی اسی میں مدفون ہیں اوران کے پیروں میں سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما دفن ہیں۔ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے مزار میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے پیچھے اپنے حجرہ میں دفن ہیں، بعض کہتے ہیں کہ دارالاحزان میں اپنی مسجد میں مدفون ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قریب دفن ہیں۔ سب پر سلام پڑھے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ صاحب المذہب اور دیگر تابعین رحمۃ اللہ علیہم بھی اسی میں دفن ہیں۔

اس میں علما کا اختلاف ہے کہ بقیع میں پہلے کس کی زیارت کرے؟ بعض کہتے ہیں کہ اول امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے، کیونکہ جتنے لوگ وہاں مدفون ہیں ان میں وہ سب سے افضل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ صاحبزادہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے شروع کرے اور بعض کہتے ہیں کہ اول حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے کیونکہ ان کا مزار ابتدا میں ہے، ان کے پاس سے بلا سلام گزرنا مناسب نہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ اس کے بعد جس کا مزار اول آئے اس پر سلام پڑھے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مزار پر ختم کرے۔ اس میں زائرین کے لئے سہولت ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے تعظیم کے لحاظ سے بھی یہ صورت مناسب ہے۔ حضرت مالک بن سنان، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کے والد مدینہ منورہ میں شہر کے اندر دفن ہیں ان کی بھی زیارت کرے اور نفس زکیہ محمد بن عبداللہ بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہم شہر کے قریب شامی دروازے کی طرف دفن ہیں ان کی بھی زیارت کرے اور حضرت اسماعیل بن جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شہر پناہ کے اندر ہے۔ بقیع سے واپسی میں ان کی بھی زیارت کرے۔ بقیع میں داخل ہوکر یہ پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ فَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ،
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَهُمْ.

پھر اس کے بعد جن لوگوں کے نشان معلوم ہوں ان کی زیارت کرے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر سلام اس طرح کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ

اَلْخُلَفَآءِ الرَّشِدِیْنَ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ذَالنُّوْرَیْنِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُجَهِّزَ جَیْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعَیْنِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْهِجْرَتَیْنِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا جَامِعَ الْقُرْاٰنِ بَیْنَ الدَّفَّتَیْنِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَبُوْرًا عَلَی الْاَکْدَارِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَهِیْدَا الدَّارِ! اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه'.

زیارت شہدائے احد:

مدینہ منورہ سے شمال کی جانب تین میل کے قریب وہ مقدس پہاڑ ہے، جس کے متعلق سردار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُحُد'' جَبَل'' یُحِبُّنَا وَنُحِبُّه' کہ احد ہم کو محبوب رکھتا ہے اور ہم احد کو۔

۳ھ کا مشہور واقعہ جس کو غزوہ احد کہتے ہیں اسی جگہ ہوا تھا، شہداء احد اور جبل احد اور اس کی مساجد کی زیارت پاک وصاف ہو کر جمعرات کے روز فجر کی نماز کے بعد سویرے سویرے مستحب ہے تاکہ ظہر کی نماز مسجد نبوی ﷺ میں واپس آ کر مل سکے۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار اسی جگہ ہے، اول مسجد حمزہ میں دو رکعت نفل پڑھے، اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور نہایت سکون و وقار کے ساتھ سلام عرض کرے اور آداب زیارت کا پورا پورا لحاظ رکھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہی کے پاس عبداللہ بن جحش اور مصعب بن عمیرہ رضی اللہ عنہم مدفون ہیں، ان پر بھی سلام عرض کرے پھر اور باقی شہدا پر سلام پڑھے۔ مشہور یہ ہے کہ وہاں پر ستر (۷۰) شہدا آرام فرما ہیں۔

جبل احد پر رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم جبل احد پر آ ؤ تو اس کے درخت سے کچھ کھاؤ، اگرچہ درخت خار دار ہی ہو۔ اس لئے وہاں کی چیزوں میں سے کچھ کھا لینا مستحب ہے۔

زیارت مساجد:

مدینہ منورہ میں علاوہ مسجد نبوی ﷺ کے شہر کے آس پاس اور بہت سی مساجد ہیں جن میں

سید المرسلین محبوب رب العالمین ﷺ یا آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھی ہے ان کی زیارت بھی مستحب ہے، ان میں سے بہت سی مسجدیں اس وقت تک آباد ہیں اور بہت سی منہدم اور غیر آباد ہیں۔ زمانہ نبوی ﷺ کی تعمیر وہیئت پر اس وقت کوئی مسجد موجود نہیں ہے بلکہ بعد میں ان کی بہت سی دفعہ تجدید ہو چکی ہے۔ مگر چونکہ جگہ وہی ہے اس لئے آثار برکت ورحمت سے خالی نہیں ہے۔ مختصر طور سے ناظرین کے فائدہ کے خیال سے مشہور مساجد کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱۔ مسجد قبا: مدینہ منورہ سے جنوبی غربی جانب میں مسجد نبوی ﷺ سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے، یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور بنی عوف میں قیام فرمایا تو آپ نے مع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے دست مبارک سے اس کو تعمیر فرمایا اور مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ تمام مساجد سے افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر مدینہ منورہ سے مسجد قبا تشریف لایا کرتے۔ جس روز جی چاہے پیدل یا سواری پر مسجد قبا کی زیارت کی جائے مگر شنبہ (ہفتہ) کے روز افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اِنَّ صَلاۃَ رَکْعَتَیْنِ فِیْہِ کَعُمْرَۃٍ کہ مسجد قبا میں دو رکعت کا ثواب مثل عمرہ کے ہے۔

۲۔ مسجد جمعہ: قبا کے نئے راستے سے شرق کی جانب وادی ''رانونا'' میں ''بستان الجزع'' کے پاس ہے۔ اس جگہ ''بنو سالم'' آباد تھے۔ سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ ﷺ نے اسی مسجد میں پڑھا۔

۳۔ مسجد مصلیٰ یا مسجد غمامہ: ''مناخہ'' کے جنوب وغرب میں ہے۔ اسی جگہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔

۴۔ مسجد سقیا: ''باب عنبریہ'' کے قریب ریلوے اسٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے، جس کو قبۃ الرؤس کہتے ہیں۔ اس میں ایک کنواں ہے جس کو ''بیر السقیا'' کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کو تشریف لے جاتے ہوئے اس جگہ نماز ادا فرمائی تھی اور اہل مدینہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔

۵۔ مسجد احزاب یا مسجد فتح: ''جبل سلع'' کے غربی کنارہ پر ہے۔ غزوۂ احزاب میں یعنی جب تمام کفار مدینہ منورہ پر مجتمع ہو کر چڑھ آئے تھے اور خندق کھودی گئی تھی اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ تین روز پیر، منگل اور بدھ کو دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

۶۔ مسجد ذباب: جبل اُحد کے راستہ میں ''ثنیۃ الوداع'' سے اتر کر احد کے راستہ کے بائیں

جانب جبل ذباب ہے، اس پر یہ مسجد ہے۔ غزوہ خندق میں اس جگہ خیمہ نبوی ﷺ نصب ہوا تھا اور اس جگہ حضور ﷺ نے نماز بھی پڑھی تھی۔

۷۔ مسجد قبلتین: مدینہ منورہ کے شمال وغرب میں ''وادیٔ عقیق'' کے قریب ایک ٹیلہ پر ہے، اس میں ایک محراب[۱] بیت المقدس کی طرف سے اور دوسری کعبہ کی جانب۔ چونکہ تحویل قبلہ کا واقعہ اسی مسجد میں ہوا تھا اس وجہ سے اس کو ''مسجد قبلتین'' کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ تحویل قبلہ کا واقعہ مسجد قبا میں ہوا تھا۔

۸۔ مسجد الفضیخ: ''عوالی'' کے شرق میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ یہود بنی نضیر کے محاصرہ کے وقت نماز پڑھی تھی اور فضیخ کھجور کی شراب کو کہتے ہیں۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ شراب نوشی میں مشغول تھے، جب تحریم شراب کی آیت نازل ہوئی اور ان کو اطلاع ملی تو انہوں نے فوراً سارے مٹکے شراب کے گرا دیئے، اس لئے اس کو مسجد فضیخ کہتے ہیں، اس کا نام مسجد شمس بھی ہے، چونکہ بلندی پر ہے اور آفتاب کا طلوع اور جگہ سے پہلے یہاں نظر آتا ہے۔

۹۔ مسجد بنی قریظہ: مسجد فضیخ سے شرق کی طرف تھوڑے فاصلے پر ہے۔ یہود بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ قیام فرمایا تھا اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو یہود نے حکم قرار دیا تھا، انہوں نے اسی جگہ فیصلہ سنایا تھا کہ مردوں کو قتل کیا جائے، بچوں اور عورتوں کو قید کیا جائے۔

۱۰۔ مسجد بنی ظفیر یا مسجد البغلہ: بقیع سے شرق کی جانب ''حرہ واقم'' کے کنارے پر واقع ہے۔ قبیلہ بنی ظفیر اس جگہ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ یہاں تشریف فرما ہوئے اور ایک صحابی کو قرآن مجید پڑھنے کو ارشاد فرمایا۔ جب قاری آیت: ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾[۲] (سورہ نسا: ۴۱) پر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ پر گریہ طاری ہوگیا۔ ریش مبارک تر ہوگئی اور روتے ہوئے فرمایا: اے میرے رب! جو لوگ میرے سامنے موجود ہیں ان پر تو میں گواہ ہوں گا، لیکن جن لوگوں کو میں نے نہیں دیکھا ان پر کیسے ہوں گا؟

---

۱ اب صرف ایک محراب کعبہ کی جانب ہے۔

۲ پھر کیا حال ہوگا؟ (کفار کا) جب ہم بلائیں گے، ہر امت میں سے ایک گواہ (یعنی ان کا رسول) اور (اے محمد ﷺ) آپ کو لائیں گے ان لوگوں پر گواہ۔

مسجد کے قریب ایک پتھر میں حضور کے ﷺ خچر کے سُم کا نشان ہے، اس وجہ سے اس کو مسجد البغلہ بھی کہتے ہیں۔

۱۱۔ مسجد الاجابہ: بقیع کے شمال کی جانب ''بستان سماں'' کے پاس ہے۔ اس جگہ بنو معاویہ بن مالک بن عوف رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک روز اس جگہ تشریف لائے اور نماز پڑھ کر دیر تک دعا میں مشغول رہے، اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین درخواستیں کیں:

ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط سالی کے عذاب سے تباہ نہ فرمایئے۔ دوسری یہ کہ میری امت کو غرق عام سے ہلاک نہ فرمایئے، یہ دونوں دعائیں مقبول ہوگئیں۔ تیسری یہ کہ باہم اختلاف اور خانہ جنگی نہ ہو، یہ منظور نہیں ہوئی۔

۱۲۔ مسجد سجدہ یا مسجد البحیر: ''بستان بحیری'' اور ''بساتین صدقہ'' کے درمیان میں ہے۔ اس جگہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی تھی اور بہت طویل سجدہ کیا تھا۔

۱۳۔ مسجد اُبی: بقیع کے متصل ہے، اس جگہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، رسول اللہ ﷺ یہاں تشریف لاتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔

۱۴۔ مسجد بنی حرام: ''مسجد فتح'' کو جاتے ہوئے ''جبل سلع'' کی گھاٹی میں داہنی طرف ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ بھی نماز پڑھی ہے۔ اس کے قریب ایک غار ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے۔ اور ایام غزوۂ خندق میں اس غار میں آپ رات کو آرام فرماتے تھے۔ اس غار کی بھی زیارت کرنی چاہئے۔

۱۵۔ مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ: مسجد مصلی کے قریب شمال کی جانب ہے۔

۱۶۔ مسجد علی رضی اللہ عنہ: یہ بھی مصلی کے قریب ہے۔

۱۷۔ مسجد ابراہیم بن محمد رسول اللہ ﷺ: ''عوالی'' میں مسجد بنی قریظہ سے شمال کی جانب واقع ہے۔ یہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی جائے پیدائش ہے اور حضور ﷺ نے اس جگہ نماز پڑھی ہے۔

آبار یعنی کنوئیں

مدینہ منورہ میں اس وقت چوبیس نہریں ہیں۔ لیکن قرون اولیٰ میں کوئی نہر نہ تھی۔ اس وقت اہل مدینہ منورہ کنوؤں کا پانی پیتے تھے، بعض کا پانی شیریں تھا اور بعض کا شور (کھارا) جن کنوؤں

سے رسول اللہ ﷺ نے پانی پیا تھا، ان کی زیارت کرنی چاہئے اور تبرکا پانی بھی پینا چاہئے، ایسے کنویں بہت سے تھے، لیکن اس وقت سب موجود نہیں ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ سترہ (۱۷) کنوئیں تھے، ان میں سے مشہور کنوئیں یہ ہیں۔

۱۔ بیر اریس:[۱] مسجد قبا کے متصل غربی جانب ہے اس کے نیچے کے حصے میں دو دھانے کھلے ہوئے ہیں جن سے پہاڑی چشموں کا پانی آتا ہے، تیسرا دھانہ ''نہر زرقا'' کا ہے وہ کنوئیں میں شامل ہوکر آگے چلی جاتی ہے اس کا پانی نہایت صاف اور شیریں ہے، رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ تشریف لائے اور اس میں پاؤں لٹکا کر من (منڈیر) پر بیٹھ گئے، اس کے بعد حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم تشریف لائے اور آپ ﷺ کی اتباع میں اسی طرح بیٹھ گئے۔ آپ نے اس کا پانی پیا اور اسی سے وضو کیا اور لعاب مبارک بھی اس کنوئیں میں ڈالا، اس کنوئیں کو بیر خاتم بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس میں خاتم نبوت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر گئی تھی۔ آپ نے بہت تلاش کرائی مگر نہیں ملی، اب یہ کنواں خشک ہوگیا ہے اور ویران پڑا ہے۔

۲۔ بیر غرس: موضع ''قربان'' میں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پر شمال مشرق میں واقع ہے اس کے پانی سے حضور ﷺ نے وضو کیا ہے اور پی بھی ہے اور لعاب مبارک اور شہد بھی اس میں ڈالا ہے۔

۳۔ بیر بضاعہ۔[۲] شامی دروازہ سے باہر نکل کر دروازہ کے متصل ''باغ جمل اللیل'' میں ہے۔ اس میں بھی حضور ﷺ نے اپنا لعاب ڈالا ہے اور برکت کی دعا فرمائی ہے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو لوگ اس کو اس کنوئی کے پانی سے غسل دیتے تھے، اللہ تعالیٰ شفا عطا فرما دیتے تھے۔

۴۔ بیر بُصّہ: قبا کے راستے میں بقیع کے متصل ہے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے، تو اس کنوئیں پر آپ ﷺ نے سر مبارک دھویا اور غسل فرمایا تھا، اس جگہ دو کنوئیں ہیں، ایک چھوٹا، دوسرا بڑا، اس میں اختلاف ہے کہ بیر بصہ کون سا ہے؟ صحیح یہ ہے کہ بڑا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ دونوں سے تبرک حاصل کرے۔

---

[۱] اریس بروزن جلیس ایک یہودی کا نام ہے جو اس کنویں کا ملک یا بانی تھا۔

[۲] اس کنویں کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کنویں کے مالک کے نام ہے۔

۵۔ بیر حا:[۱] باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر ہے، یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا باغ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس جگہ جلوہ افروز ہوتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے۔ جب آیت شریفہ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمرن: ۹۲) نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آکر عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے زیادہ محبوب مال مجھے ''بیر حا'' ہے لہٰذا یہ خدا کے لئے صدقہ ہے جہاں آپ چاہیں صرف کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ دیا کہ اس کو اپنے اقارب پر وقف کردو۔ یہ کنواں مربع ہے، اس وقت باغ نہیں ہے، صرف دو کھجوریں کھڑی ہیں۔ اس وقت یہ کنواں ایک مکان کے گوشہ میں آیا ہوا ہے جس کے پاس زمین کا کچھ قطعہ خالی پڑا ہوا ہے۔

۶۔ بیر غہن: ''عوالی'' میں مسجد قبا سے مشرق میں مسجد شمس کے قریب ہے۔ اس سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے، اب اس کا پانی شور (کھارا) ہے اس کو بیر الیسرہ بھی کہتے ہیں۔

۷۔ بیر عثمان رضی اللہ عنہ:[۳] مدینہ منورہ کے شمال وغرب میں ''وادیٔ عقیق'' کے کنارے پر جنگل میں مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے، یہ کنواں ایک یہودی کا تھا اور اس کا پانی بہت شیریں اور صاف تھا، یہودی اس کنویں کا پانی فروخت کرتا تھا۔

مسلمانوں کو پانی کی بہت تکلیف تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کے خریدنے کی ترغیب دلائی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے نصف کنواں بارہ ہزار درہم سے خرید کر مسلمانوں پر وقف کردیا اور یہودی سے کہا کہ کہو تو میں اپنے نصف پر گھیڑی لگالوں اور کہو تو باری مقرر کرلوں؟ یہودی نے اسی کو منظور کیا کہ ایک روز تمہارے لئے اور دوسرا میرے لئے، لیکن جب یہودی نے دیکھا کہ مسلمان ایک روز میں دو روز کا پانی بھر لیتے ہیں اور میرا پانی نہیں بکتا تو پریشان ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ بقیہ نصف بھی آپ ہی خرید لیجئے! چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آٹھ ہزار درہم میں اس کو بھی خرید لیا اور سارا کنواں وقف کردیا۔

یہ سات کنوئیں مشہور ومعروف ہیں، ان کو ''ابیار سبعہ'' کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کنوئیں ہیں جن کا پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا ہے۔ مثلاً:

---

[۱] یہ کنواں اصطفا منزل کے برابر والی گلی میں ہے۔ [۲] تم ہرگز حاصل نہیں کرسکتے نیکی (ثواب یا جنت کے درجات) کو یہاں تک کہ خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو تم کو محبوب ہیں۔ [۳] اب بیر رومہ کو بیر عثمان کہتے ہیں۔

۱۔ بیر انا[1]	۲۔ بیر اعواف	۳۔ بیر انس	۴۔ بیر حضارم
۵۔ بیر سقایہ	۶۔ بیر انی ایوب	۷۔ بیر عروہ	۸۔ بیر ذردان[2]
۹۔ بیر قویم	۱۰۔ بیر صفیہ	۱۱۔ بیر بویطہ	۱۲۔ بیر فاطمہ

آدابِ واپسیٔ وطن

سلام وداع:

جب سردارِ دو عالم، تاجدارِ مدینہ، آقائے نامدار، محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور مساجد و مشاہد کی زیارت سے فارغ ہو جائے اور ارادہ وطن کی طرف واپسی کا ہو تو مسجد نبوی ﷺ میں یا محراب نبوی ﷺ میں یا اس کے قریب جہاں جگہ ملے دو رکعت نماز پڑھے، اس کے بعد مرقد اطہر ﷺ پر حاضر ہو کر سلام پڑھے، پھر دین و دنیا کی حاجت کے لئے اور حج و زیارت کے قبول ہونے اور گھر عافیت کے ساتھ پہنچنے کی دعا مانگے اور کہے:

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ نَبِیِّکَ وَ مَسْجِدِہٖ وَ حَرَمِہٖ وَیَسِّرْلِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْعُکُوْفَ لَدَیْہِ وَارْزُقْنِیْ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَ رُدَّنَا اِلٰی اَھْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ. آمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّحِمِیْنَ.

اے میرے اللہ! آپ اپنے نبی (ﷺ) مسجد نبوی ﷺ حرم نبوی ﷺ کی اس زیارت کو آخری نہ کر، بلکہ میرے لئے دوبارہ آنا اور ٹھہرنا سہل اور آسان فرما، ان کی حضوری میں اور میرے لئے سلامتی اور عافیت دین و دنیا کی مقدر فرما اور میں اپنے گھر عافیت اور سلامتی کے ساتھ جاؤں اجر و ثواب لے کر یا ارحم الراحمین! مقدر فرما دیجئے، میرے لئے۔

اور اس وقت جس قدر حزن و ملال رنج و غم کا اظہار ہو سکے کرے اور آنسو نکالنے کی کوشش

---

[1] یہ اب موجود نہیں۔ [2] جس میں لبید یہودی نے آپ ﷺ پر سحر کر کے بال کنگھے میں باندھ کر دفن کئے تھے۔

کرے، اس وقت آنسوؤں کا نکلنا اور قلب کے اوپر حزن کا غلبہ ہونا قبولیت کی علامت ہے، پھر روتا ہوا اور مفارقت دربار پر حسرت وافسوس کرتا ہوا چلے اور جو کچھ میسر ہو، فقرائے مدینہ پر صدقہ کرے اور اس سفر کی دعائیں پڑھتا ہوا چلے، جن کا بیان آداب سفر میں شروع کتاب میں ہو چکا ہے، کھجور، خاک شفا، ساتوں کنوؤں کا پانی، غسالہ شریف تبرکات ساتھ لائے۔

مدینہ منورہ سے جدہ:

مدینہ منورہ میں ہندوستان اور پاکستان جانے والے جہازوں کی خبر رکھنی چاہیے، جس جہاز سے ارادہ ہو اس کی روانگی سے اتنے پہلے مدینہ منورہ سے چلنا چاہیے کہ ایک دو روز[1] پہلے جدہ پہنچ جاؤ، جو لوگ جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم کرنے کا پہلے سے اہتمام نہیں کرتے ان کو جدہ میں بعض دفعہ دو تین ہفتہ جہاز کے انتظار میں لگ جاتے ہیں جس سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ پہلے سفر کی ترتیب قائم کر لی جائے تا کہ کوئی دقت پیش نہ آئے، اب یہ طریقہ ہے کہ جس جہاز سے آپ جائیں گے، اسی جہاز سے واپس آنا ہوگا، جہاز میں سوار ہوتے وقت بردباری اور ہوشیاری سے کام لو، کہ خود بھی تکلیف نہ اٹھاؤ اور دوسروں کو بھی تکلیف نہ پہنچاؤ۔

وطن کے قریب پہنچنا:

جب اپنا شہر یا گاؤں قریب آجائے تو یہ دعا پڑھو:

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

اور گھر کسی آدمی سے اپنے آنے کی پہلے اطلاع کرادو اور رات کے وقت شہر میں داخل نہ ہو، بلکہ صبح کے وقت یا شام کے وقت داخل ہو اور شہر میں داخل ہو کر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کر دو، بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو اور جب گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھو:

تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا.

پھر گھر میں دو رکعت نماز پڑھو اور حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے سلامتی اور عافیت کے ساتھ سفر کو پورا فرمایا اور اس سعادت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ سے مشرف فرمایا:

---

[1] معلم بتا دیتے ہیں کہ کتنے یوم قبل جدہ پہنچنا ہے۔

حجاج کا استقبال:

جب حاجی لوگ حج سے واپس آئیں تو ان سے ملاقات کرو، سلام و مصافحہ کرو اور ان کے گھر پہنچنے سے پہلے اپنے لئے دعا کراؤ، حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے، یہی سلف[1] کا دستور تھا کہ حجاج کی مشایعت اور ان کا استقبال کرتے اور ان سے دعا کراتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: إِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ، فَإِنَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ. (رواہ احمد مشکاۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حاجی سے ملاقات کرو تو سلام اور مصافحہ کرو اور اس کے گھر داخل ہونے سے پیشتر اپنے لئے دعا کی درخواست کرو، کیونکہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

---

[1] قال الامام الغزالی فی الاحیاء (۲۱۶/۱) وقد کان من سنة السلف رضی اللہ عنہم ان یشیعو الغزاة وان یستقبلوا الحجاج ویقبلوا بین اعینهم ویسالوهم الدعاء ویبادون ذلک قبل ان یتدنسو بالاثام. قوله: قبل ان یدخل بیته ای الاولیٰ ذلک قاله العزیزی، وقال الحنفی: ای لاولیٰ المتاکد ذلک و الا فطلب طلب الاستغفار منه ولو بعد دخول البیت الی ان یمضی نحو عشرة ایام من ربیع الاول فلا یطلب حینئذ، فیطلب منه فی ذی الحجة و محرم و صفر و بعض ربیع. (۲۱۸/۱) وقال العزیزی (۲۷۹/۱) تحت حدیث: اللهم اغفر للحجاج ولمن استغفرله الحجاج، فیتاکد طلب الاستغفار من الحاج لیدخل فی دعاء المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم والاولیٰ کون الطلب قبل دخول بیته، قال المناوی: وفی حدیث اورده الاصبهانی فی ترغیبه، یغفرله بقیة ذی الحجة ومحرم و صفر وعشرا من ربیع الاول، وروی موقوفاً عن عمر، قال ابن العماد رواه احمد مرفوعاً والبیهقی، قال المناوی: وكذا الحاكم عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ وقال: صحیح.

اس سے معلوم ہوا کہ حاجیوں سے دعا کرانے کا اول اور بہتر وقت ان کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہے، لیکن بعد میں بھی دعا کرانے میں کچھ حرج نہیں جیسا کہ دوسری روایت سے ثابت ہے کہ ذی الحجہ، محرم، صفر اور دس ربیع الاول تک اس کا وقت ہے۔ (سعید احمد غفرلہ)

اس روایت سے حجاج کا استقبال اور ان سے دعا کرانا ثابت ہوتا ہے اور اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں مگر استقبال میں آج کل چند خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں:

ایک تو یہ کہ خود اکثر حجاج کو بھی اپنے استقبال کا حد سے زیادہ اہتمام ہوتا ہے اور پہلے سے انتظام کیا جاتا ہے کہ جس قدر ہو سکے لوگوں کو انبوہ کثیر ہوتا کہ حاجی صاحب کی شان اور عظمت ہو، تار پر تار دیئے جاتے ہیں، خاص ہدایات کی جاتی ہیں، جس کا منشار یا اور فخر ہوتا ہے اور ریا اور فخر سے سارا ثواب اکارت ہو جاتا ہے۔

دوسری خرابی یہ ہوتی ہے کہ استقبال اور مشایعت کرنے والے اپنے شوق اور جذبات محبت سے یا اپنی حماقت اور جہالت اور بے حسی سے اس قدر بے خود ہو جاتے ہیں کہ ان کو دوسروں کی تکلیف اور اور اذیت کی قطعاً پرواہ نہیں رہتی، خوب دھکم دھکا ہوتی ہے، بعضے لوگوں کے چوٹ بھی لگ جاتی ہے۔ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ استقبال اور مشایعت زیادہ سے زیادہ مندوب ہے اور مسلمانوں کو تکلیف دینا حرام ہے۔ ایک امر مندوب کی وجہ سے حرام کا ارتکاب کرنا اہل عقل سے بعید ہے۔ ایسے مواقع پر فہم سے کام لینا چاہئے، نہ خود بلا وجہ تکلیف اٹھاؤ اور نہ دوسروں کو تکلیف پہنچا کر گناہ کماؤ۔

تیسری خرابی یہ کہ بعض جگہ عورتیں اسٹیشنوں پر جا کر استقبال کرتی ہیں، ان کو جانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

چوتھی یہ کہ بعض جگہ حجاج کا جلوس نکالا جاتا ہے، اس میں باجہ وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ بعض دفعہ حاجی کو بوجہ ضعف طبعی یا بیماری، کثرت ملاقات اور مصافحہ سے تکلیف ہوتی ہے مگر لوگ نہیں مانتے، ایسے وقت صرف مجمع کی شرکت کافی ہے۔ کیونکہ ایسے وقت مصافحہ و معانقہ کرنا اور پھر مکرر سہ کرر کرنا سخت تکلیف کا باعث ہوتا ہے، گو حاجی بے چارہ مروت کی وجہ سے اس کا اظہار نہ کرے لیکن تم کو خود سوچنا چاہئے کہ یہ امر موجب راحت یا کلفت؟

حج کے بعد قابل اہتمام چیزیں

جن میں اکثر لوگ کوتاہی کرتے ہیں

۱۔حج میں افتخار واشتہار نہ کرنا چاہئے:

سفرِ حج شروع کرنے سے پہلے نیت خالص کرو، نام ونمود یا حاجی کہلانے کے لئے اگر حج کیا جائے تو ثواب نہ ہوگا، اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں بیٹھتے ہیں اپنے حج کے تذکرے کرتے ہیں اور واقعات مبالغہ سے بیان کرتے ہیں اور مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں پر ان کا حاجی ہونا ظاہر ہوجائے۔کبھی اپنے سفر خرچ کو بیان کرتے ہیں، کبھی صدقہ وخیرات کو جتاتے ہیں، حالانکہ یہ سب چیزیں ثواب کو کھونے والی ہیں، حق تعالیٰ کفار کو مذمت فرماتے ہیں۔

﴿يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا﴾ (بلد: ٦)

کہ کافر خرچ کرکے گاتا پھرتا ہے کہ میں نے مال کے ڈھیر خرچ کردیئے۔اگر کوئی شخص کچھ دریافت کرے یا کوئی خاص مصلحت ہو تو بیان کرنے کا مضائقہ نہیں لیکن بے فائدہ یا فخر وریا کے لئے بیان کرنا بہت برا ہے۔

۲۔حج کا تذکرہ ہر ایک سے نہ کرنا چاہئے:

حج کا تذکرہ ہر ایک شخص سے نہ کرنا چاہئے، کیونکہ تذکرہ میں اندیشہ ہے ریا اور فخر پیدا ہونے کا اور ریا وفخر کی نیت سے تذکرہ کرنا تو برا ہے ہی، لیکن بعض محققین صوفیا تو بعض اوقات ایسے تذکرے کو بھی منع کرتے ہیں جو بظاہر طاعت معلوم ہوتا ہے۔مثلاً: وہاں کے محاسن اور فضائل بیان کرنا، جس سے وہاں جانے کا شوق اور رغبت پیدا ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ تین قسم کے لوگ ہیں:

ایک وہ جن پر حج فرض ہے، ان کے سامنے تو ترغیبی مضامین بیان کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

دوسرے وہ لوگ جن پر حج فرض نہیں ہے، لیکن ان میں حج کی طاقت اور گنجائش ہے اور ان کو حج کرنے کے لئے جانا منع نہیں ہے ان کے سامنے بھی بیان کرنا جائز ہے۔

تیسرے وہ لوگ جن پر حج فرض نہیں اور ان کو حج کے لئے جانا بھی منع ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کو مالی استطاعت نہیں اور مشقت پر صبر وتحمل کی بھی قدرت نہیں، ایسے لوگوں کے سامنے ایسے واقعات اور مضامین بیان کرنا کہ جن سے ان کو حج کا شوق پیدا ہو اور ان کے پاس سامان ہے نہیں، ظاہری نہ باطنی، تو خواہ مخواہ پریشانی میں مبتلا ہوں گے۔ جس سے ناجائز امور میں مبتلا ہوجانے کا بھی اندیشہ ہے۔

۳۔ سفر حج کی تکالیف بیان کرنا:

بعض لوگ سفر حج کی تکالیف لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں، ایسا نہ کرنا چاہئے، گو واقعی تکالیف کیوں نہ ہوں۔ اس قسم کے واقعات بیان کرنے سے بہت سے لوگ حج سے رک جاتے ہیں، اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہوتا ہے جنہوں نے ان کو اس قسم کے واقعات سنائے اور وہ ڈر گئے اور پھر بہت سے لوگ واقعات میں حد سے زیادہ مبالغہ کرتے ہیں جو سخت گناہ ہے۔ سفر حج ایک طویل سفر ہے، جس میں ریل، بحری جہاز، ہوائی جہاز، موٹر لاری وغیرہ پر سوار ہونا پڑتا ہے۔ دوسرا ملک ہوتا ہے، اکثر لوگ زبان سے ناواقف ہوتے ہیں، ایسی صورت میں تکالیف کا پیش آنا ظاہر ہے، مگر باوجود ان سب باتوں کے خدا کا فضل ہے کہ حجاج کو بہت کم تکلیف ہوتی ہے، ایسی تکالیف تو بہت کم پیش آتی ہیں، جن سے ہلاکت کا اندیشہ ہو، اپنی بے احتیاطی سے کوئی صورت پیش آجائے یہ امر آخر ہے، اپنے ملک میں جب ہم سفر کرتے ہیں تب بھی سفر میں تکلیف پیش آجاتی ہے، تو وہاں کی تکالیف اتنے طویل سفر میں حج جیسی نعمت عظمیٰ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ پھر ان تکالیف کا ثواب بھی ملتا ہے، اس لئے وہاں کے واقعات ایسے طور سے نہ بیان کرو کہ دوسرے لوگون کی ہمت ٹوٹ جائے اور حج کا ارادہ ہی نہ کریں، وہاں کی تکالیف بیان کر کے لوگوں کو روکنا اور ڈرنا ﴿وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (حج: ۲۵) ”روکتے ہیں اللہ کے راستے اور مسجد حرام سے“ میں داخل ہے۔ ہاں! اگر کوئی عقل مند، ہوشیار شخص ایسے طریقہ سے تکالیف کا تذکرہ کرے جس سے دوسرے لوگوں پر اثر نہ پڑے اور ان تکلیفوں کا انتظام ہوجائے اور لوگ ان کا ازالہ کی طرف متوجہ ہوجائیں تو مضائقہ نہیں، بلکہ ایسے لوگوں کو ضرور وہاں کے صحیح حالات سنائے جائیں جو ان کی تدبیر کرسکتے ہوں، تاکہ وہ لوگ اس کی تدبیر کریں اور حاجیوں کو آرام ملے۔

۴۔حج کے بعد اعمال صالحہ کا مزید اہتمام:

حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد اعمال صالحہ کا اہتمام اور پابندی زیادہ ہوجائے، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت بڑھ جائے اور پہلی حالت سے بہتر ہوجائے۔اس لئے حج کے بعد اپنے اعمال واخلاق کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے اور طاعت و عبادت میں خوب سعی کرنی چاہئے، معصیت اور اخلاق رذیلہ سے نفرت اور اجتناب کرنا چاہئے۔

خاتمہ اور دعا:

اپنی علمی بے بضاعتی کو دیکھتے ہوئے اس رسالہ کی تالیف وتصنیف کی قطعاً جرأت نہیں ہوتی تھی،[1] نیز اردو زبان میں کوئی ایسا رسالہ موجود نہیں تھا جس میں عام فہم طریق پر مسائل حج و زیارت تفصیل سے لکھے گئے ہوں، اس لئے بندہ نے حق تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے مولانا موصوف کی تعمیل ارشاد اور اپنے لئے ذخیرۂ آخرت کی نیت سے اس رسالہ کو شروع کیا۔

حق جل مجدہ' کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بہت قلیل مدت میں باوجود اپنی دیگر مشاغل کے اس کو پورا فرمانے کی توفیق بخشی۔اب مجھے اپنے معبود سے امید واثق ہے میری اس ناچیز تالیف کو محض اپنے فضل وکرم سے قبول فرما کر حجاج وزائرین کے لئے سفر میں بہتر رفیق ومعین اور میرے وناشر اور ناشر کے تمام اہل وعیال کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائیں گے اور ناظرین سے درخواست ہے کہ اپنی دعوات میں ہم سب کو بھی یاد رکھیں۔جزاکم اللہ تعالیٰ۔

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ، اَللّٰهُمَّ لاَ أُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ أَنْتَ کَمَا أَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ.

احقر ابوالمظفر سعید احمد اجراڑوی غفرلہ و رحمۃ اللہ علیہ

یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

مقیم مظاہر علوم، سہارن پور۔یوپی

[1] مگر مکرمی مولانا ظہور الحسن صاحب نے اپنے حسن ظن کی بنا پر اس کتاب کی تالیف پر بہت اصرار فرمایا۔

إِنْ أُرِيْدُ إِلَّا الاِصْلَاحَ مَاسْتَطَعْتُ
وَمَاتَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبِ

ضمیمہ رسالہ معلم الحجاج

ملقّب بہ

اغلاط الحجاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ طِيْنٍ، ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سَلَالَةٍ مِنْ مَّاءٍ مَّهِيْنٍ. ثُمَّ كَرَّمَهٗ وَ فَضَّلَهٗ عَلٰی كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَهٗ فِی الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الَّذِیْ أَذَّنَ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ، وَعَلَّمَهُمُ الْمَنَاسِکَ وَ أَوْضَحَ لَهُمُ الْمَسَالِکَ، وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ قُدْوَةُ النَّاسِكِيْنَ، وَعَلٰی مَنِ اتَّبَعَهُمْ أَجْمَعِيْنَ.

شکرِ نعمت

۱۳۱۵ھ میں حق تعالیٰ شانہ نے محض اپنے لطف و کرم سے اس ناکارہ کو بھی زیارت حرمین شریفین (زادہم اللہ شرفاً وتعظیماً) اور اس کے بعد پھر ۱۳۵۲ھ میں بھی یہ سعادت کبریٰ اور شریف عظیم حاصل ہوا، میری زبان اور قلم میں طاقت نہیں کہ اس رب کریم کی نعمتوں کے شکریہ کا ایک شمہ (قلیل مقدار) بھی ادا کرسکیں اور میرے لئے سوا اس کے چارہ نہیں کہ اعتراف عجز و قصور کرتے ہوئے یہ عرض کروں:

اَللّٰهُمَّ لَا أُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْکَ أَنْتَ کَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِکَ.

شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو
عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما

ان دونوں سفروں میں کتبِ مناسک (احکامِ حج) کے مطالعہ کا موقع ملا اور حجاج کے حالات بھی دیکھنے میں آئے، بہت سی باتیں ایسی نظر آئیں کہ جن میں اکثر حجاج غلطیاں کرتے ہیں، حتیٰ کہ جنایات احرام وحرم اور ان کی جزا وغیرہ سے بھی بہت سے لوگ ناواقف ہوتے ہیں اور ان میں بھی کثرت سے غلطیاں کرتے ہیں، جو پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ مناسک کی کتابوں کے مطالعے کا اہتمام نہیں کرتے اور ان پڑھ مسائل کے دریافت کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں، حالانکہ سفرِ حج شروع کرنے سے پہلے احکامِ حج کا معلوم کرنا فرض ہے۔

حج ایک ایسا اہم فریضہ ہے کہ ہر وقت ادا نہیں ہوسکتا اور اس کی تلافی اور قضا بھی ہر وقت ممکن نہیں، اس لئے اس میں نہایت اہتمام کی ضرورت ہے اور اس کی غلطیوں کا علاج کتب مناسک کا مطالعہ اور علما سے دریافت کرنا ہے، اردو میں بہت سے رسالے موجود ہیں جو احکامِ حج کے لئے کافی ہیں۔ محض معلموں پر اعتماد کرنا کافی نہیں، کیونکہ یہ لوگ خود اکثر مسائل سے واقف ہوتے ہیں، اگر واقف بھی ہوتے ہیں تو پابندی کا اہتمام نہیں کرتے۔

بعض باتیں ایسی ہیں کہ غلط مشہور ہیں یا ان کا عام طور سے غلط رواج ہوگیا ہے، چونکہ عام طور سے سب کرتے ہیں ان کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا اور دیکھا دیکھی اکثر لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں اور اردو کے رسائل میں ان کا تذکرہ بھی نہیں۔ اس وقت ایسی ہی غلطیوں کو جمع کرنے کا ارادہ ہے۔ اگرچہ ہم رسالہ ''معلم الحجاج'' میں بھی موقع بموقع ان میں سے کچھ غلطیاں ذکر کرچکے ہیں، لیکن حجاج کی سہولت اور اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں اس قسم کی اغلاط کو یکجا جمع کرتے ہیں، حق تعالیٰ قبول فرمائیں۔

سفرِ حج اور رسالہ ''معلم الحجاج'' کی تالیف کے وقت بھی بعض حضرات نے جمع کرنے کی فرمائش کی تھی، مگر اس وقت جمع کرنے کا موقع نہ ملا۔

حجاج سے امید ہے کہ غور سے اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں گے اور اپنے حج کو ممنوعات اور اغلاط سے محفوظ رکھنے کی سعی کریں گے تاکہ حج مبرور نصیب ہو اور ہم کو بھی مقامات مقدسہ میں دعا کے وقت یاد رکھیں گے۔

رَبَّنَا أَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

راستہ اور سفر کی غلطیاں:

۱۔ بہت سے لوگوں کو سفر میں دیکھا کہ نماز بالکل ترک کر دیتے ہیں، بعض پڑھتے تو ہیں مگر اہتمام نہیں کرتے، کم ہمتی اور سستی سے کبھی قضا کر دیتے ہیں، کبھی مکروہ وقت میں پڑھتے ہیں، ایک فرض ادا کرنے جاتے ہیں اور روزانہ کے پانچ فرض چھوڑ دیتے ہیں۔ نماز ترک کرنا بڑا سخت گناہ ہے، جو لوگ نماز کا اہتمام نہیں کرتے وہ حج کی برکات سے محروم رہتے ہیں، ایسے لوگوں کا حج مبرور و مقبول بھی نہیں ہوتا۔ حاجی کو تو نماز کا بہت زیادہ اہتمام کرنا چاہئے کہ وہ دربار خداوندی میں حاضر ہو رہا ہے، وہاں ایسی حالت میں جانا بڑ بدنصیبی ہے۔

۲۔ بعض لوگ نماز کے تو پابند ہوتے ہیں، مگر نماز کے مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں۔ ریل میں باوجود کھڑے ہونے پر قادر ہونے کے نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں، بعض استقبال قبلہ کو ریل میں ضروری نہیں سمجھتے، حالانکہ جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو اس کو بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے، ایسے ہی بلا استقبال قبلہ بھی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ اسٹیشن پر یا پاخانہ کے نل میں ریل میں پانی موجود ہوتا ہے، مگر بعض لوگوں کو نظافت طبع کا ہیضہ ہوتا ہے کہ اس پانی کو ناپاک سمجھتے ہیں اور اس سے وضو نہیں کرتے بلکہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ جب تک اس میں کوئی نجاست نہ ملی ہو، شرعاً وہ پانی پاک ہے، محض اس وجہ سے اس کو ناپاک نہیں کہہ سکتے کہ وہ پاخانے کے نل میں ہے یا ہر شخص اس کو استعمال کرتا ہے، اس پانی کے ہوتے ہوئے تیمّم کرنا جائز نہیں۔ بعضے آدمی کپڑے پر ہی تیمّم کر لیتے ہیں حالانکہ اس پر غبار[1] بھی نہیں ہوتا، ایسے کپڑے پر تیمّم کرنا جائز نہیں۔ ریل[2] کے تختے پر جو غبار ہوتا ہے اس سے تیمّم کرنا جائز ہے مگر اس کو ناپاک سمجھتے ہیں اور یہ کہہ کر اڑا دیتے ہیں کہ میاں! اس کا کیا اعتبار ہے؟

---

[1] ہر کپڑے پر ہاتھ مارنے سے جو غبار اڑتا ہے اس کا اعتبار نہیں، یہ مسئلہ لطائف رشیدیہ میں مفصل ہے۔ (شیر محمد)

[2] یعنی بیٹھنے کی جگہ، البتہ جوتوں وغیرہ کے غبار سے تیمّم نہ کیا جائے گا، کیونکہ عام طور پر وہ مٹی مشتبہ ہوتی ہے اور تیمّم کے لئے بالکل پاک مٹی ہونا ضروری ہے۔ (سعید احمد)

۴۔ بعضے اونٹ پر ہی نماز پڑھ لیتے ہیں، حالانکہ بلا عذر شرعی اونٹ پر فرض نماز جائز نہیں، البتہ مجبوری کے وقت جائز ہے۔

۵۔ بعض لوگ جہاز میں سارا راستہ قبلہ کا وہی رخ رکھتے ہیں جو ہندوستان و پاکستان میں ہے، حالانکہ جہاز میں قبلہ کا رخ بدلتا رہتا ہے۔ عدن کے قریب شمال کی جانب اور جدہ کے قریب شرق کی جانب ہوجاتا ہے۔ حجاج کے لئے ضروری ہے کہ سفر میں نماز پڑھنے کے مسائل بھی سفر شروع کرنے سے پہلے معلوم کرلیں۔ ''معلم الحجاج'' میں بھی ہم نے جہاز اور اونٹ وغیرہ پر نماز پڑھنے کے ضروری مسائل اور قبلہ نما کا نقشہ لکھا ہے، اس کو دیکھ لیا جائے۔

۶۔ بعض عورتیں بلا شوہر اور محرم کے حج کا سفر کرتی ہیں، بلا محرم حج کو جانا ناجائز اور گناہ ہے۔ ایسی عورتوں کو راستہ میں بعض اوقات بڑے خطرات پیش آتے ہیں اور اجنبی لوگوں کو سواری پر اترتے چڑھتے وقت ہاتھ لگانے کی نوبت آتی ہے، جو فتنہ سے خالی نہیں۔ عورت کے ساتھ جب تک محرم نہ ہو ہرگز حج کو نہ جائے اور وصیت کردے کہ اگر میں حج نہ کرسکوں تو میری طرف سے حج کرادیا جائے، مرنے کے بعد وصیت کی شرائط کے مطابق وارثوں کے ذمہ اس کی وصیت کا پورا کرنا واجب ہوگا، ورثا اگر اس کی وصیت پوری نہیں کریں گے تو وہ گناہ گار ہوں گے۔ وصیت کرنے والی حج نہ کرنے کے مواخذے سے بری ہوجائے گی، اگر وصیت نہ کرے گی تو اس کے ذمہ مواخذہ رہے گا۔

۷۔ سفر میں اکثر عورتیں پردہ کا اہتمام نہیں کرتے، بے پردہ عورتوں کو اور خصوصاً دوسرے ممالک کی عورتوں کو دیکھ کر بعض پردہ والی بھی بے پردہ ہوجاتی ہیں اور سفر حج میں بے پردگی کے گناہ میں مبتلا ہوجاتی ہیں، خود عورتوں کو اور ان سے زیادہ ان کے اولیا کو اہتمام کی ضرورت ہے کہ یہ زمانہ نہایت نازک ہے، شرعی ضروری پردہ کا اہتمام کرنا واجب ہے۔

۸۔ سفرِ حج میں لوگ آپس میں بہت لڑتے ہیں، بالخصوص جہاز پر سوار ہوتے وقت جگہ لینے پر ہی بہت لڑائیاں ہوجاتی ہیں۔ بعضے آدمی تو اس قدر حدود سے تجاوز کرجاتے ہیں کہ گالی گلوچ اور مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس مبارک سفر میں جنگ وجدال اور گالی گلوچ بہت بڑا گناہ ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (بقرہ: ۱۹۷)

حج کے چند مہینے معلوم ہیں، پس جو شخص ان میں حج (شروع) اور لازم کرلے تو حج میں نہ جماع (کرے) نہ گناہ اور نہ جھگڑا (کرے)۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

۱۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ! مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور جماع اور اس کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ گناہ کیا، تو وہ پاک ہو کر ایسا لوٹتا ہے، جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز (پاک تھا)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ لڑائی جھگڑا کرتے ہیں، ان کے گناہ معاف نہیں ہوتے اور ان کا حج بھی مقبول نہیں ہوتا۔ اس لئے حجاج کو اپنے رفقا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے۔ جہاز پر اور دیگر مواقع میں ہوشیاری سے کام کرنا چاہئے کہ نہ خود تکلیف اٹھاؤ نہ دوسروں کو تکلیف دو۔ خوش اخلاقی اور نرمی سے جو کام ہوتا ہے وہ غصہ اور زور سے نہیں ہوتا۔

احرام کی غلطیاں:

۹۔ بعضے لوگ احرام کی حالت میں سلی ہوئی چادر یا رزائی کے استعمال کو سلا ہوا ہونے کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احرام کی حالت میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ یہ ٹھیک تو ہے کہ احرام میں مردوں کو سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ سلی ہوئی چادر یا رزائی وغیرہ بھی منع ہے۔ احرام کی حالت میں ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے جو بدن کی ہیئت پر قطع کر کے سیا گیا ہو، جیسے کرتہ، پاجامہ، اچکن، واسکٹ اور بنیان وغیرہ۔ یہ مطلب نہیں کہ جس کپڑے میں بھی سیون ہو، وہ ناجائز ہے، ہاں!

افضل یہی ہے کہ احرام کے کپڑوں میں سلائی بالکل نہ ہو۔

۱۰۔ احرام کی نیت کرنے سے پہلے جو نفل پڑھے جاتے ہیں، ان کو بعضے آدمی سر کھول کر پڑھتے ہیں۔ بلا عذر سر کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے احرام کی نیت کرنے سے پیشتر سر ڈھانک کر نماز پڑھنی چاہئے۔ ہاں! احرام کی حالت میں سر ڈھانک کر نماز پڑھنا منع ہے۔

۱۱۔ بعضے آدمی احرام کے زمانہ میں بھی نماز میں اضطباع (داہنی بغل کے نیچے کو چادر نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا) کرتے ہیں، نماز میں اضطباع مکروہ ہے۔ اضطباع صرف طواف میں مسنون ہے۔ وہ بھی ہر طواف میں نہیں بلکہ جس طواف کے بعد سعی ہو۔ البتہ طواف زیارت کے بعد اگر سعی کرنی ہو اور احرام کے کپڑے اتار دیئے ہوں تو اضطباع نہ ہوگا۔

۱۲۔ احرام کی حالت میں چونکہ عورت کے لئے چہرہ کو کپڑا لگانا اور اسی طرح منہ چھپانا منع ہے کہ جس سے کپڑا منہ کو لگ جائے، اس لئے عام طور سے کراچی اور بمبئی میں ناریل کی جالی دار پنکھیاں بنائی جاتی ہیں اور عورتیں اس کو پیشانی پر لگا لیتی ہیں تا کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے۔ مگر ان پنکھیوں کو اکثر عورتیں ایسی طرح باندھتی ہیں کہ وہ پنکھیاں چہرے سے یا پیشانی سے چپک جاتی ہیں اور اس کے کنارہ پر باندھنے کے واسطے کپڑے کی پٹی بھی لگی ہوتی ہے، اس طرح باندھنا منع ہے۔ بلکہ ایسی طرح باندھنی چاہئے کہ سر کے اوپر رکھ کر چہرہ کے اوپر کھڑی[1] ہو جائے اور چہرے کو نہ لگے اور برقع کے پردے کو روک لے۔ مگر عام طور سے پنکھیاں اس قدر چھوٹی ہوتی ہیں کہ کپڑے کو اچھی طرح روک نہیں سکتیں بلکہ کپڑا منہ کو لگتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ موٹا سا پٹھا[2] لے کر چھجہ نما کر لیا جائے اور اس میں ڈوری یا تسمہ لگا لیا جائے، وہ اس پنکھی سے مضبوط اور اچھا رہتا ہے اور کپڑے کو چہرے پر نہیں لگنے دیتا۔

---

[1] چھجہ کی طرح [2] بعض حضرات کا تجربہ ہے کہ پٹھے کے بجائے انگریزی ٹوپ سے کام لیا جائے اور وہ اس طرح کہ ٹوپ کا پچھلا آدھا حصہ تو کاٹ کر علیحدہ کر دیا جائے اور اس کے بجائے تسمہ باندھ لیا جائے، تا کہ اگلا حصہ آگے کی طرف اٹھا رہے اور اس پر نقاب لٹکا رہے، اس طرح سر بھی نہیں کھلے گا اور احرام کا کپڑا بھی چہرے سے جدا رہے گا اور تشبہ بالنصاریٰ بھی نہیں ہوگا، اس لئے کہ کٹ جانے سے ٹوپ کی ہیئت بدل گئی۔ (ظہور)

طواف کی غلطیاں:

۱۳۔ اکثر مطوفین اور عام طور سے حجاج، طواف کی نیت حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر کرتے ہیں، اس طرح نیت کرنا منع ہے۔ بلکہ طواف کی نیت اس طرح کھڑے ہو کر کرنی چاہئے کہ نیت کرنے والے کا داہنا کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل ہو۔ اگر اس طرح کھڑے ہو کر نیت نہ کی، بلکہ اس جگہ سے آگے بڑھ کر کی، تو ایک چکر کا اعادہ آخر طواف میں بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک واجب ہوگا۔

۱۴۔ مطوفین طواف کی نیت کراتے وقت حج اسود کے مقابل ہونے اور تکبیر کہنے سے پہلے ہی ہاتھ کھانوں تک اٹھواتے ہیں اور اکثر حجاج ان کی دیکھا دیکھی ایسا ہی کرتے ہیں، حجر اسود کے سامنے آنے اور تکبیر کہنے سے پہلے ہاتھ اٹھانے بدعت ہیں۔ حجر اسود کا (طریق مذکور پر) استقبال کرنے کے بعد تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ بعضے ناواقف حجر اسود کی تقبیل کے وقت اس طرح درود پڑھتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیٍّ قبلک یہ الفاظ موہم کفر ہیں، ان کو ہو ہرگز نہ پڑھا جائے، درود شریف کے جو الفاظ مشہور اور صحیح ہیں وہ پڑھے جائیں۔

۱۵۔ حجر اسود کے استلام (یعنی حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کے وقت) بعضے آدمی ایسی بے عنوانیاں کرتے ہیں جس سے خود ان کو اور دوسروں کو بھی بعض اوقات سخت تکلیف پہنچتی ہے، حجر اسود کو بوسہ دینا صرف سنت ہے اور مسلمانوں کو تکلیف دینا حرام ہے۔ اس لئے دوسروں کو دیکھ کر تم زور آزمائی مت کرو، اگر موقع ہو تو بوسہ دے لو ورنہ ہجوم کے وقت دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ حجر اسود کو لگا کر چوم لو، اگر یہ نہ ہو سکے تو کوئی لکڑی وغیرہ حجر اسود کو لگا کر چوم لو، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کرو کہ ہتھیلیوں کے پشت اپنے چہرے کی طرف رہے اور یہ نیت کرو کہ یہ ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر و تہلیل کہہ کر ہتھیلیوں کو بوسہ دے لو۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خاص طور سے تاکید فرمائی تھی کہ دیکھو! تم

قوی آدمی ہو، حجر اسود کے استلام کے وقت لوگوں سے مزاحمت نہ کرنا، اگر جگہ ہو تو استلام کرنا ورنہ صرف استقبال کر کے تکبیر وتہلیل کہہ لینا۔

۱۶۔ حج کے زمانہ میں حجر اسود پر بعض لوگ خوشبو لگا دیتے ہیں، اس وقت محرم کو استلام نہ کرنا چاہئے، چونکہ اس سے خوشبو کا استعمال ہوگا اور محرم کو خوشبو کا استعمال منع ہے۔ بعضے آدمی احرام کی حالت میں ایسے وقت میں بھی بوسہ دیتے ہیں یا ہاتھ لگاتے ہیں، ایسے وقت بوسہ دینا اور ہاتھ لگانا منع ہے، ایسے وقت ہاتھ کا اشارہ کافی ہوتا ہے۔

۱۷۔ طواف کرتے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے اور طواف میں جہاں چاہتے ہیں بیت اللہ کی طرف منہ کر دیتے ہیں، البتہ حجر اسود کے استلام کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔ مگر اس وقت بھی دونوں پاؤں اپنی جگہ رہنے چاہئیں اور استلام کے بعد اسی جگہ سیدھا کھڑا ہو کر طواف کرنا چاہئے، جہاں استلام کرنے سے پہلے پاؤں تھے۔ اگر استلام کے بعد بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کی حالت میں پاؤں اپنی جگہ سے بیت اللہ کے دروازے کی طرف تھوڑے سے بھی ہٹ جائیں گے تو مکروہ تحریمی کا ارتکاب لازم آئے گا اور گناہ ہوگا اور طواف اگرچہ حنفیہ کے نزدیک باطل نہ ہوگا، مگر ترک واجب کی وجہ سے اعادہ واجب ہوگا۔

۱۸۔ حجر اسود کے چاروں طرف چاندی لگی ہوئی ہے، بہت سے ناواقف استلام کرنے والے اس چاندی پر ہاتھ لگاتے ہیں، اس کے اوپر استلام کے وقت ہاتھ لگانا منع ہے۔ ایسی طرح استلام کرنا چاہئے کہ چاندی کو ہاتھ وغیرہ نہ لگے۔

۱۹۔ استلام کے بعد عام طور سے لوگ پیچھے کو ہٹتے ہیں، جس سے بسا اوقات خود بھی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی تکلیف پہنچاتے ہیں، پیچھے کو نہ ہٹنا چاہئے، بلکہ اسی جگہ سیدھا کھڑا ہو کر طواف مثل سابق شروع کر دینا چاہئے جیسا کہ ابھی نمبر (۱۷) میں بیان کیا گیا ہے۔

۲۰۔ بعضے آدمی طواف شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کے علاوہ اور جگہ بھی بیت اللہ کو بوسہ دیتے ہیں اور التزام (لپٹنا) کرتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے۔ طواف کی ابتدا حجر اسود سے مسنون ہے، اس کے علاوہ اور کسی جگہ سے ابتدا کرنا بدعت ہے۔ ایسے ہی بعضے

ناواقف حجر اسود کو اول بوسہ دیتے ہیں اس کے بعد طواف کی نیت کرتے ہیں، یہ بھی خلاف سنت ہے، پہلے نیت کرنی چاہئے اس کے بعد بوسہ دینا چاہئے۔

۲۱۔ ایک بڑی مصیبت اس زمانہ میں یہ ہے کہ عورت اور مرد اکٹھے طواف کرتے ہیں اور بعض عورتیں بناؤ سنگھار کر کے جاتی ہیں اور بعض کے بعض اعضا کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور اژدھام کے وقت اجنبیوں سے لگ جاتے ہیں، شوافع کے نزدیک تو چونکہ عورت کو چھونا ناقص وضو ہے اس لئے مرد سے چھونے کی صورت میں ان کے نزدیک بوجہ وضو ٹوٹ جانے کے ان عورتوں اور مردوں کا طواف صحیح ہی نہیں ہوتا۔ اور حنفیہ کے نزدیک طواف تو ہو جاتا ہے مگر اس طرح مخلوط ہو کر طواف کرنا سخت گناہ ہے۔ اس مبارک و مقدس مقام پر تو بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔ عورتوں کو رات کے وقت، یا ایسے وقت طواف کرنا چاہئے جب مردوں کا ہجوم نہ ہو اور مردوں سے علیحدہ ہو کر کنارہ پر چلنا چاہئے۔

ایسے ہی حجر اسود کو ہاتھ لگانے اور بوسہ دینے کے لئے بھی مردوں کے ہجوم کے وقت عورتوں کو کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ جب ہجوم نہ ہو اس وقت استلام کریں، ہجوم کے وقت بوسہ نہ دیں، بلکہ نمبر (۱۵) کے مطابق عمل کریں۔ حکومت حجاز کو اس کا انتظام کرنا چاہئے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو اور بااثر لوگوں کو بھی اس کی سعی کرنی چاہئے اور جب تک کوئی انتظام نہ ہو، عورتوں کو اور عورتوں کے اولیا کو اس کا اہتمام کرنا چاہئے اور ایسے وقت میں طواف کرنا چاہئے کہ مردوں کا اژدھام نہ ہو۔

۲۲۔ بعضی عورتیں طواف کرتے وقت مطوف کا ہاتھ پکڑ لیتی ہیں، یا بعضی بلا محرم ان کے ساتھ ادھر ادھر زیارات کو چل دیتی ہیں۔ اس طرح ہاتھ پکڑ کر طواف کرنا ناجائز ہے، اجنبی مرد کو ہاتھ لگانا حرام ہے، اپنے محارم کے ساتھ طواف کرنا چاہئے، اجنبیوں کے ساتھ ادھر ادھر جانے سے بھی احتیاط کرنی چاہئے، ورنہ بعض دفعہ ناگفتنی واقعات پیش آجاتے ہیں۔

۲۳۔ بعضی عورتیں ''مقام ابراہیم'' یا ''حطیم'' وغیرہ میں نوافل پڑھنے کے لئے مردوں کے ساتھ مزاحمت کرنے لگتی ہیں اور شوق کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ ہوش ہی نہیں رہتا۔ یہ سخت غلطی ہے، مردوں کو بھی عورتوں کا خیال کرنا چاہئے اور ان سے مزاحمت نہیں کرنی چاہئے اور عورتوں کو

خود بھی احتیاط کرنی چاہئے، مردوں کے ہجوم کے وقت ایسی جگہ نہیں جانا چاہئے، مستحب کی خاطر حرام کا ارتکاب اور وہ بھی دربارِ خداوندی میں، بڑے شرم کی بات ہے!۔

۲۴۔ بعضے آدمی رکن یمانی کو بھی طواف کے وقت بوسہ دیتے ہیں، صحیح قول کے مطابق اس کو صرف ہاتھ لگانا چاہئے بوسہ نہ دیا جائے، ایسے ہی بیت اللہ کو، حجر اسود،[1] بیت اللہ کی دہلیز کے علاوہ اور کسی جگہ بوسہ دینا بھی خلاف سنت ہے۔ بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بیت اللہ کی دیوار کو ان دونوں جگہ کے علاوہ بوسہ دیتے ہیں اور علاوہ ملتزم کے اور جگہ بھی لپٹتے ہیں۔

سعی کی غلطیاں:

۲۵۔ سعی کرنے کے وقت صفا پر صرف اتنا چڑھنا چاہئے کہ دروازے مسجد یعنی باب الصفا سے بیت اللہ نظر آنے لگے۔ آج کل بیت اللہ یا دوسری سیڑھی پر سے دروازے میں سے نظر آنے لگتا ہے اس لئے اس سے زیادہ اوپر چڑھنا جیسا کہ بعض جاہل سعی کرنے والے چڑھتے ہیں، بعضے تو بالکل اوپر پہنچ جاتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے اور مروہ پر بھی زیادہ اوپر نہیں چڑھنا چاہئے، صرف اتنا چڑھنا کافی ہے کہ اگر سامنے مکانات نہ ہوتے تو وہاں سے بیت اللہ نظر آنے لگتا، آج کل چونکہ مروہ اور بیت اللہ کے دریان مکانات بنے ہوئے ہیں اس لئے نظر نہیں آتا۔[2]

۲۶۔ آج کل بعض امرا بلا عذر بھی موٹر پر سوار ہو کر سعی کرتے ہیں، حالانکہ بلا عذر سوار ہو کر سعی کرنے سے دم لازم آتا ہے۔ البتہ عذر کی حالت میں سوار ہو کر سعی کرنا جائز ہے۔

---

[1] ایسا ہی بعض آدمی مقام ابراہیم کا استلام کرتے ہیں اور اس کو بوسہ دیتے ہیں، علامہ نووی نے ''ایضاح'' میں اور ابن حجر مکی نے ''توضیح'' میں فرمایا ہے کہ مقام ابراہیم کا استلام نہ کیا جائے نہ اس کو بوسہ دیا جائے، یہ مکروہ ہے۔ (شیر محمد)

[2] اگر پہلی سیڑھی کے نیچے متصل زمین پر کھڑا ہو تب بھی صفا پر چڑھنا محقق ہو جائے گا کیونکہ اب زمین کے اوپر ہو جانے کی وجہ سے بہت سی سیڑھیاں صفا مروہ کی دب گئی ہیں۔ سارے راستہ صفا مروہ میں اکثر آدمی دوڑتے ہیں، یہ بھی صحیح نہیں ہے، صرف میلین کے درمیان تیز چلنا چاہئے۔ (شیر محمد)

۲۷۔ سعی کرتے وقت صفا اور مروہ پر دعا کے لئے ہاتھ اس طرح اٹھانے چاہئیں جس طرح دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ بعض جاہل معلم حجاج سے کانوں تک تین مرتبہ تکبیر کے ساتھ مثل تکبیر تحریمہ کے ہاتھ اٹھواتے ہیں۔ یہ خلاف سنت ہے۔

وقوف عرفات کی غلطیاں:

۲۸۔ بعضے لوگ جبل رحمت پر چڑھنا ثواب سمجھتے ہیں۔ شرعاً اس کی کچھ اصل نہیں۔

۲۹۔ عرفات میں بھی مردوں عورتوں کا بہت اختلاط ہوتا ہے اس اختلاط سے دونوں کو بچنا چاہئے۔

۳۰۔ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں اور اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جو احکام حج کی کتابوں میں مذکور ہیں، من جملہ ان شرائط کے بادشاہ وقت یا اس کے نائب کا امام ہونا بھی ہے، مگر یہ امام اکثر حنفی نہیں ہوتا بلکہ مالکی یا حنبلی ہوتا ہے اور ان کے نزدیک عرفات میں قصر ہوتا ہے۔ اس لئے حنفی کو خواہ مقیم ہو یا مسافر ایسے امام کی اقتدا جائز نہیں ہے۔ جو باوجود مقیم ہونے کے قصر کرے۔ ہاں اگر وہ تین روز کی مسافت سے آیا ہو پھر اقتدا جائز ہے۔ با اثر لوگوں کو چاہئے کہ حکومت حجاز کو اس امر کی طرف توجہ دلائیں کہ مذہب احناف کی بھی رعایت کی جائے اور اس کی سہل صورت یہ ہے کہ امام عرفات کو موٹر میں سوار کر کے تین روز کی مسافت پر بھیج دیا جائے اور پھر واپس آ کر وہ عرفات میں نماز پڑھائے۔ اس صورت میں ان کے مذہب کے علاوہ بھی نہیں ہوتا اور ہمارے مذہب کی بھی رعایت ہوتی ہے۔ اگر وہ امام مسافر نہ ہو تو اس کے ساتھ نماز نہ پڑھو، بلکہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھنی چاہئیں۔ دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۱۔ بعضے لوگ سورج غروب ہونے سے پہلے ہی عرفات کی حدود سے اژدھام کے خوف سے نکل جاتے ہیں حالانکہ سورج غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے۔ اور سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات سے نکلنے کی وجہ سے دام واجب ہوتا ہے۔

وقوف مزدلفہ کی غلطیاں:

۳۲۔ مزدلفہ میں عشا کی نماز سے فارغ ہو کر صبح صادق تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے، صبح صادق کے بعد مزدلفہ کا وقوف واجب ہے، اگرچہ تھوڑی سی دیر ہو۔ مگر سنت یہ ہے کہ اول وقت میں فجر کی نماز پڑھ کر وقوف کرے اور جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے برابر وقت رہے منیٰ کو چل دے، مزدلفہ کے وقوف کا وقت صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے تک رہتا ہے، اس وقوف کا بعض لوگ اہتمام نہیں کرتے، اس وقت سے پہلے وقوف کا اعتبار نہیں، اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ سے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا۔[1] البتہ عورت اگر ہجوم کی وجہ سے پہلے چلی جائے تو اس پر دم واجب نہ ہوگا، ایسے ہی مریض اور کمزور آدمی اور بچے چلے جائیں گے تو دم واجب نہ ہوگا۔

۳۳۔ مزدلفہ میں مشعر حرام پر جو مکان بنا ہوا ہے، عوام میں اس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ جو شخص اس کی چھت پر چڑھ کر اس زینہ پر جو کہ اس کے بیچ میں بنا ہوا ہے۔ سر کے بل اتر کے نیچے کو نکل جائے اس کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ قتل اور حقوق العباد وغیرہ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ بے اصل بات ہے، بعض احادیث میں صرف اتنا آیا ہے کہ جس کا حج مقبول ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتے ہیں اگرچہ حقوق العباد ہی ہوں۔

حج بدل کرنے والوں کی غلطیاں:

۳۴۔ حج بدل میں اگرچہ لوگ بہت غلطیاں اور کوتاہیاں کرتے ہیں اور مسائل سے کثرت سے ناواقف ہوتے ہیں، مگر چند غلطیاں کثیر الوقوع اور اہم ہیں، بعض حج بدل کرنے والے تمتع کرتے ہیں۔ حج بدل کرنے والے کو تمتع کرنا جائز نہیں، بلکہ حج افراد کرنا چاہئے، اگر حج کرانے والے کی اجازت کے بغیر حج تمتع کرے گا تو حج کرانے والے کا حج نہ ہوگا اور حج کرنے والے پر روپیہ کا ضمان ہوگا اور اس کی اجازت سے کیا ہے تو ضمان نہ ہوگا، مگر صحیح قول کے بنا پر حج پھر بھی ادا نہ ہوگا۔ حج بدل کرنے والوں کو اس کی احتیاط کرنی

---

[1] شرح لباب صفحہ ۱۱۸

چاہئے۔ احرام کی طوالت کے خوف سے آمر کے حج کو خراب نہ کرنا چاہئے۔

۳۵۔ حج بدل کرنے والے کو حج بدل کے روپے سے صدقہ کرنا یا کسی کی دعوت کرنا ناجائز ہے۔ ہاں! اگر آمر نے اجازت دی ہو تو جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ حج کرانے والے سے خرچ کی عام اجازت لے لے تاکہ سفر میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ اگر وہ عام اجازت نہ دے تو پھر بہت احتیاط سے روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ حج بدل کے بیان میں غور سے مسائل کو دیکھ کر روپیہ خرچ کرنا چاہئے۔

۳۶۔ حج بدل کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو اس کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ ٹھیکہ اور اجارہ کے طور پر حج نہ کرائیں، بعضے لوگ مصارف کا ٹھیکہ کر لیتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں۔

متفرقات:

۳۷۔ منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قد آدم ستون بنا کر چاروں طرف نشان لگا دیا گیا ہے، ان تینوں جگہوں کو ''جمرات'' یا ''جمار'' کہتے ہیں۔ عام طور پر لوگ ان ستونوں کو جمار سمجھتے ہیں اور ان ہی میں کنکریاں مارتے ہیں، جمار (یعنی کنکری پھینکنے کی جگہ) ستون کے نیچے کی اور نشان کے اندر کی زمین ہے، اس لئے کنکر ستونوں میں نہ مارنا چاہئے، بلکہ جہاں کنکریاں جمع ہوتی ہیں اس جگہ پر مارنی چاہئیں، اگر ستونوں پر کنکری ماری اور نیچے گر گئی تو رمی ہو جائے گی۔[۱] اگر ستون کے اوپر جا کر ٹھہر گئی نیچے نہ گری تو رمی نہ ہوگی۔[۲]

۳۸۔ بیت اللہ کے اندر داخل ہونا مستحب ہے، حج کا رکن یا واجب نہیں ہے، اگر سہولت سے بلا رشوت دیئے داخلہ کا موقع مل سکے تو داخل ہونا چاہئے۔ عام طور پر بلا کچھ لئے شیبی (کنجی بردار) داخل نہیں ہونے دیتا اور اس کو کچھ دے کر داخل ہونا رشوت ہے اور رشوت لینا اور دینا اس جگہ سب کے نزدیک حرام ہے۔ اس لئے اس کی احتیاط رکھنی چاہئے۔ عام طور پر لوگ اس کو رشوت دے کر داخل ہوتے ہیں اور بجائے ثواب کے گناہ کماتے ہیں۔

---

[۱] بشرطیکہ ستون کے نزدیک گری ہو جیسا کہ رمی کے بیان میں گزرا ہے۔ (شیر محمد)

[۲] بشرطیکہ جڑ ستون سے اوپر ستون پر تین ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ پر ٹھہر گئی ہو تو بعید سمجھی جائے گی، اور تین ہاتھ سے کم فاصلہ پر ٹھہر گئی تو قریب سمجھی جائے گی اور جائز ہے۔ (شیر محمد)

۳۹۔ بیت اللہ کے داخلے میں ایک بڑی خرابی یہ پیش آتی ہے کہ عورتیں بھی داخل ہوتی ہیں اور شیبی یا اس کے خدام عورتوں کا ہاتھ پکڑ کر سیڑھی پر چڑھاتے ہیں اور اجنبی لوگوں کے ساتھ بھی اختلاط ہوتا ہے، اگر بلا رشوت داخلہ نہ ہو سکے تو حطیم کے اندر نماز پڑھ لینی چاہئے، حطیم بھی بیت اللہ کا حصہ ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نذر کی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مکہ فتح کر دیا تو بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز ادا کروں گی۔ جب اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ فتح کرادیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حطیم میں داخل کیا اور فرمایا کہ یہاں پڑھ لو۔ حطیم بھی بیت اللہ کا جزو ہے کیونکہ قریش کے پاس تعمیر کے لئے خرچ کم تھا اس لئے اتنا حصہ چھوڑ دیا تھا۔ مگر صرف حطیم کی طرف کو نماز پڑھنی جائز نہیں، بلکہ نماز میں بیت اللہ کی طرف رخ ہونا شرط ہے۔

۴۰۔ بیت اللہ کے درمیان میں ایک میخ ہے عوام اس کو سرۃ الدنیا (دنیا کی ناف) کہتے ہیں۔ اس پر اپنی ناف رکھتے ہیں اور سامنے کی دیوار میں ایک کڑا ہے اس کو عروۃ الوثقیٰ کہتے ہیں یہ سب بے اصل باتیں ہیں۔ ان سے احتراز کرنا چاہئے، اگر داخلہ کا موقع ملے تو آداب داخلہ کو ملحوظ[1] رکھنا چاہئے۔

۴۱۔ اکثر آدمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ مسجد حرام میں فقرا کو روٹی یا نقد وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور فقرا آپس میں چھینا جھپٹی اور شور و شغب کرتے ہیں، یہ مسجد کے احترام کے خلاف ہے۔ جو کچھ تقسیم کرنا ہو مسجد سے باہر تقسیم کرنا چاہئے، ورنہ مسجد کی بے حرمتی کے گناہ میں تقسیم کرنے والا بھی شریک ہوگا۔

۴۲۔ جو جانور کسی جنایت کے بدلے میں ذبح کیا جائے اس میں خود کھانا یا مالدار کو کھلانا جائز نہیں، وہ فقرا کا حق ہے۔ بعضے لوگ خود بھی کھا لیتے ہیں۔ اگر کسی نے غلطی سے کھالیا تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔

۴۳۔ بعض لوگ مذبح[2] اسماعیل میں پتھر پر پتھر رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے عمر بڑھ

---

[1] مقام ابراہیم کو لوگ چمٹتے ہیں اور بوسہ دیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔ (حیات القلوب)

[2] جنۃ المعلیٰ میں لوگ ایک دو پتھر نشان کے لئے رکھتے ہیں کہ میری قبر یہاں ہو، اور لوگ بھی حاجیوں کو وصیت کرتے ہیں کہ میرے لئے بھی معلیٰ میں قبر کا نشان بناتے آنا، یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں۔ (شیر محمد)

جاتی ہے، یہ عقیدہ غلط اور بے اصل بات ہے۔

۴۴۔ چاہ زم زم کے چاروں طرف کی زمین مسجد حرام[1] کا جز و ہے، اس کے احکام مسجد کے ہیں، اس میں تھوکنا ناک کی ریزش گرانا، جنبی کو وہاں آنا اور محدث کو وضو کرنا وہاں جائز نہیں۔ تبرک کے لئے بدن پر وہاں پانی ڈالنے کا مضائقہ نہیں۔ اس جگہ اکثر لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں، بلغم ڈالتے ہیں۔ وضو کرتے ہیں، یہ بڑی بے ادبی اور گناہ ہے۔

۴۵۔ مسجد حرام میں آبِ زم زم کی خرید و فروخت بھی نا جائز ہے۔ مسجد حرام میں بہت سے لوگ پانی پلاتے ہیں، پانی پلانا بڑی اچھی بات ہے، مگر اکثر پانی پلانے والے محض اس واسطے پانی پلاتے ہیں کہ اس کے معاوضہ میں کچھ لیں اور اب یہ عام دستور ہو گیا ہے کہ پلانے والے اس کا معاوضہ طلب کرتے ہیں اور بعضے تو نہ دینے والے کو برا بھلا بھی کہتے ہیں اور پینے والے بھی اکثر دینے کے عادی ہو گئے ہیں اور بالکل ''بیع تعاطی'' کی صورت ہو گئی ہے۔ ایسے لوگوں کو پانی پلانا اور ان سے اس طرح پینا جائز ہے۔ اس کے علاوہ ان کے پانی پلانے میں اور بہت سے قبائح ہیں جن کو صاحب ''مدخل'' نے بیان کیا ہے اور ہم نے بھی ان کو ''معلم الحجاج'' میں ذکر کیا ہے۔

۴۶۔ مساجد کی تعظیم میں اکثر لوگ کوتاہی کرتے ہیں مسجد خیف میں بعضے آدمیوں کو دیکھا کہ اسی میں کھانا پکاتے ہیں، برتن دھوتے ہیں اور بعض بدتمیز تو پیشاب بھی کر دیتے ہیں اور اس کا فرش چونکہ خام ہے اس لئے اس کو قابل احترام نہیں سمجھتے۔ مسجد پختہ ہو یا خادم، مسجد ہے، سب کا ادب برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ادب کی توفیق عطا فرمائے اور بے ادبی سے محفوظ رکھے۔

۴۷۔ حجاز کا روپیہ جس کو ریال کہتے ہیں، انگریزی روپے سے وزن میں زیادہ ہے بعضے آدمی اس کو بھی انگریزی روپیہ کے قائم مقام سمجھ کر لین دین اور تبادلہ کر لیتے ہیں اور بعضے نوٹ پر بٹہ بھی لیتے ہیں، یہ نا جائز ہے، اگر حجازی روپیہ انگریزی روپیہ سے بدلو تو روپیہ نہ ہو بلکہ قرش (حجازی آنے) لے لو تا کہ سود لازم نہ آئے، یا کچھ قرش لے لو اور چاندی کے سکے۔

۴۸۔ بیت اللہ کو جو خوشبو لگی ہوتی ہے اس کو تبرک کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں۔ بعضے لوگ

[1] ردالمختار: ص ۶۹۔

تبرک سمجھ کر استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ہی بیت اللہ کا موم بھی تبرکاً لینا جائز نہیں اور نہ خدام کعبہ سے اس کا خریدنا جائز ہے۔ اگر کوئی خوشبو یا موم کو تبرک کے لئے لینا چاہئے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی خوشبو لا کر بیت اللہ پر لگائے اور اس میں سے جس قدر چاہے لے لے، ایسے ہی اپنی موم بتی لا کر بیت اللہ کے دروازے پر جلائے اور پھر باقی کو اٹھا لے۔

۴۹۔ بعضے آدمی جن پر حج فرض نہیں ہوتا غلبہ شوق میں آ کر حج کو چل دیتے ہیں اور چونکہ توکل اور غنائے قلب بھی ان کو حاصل نہیں ہوتی لوگوں سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں، اس طرح مانگ کر حج کرنا حرام ہے۔

۵۰۔ بعضے لوگ احرام میں ایسا سلیپر یا جوتہ استعمال کرتے ہیں کہ جس سے قدم کی بیچ کی ہڈی (جو نیچے سے اوپر کو ہے اور اٹھی ہوتی ہے) چھپ جاتی ہے۔ ایسا سلیپر اور جوتا استعمال کرنا جائز نہیں جس سے ہڈی چھپ جائے۔ اس لئے یا تو اتنا حصہ کاٹ دیا جائے یا اس میں اگلی جانب کپڑا وغیرہ دے لے تا کہ ہڈی کھلی رہے۔

روضۂ مقدسہ ﷺ پر درود پڑھنے والوں کی غلطیاں:

۵۱۔ بعضے لوگ روضہ اقدس ﷺ کی زیارت کے وقت روضہ کی جالیوں کو ہاتھ لگاتے ہیں یا بوسہ دیتے ہیں۔ یہ سب امور ناجائز اور خلاف احترام ہیں۔ ایسی حرکات حضور اکرم ﷺ کے دربار میں کرنا گستاخی ہے اور وہاں گستاخی اور بے ادبی کرنا بڑا گناہ ہے۔ بعضے ناواقف سجدہ تک کرتے ہیں، خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا شرک ہے۔ عظمت واحترام کا لحاظ رکھتے ہوئے سلام پڑھنا چاہئے اور خیال رکھنا چاہئے کہ کوئی بے ادبی نہ ہو جائے۔

۵۲۔ اکثر زائرین بہت بلند آواز سے چیخ چیخ کر روضہ پر سلام پڑھتے ہیں اور بے انتہا شور و شغب کرتے ہیں۔ یہ خلاف ادب ہے۔ نہ زیادہ چیخنا چاہئے نہ زیادہ آہستہ کہنا چاہئے، بلکہ متوسط آواز سے سلام پڑھنا چاہئے۔

۵۳۔ بعضے زائرین روضہ میں بیٹھ کر تمر صیحانی کھانے کو ثواب سمجھتے ہیں اور اپنے بال کاٹ کر قندیل میں ڈالتے ہیں اور اس قسم کی بہت سی خرافات کرتے ہیں۔ یہ سب بے اصل باتیں ہیں اور بے ادبی میں داخل ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

ان اغلاط کے بعد ہم ایک زبردست غلطی کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ غلطی حج کرنے والوں کی نہیں بلکہ حج نہ کرنے والوں کی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان پر حج فرض ہوجاتا ہے مگر وہ یہی سمجھتے ہیں کہ ہم پر حج فرض نہیں ہوا، اس غلطی میں مبتلا ہونے کی مختلف وجوہ ہیں۔

اول یہ کہ سفر مدینہ منورہ کے مصارف کو بھی حج کے مصارف میں شمار کیا جاتا ہے اور عام طور پر اعلانات و اخبارات میں بھی ان مصارف کو مصارف حج میں داخل کرتے ہوئے حج کے مصارف بتائے جاتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ تحائف وہدایا، صدقات اور تبرکات کی رقم کو بھی حج کے مصارف میں شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ شرعاً حج فرض ہونے میں سفر مدینہ منورہ اور تبرکات وغیرہ کے مصارف کا اعتبار نہیں، بلکہ حج ہر اس شخص پر فرض ہوجاتا ہے کہ جس کے پاس اتنا مال موجود ہو کہ اپنے ضروری کاروبار اور گزر اوقات اور واپسی تک اپنے اہل وعیال کا خرچہ نکال کر اس قدر روپیہ بچ رہے کہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک بلا کسی وقت اور تکلیف شدید کے اپنی حیثیت کے مطابق آجاسکتا ہے۔ غرضیکہ مصارف حج میں صرف وہ روپیہ شمار ہوگا جو مکہ مکرمہ تک آنے جانے، کھانے پینے وغیرہ میں اور دیگر ضروریات سفر میں خرچ ہوگا۔ تحائف وتبرکات اور سفر مدینہ کے مصارف اس میں شمار نہیں ہوں گے۔ البتہ حکومت کا ٹیکس، فیس معلّمی اور دیگر مصارف جو حکومت نے قانونی طور پر حجاج پر مقرر کر رکھے ہیں وہ شمار ہوں گے۔

تیسرے یہ کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس نقد روپیہ حج کرنے کے لائق موجود ہو اس پر حج فرض ہوتا ہے اور جائیداد یا مال والوں پر حج فرض نہیں ہوتا، یہ بھی غلط ہے۔ روپیہ نقد ہونا حج فرض ہونے کے لئے شرط نہیں ہے، بلکہ اگر کسی کے پاس اتنی جائیداد ہے یا کوئی اور مال ہے کہ اگر اس میں سے کچھ حصہ فروخت کردیا جائے تو اس سے حج کے مصارف اور اہل وعیال کے خرچہ کے علاوہ اتنی جائیداد اور مال باقی رہے گا جس سے آئندہ اپنی گزر اوقات سہولت سے ہوسکتی ہے تو اس پر حج فرض ہوجائے گا۔

جس پر حج فرض ہوجائے اس کو جلدی ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور دنیوی مشاغل کی وجہ سے تاخیر نہ کرنی چاہئے۔ دنیا کی چند کوڑیوں کی خاطر دین کی اشرفیوں کو ضائع کرنا اور آخرت

کے لئے ذخیرہ کرنا بڑی کم فہمی اور نقصان کی بات ہے۔

مبادا دل آں فر و مایہ شاد   کہ از بہر دنیا و ہد دیں بیاد

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: مَنْ أَرَادَ الْحجَّ فَلْيَتعَجَّلْ. (ابوداؤد)

جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو اس کو جلدی کرنی چاہئے۔

دوسری حدیث میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو سخت تنبیہ فرمائی ہے کہ جن پر حج فرض ہو گیا اور بلا عذر انہوں نے حج نہیں کیا۔

عَنْ أَبِى أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ! مَنْ لَّمْ يَمْنَعْه، مِنَ الْحجّ حَاجَة ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَان جَائِر أَوْ مَرَض" فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًا أَوْ نَصْرَانِيًا.. (رواه الدارمی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا شدید مرض نے حج سے نہیں روکا اور بلا حج کئے مر گیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

جب حج فرض ہو جائے تو جہاں تک ہو سکے جلد ادا کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جاؤ، زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، زیارت مدینہ منورہ کا اگر سامان نہ ہو تو اس کی وجہ سے تاخیر نہ کرو، اگر اللہ کو منظور ہو گا تو پھر کسی وقت یہ دولت حاصل ہو جائے گی اور بالفرض اگر زیارت نہ بھی نصیب ہوئی اور آپ کا پختہ ارادہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اگر وسعت دیں گے تو مدینہ منورہ حاضر ہوں گا، تو انشاء اللہ تعالیٰ اس ارادہ کا اجر بھی کچھ کم نہ ملے گا۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِاَدَاءِ الْمَنَاسِكِ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضیٰ، وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ بَعْدَ الْعَوْدِ الْمَرَّةَ بَعْدَ الْمَرَّةِ إِلٰى بَيْتِكَ الْحَرَامِ، وَشَرِّفْنَا بِزِيَارَةِ حَبِيْبِكَ وَسَيِّدِ الْأَنَامِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

احقر سعید احمد بن نور محمد اجراڑوی غفرلہ

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ